یا اللہ مدد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

حق چار یار

رضا خانی عقائد کے حامل شیخ محمد بن علوی مالکی اور جناب صوفی محمد اقبال مرحوم کے زیر اثر

مجالس ذکر اللہ کے نام پر

علماء دیوبند کے خلاف سازشیں

بجواب مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں

پسند فرمودہ

جانشین حضرت اوکاڑوی

وکیل احناف

مفتی مولانا محمد انور اوکاڑوی مدظلہ

خلیفہ مجاز

مرشد العلماء حضرت سید نفیس الحسینی

مقدمہ

جانشین فقیہ العصر

مفتی مولانا سید عبد القدوس ترمذی مدظلہ العالی

خلیفہ مجاز

رئیس العلماء شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان

ترتیب

خادم اہل سنت

عبد الرحیم چاریاری

ناشر جامعہ حنفیہ شیخوپورہ روڈ فیصل آباد
0321-7837313
0307-5687800

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا، امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر، قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین، حکیم العصر مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمہم اللہ وغیرہم اکابر اہل سنت دیوبند فرماتے ہیں:

”اجتماعی ذکر کرنے کے لیے مستقل اہتمام سے مجالس قائم کرنا اور ان کے لیے تداعی بدعت ہے۔“

جبکہ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب کہتے ہیں:

”بعض ناخلف شیطانی اثر سے اِن مجالس کو بدعت کہتے ہیں۔“ [ماہنامہ زکریا: اپریل ۲۰۱۷ء، ص:۲۶]

اور مولانا ہزاروی کے خلیفہ مجاز مولانا حفیظ اللہ لکھتے ہیں:

”منکرین مجالس ذکر اللہ کا یا تو تجاہل عارفانہ ہے، یا عقل اندھی ہوگئی ہے۔“ [سازشیں:۴۰]

مجالس ذکر اللہ کے نام پر
علمائے اہل سنت دیوبند کے خلاف سازشیں

۱۔ اجتماعی ذکر کی مجالس کی شرعی حیثیت

۲۔ مروجہ مجالس ذکر، اکابر دیوبند کی نظر میں!

۳۔ کتاب ”مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں“ کا تحقیقی جائزہ

۴۔ علوی مالکی واقبالی گروہ کی خدمت میں!

ترتیب وتدوین

خادم اہل سنت عبدالرحیم چاریاری غفرلہ

ناشر: جامعہ حنفیہ، فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید. اللھم بارک علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مجالس ذکر کی فضیلت کی ایک حدیث میں مضمون اس طرح نقل ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

''بیشک اللہ تعالی کے کچھ چلنے پھرنے والے فرشتے ہیں وہ ذکر کے حلقوں کو تلاش کرتے ہیں، جب ذکر کے حلقہ والوں کے پاس پہنچتے ہیں، اُن کو گھیر لیتے ہیں، پھر اپنے جاسوس فرشتے کو آسمان کی طرف اللہ تعالی کے پاس بھیجتے ہیں، تو بتاتے ہیں کہ: اے ہمارے رب! ہم آپ کے بندوں میں سے کچھ کے پاس آئے، وہ آپ کی نعمتوں کی عظمت بیان کر رہے تھے، آپ کی کتاب کی تلاوت کر رہے تھے، اور نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھ رہے تھے، اور اپنی آخرت اور دنیا کے لیے آپ سے مانگ رہے تھے، تو اللہ تعالی فرماتے ہیں اُن کو میری رحمت سے ڈھانپ لو، عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! اُن میں فلاں بہت خطائیں کرنے والا بھی ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں اُن کو میری رحمت سے ڈھانپ لو، وہ ایسے اہلِ مجلس ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے والا محروم نہیں ہوتا۔'

[مسند بزار: ح ۶۴۹۴، حلیۃ الاولیاء: ۲۶۸/۶، وغیرہ]

اِن روایات کو سامنے رکھنے سے یہ بات خوب واضح ہوتی ہے کہ مجالسِ ذکر سے مراد اَپنے اپنے طور پر ذکر و تلاوت، نماز وغیرہ مختلف اعمال میں مشغول لوگ ہیں جو مساجد میں یا کسی بھی جگہ مدرسہ وغیرہ میں جمع ہوتے ہیں اور اِن اعمال کے کرنے میں اُن کی صورت اجتماعی ہوتی ہے، لیکن بیک زبان ہو کر یہ اعمال کرنا مراد نہیں ہے، اور نہ ہی اِن میں سے ہر عمل بیک زبان ہوسکتا ہے۔

مجموعہ تحریرات......

قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ

مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری مدظلہم [شیخ الحدیث: دارالعلوم دیوبند]

وکیل احناف حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہم

شیخ الحدیث حضرت مولانا حبیب الرحمٰن سومرو مدظلہم

استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی جمیل الرحمٰن مدظلہم

مفتی ابن مفتی مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

محقق اہل سنت حضرت مولانا مجیب الرحمٰن مدظلہم

ادیب بے بدل حضرت مولانا محمد ازہر مدظلہم

رفیق قائد اہل سنت حافظ عبدالوحید الحنفی مدظلہ

فاضل جلیل حضرت مولانا مفتی محمد اعظم ہاشمی مدظلہ

مناظر اہل سنت حضرت مولانا ابوایوب قادری مدظلہ

مناظر اہل سنت حضرت مولانا مفتی نجیب اللہ عمر مدظلہ

خادم اہل سنت عبدالرحیم چاریاری غفرلہ

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں۔

نام کتاب..........

مجالس ذکر اللہ کے نام پر علماء اہل سنت دیو بند کے خلاف سازشیں

مجموعہ تحریرات..........اکابر وعلماء اہل سنت دیو بند

مرتب..........خادم اہل سنت عبد الرحیم چار یاری

صفحات..........چار سو چوبیس (۴۲۴)

طبع اول..........جون ۲۰۱۹ء.....شوال المکرّم ۱۴۴۰ھ

تعداد..........گیارہ سو (۱۱۰۰)

ناشر..........جامعہ حنفیہ، امداد ٹاؤن، شیخوپورہ روڈ، فیصل آباد

قانونی مشیر..........چوہدری ظفر اقبال صاحب، ایڈوکیٹ سپریم کورٹ

ملنے کے پتے

جامعہ حنفیہ، فیصل آباد 0304-4550218_0321-7837313

مکتبہ اہل سنت، دوکان نمبر ۱۲، رسول پلازہ، امین پور بازار، فیصل آباد 041-2612313

دار الامین، اچھرہ، لاہور 0307-5687800_0312-0334-4612774

مولانا عبد الرؤف نعمانی، اچھرہ لاہور 0321-4145543_0300-4273864

دفتر ماہنامہ حق چار یار، جامع مسجد میاں برکت علی، اچھرہ لاہور

دفتر تحریک خدام اہل سنت، مدنی مسجد، چکوال

جامعہ حقانیہ، ساہیوال سرگودھا 0301-4843429

مکتبہ صفدریہ، نزد مدینہ مسجد، ماڈل ٹاؤن بی، بہاول پور 0301-7790908

مکتبہ جمال قاسمی، دوکان نمبر ۲، شان آرکیڈ، بالمقابل جامعہ گلشن عمر، سہراب گوٹھ، کراچی

مکتبہ عمر فاروق، نزد جامعہ فاروقیہ، شاہ فیصل کالونی، بلاک نمبر ۴، کراچی

باب نمبر ایک (۱)

آغاز سخن

۱......اجمالی فہرست

۲......تفصیلی فہرست

۳......انتساب

۴......تقریظ......مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہم

۵......تقریظ......مولانا مفتی جمیل الرحمٰن مدظلہم

۶......تقریظ......مولانا مفتی نجیب اللہ عمر

۷......مقدمہ......مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

۸......عرض مرتب......خادم اہل سنت عبدالرحیم چاریاری

کتاب ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' کا مصنف سلفیوں کے راستے پر چلنے والا ہے، کیونکہ اس نے مروجہ مجالس ذکر قائم نہ کرنے یا مخالفت کرنیوالے اکابر پر یہ آیات فٹ کی ہیں:

۱۔ان پر شیطان غالب آگیا ہے۔اور شیطان نے ان کو اللہ تعالیٰ کا ذکر بھلا دیا ہے۔

۲۔نیز جو شخص رحمان کے ذکر سے اندھا بن جائے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں۔

۳۔شیطان ہی ارادہ کرتا ہے۔کہ تم کو اللہ کے ذکر سے روکے۔

تو بڑا تعجب ہوا کہ مولانا سرفراز خان صفدرؒ، مولانا قاضی مظہر حسینؒ، مولانا عاشق الٰہیؒ، مولانا عبدالشکور ترمذیؒ، مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اور اکابرین دیوبند وسہارنپور جنہوں نے مطلق مجلس ذکر کی اجازت نہیں دی۔نعوذ باللہ اُن پر شیطان غالب ہے، وہ شیطان کا گروہ ہیں، اُن پر شیطان مسلط ہے اور وہ راہ حق سے اندھے ہیں۔!!؟

اہل علم کی شان یہ نہیں ہے کہ عوام کا مزاج دیکھ کر دین کو اُس کے مطابق ڈھالنا شروع کردیں۔ بلکہ عوام کی پسند ناپسند اور عوام میں مقبولت کے معیار سے بلند ہوکر شریعت کی پسند ناپسند اور عنداللہ مقبولیت کو معیار بنا کر دین کی اشاعت وحفاظت کا فریضہ سرانجام دیں۔ اور باطل اَفکار پھیلانے والی ''شخصیات'' کے بجائے ''صحیح مسلک'' کو ترجیح دیتے ہوئے بلاخوف لومۃ لائم حق کو واضح فرمائیں۔اکابر اہل سنت دیوبند کی سیرت میں یہ پہلو بہت نمایاں ہے۔

کتاب ''تحفظ عقائد اہل سنت'' سے جہاں جناب علوی مالکی اور ان کے پیروکار و متبعین کے باطل عقائد ونظریات پر زد پڑی، اس کے ساتھ بدعات اور رسومات اور بدعتی عقائد میں ان کے ہمنوا حضرات بھی اِس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، جو حضرات صحیح طور پر اہل حق علماء دیو بند کے مسلک ومشرب پر ہیں، اُنہیں تو اِس کتاب کی اشاعت سے خوشی ہوئی اور وہ اِس کے مندرجات سے سو فیصد متفق ہیں۔لیکن جو حضرات اپنے آپ کو اکابر دیو بند کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اُن کے صحیح وحق مسلک ومشرب کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں، بلکہ اُن کے مسلک ومشرب میں تحریف کر کے انہیں اہل بدعت کا ہمنوا قرار دے رہے ہیں، وہ اِس کتاب سے سخت ناراض اور پریشان اور مسلسل اِس کی مخالفت کے درپے ہیں۔

کتاب ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' میں ہماری کتاب کے صرف ایک باب پر مخصوص انداز میں تبصرہ کیا گیا ہے۔اور باقی ۷/ابواب سے آنکھیں بند رکھی گئی ہیں۔

اجمالی فہرست

باب نمبر ایک (۱)......آغازِ سخن: فہرست، انتساب، تقاریظ، مقدمہ، عرض مرتب 5
باب نمبر دو (۲)......اجتماعی ذکر کی مجالس کی شرعی حیثیت 67
۱......اجتماعی ذکر کی مجالس......مولانا مجیب الرحمٰن مدظلہم 69
۲......قرآن وسنت کی روشنی میں ذکر اور مجالس ذکر کا مفہوم......مولانا مفتی محمد اعظم ہاشمی...... 82
۳......مروجہ مجالس ذکر پر ایک نظر......مولانا ابوایوب قادری 90
۴......تداعی کے ساتھ مجلس ذکر کا جواز، ایک فتوے کا جائزہ......مولانا ابوایوب قادری........ 104
باب نمبر تین (۳)......مروجہ مجالس ذکر، اکابر دیوبند کی نظر میں 119
۱......مروجہ مجالس ذکر اور شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ......عبدالرحیم چاریاری.......... 121
۲......مروجہ مجالس ذکر اکابر اہل سنت دیوبند کی نظر میں!......عبدالرحیم چاریاری.................. 143
۳......تعلیمی مجالس ذکر، حضرت امام اہل سنت کی نظر میں! 174
۴......اجتماعی ذکر کرنا دیوبندیت نہیں، بدعت ہے......شیخ الحدیث مولانا سعید احمد پالن پوری 178
باب نمبر چار (۴)......"مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں" کا تحقیقی جائزہ 181
۱......مجالس ذکر اللہ کے نام پر علمائے دیوبند کے خلاف سازشیں......عبدالرحیم چاریاری...... 183
۲......مسلکِ اہل سنت کے خلاف سازشیں......حافظ عبدالوحید الحنفی مدظلہ.................. 230
باب نمبر پانچ (۵)......"مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں": طبع دوم کا تحقیقی جائزہ......... 257
۱......مولانا حفیظ اللہ صاحب کی کتاب کا دوسرا ایڈیشن......عبدالرحیم چاریاری غفرلہ............ 259
۲......مکتوبات حنفی بنام......حافظ عبدالوحید الحنفی مدظلہ 302
باب نمبر چھ (۶)......علوی مالکی واقبالی گروہ کی خدمت میں! 345
۱......اجازت وخلافت کی حقیقت......مولانا محمد ازہر مدظلہم، ملتان 347
۲......مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی سے اختلاف کی وجوہات......مولانا قاضی مظہر حسینؒ 351
۳......اکابر اہل سنت، مولانا ہزاروی کی جارحیت کی زد میں!......عبدالرحیم چاریاری............ 359
۴......رسالہ "الارشاد" اور "ذکر کے حلقے" میں خیانتیں......عبدالرحیم چاریاری............ 366
۵......"آپ کے مسائل اور ان کا حل" کے ناشرین کی علمی خیانت......مولانا حمزہ احسانی.... 386
۶......اقبالی حضرات اور ہزاروی گروہ سے چند سوالات 403

تفصیلی فہرست

باب نمبر ایک (۱)

آغاز سخن 5

تقریظ ......مناظر اسلام، وکیل احناف مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہم 26

''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' کا مصنف سلفیوں کے راستے پر چلنے والا ہے........ 26

کیا اکابر اہل سنت دیوبند پر شیطان غالب تھا؟ کیا وہ شیطان کا گروہ ہیں؟........ 27

پہلے چھوٹوں پر ہاتھ ڈالنا، پھر بڑوں کی ڈاڑھیاں پکڑنا غیر مقلدیت ہی ہے........ 27

خلط مبحث: مطلق ذکر، انفرادی ذکر، اور بلا تداعی اجتماعی ذکر محل نزاع نہیں........ 27

امید ہے کہ مصنف یہ طریقہ ترک کردے گا، بشرطیکہ صادق سیالکوٹی (غیر مقلد) جتنی حیا ہو. 28

مسلک اکابر........ 28

حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ........ 29

اہل حق کا مسلک اعتدال........ 30

تقریظ ......استاذ العلماء مولانا مفتی جمیل الرحمٰن مدظلہم........ 31

منکر اور بدعت کے بارے مداہنت اختیار کرنا انتہائی خطرناک ہے........ 31

صحیح مسلک کے بجائے بعض شخصیات کی رعایت کرنے سے دینی نقصان ہوتا ہے........ 31

تقریظ ......وکیل اہل سنت مولانا مفتی نجیب اللہ عمر مدظلہ........ 33

شریعت نے ہر امر دینی کے اصول و آداب بھی بتائے ہیں جن کی پابندی ضروری ہے........ 33

مقدمہ ......ابن فقیہ العصر مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہم........ 34

محمد علوی مالکی کی کتاب پر اکابر دیوبند کی تقاریظ اور رجوع........ 34

حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندر مدظلہم کا اپنی تقریظ سے تحریری رجوع........ 35

رسالہ اکابر کا مسلک و مشرب اور فقہاء و علماء دیوبند کی طرف سے اس کی تردید........ 35

''تحقیقی نظر'' اور ''تحفظ عقائد اہل سنت'' کی اشاعت اور بعضوں کی پریشانی........ 36

''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'': نامناسب اسلوب، خروج عن المبحث...... 38

خلط مبحث، دعویٰ اور دلیل میں عدم مطابقت اور قیاس مع الفارق 38

عرض مرتب ......خادم اہل سنت عبدالرحیم چاریاری غفرلہ 40

اکابر اہل سنت کی اصل خوبی: ہمہ جہت اعتدال 40

روحانیت سے محروم بعض حضرات کا، کشش پیدا کرنے کے لیے بدعات کا ارتکاب 40

بندہ کی کاوش ''تحفظ عقائد اہل سنت'' کے بارے میں علماء ومبصرین کی آراء 42

(۱)......**استاذالمحدثین** حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ کی رائے گرامی 42

(۲)......ماہنامہ ''وفاق المدارس'' کا تبصرہ......(۳)......ماہنامہ ''الفاروق'' کا تبصرہ 43

(۴)......مولانا اصلاح الدین حقانی مدظلہ [مسئول: وفاق المدارس] کی رائے 44

(۵)......اقراء روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے مدیر مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ کی رائے 44

(۶)......مولانا محمد قاسم مدظلہ [رکن عاملہ: وفاق المدارس] کی رائے 45

(۷)......جامعہ مفتاح العلوم حیدرآباد کے مدیر مولانا سیف الرحمٰن مدظلہ کی رائے 45

(۸)......حضرت مولانا محمد اسماعیل بدات رحمہ اللہ کی رائے 45

(۹)......وکیل احناف مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہم کی رائے 45

(۱۰)......شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمٰن سومرو مدظلہم کی رائے 45

(۱۱)......ابن فقیہ العصر مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہم کی رائے 45

کتاب ''تحفظ عقائد'' میں شامل آٹھ ابواب اور اُن اکابر کے اسماء جن کے مضامین شامل ہیں. 46

کتاب ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' ......طرز وانداز تحریر کی مولانا نثار حسینی سے مطابق 48

کتاب ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' ......کے مصنف اپنی حیثیت واضح فرمائیں 49

کتاب ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' ......میں غلط بیانیاں 49

کتاب ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' ......میں اکابر کی بے ادبی 56

کتاب ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' ......میں تقریظ لکھنے والوں پر الزامات 57

کتاب ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' ......میں نامناسب انداز 60

کتاب ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' ......میں بلند وبانگ دعویٰ 61

مولانا حفیظ اللہ صاحب نے جو کچھ بندہ کو کہا، وہ سب معاف ہے 61

زیر نظر مجموعہ ''مجالس ذکر اللہ کے نام پر اکابر دیوبند کے خلاف سازشیں'' کے بارے میں 62

باب نمبر دو (۲)

اجتماعی ذکر کی مجالس کی شرعی حیثیت 67
اجتماعی ذکر کی مجالس......مولانا مجیب الرحمٰن 69
کسی کام کی قباحت ظاہر ہونے پر اہل علم کے لیے کنارہ کشی ضروری ہے 69
پہلی مثال: مروجہ محافل میلاد 69
دوسری مثال: حیلہ اسقاط 70
تیسری مثال: حیلہ تملیک 70
صوفیائے کرام کے طریقے برائے علاج و اصلاح تھے۔ مستقل عمل شرعی نہیں 71
انفرادی عبادت کو اجتماعی شکل میں کرنے کا اہتمام کرنا بدعت ہے 72
چاشت و اشراق کی نماز، مسلمان کو مصافحہ 73
ذکر اللہ میں اصل اخفاء ہے 73
اجتماعی مجالسِ ذکر اور احادیث نبویہ 73
صحابہ نے ذکر کی جو مجالس قائم کیں، وہ کیسی تھیں؟ 75
مجالس ذکر کا مفہوم عام ہے 77
اللہ تعالیٰ فرشتوں کی مجلس میں کیسے تذکرہ فرماتے ہیں 78
صحابہ کرام کی مجالس حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ کی نظر میں! 79
امام مالک رحمہ اللہ کا ارشاد 80
موسوعہ فقہیہ کویت میں امام شاطبی رحمہ اللہ کا فرمان 80
شیخ عبدالعزیز بن بازؒ کا فتویٰ 81
قرآن وسنت کی روشنی میں ذکر اور مجالس ذکر کا مفہوم (مفتی اعظم ہاشمی) 82
حرفِ آگہی 82
شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کی کتاب میں بدترین خیانت 82
ذکر الٰہی 83
مجالس ذکر کا جامع مفہوم 84
فائدہ 85

کیا مروجہ مجالس ذکر تعلیم کیلئے ہیں؟ 87

مروجہ مجالس ذکر پر ایک نظر (حضرت مولانا ابوایوب قادری مدظلہم) 90

(۱)......ذکر اللہ کا مقصد 90

(۲)......ذکر اللہ کی اصل حقیقت اور مصداق 90

(۳)......اثر ابن مسعودؓ، اہل مجالس کا رویہ......اور اکابر دیوبند کے حوالے! 92

(۴)......اثر ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ 94

(۵)......اقوال وافعال مشائخ کی شرعی حیثیت اور اہل مجالس مروجہ کا رویہ! 95

(۶)......بطور علاج مجالس ذکر قائم کرنے کا شرعی حکم 97

(۷)......تداعی کا مسئلہ 97

(۸)......مروجہ مجالس ذکر اکابر اہل سنت دیوبند کی نظر میں! 99

(۹)......تعلیم کی خاطر مجالس ذکر کا انعقاد 102

تداعی کے ساتھ مجلس ذکر کا جواز، ایک فتوے کا جائزہ......مولانا ابوایوب قادری 104

تمہید: ضابطے اور شاذ قول وعمل میں فرق 104

اصول نمبر ۱: نفلی عبادت کے لیے تداعی واہتمام 104

اصل دوم: غیر لازم کو عقیدہ یا عمل میں لازم کرنا 105

اصل سوم: جس مندوب یا مباح سے عوام کے اعتقاد میں فساد کا خطرہ ہو 106

اصل چہارم: نوافل کے اجتماع کا اہتمام 107

اصل پنجم: اہل باطل سے تشبیہ 108

مروجہ مجالس ذکر 111

چند شبہات اور ان کا جائزہ 112

شبہ نمبر ۱: کتب حدیث میں مجلس ذکر کے فضائل اور ان کا مطلب 112

شبہ نمبر ۲: علامہ شامی کی عبارت کہ ذکر جہر مستحب ہے 116

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی عبارات میں ''جماعتی ذکر'' کا مطلب 117

مروجہ مجالس ذکر مولانا زکریا رحمہ اللہ نے نہیں شروع کرائیں! 118

باب نمبر تین (۳)

مروجہ مجالس ذکر، اکابر دیوبند کی نظر میں 119

مروجہ مجالس ذکر اور شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ......

خادم اہل سنت عبدالرحیم چاریاری غفرلہ 121

☆......ذکر الٰہی عظیم الشان مقصودی عبادت ہے...... 121

☆......ذکر اللہ کے فضائل و مسائل بیان کرنا باعث اجر و ثواب ہے...... 121

☆......ذکر کی اقسام...... ☆......ذکر کی شرائط و قیود کی پابندی ضروری ہے...... 122

☆......حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کس طرح ذکر کرتے تھے؟...... 123

☆......زیرِ نظر تحریر 'اجتماعی ذکر بالجہر' اور اُس کی شرائط کے بارے میں ہے...... 123

☆......(۱)...... **ذکر بالجھر**...... 124

☆......ذکر بالجہر اپنی شرائط کے ساتھ جائز ہے، لیکن غیر اولیٰ ہے...... 124

☆......اکابر اہل سنت کے ہاں 'جہر' تعلیم یا علاج کے لیے تھا، لہذا جہر کو ثواب سمجھنا غلط ہے...... 125

☆......اگر کسی بزرگ کا عمل اس کے خلاف ہے تو تاویل کی جائے گی...... 126

☆......(۲)...... **اجتماعی ذکر بالجھر**...... 127

☆......اجتماعی ذکر بالجہر مخصوص شرائط کے ساتھ صرف **تعلیمًا یا علاجًا** جائز ہے...... 128

☆......تعلیم حاصل ہو جانے کے بعد اجتماعی ذکر ممنوع ہے۔...... 128

☆......تعلیم و علاج کے علاوہ اجتماعی ذکر بدعت ہے...... 129

☆......مروجہ مجالس ذکر کا ثبوت چودہ سو سال میں نہیں ملتا...... 130

☆......حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے بعض خلفاء کا غلو اور خلط مبحث...... 131

☆......مجالس ذکر سے متعلق اکابر دیوبند کا مسلک اور چند اہم کتب...... 132

☆......شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کی مجالس ذکر...... 133

☆......حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی مجالس ذکر اور ''مروجہ مجالس ذکر'' میں فرق...... 136

☆......سابقہ بحث کا خلاصہ...... 136

☆......برکۃ العصر شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کا موقف اور طرز عمل...... 138

☆......ذکر بالجہر کے بارے میں شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کی تلقین احتیاط...... 139

☆.....مروجہ اجتماعی ذکر بالجہر (حلقہ ذکر) حضرت رحمہ اللہ کے نزدیک بدعت ہے........... 140
☆.....حضرت شیخ رحمہ اللہ کے بعض متعلقین سے سوال........................ 141

مروجہ مجالس ذکر اکابر اہل سنت دیوبند کی نظر میں!

خادم اہل سنت عبدالرحیم چاریاری غفرلہ. 143
ذکر بالجھر کے بارے میں اکابر اہل سنت کا مسلک ومشرب..................... 145
حضرت تھانویؒ، مولانا سرفراز خانؒ، مولانا یوسف لدھیانویؒ اور مولانا تقی عثمانی کے ارشادات 146
مروجہ مجالس ذکر کے بارے میں اکابر اہل سنت کا مسلک ومشرب............... 147
(۱).....قطب الارشاد، فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ.............. 148
(۲).....شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے شیخ ومربی مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ......... 148
(۳).....حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ.................. 148
(۴).....شیخ العرب و العجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ............... 149
(۵).....مفتی اعظم ہند مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ..................... 150
(۶).....برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ................... 152
(۷).....فقیہ وقت حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ.................. 155
(۸).....مفتی دیوبند مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ (خلیفۂ اجل: مولانا محمد زکریاؒ)...... 155
(۹).....مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ................ 158
(۱۰).....تلمیذ مدنی امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ.............. 158
(۱۱).....حضرت مدنیؒ کے تلمیذ وخلیفہ قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ.......... 161
(۱۲).....تلمیذ حضرت مدنیؒ استاذ العلماء حضرت مولانا سیّد مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ...... 162
(۱۳).....تلمیذ حضرت مدنیؒ استاذ العلماء مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ............ 163
(۱۴).....استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی عبدالستار رحمہ اللہ........................ 166
(۱۵).....شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ (خلیفۂ اجل شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ)... 166
(۱۶).....فتاویٰ حقانیہ.....(۱۷) استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق رحمہ اللہ.. 168
(۱۸).....حضرت مدنیؒ کے مرید، حضرت پیر خورشیدؒ کے خلیفہ مجاز مولانا سید امین شاہ رحمہ اللہ. 169
(۱۹).....استاذ المحدثین حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ (تلمیذ مدنیؒ)............ 170

(۲۰)......حکیم العصر، شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمہ اللہ 170
(۲۱)......مفکر اسلام شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم 171
(۲۲)......مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم......(۲۳)......مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہم.. 171
(۲۴)...... ہفت روزہ ''ضربِ مومن'' و ''دارالافتاء والارشاد'' کراچی......خلاصہ بحث........ 172

تعلیمی مجالس ذکر حضرت امام اہل سنتؒ کی نظر میں 174

درج ذیل اُمور والی مجلس ذکر جائز نہیں........ 174
حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی مجلس ذکر........ 174
اجتماعی ذکر کی دو قسمیں ہیں........ 175
دوام اور التزام میں فرق........ 175
تعلیم حاصل ہو چکنے کے بعد اجتماعی ذکر بالجہر بدعت ہے........ 176
جائز اور مستحب پر اصرار بدعت کے زمرے میں آتا ہے........ 177

اجتماعی ذکر کرنا دیوبندیت نہیں، بدعت ہے.........

شیخ الحدیث مولانا سعید احمد پالن پوری مدظلہم [محدث: دارالعلوم دیوبند] 178

باب نمبر چار (۴)

''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' کا تحقیقی جائزہ. 181

مجالس ذکر کے نام پر علماء دیوبند کے خلاف سازشیں

خادم اہل سنت عبدالرحیم چار یاری غفرلہ 183

کتاب کے نام میں سازشوں کا لفظ........ 183
مروجہ مجالسِ ذکر کی شرعی حیثیت کو نئی تحقیق قرار دینا........ 184
اکابر کی طرف کبیرہ گناہ میں شمولیت کی نسبت........ 185
مروجہ مجالسِ ذکر کی مخالفت کو اکابر کا مقابلہ قرار دینا........ 186
قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ پر بے اعتمادی........ 186
مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہ کے خلاف ہرزہ سرائی........ 192
مولانا مفتی محمد رضوان صاحب کے بارے میں........ 194
اِمدادُ الاحکام کے فتوے کا حوالہ........ 195

میٹھا میٹھا ہپ ہپ کڑوا کڑوا تھو تھو........................ 197
امداد الفتاویٰ کے فتوے حوالہ........................ 198
مولانا مفتی عبدالشکور ترمذیؒ پر اعتراضات........................ 201
''المھند'' سے راہِ فرار اور تداعی کا مسئلہ........................ 202
مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد مدظلہ پر اعتراض........................ 210
کفایت المفتی کے حوالہ جات........................ 211
خیر الفتاویٰ کے فتوے کا حوالہ........................ 217
مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ کے فتوے کا حوالہ........................ 219
حضرت لاہوری کی مجالس اور مروجہ مجالس ذکر........................ 219
مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کے مجاز مولانا مفتی جمیل الرحمٰن مدظلہ پر تنقید........................ 222
مولانا منظور نعمانی اور رائے پور کا غلط حوالہ........................ 223
مفسر قرآن مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی رحمہ اللہ کا حوالہ........................ 225
حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی رحمہ اللہ کا حوالہ........................ 226
حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی کتاب 'اعلاء السنن' کا حوالہ........................ 227
مروجہ مجالس ذکر کے جواز کے قائلین کے لیے فیصلہ کن ضابطہ........................ 227
مسلک اہل سنت کے خلاف سازشیں (حافظ عبدالوحید حنفی صاحب) 230
قرآن آپ سے کیا کہتا ہے؟........................ 230
اسلام کا معنی........................ 231
دین کا لغوی معنی........................ 231
قرآن میں حضور ﷺ کی مخالفت اور صحابہ کو چھوڑنے کا انجام........................ 232
یشاقق اور نولہ کا معنی........................ 232
سنت رسول و سنت خلفائے راشدین........................ 233
جو صحابہ کی طرح ایمان لائیں گے، ہدایت پر ہوں گے........................ 234
حضور ﷺ کے صحابہ کے پیرو اہل السنۃ والجماعۃ ہیں........................ 234
نتیجہ........................ 235

مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں کتاب اور تحقیقی جائزہ 235
کتاب تحفظ عقائد اہل سنت 235
قضیہ کا پس منظر 237
کتاب المہند علی المفند 239
وضاحت 243
تقریظ مفتی جمیل الرحمٰن صاحب 245
دیگر تقاریظ 245
حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سومرو کی تقریظ 248
مقام تاسف 249
رجوع نامہ قبول کرنے کی شرائط 250
مولانا حفیظ اللہ کا قول اور تبصرہ 251
ضروری وضاحت اور اس پر تبصرہ 252
جوابی مکتوب مولانا حفیظ اللہ صاحب بنام عبدالوحید الحنفیؔ 256

باب نمبر پانچ (۵)

"مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں": طبع دوم کا تحقیقی جائزہ 257

مولانا حفیظ اللہ صاحب کی کتاب کا دوسرا ایڈیشن.....

خادم اہل سنت عبدالرحیم چاریاری غفرلہ 259
۱)...... ہزاروی گروہ کی کاوش 260
۲)...... کتاب کا نام 260
۳)...... غلطیوں کا اقرار مگر عادتِ بد برقرار 260
۴)...... غلطیوں کا مع سود اِعادہ 260
۵)...... "حنفی اتحاد" کا عنوان غائب 261
۶)...... احمد رضا خان اور علوی مالکی کی حقیقی جانشینی 261
اول اختلاف: علوی مالکی اَفکار...... ثانوی اختلاف: اقبالی بدعات 262
۷)...... مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کے رجوع سے متعلق دوٹوک بات 262

مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کی خلافت......اقبالی حضرات سے ایک سوال 262

۸)......مولانا زاہد الراشدی کا قضیہ 265

۹)......خیانت کا عدم اقرار، غلط بیانی کا اعادہ 267

۱۰)......یقین اُمید میں تبدیل ہوگیا 267

۱۱)......تقریظ کی اقسام کا ڈھکوسلا 268

۱۲)......بندہ ناچیز پر مزید کرم نوازی اور اکابر اہل سنت پر زبان درازی 268

۱۳)......مجلّہ صفدر اور اقبالی حضرات 270

مجلّہ ''صفدر'' کا آغاز، اکابر اہل سنت کی دعائیں 271

مجلّہ صفدر اکابر اہل سنت کی نظر میں! 271

مجلّہ صفدر، فتنہ غامدی نمبر 272

۱۴)......گمراہ افراد و طبقات کی نشاندہی، کیا اکابر دیوبند کا طریقہ نہیں؟ 273

۱۵)......''خلافتوں کے شوقین'': سلاسل و شجرات میں ''ضلال مبین'' 274

۱۶)......حضرو کا حاسد سینہ، جس میں بھرا ہوا ہے کینہ 274

۱۷)......عبدالرحیم کا جھوٹ یا عزیز الرحمٰن کا فراڈ 276

۱۸)......**اذکروا محاسن موتاکم** 277

۱۹)......مجلّہ صفدر کی آڑ میں حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ پر تنقید 278

مولانا اللہ وسایا صاحب سے شکوہ! 279

شیخ الحدیث مولانا عبدالرزاق اسکندر مدظلہم کی خدمت عالیہ میں گذارش 280

مخدوم مکرم مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہم 281

۲۰)......اِقبالی گروہ کی بدترین خیانت 282

۲۱)......مجلّہ ''صفدر'' کے ٹائٹل اقتباسات 283

۲۲)......اِقبالی گروہ کا ایک اور فراڈ 283

۲۳)......رحمۃ للعالمین کانفرنس چکوال، سنی کانفرنس بھیں 284

۲۴)......عرس کا اشتہار، حقیقتِ حال 285

۲۵)......جامعہ نصرۃ العلوم کا فتویٰ اور حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ کا ملفوظ 288

حضرت امام اہل سنتؒ پر بہتان 288

۲۶)......حقیقت کھل گئی، برہان مل گئی 290

۲۷)......بشارت الدارین کے حوالے سے ایک بہتان 291

۲۸)......عذابِ قبر، خدام اہل سنت کا نظریہ اور ہزاروی گروہ کا بہتان 292

۲۹)......سومرو صاحب کا نظریہ مماتیت ...... یا ہزاروی گروہ کی جہالت و سفاہت 292

۳۰)......حضرت مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ کا حوالہ 294

۳۱)......جھوٹ کے عنوان کا خاتمہ 295

۳۲)......مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ پر بہتان 295

۳۳)......دارالعلوم دیوبند اور دیگر مدارس کے فتاویٰ 295

مروجہ مجالس ذکر بالجہر ...... جامعۃ الرشید کا فتویٰ 297

مناظر اسلام، حضرت مولانا علامہ عبدالستار تونسوی رحمہ اللہ کا موقف 299

دارالعلوم کراچی کا ایک فتویٰ 299

دارالعلوم دیوبند کا تازہ فتویٰ 300

بات صاف ہوگئی 300

حامیان مروجہ مجالس ذکر سے مطالبہ 301

مکاتیب حنفی .... (حافظ عبدالوحید حنفی مدظلہ) 302

مولانا حفیظ اللہ صاحب کے نام مکتوب نمبر۲ 302

مولانا حفیظ اللہ صاحب کے نام مکتوب نمبر۳ 303

(۴)......تبصرہ بر کتاب 304

(۵)......حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ کی نصیحت کا حاصل 306

(۶)......ذکر اللہ کے خلاف سازش کا ثبوت نہیں ملا 306

(۷)......ضروری تصحیح 307

(۸)......اشتہارات عرس کی حقیقت 307

(۹)......رحمت للعالمین کانفرنس کا عنوان 309

(۱۰)......سنی کانفرنس بھیں 310

(۱۱)......دوستوں سے گزارش 311

(۱۲)......صورتِ حال 311

(۱۳)...... جہالت کی مثال 313

حضرت قاضی صاحب اور جہلمی کا روحانی مقام 314

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کا روحانی مقام 315

حضرت مدنیؒ کی طرف سے اجازت بیعت وخلافت 316

قرب وحضور وتکمیل سلوک 316

حضرت شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ کے نزدیک مقام 317

حضرت مدنی کی بیعت اور بغیر جہر کے ذکر کی تعلیم 317

آپ نے قلب کی ایسی اصلاح کی 317

مولانا سید محمد امین شاہ صاحبؒ کا ارشاد 318

حضرت قاضی صاحب کا روحانی مقام 319

(۲)......حضرت مدنیؒ کا روحانی مقام 319

(۳)......مبشرات فیوضات حرمین شریفین 320

(۴)...... بابِ مدنی کھول دیا گیا 320

(۵)......ولایتِ کبریٰ کا حصول 320

نسبتِ نبوی تمام نسبتوں کی جامع ہے 320

آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کی زیارت 321

رسول اللہ ﷺ کے سینے سے فیض کا نور پانا 322

(۱)......غصہ پر قابو پانے کی کوشش کریں یہی اصلاحِ نفس ہے 322

(۲)......ذکر اللہ روح کی غذا ہے 323

ذکر اسم ذات بڑھانے کی کوشش کریں 323

بشرط ذکر وریاضت مدنی سلسلہ سے مقدر حصہ ملے گا 324

ذکر روح کی غذا ہے 324

تسامح کی مثال 325

دوسری تصحیح 326

مکتوب بنام مولانا سعید یوسف صاحب پلندری 329

کتمانِ حق کی مثال 330

کتمان حق کی دوسری مثال 331

دوسرے ایڈیشن کی مزید غلطیاں 332

قولِ فیصل 335

مکتوب راقم الحروف بنام مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سومرو 336

جوابی مکتوب مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سومرو بنام راقم الحروف 337

مکتوب راقم الحروف بنام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب 339

مکتوب راقم الحروف بنام حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی راولپنڈی 341

مکتوب راقم الحروف بنام مولانا محمد معاویہ امجد صاحب 342

باب نمبر چھ(۶)

علوی مالکی واقبالی گروہ کی خدمت میں! **345**

اجازت و خلافت کی حقیقت......[مولانا محمد ازہر، مدیر: ماہنامہ الخیر، ملتان].. **347**

مولانا ہزاروی سے اختلاف کی بارہ (۱۲) وجوہات.........

قائد اہل سنت، وکیل صحابہ مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ **351**

وجہ تالیف 351

(۱)......دیوبندی رضاخانی اختلاف کی نوعیت 352

(۲)......شیخ محمد بن علوی مالکی صاحب 352

(۳)......شیخ محمد بن علوی مالکی کی کتب: مفاہیم......اور......**حول الاحتفال**........... 353

(۴)......فیصلہ ہفت مسئلہ 353

(۶/۵)......عرس اور مروجہ محافل میلاد 354

(۷)......نقشہ نعل شریف 355

(۸)......ذِکر و درود کی اجتماعی مجالس 355

(۹)......مجالس ذکر اور حضرت لاہوری رحمہ اللہ 356

(۱۰)......حضرت صوفی محمد اقبال صاحب مرحوم 357
(۱۱)......حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب مرحوم 357
(۱۲)......حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی اور رسالہ ''اکابر کا مسلک و مشرب'' 357

اکابر اہل سنت مولانا ہزاروی کی جارحیت کی زد میں!......(خادم اہل سنت عبدالرحیم چاریاری غفرلہ) 359
مولانا ہزاروی کا مزاج 359
مولانا ہزاروی کی ناانصافی اور مغالطہ دہی کی دو مثالیں 359
خالص بریلویانہ طریقہ 360
آمدم برسر مطلب 361
مجالس ذکر اللہ کو بدعت کہنے والوں کو اللہ ہدایت دے 361
ناخلف شیطانی اثر سے ان مجالس کو بدعت کہتے ہیں 362
ایسے ظالموں کو جلد توبہ کرلینی چاہیے 362
حضرت مدنی کے نام لیوا مجالس ذکر کی مخالفت کرتے ہیں 362
مولانا زکریاؒ کا ارشاد: بدعتی صورت پیدا نہ ہو 364
فرمان امام اہل سنتؒ: جماعتی شکل میں بلند آواز سے ذکر کرنا بدعت ہے۔ 365
کیا یہ حضرات ناخلف، ظالم اور ذکر اللہ کے ہی مخالف تھے؟ 365

''الارشاد'' اور کتاب ''ذکر اللہ کے حلقے'' میں خیانتیں.
خادم اہل سنت عبدالرحیم چاریاری غفرلہ 366
مولانا نثار حسینی کی خیانت کی گواہی، حضرت مدنیؒ کے خلیفہ کی زبانی 366
مولانا نثار احمد ہماری آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتے ہیں 368
''الارشاد'' کے مضمون میں مولانا نثار صاحب کی خیانتیں 368
مولانا نثار صاحب کی کم علمی و کم فہمی کی مثال 368
(۱)......استفتاء میں خیانت 369
مروجہ مجالس ذکر کے بارے میں مولانا نثار کا موقف 370
مولانا نثار صاحب کی نمایاں خیانت 371

مولانا نثار کے استفتاء کے تمام جوابات تعلیمی مجالس ذکر کے بارے میں ہیں............ 372
ا۔جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کا جواب............ 373
۲۔جامعہ اشرفیہ لاہور کا جواب............ 374
۳۔شیخ الحدیث مولانا محمد حسن جان شہید رحمہ اللہ کا جواب............ 374
۴۔شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید رحمہ اللہ کا جواب............ 374
(۲)......استفتاء درج نہ کرنے کی خیانت............ 374
مولانا ہزاروی بھی اس خیانت میں شامل ہیں............ 375
اسی خیانت کی ایک اور مثال............ 375
(۳)......استفتاء کے جوابات میں قطع و برید............ 375
ا۔مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کا جواب نقل کرنے میں خیانت............ 376
۲۔جامعہ دارالعلوم کراچی کا جواب نقل کرنے میں خیانت............ 376
جامعہ دارالعلوم کراچی کا ایک تفصیلی (مولانا نثار صاحب والے فتوے سے منسلک) فتویٰ.. 377
۳۔دارالعلوم دیوبند کا جواب نقل کرنے میں خیانت............ 380
۴۔جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کا فتویٰ نقل کرنے میں خیانت............ 381
۵۔جامعہ خیرالمدارس ملتان کا جواب نقل کرنے میں خیانت............ 382
''ذکراللہ کے حلقے'' نامی کتاب میں اِس خیانت کا اِعادہ............ 383
حضرت قائد اہل سنتؒ کا دعویٰ ثابت ہوگیا کہ مولانا نثار نے خیانت کی ہے............ 384
حضرت قائد اہل سنتؒ کے بارے میں مولانا نثار صاحب کی متضاد تحریرات............ 384
چھبیس (۲۶) سال سے دیوبندیت میں اختلاف پیدا کرنے والوں سے گزارش............ 385

''آپ کے مسائل اور ان کا حل''کے ناشرین کی خیانت

مولانا حمزہ احسانی سلمہ 386
پیش لفظ............ 386
جناب محمد علوی مالکی صاحب کا تعارف............ 388
علوی مالکی صاحب کے چند نظریات............ 388
[۱]......نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ہر شے کا علم دیا گیا ہے............ 388

[۲]......نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ''علم غیب'' دیا گیا ہے............ 389
[۳]......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارکہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے............ 389
[۴]......غیر اللہ کی قسم کھانا جائز ہے............ 389
اصلاح مفاہیم: پس منظر، پیش منظر اور تہ منظر............ 389
فتنہ علوی مالکی اور اکابر علمائے دیوبند............ 390
حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ............ 391
حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ............ 391
حضرت شہید اسلام رحمہ اللہ............ 391
حضرت مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ............ 392
حضرت جلال پوری شہید رحمہ اللہ............ 393
مولانا طلحہ کاندھلوی مدظلہم کا حکم اور حضرت امام اہل سنتؒ کا فرمان............ 393
موجودہ علماء و اکابر............ 394
رسالہ ''اکابر کا مسلک و مشرب''............ 395
مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب کا رجوع............ 396
'رجوع نامہ' کے قابلِ قبول ہونے کے لیے شرائط............ 397
قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کی تحریرات............ 397
فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبد الشکور ترمذی رحمہ اللہ کی تحریرات............ 398
امین ملت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ کی تحریرات............ 398
مولانا مفتی عبد الواحد مدظلہم کی تحریرات............ 398
متفرق تحریرات............ 398
آمدم بر سر مطلب............ 398
ایک بے بنیاد الزام اور حقیقتِ حال............ 400
علمی خیانت پر احتجاج!!!............ 401
اقبالی حضرات اور ہزاروی گروہ سے چند سوالات.........
خادم اہل سنت عبد الرحیم چار یاری غفرلہ 403

۱۔مولانا زکریاؒ کی وفات کے بعد علماء دیوبند سے علیحدگی کس نے اختیار کی؟......... 403
۲۔علوی افکار کو شائع کر کے اپنے آپ کو بریلویت کے پلڑے میں کس نے ڈالا؟......... 403
۳۔چند متروک روایات کے سہارے بریلویت کو ''اکابر کا مسلک'' کس نے کہا؟......... 403
۴۔اصلاح مفاہیم اور مسلک و مشرب میں درج متنازعہ اُمور درست تھے یا غلط؟......... 403
۵۔عرس، میلاد وغیرہ میں اکابر دیوبند کے مسلک کی صراحت سے کون فرار ہے؟......... 403
۶۔صوفی محمد اقبال مرحوم کی وفات تک سات سال خاموش تائید کس نے کی؟......... 403
۷۔صوفی محمد اقبال کی زندگی میں رجوع نہ کرنے اور بعد میں تحریر لکھنے کی وجہ؟......... 403
۸۔مولانا یوسف لدھیانوی کی کتاب میں بدترین خیانت کس نے کی؟......... 403
۹۔مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ نے کس سے اپنی خلافت واپس لی اور کیوں؟......... 404
۱۰۔مولانا زکریا رحمہ اللہ کے موقف پر دستخط کرنے سے کس نے انکار کیا؟......... 404

شہید اسلام حضرت لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کی کرامت

شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ نے فتنہ علوی مالکی اور اس کے مؤیدین کی بابت جو قیمتی تحریرات رقم فرمائی تھیں، وہ اُن کی مشہورِ زمانہ کتاب ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' کی دسویں جلد میں شامل ہوئیں۔ اور جانشین شہید اسلام مولانا سعید جلال پوری شہید رحمہ اللہ نے، بے پناہ دباؤ کے باوجود حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ کی ہدایت کے مطابق دیانت داری کا مظاہرہ فرماتے ہوئے تخریج شدہ ایڈیشن کی جلد اول میں بھی اُن تحریرات کو شامل رکھا تھا۔

مگر ہمارے کرم فرماؤں نے حضرت جلال پوری شہید رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد حضرت لدھیانوی رحمہ اللہ کی اُن تحریرات کو حضرت لدھیانوی کے صاحبزادوں کے ذریعے ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' سے نکال کر بدترین خیانت کا مظاہرہ کیا۔ اور حضرت لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کی روح اور ان کے متعلقین کو تڑپا دیا۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے چونکہ صحیح عقائد اور درست مسائل کو قیامت تک باقی رکھنا ہے، اِس لیے اللہ تعالیٰ نے ''تحفظ عقائد اہل سنت'' کی صورت میں اِس سلسلے کے تمام مضامین کی اشاعت کی سبیل پیدا فرمادی۔ الحمد للہ۔ بندہ ناچیز اس کو بلاشبہ حضرت لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کی کرامت سمجھتا ہے۔ جو اُن کی شہادت کے بعد ظاہر ہوئی۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم.

☆☆

انتساب

قطب الارشاد، امام ربانی

حضرت مولانا **رشید احمد گنگوہی** رحمہ اللہ تعالیٰ

شیخ المحدثین، استاذ العلماء

حضرت مولانا **خلیل احمد سہارنپوری** رحمہ اللہ تعالیٰ

برکۃ العصر، شیخ الحدیث

حضرت مولانا **محمد زکریا کاندھلوی** رحمہ اللہ تعالیٰ

......اور......

اُن کے اُن خلفاء، متعلقین، متوسلین، محبین اور پیروکاروں کے نام جنھوں نے اکابر اہل السنۃ والجماعۃ کے اصلی مسلک کو ترجیح دی۔ اور بدعات کے منہ زور طوفان کا مقابلہ کرتے ہوئے اکابر کے حقیقی مسلک ومشرب کا تحفظ ودفاع کر کے اکابر کی ارواح کی تسکین اور اپنی نجات اُخروی کا سامان کیا۔

خادم اہل سنت عبد الرحیم چار یاری غفرلہ

۱۱رصفر الخیر ۱۴۴۰ھ......۲۱راکتوبر ۲۰۱۸ء

تقریظ

مناظر اسلام، وکیل احناف، جانشین حضرت اوکاڑویؒ

مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہ

امیر: اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ، پاکستان ...... رئیس: تخصص فی الدعوۃ والارشاد، جامعہ خیر المدارس

بسم اللہ الرحمان الرحیم. حامدا و مصلیًا و مسلمًا. أما بعد!

قارئین کرام!

ایک کتاب ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' نظر سے گزری جس کا ایک حصہ جمہور علمائے حقہ کی مخالفت ہے، بلکہ اہل حق کو بھی سلفیوں کے مؤید کہہ کر تنقید کی گئی ہے۔

حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ مصنف خود سلفیوں کے راستے پر چلنے والا ہے، کیونکہ جس طرح وہ بتوں والی آیات انبیاء اور اولیاء پر چسپاں کرتے ہیں، اُسی طرح اِس مصنف نے بھی اُن تمام اکابر کو جو محل نزاع مجالس ذکر قائم نہیں کرتے یا ان کی مخالفت کرتے ہیں اُن پر یہ آیات فٹ کی ہیں۔ کہ:

[۱]...... ان پر شیطان غالب آگیا ہے۔ اور شیطان نے ان کو اللہ تعالیٰ کا ذکر بھلا دیا ہے۔ اور یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں۔ (ملاحظہ ہو سرورق)

[۲]...... نیز جو شخص رحمان کے ذکر سے اندھا بن جائے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں جو اسکا ساتھی بن جاتا ہے۔ (آخری ٹائٹل)

[۳]...... شیطان ہی ارادہ کرتا ہے۔ کہ تم کو اللہ کے ذکر سے روکے (صفحہ نمبر ۱۵)

تو بڑا تعجب ہوا کہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب، حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحبؒ حضرت مولانا عبدالشکور ترمذیؒ، مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اور اکابرین دیوبند سہارنپور جنہوں نے مطلق مجلس ذکر کی اجازت نہیں دی۔ نعوذ باللہ اُن

پر شیطان غالب ہے، وہ شیطان کا گروہ ہیں، اُن پر شیطان مسلط ہے اور وہ راہ حق سے اندھے ہیں۔!!؟

کیونکہ اس مصنف نے اگر چہ صراحتاً چند نوجوان مفتیوں کا ذکر کیا ہے، جبکہ اصل اِن مجالس کا رد کرنے والے مذکورہ بزرگ تھے۔ اور یہ بھی غیر مقلدیت ہی ہے کہ وہ پہلے چھوٹوں پر ہاتھ ڈالتے ہیں اور بعد میں بڑوں کی ڈاڑھیاں پکڑتے ہیں۔

پہلے تو کہیں گے کہ ائمہ مجتہدین تو بڑے نیک لوگ تھے، اُن کے مقلدوں نے اُن کے مذہب کو بگاڑا ہے۔ وہ تو کہہ گئے تھے کہ: اگر صحیح حدیث مل جائے تو میرے قول کو چھوڑ دینا۔ لیکن یہ مقلد اُن کی بات نہیں مانتے، صحیح حدیث دیکھ کر یہ فقہ کو نہیں چھوڑتے، اگر آج امام ابو حنیفہؒ زندہ ہوتے تو وہ ہمارے ساتھ ہوتے۔

جب مقلدین کے خلاف ذہن بن جاتا ہے۔ تو پھر کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ہمیں دین مکمل دے دیا تھا تو ان اماموں کو نئے مسائل بنانے کی ضرورت کیا تھی؟

اِسی طرح اِس کتاب کے مصنف نے اگر چہ مولانا عبدالرحیم چارپای، مولانا مفتی عبد القدوس ترمذی، مفتی عبدالواحد، مدظلہم کو مخاطب بنایا۔

مگر آہستہ آہستہ ان کے اکابر تک پہنچنے کا راستہ صاف کر رہے ہیں بلکہ وہ اکابر جنہوں نے محل نزاع مجالس قائم نہیں کی مثلاً: حضرت نانوتویؒ، حضرت گنگوہیؒ، حضرت شیخ الہندؒ، حضرت سہارنپوریؒ، حضرت شیخ الحدیثؒ وغیرہ بزرگ جن کا (مصنف کتاب نے) اپنے شجرہ میں ذکر کیا ہے۔ انہوں نے یہ مجالس قائم نہیں کیں تو (پھر) اُن پر بھی شیطان مسلط رہا اور (مصنف کے بقول وہ) شیطان کے گروہ تھے۔ (اِس صورتِ حال میں مصنف سے یہ سوال ہوگا کہ:) جن کا شجرہ شیطانی گروہ سے ملتا ہے، وہ رحمانی ذکر کیسے کر سکتے ہیں؟

خلط مبحث:

موجودہ دور کے منکرین تقلید خلطِ مبحث کرتے ہیں، مثلاً: مسئلہ رفع یدین میں ثبوتِ رفع یدین میں اختلاف نہیں بلکہ رفع یدین، بقائے رفع اور دوامِ رفع یدین میں اختلاف ہے، مگر وہ اپنی تحریروں میں ثبوتِ رفع یدین کے چارسو چونسٹھ (۴۶۴) دلائل نقل کر کے عوام کو متاثر کرنے کی کو

شش کرتے ہیں۔

یہی طریقہ اِس مصنف نے اختیار کیا ہے۔محل نزاع (مطلق ذکر و) انفرادی ذکر نہیں اور نہ وہ اجتماعی ذکر جس میں تداعی نہ ہواور آواز کے ملانے کا التزام نہ ہو، مگر مصنف نے مطلقاً ذکر کے فضائل ذکر کیے اور اگر کوئی اجتماعیت کی دلیل ہے تو اس میں تداعی وغیرہ کو ثابت نہیں کیا۔

اوریا فرشتوں کی تداعی کو ذکر کیا جو مکلّف ہی نہیں ہیں۔ جیسے صادق سیالکوٹی نے صلوٰۃ الرسول کے پہلے ایڈیشن میں فرشتوں کی رفع یدین کا عنوان قائم کیا تھا، بعد میں اس کو نکال دیا۔ اُمید ہے کہ آئندہ یہ مصنف بھی اِس استدلال کو ترک کر دے گا۔ بشرطیہ کہ صادق سیالکوٹی جتنی حیا ہو۔

مسلک اکابر:

مصنف نے باربار''مسلک'' کا نام لیا ہے۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے کسی پنجابی نے پٹھان سے کہا تھا کہ: پٹھانوں میں بھی کوئی نبی نہیں آیا تھا تو اس نے کہا کہ: عیسیٰ خان اور موسیٰ خان کون تھے؟

اس طرح مصنف نے بھی اکابر کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی ہے۔یہ ایسے ہی ہے جیسے کہ جب غیر مقلدین پر اعتراض ہوا کہ یہ نیا فرقہ ہے اور انھوں نے امت میں اختلاف ڈالا ہے تو تاریخ اہلحدیث اور قدامت اہلحدیث جیسی کتابیں لکھ کر اپنی قدامت کا تصور عوام میں بٹھانے کی کوشش کی مگر تاریخ سے کسی معتبر شخص کا حوالہ نہ دکھا سکے جو مسائل اجتہادیہ میں تقلید کو شرک کہتا ہو۔

اِسی طرح اس مصنف نے اکابر کی رٹ لگائی ہے، مگر کسی بزرگ سے وہ تداعی والی مجلس ذکر ثابت نہیں کر سکا۔ البتہ حضرت لاہوری نور اللہ مرقدہ سے آواز ملا کر ذکر کرنے کا حوالہ دیا۔ جس کا جواب ''تحفظ عقائد اہل سنت'' میں متعدد بار گزر چکا ہے۔

یہ ایسے ہی شاذ چیز ہے، جیسے غیر مقلدین حضرت سید انور شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کا حوالہ ذکر کرتے ہیں کہ: تہجد اور تراویح ایک ہی نماز ہے۔ مگر ہم اُن کو بھی اور اِس مصنف کو بھی کہتے ہیں کہ ''شاذ'' اقوال حجت نہیں ہوتے۔ اگر ایسے ہی دلائل پیش کرنے مقصود ہیں تو کل کو کوئی شاذ

قراءتوں کو اکٹھا کر کے عوام کے سامنے ''اکابر کا قرآن'' کے عنوان سے نہ پیش کر دے۔

حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ:

جن اکابرین کا مصنف نام لیتے ہیں اُن میں حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کا بھی ذکر ہے۔لیکن جو عبارت ذکر کی ہے وہ یہ کہ: ''آپ کی مجلس میں ذکر اجتماعی بھی ہوتا تھا اور انفرادی بھی۔'' اور اس کے بعد ہے کہ: بیٹھتے سب اکٹھے تھے لیکن ''تنہا تنہا ذکرِ خدا میں محو ہوتے تھے۔'' [سازشیں:۱۱۷] مصنف ذرا سوچیں کہ: کیا یہ اجتماعیت محل نزاع ہے؟

بندہ کا تعلق بھی حضرت مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ (چک،۱۱/روالوں) کے بعد حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ سے رہا ہے، میرا ذکر چشتیہ والا تھا۔جب کہ حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کے اکثر متعلقین قادری ذکر کرتے تھے۔مگر میں اسی مجلس میں اپنا چشتی ذکر کرتا تھا۔پھر آخری ایام میں تو حضرت شاہ صاحب ذاکرین کے کمرہ سے الگ اپنے کمرہ میں ذکر کرتے تھے۔مجھے ایک مرتبہ حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ: زیادہ آواز سے ذکر نہ کرو کچھ کم آواز میں کیا کرو!

حضرت شاہ صاحبؒ کے خلیفہ محمد صدیق صاحب ڈوگر ابدالی مسجد والے جو کہ مدرسہ کے مہتمم ہیں۔حضرت شاہ صاحبؒ اُن کے پاس اکثر ٹھہرتے تھے۔اُنھوں نے سنایا کہ ایک مرتبہ حضرت شاہ صاحبؒ میرے گھر ممتاز آباد ملتان میں ٹھہرے ہوئے تھے،مغرب کی نماز الخیر مسجد میں پڑھی، وہاں خیر المدارس کے ایک استاد ہفتہ وار ذکر کرواتے تھے۔میں نے حضرتؒ سے عرض کیا کہ: حضرت! آج یہاں مجلس ذکر ہے، اِس میں شریک ہونا چاہیے! تو حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ: یہ ہمارے بزرگوں کے مزاج کے خلاف ہے۔

نیز ڈوگر صاحب نے یہ بھی سنایا کہ ایک مرتبہ حضرت شاہ صاحبؒ کے پاس کریم پارک جانا ہوا، حضرت شاہ صاحبؒ نے مغرب کی نماز جامعہ مدنیہ میں پڑھی، وہاں کچھ مہمان تھے، اُن کے پاس مسجد میں بیٹھ گئے۔بعض ساتھیوں نے مجھے حضرت کے پاس بھیج دیا کہ: ذاکرین آپ کے انتظار میں ہیں، آپ تشریف لے آئیں۔تو حضرت نے یہ بات سن کر غصے میں فرمایا کہ: ''ذکر میں انتظار کیسا؟ سب بیٹھ کر اپنا اپنا ذکر کرتے رہیں۔'' اور اُس دن عشاء تک آپ گھر نہیں گئے۔

بہر حال حضرت شاہ صاحبؒ اور جتنے بزرگوں کا ذکر مصنف نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔اُن کا متنازعہ فیہ مجلس ذکر سے کوئی تعلق نہیں۔

اہل حق کا مسلک اعتدال:

اصل میں اہل حق کا مسلک اعتدال کا ہوتا ہے۔ اِس لیے اِفراط تفریط والے دونوں طرف سے اُن پر حملہ کرتے ہیں، مثلاً: کچھ لوگ اولیاء اللہ کی کرامات دیکھ کر اُن کو حد سے بڑھادیتے ہیں۔اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ: جس طرح ہم سے کوئی خرق عادت چیز صادر نہیں ہوتی اسی طرح اولیاء اللہ بھی ہماری طرح اللہ تعالیٰ کے عاجز بندے ہیں، اُن سے بھی خوارق کا صدور ایسے ہی نہیں ہوتا جیسے ہم سے نہیں ہوتا۔

جبکہ اہل حق اہل السنۃ والجماعۃ علمائے دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ خوارق میں قدرت اور اختیار اللہ کا ہوتا ہے، ولی کی قدرت یا اختیار کا اِس میں دخل نہیں ہوتا۔اب اہل بدعت حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ اور باقی اکابرین کی کرامات کو ذکر کر کے کہتے ہیں کہ یہ بھی ہماری طرح اپنے بزرگوں کو مافوق الاسباب حاجت روا مشکل کشا سمجھتے ہیں۔

اور بعض جن سلفیوں نے انہی کی بات اور تعبیر کو قبول کر کے حاجی صاحب نور اللہ مرقدہ جیسے اکابر کو مشرک کہنا شروع کردیا۔اور اُن کی اپنی تعبیر کو چھوڑ دیا۔

اِسی طرح بعض اہل بدعت اُن علمائے حق کو جو اِن بدعتیوں کے غلو کی تردید کرتے ہیں۔ اُن کو وہابی اور سلفی کہتے ہیں۔اسی طرح مؤلف نے اُن حضرات کو جنہوں نے ساری زندگی سلفیوں کی تردید میں گزاری، ان کو بھی سلفی کہہ دیا ہے۔

اِس لیے اِس کتاب کی تردید کی ضرورت تھی۔اللہ تعالیٰ مولانا عبد الرحیم چاریاری کو جزائے خیر عنایت فرمائیں۔کہ اُنھوں نے یہ فرض کفایہ ادا کر کے تمام اہل سنت پر احسان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اِس کتاب کو شرف قبولیت سے نوازیں۔اور اہل حق کی استقامت اور حق سے اعراض کرنیوالوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔

کتبہ محمد انور اوکاڑوی......۴/۱۱/۱۴۴۰ھ

☆......☆......☆......☆

تقریظ
استاذ العلماء مولانا مفتی جمیل الرحمٰن مدظلہ

مہتمم: جامعہ عربیہ اظہار الاسلام، چکوال...... مجاز بیعت توبہ: قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ

بسم الله الرحمان الرحیم. نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم. أما بعد!

محبّ مکرم حضرت مولانا عبدالرحیم چاریاری مدظلہم سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے چند ایسے پہلوؤں اور عنوانات پر کام لیا ہے، جن کے بارے میں عموماً علماء کرام مصلحت اور رَواداری کا شکار ہوجاتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں باطل کو اپنے قدم جمانے، پختہ کرنے اور اپنے پَر، پُرزے نکالنے کا بھرپور موقع مل جاتا ہے۔ اور پھر حق نظروں سے اوجھل ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ حالانکہ کسی بھی منکر اور بدعت کے بارے میں مداہنت اختیار کرنا خصوصاً اِس زمانے میں انتہائی خطرناک ہے۔ کیونکہ اِس سے عوام کی نظروں سے نہ صرف اسلافِ اہل السنۃ والجماعۃ کا حقیقی مسلک پوشیدہ اور مشکوک ہوجاتا ہے بلکہ صحیح مسلک کی راہ نمائی اور نشاندہی کرنے اور غلط مسلک کی تردید کرنے والا بھی' ناواقف عوام کی نظروں میں ناپسندیدہ ٹھہرتا ہے۔ یہی باطل کی کامیابی کا پہلا زینہ ہوتا ہے۔

لیکن اگر کہیں یہ صورتِ حال پیدا ہوجائے تو پھر دوٹوک انداز میں حق کی وضاحت اور واضح طور پر باطل کی تردید کرنا اور بھی ضروری ہوجاتا ہے۔ لیکن بعض لوگ عوام کی ناپسندیدگی کے خوف سے دوٹوک انداز میں حق وباطل کے درمیان فرق کرنے کے بجائے درمیانہ راستہ اختیار کرلیتے ہیں، یعنی عوام میں مقبول مگر غلط موقف اختیار کرنے والی ''شخصیات'' کی رعایت میں حقائق سے چشم پوشی کرجاتے ہیں۔ جس سے مسلکی اور دینی اعتبار سے ازحد نقصان ہوتا ہے۔

اِس لیے بندہ کی علماء کرام کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش ہے کہ عوام تو عوام ہیں، اُن کو جو ذہن آپ دیں گے، وہ اُسے قبول کریں گے۔ اہل علم کی شان یہ نہیں ہے کہ عوام کا مزاج دیکھ کر دین کو اُس کے مطابق ڈھالنا شروع کردیں۔ بلکہ عوام کی پسند ناپسند اور عوام میں مقبولت کے معیار

سے بلند ہو کر شریعت کی پسند ناپسند اور عنداللہ مقبولیت کو معیار بنا کر دین کی اشاعت و حفاظت کا فریضہ سرانجام دیں۔ اور باطل اَفکار پھیلانے والی ''شخصیات'' کے بجائے ''صحیح مسلک'' کو ترجیح دیتے ہوئے بلاخوف لومۃ لائم حق کو واضح فرمائیں۔ اکابر اہل سنت دیوبند کی سیرت میں یہ پہلو بہت نمایاں ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ کے تلمیذ و خلیفہ مجاز، ہمارے حضرت قائد اہل سنت وکیل صحابہ مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ تعالیٰ کی تو ساری زندگی اِسی سے عبارت تھی۔ خود حضرت مدنی رحمہ اللہ کی زندگی کا مطالعہ بھی یہی سبق دیتا ہے۔ اور یہ درس اُن کو حضرت گنگوہی رحمہ اللہ وغیرہ اکابر سے ملا تھا۔ گویا یہ اہل حق کا شیوہ اور طریقہ ہے۔ لہٰذا اَپنے آپ کو دیوبندی کہلانے والے اہل علم کا یہ فرض ہے کہ وہ بزرگانِ دیوبند کے نقش قدم پر چلتے ہوئے پوری قوت سے منکرات کے آگے بند باندھیں۔ اور اِس سلسلے میں کسی رُو رِعایت سے کام نہ لیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اکابر اہل سنت کے انداز میں صحیح مسلک کی اشاعت اور حفاظت کی توفیق عنایت فرمائیں۔

محبِّ مکرم مولانا عبدالرحیم چاریاری مدظلہم کی مرتب کردہ کتاب ''اکابر اہل سنت کا حقیقی مسلک و مشرب المعروف: تحفظ عقائد اہل سنت'' اور اُن کے بعض دیگر رسائل اور زیر نظر مجموعہ سب اِسی مبارک سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔ جس میں انہوں نے اکابر اہل سنت دیوبند کے حقیقی مسلک و مشرب کی اشاعت اور حفاظت کا فریضہ احسن طریقے سے انجام دیا ہے۔

بالخصوص مولانا چاریاری کی موجودہ تحریرات میں اُن کا اندازِ تحریر بھی معتدل اور مناسب ہے۔ حالانکہ مولانا چاریاری مدظلہم کا زیر نظر مجموعہ' جس کتاب کے جواب کے طور پر مرتب کیا گیا ہے، اُس کتاب کے مؤلف نے جو اندازِ گفتگو اختیار کیا ہے، وہ اہل علم اور خصوصاً اہل تصوف کے شایان شان ہرگز نہیں۔ جوابی وار کے طور پر مولانا چاریاری بھی ایک حد تک سخت اندازِ تحریر اختیار فرماتے تو اس کی گنجائش تھی، لیکن اللہ تعالیٰ اُن کو جزائے خیر نصیب فرمائے، اُنہوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش فرمائی ہے کہ سنجیدگی اور متانت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔

اللہ تعالیٰ اُن کی جملہ کاوشوں کو قبول فرما کر اہل حق و اہل باطل دونوں کے لیے نافع اور مفید بنائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

جمیل الرحمٰن...... یکے از خدام حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ......۸؍صفر الخیر ۱۴۴۰ھ

تقریظ

وکیل اہل سنت، قاطع بدعت

مولانا مفتی نجیب اللہ عمر مدظلہ

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم. امابعد!

شریعت نے کسی بھی امر دینی کا حکم دیا تو اس کے ساتھ ساتھ اس حکم کے بجالانے کے اُصول و آداب بھی بتائے۔ ایسا کہیں نہیں کہ حکم دے کر مکلّف کو کھلی آزادی دے دی گئی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ نماز وروزہ سے لے کر تمام سنن و مستحبات تک کے لیے شریعت نے حدود متعین کیں۔

ہمارے انتہائی جید اور محقق عالم دین حضرت مولانا عبدالرحیم چاریاری دامت فیوضہم کی زیرنظر تالیف ''مجالس ذکر اللہ کے نام پر علمائے دیوبند کے خلاف سازشیں'' بھی اِسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

ذکر اللہ کے حوالے سے بعض وہ مسائل انتہائی محققانہ انداز میں بیان کیے گئے ہیں، جن میں اہل حق کہلانے والے بعض افراد نے مبالغہ آمیزی سے کام لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مؤلف مذکور کو ہماری اور پوری امت کی جانب سے جزائے خیر عطاء فرمائے کہ اُنہوں نے اعتدال کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ اور اِس قضیہ کو اِفراط وتفریط سے بالکل ہٹ کر مناسب انداز میں پیش کیا اور آخر میں انتہائی معتدل انداز میں فیصلہ کن ضابطہ پیش کیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل سنت کو ایسے مشتبہ امور سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ اور مؤلف محترم کو خوشیاں نصیب فرمائے۔ آمین

نجیب اللہ عمر

۲۱/اکتوبر۲۰۱۸ء، بروز اتوار

مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم
صدر جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

مقدمہ

بعد الحمد و الصلوٰۃ: قارئین کتاب ہٰذا کی خدمت میں گزارش ہے کہ مکہ مکرمہ میں رہنے والے یک علمی گھرانے کے عالم جناب محمد علوی مالکی نے جب اپنے عقائد ونظریات پر مشتمل کتابیں تحریر کیں جن میں اپنے بدعی بلکہ بدعت سے بھی بڑھ کر گمراہانہ عقائد کا اظہار کیا جو سراسر قرآن وسنت اور جمہور اہل السنۃ والجماعۃ سے متصادم تھے تو مکہ مکرمہ کے قاضی جناب شیخ عبداللہ بن سلیمان بن منیع نے ان کے رد میں "حوار مع المالکی فی رد منکراته و ضلالته" کے نام سے ۱۴۰۳ھ بمطابق ۱۹۸۳ء میں ایک کتاب تحریر فرمائی، علوی مالکی صاحب کے معتقدین نے ان کا دفاع کیا اور ان کے حق میں کتابیں لکھیں حتیٰ کہ ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء میں جناب محمد علوی مالکی صاحب نے خود بھی اپنے مخالفین کے رد میں "مفاهيم يجب ان تصحح" کے نام سے عربی میں ایک ضخیم کتاب لکھی اور اس میں اپنے عقائد ونظریات جمع کر کے بہت سے اہل علم کی تقریظات لے کر اسے شائع کر دیا۔

اس کتاب پر بعض اکابر دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی تقریظات حاصل کر لی گئیں، ان حضرات نے علوی مالکی صاحب سے حسن ظن کی بنا پر ان کی اس کتاب کی تائید فرما دی جب انہیں اصل صورتحال کا علم ہوا تو ان حضرات نے اپنی تقریظ سے رجوع فرما لیا، جزاہم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

احقر کو یاد ہے کہ جب اس کتاب پر تقریظات کے رجوع کا معاملہ چل رہا تھا اسی زمانہ میں جامعہ خیر المدارس ملتان کی شوریٰ کے سالانہ اجتماع میں حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم تشریف لائے ہوئے تھے، اس کتاب پر ان کی تقریظ بھی تھی حضرت مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر احقر نے حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب مدظلہ سے اس بارہ میں گفتگو کی تو انہوں نے فوراً اپنی تقریظ سے رجوع فرما لیا، آپ نے جو رجوع نامہ لکھ کر دیا تھا وہ احقر نے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کر دیا تھا جس سے وہ بہت خوش ہوئے اور

احقر کو دعاوں سے نوازا۔ بہر حال کتاب جب تک عربی میں رہی مسلک کو اس سے اتنا نقصان نہیں ہوا کیونکہ بہت سے حضرات کو اس کا علم تک بھی نہ تھا، معاملہ اس وقت بگڑا جب ۱۴۱۴ھ ۱۹۹۴ء میں ''اصلاح مفاہیم'' کے نام سے اس کا ترجمہ شائع ہوا، اہل علم کو اس ترجمہ کے دیکھنے سے پتہ چلا کہ علوی مالکی صاحب کے عقائد ونظریات کیا ہیں، چونکہ ان کے عقائد بریلوی مکتب فکر اور فاضل بریلوی جناب احمد رضا خان صاحب کے مسلک کے ترجمان تھے، اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند کا ان عقائد ونظریات سے دور کا بھی تعلق نہ تھا، (احقر نے ۱۴۲۳ھ محرم الحرام کی پہلی شب مکہ مکرمہ میں ان کو خود دیکھا ہے استقبال سال ہجری کے عنوان سے انہوں نے جو بدعات کیں احقر نے ان کا تذکرہ اپنے سفر نامہ حج میں کر دیا ہے جو مجلّہ ''الحقانیہ'' ذوالحجہ ۱۴۳۹ھ میں شائع ہو چکا ہے۔) جبکہ تاثر یہ دیا جا رہا تھا کہ علوی صاحب کی یہ کتاب علماء دیوبند کی مصدقہ اور ان کے عقائد کی ترجمان ہے اس لیے وقت کی یہ اہم ضرورت تھی کہ اس کا رد کیا جائے، چنانچہ مسلک دیوبند کے ترجمان علماء اہل السنۃ علماء دیوبند نے اس کا خوب رد کیا، احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے فریضہ کو بروقت سر انجام دے کر دفاع مسلک حق کا حق ادا کر دیا۔

اسی دوران جب حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی مدظلہم نے ''اکابر کا مسلک ومشرب'' کے نام سے ایک رسالہ تحریر فرما کر اہل بدعت کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی اور علماء دیوبند کے مسلک کو غلط طور پر پیش کیا تو اس دور کے فقہاء کرام اور علماء عظام نے اس کا بھی کماحقہ رد فرما کر اصل مسلک ومشرب کی حفاظت اور ترجمانی فرمائی، اس طرح اہل حق کے اصل وصحیح مسلک ومشرب کو خلط ملط کرنے کی یہ کوششیں کامیاب نہ ہو سکیں اور اہل حق کی بروقت تنبیہ کی وجہ سے اس طرح کی تمام مساعی دم توڑ گئیں، فللہ الحمد ولہ الشکر۔

جن حضرات اکابر دامت برکاتہم کی مساعی جلیلہ وجمیلہ کے نتیجہ میں مسلک ومشرب اہل حق کی صحیح ترجمانی اور دفاع ہوا، ان میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کے تلمیذ رشید وخلیفہ مجاز وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی وحضرت علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز مسلک دیوبند کے مستند ترجمان حضرت فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ حضرت

اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ۔ فقیہ وقت حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب سابق رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان رحمہ اللہ ۔مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ، شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نائب صدر جامعہ دارالعلوم کراچی مدظلہم، محقق اہل سنت حضرت مولانا مفتی عبدالواحد صاحب دامت برکاتہم کے اسماء گرامی نمایاں ہیں۔

ان حضرات کے مضامین ومقالات متعلقہ موضوع سے متعلق مختلف جرائد ورسائل میں شائع ہوتے رہے، حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ کے خلیفہ فضیلۃ الشیخ جناب حضرت مولانا محمد اسماعیل بدات رحمہ اللہ کی فرمائش پر پہلے یہ تمام تحریرات ''تحقیقی نظر'' کے نام سے کتابی صورت میں عزیز محترم مولانا محمد ابوبکر علوی سلمہ اللہ نے شائع کی، پھر مزید در مزید اضافات مفیدہ کے ساتھ ''اکابر اہل سنت کا حقیقی مسلک ومشرب المعروف تحفظ عقائد اہل سنت'' کے نام سے پہلی مرتبہ ۲۰۱۶ء ۱۴۳۷ھ اور دوسری مرتبہ مزید اضافات کے ساتھ ۲۰۱۷ء مطابق ۱۴۳۹ھ میں ہمارے محترم ومکرم حضرت مولانا حافظ عبدالرحیم چاریاری مدظلہم نے شائع فرمائیں۔اس کتاب کو بہت سے اہل علم نے پسند فرمایا اور مسلک ومشرب کی خدمت کے لیے ایک مفید و مستحسن کوشش قرار دیا۔

کتاب ''تحفظ عقائد اہل سنت'' آٹھ باب اور دو ضمیمے پر مشتمل ہے، دوسرے ایڈیشن کی ضخامت ۸۸۸ر صفحات ہے۔اس کتاب سے جہاں جناب علوی مالکی اور ان کے پیروکار و متبعین کے باطل عقائد ونظریات پر زد پڑی اس کے ساتھ بدعات اور رسومات اور بدعتی عقائد میں ان کے ہم نوا حضرات بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، جو حضرات صحیح طور پر اہل حق علماء دیوبند کے مسلک ومشرب پر ہیں اکابر دیوبند حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ،حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری، حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہم وغیرہم کے متبع ہیں انہیں تو اس کتاب کی اشاعت سے خوشی ہوئی اور وہ اس کے مندرجات سے سو فیصد متفق ہیں لیکن جو حضرات اپنے آپ کو اکابر دیوبند کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ان کے صحیح وحق مسلک ومشرب کو ماننے کے لیے تیار

نہیں ہیں بلکہ ان کے مسلک ومشرب میں تحریف کر کے انہیں اہل بدعت کا ہم نوا قرار دے رہے ہیں، وہ اس کتاب سے سخت ناراض اور پریشان اور مسلسل اس کی مخالفت کے درپے ہیں جن بزرگوں کے مضامین ومقالات پر یہ کتاب مشتمل ہے بحمد اللہ تعالیٰ وہ سب اہل السنۃ والجماعۃ اور علماء دیوبند کے مسلک ومشرب کے صحیح ترجمان وشارح ہیں اور اکثر براہ راست مرکز علم وعرفان دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتہ اور اکابر دیوبند رحمہم اللہ کے دامن گرفتہ اور ان کے متبع اور معتمد علیہ ہیں مگر یہ طائفہ ان پر اعتماد کرنے کے لیے تیار نہیں، بلکہ اس کے علی الرغم انہیں مسلک ومشرب اور سنت وبدعت کی اپنی تشریح وتعبیر اور دیوبند مسلک کی اپنی تفسیر کے صحیح ہونے پر اصرار ہے، والی اللّٰہ المشتکیٰ۔ گویا ؎

وکل یدعی وصلاً بلیلٰی
ولیلٰی لاتقرلھم بذاک

والا معاملہ ہے۔

کتاب ''تحفظ عقائد اہل سنت'' جیسا کہ عرض کیا آٹھ باب پر مشتمل ہے، جناب علوی مالکی کے حامی طبقہ نے حال ہی میں اس کے صرف ایک باب بابِ ہشتم پر نظرم کرم فرمائی ہے اور ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' کے نام سے بزعم خویش اس کا جواب تحریر فرمایا ہے، کسی بھی مسئلہ میں اختلاف اور اپنے موقف کا اظہار اور دوسرے فریق کے نقطہ نظر کا رد کوئی نئی اور غلط بات نہیں ہے ہر فریق کو سنجیدگی، وقار اور متانت سے دوسرے فریق سے اختلاف کا پورا پورا حق ہے مگر جوابی مضمون میں مؤلف نے اہل حق اور بزرگوں کے خلاف تنقید اور رد کا جو اسلوب اختیار فرمایا ہے اور ان کا جس طرح تمسخر اور استہزاء کیا ہے اسے دیکھ کر الامان والحفیظ ہی کہنا پڑتا ہے، ولٰکن صدق من قال: کل إناء یترشح بما فیه. اِس لیے اس میں ان کا قصور نہیں ہے۔

مؤلف کی کتاب دیکھنے سے اگرچہ واضح ہے کہ کئی مقام پر وہ حقیقت واقعہ کو نہیں سمجھ پاتے بلکہ خروج عن المبحث یا خلطِ مبحث کا شکار ہو جاتے ہیں، اسی طرح کئی جگہ ان کے دعویٰ اور دلیل میں عدم مطابقت کی وجہ سے تقریب تام نہیں ہوتی اور کہیں قیاس مع الفارق کے سمجھنے میں ان سے غلطی ہو جاتی ہے وِمثل ذٰلک، تاہم پھر بھی ضرورت تھی کہ انہوں نے اجتماعی ذکر بالجہر اور

مروجہ مجالس ذکر کے جواز بلکہ استحباب کے بارہ میں جو کچھ لکھا ہے نہایت سنجیدگی اور متانت سے اس کا جائزہ لیا جائے اگر وہ حق ہو تو اسے قبول کیا جائے اور اگر غلط ہو تو ان کے مغالطات کا جواب دے کر اصل حقیقت کو آشکارا کیا جائے، چنانچہ حسب سابق یہ خدمت بھی ہمارے محترم حضرت مولانا عبدالرحیم چاریاری مدظلہم نے باحسن طریق انجام دی، انہوں نے فاضل مولف کے شبہات ومغالطات کا جواب سنجیدگی سے دیا ہے اور اہل حق کے موقف کو مدلل انداز میں واضح فرمایا ہے، بندہ نے ان کے جواب کو دیکھ لیا ہے بندہ اس سے متفق ہے حق تعالیٰ مولانا چاریاری مدظلہم کی کاوش کو قبول فرمائیں اور جزائے خیر سے نوازیں اور اس کتاب کو احیاء سنت واماتت بدعت کا ذریعہ بنائے، آمین۔

مؤلف نے جہاں دیگر علماء کرام دامت برکاتہم کو اپنی طعن وتشنیع اور تنقید کا نشانہ بنایا ہے وہیں بندہ ناچیز اور اس کے والد مکرّم رحمہ اللہ بلکہ جد معظّم نوراللہ مرقدہ پر بھی ''نظر عنایت'' فرمائی ہے، بندہ تو کسی قطار وشمار میں نہیں بلکہ ؎

نہ گلم نہ برگ سبزم نہ درخت سایہ دارم　　در حیرتم کہ دہقاں بچہ کار کشت مارا

کا مصداق اور سراپا تقصیر بلکہ صحیح معنیٰ میں بدنام کنندہ نیکونامے چند اور ننگ اکابر ہے، پھر نہ معلوم موصوف ممدوح نے کس خوش فہمی اور حسن ظن کی بنا پر احقر کو اکابر کے ساتھ ذکر کر دیا ہے، تاہم صالحین کے ساتھ یہ رسمی الحاق بھی اس ناچیز کے لیے کسی سعادت سے کم نہیں کیا عجب کہ حق تعالیٰ اس رسمی الحاق کو حقیقی معنیٰ میں الحاق بالصالحین والاکابر کا ذریعہ بنادے، وماذٰلك علی الله بعزیز.

ع　شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

جہاں تک احقر کے والد ماجد فقیہ العصر یادگار اسلاف حضرت مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ اور حضرت جد امجد حضرت مفتی عبدالکریم ترمذی ثم گمتھلوی نوراللہ مرقدہ سابق مفتی خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون کا معاملہ ہے تو بحمد اللہ تعالیٰ یہ دونوں بزرگ دیوبندی مکتب فکر کے ہاں معتبر ومستند ہیں ان کی دینی، علمی، تبلیغی اور فقہی خدمات نیز اکابر کا ان پر اعتماد اس پر شاہد عدل ہے

ع　فی طلعة الشمس مایغنیك عن زحل

محترم جناب مولانا چاریاری صاحب مدظلہم نے اپنی اس کتاب میں نہ صرف بندہ پر کیے

گئے اعتراض کا جواب دیا بلکہ احقر کے بزرگوں پر کی گئی تنقید کا بھی متین جواب تحریر فرمادیا ہے، جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء، اس لیے بندہ کو اس بارہ میں مزید کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن بعض احباب کا اصرار ہے کہ مؤلف نے بندہ ناچیز اور حضرت والد ماجد نیز جدامجد نور اللہ مرقد ہما کے حوالہ سے جو مغالطات دیے ہیں اور بدگمانی کی وجہ سے انہوں نے احقر پر سلفی ہونے کا جو الزام لگایا ہے اس کا جواب احقر تفصیلاً خود لکھے لیکن اس وقت احقر ناکارہ کی طبیعت اس طرف مائل نہیں ہے بوجہ

تو دانی کہ ماراسر جنگ نیست　　وگرنہ مجال سخن تنگ نیست

پھر چونکہ اجمالاً جواب ہو بھی گیا ہے، فلہٰذا احقر سردست اسی پر اکتفا کرتا ہے، وفی هذا كفاية لمن له ادنىٰ دراية، والله الهادى فى كل بداية ونهاية، وهوالعاصم عن الضلالة والغواية.

احقر اپنی گذارش مکمل کر چکا تھا لیکن کتاب ''مجالس ذکر اللہ کے نام پر علماء دیوبند کے خلاف سازشیں'' طبع ہونے میں بوجوہ تاخیر ہوئی اور اس دوران کتاب ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' کا دوسرا اڈیشن بعض اضافات کے ساتھ طبع ہو گیا ضرورت محسوس ہوئی کہ اس کا بھی تحقیقی جائزہ لے لیا جائے چنانچہ محترم چاریاری صاحب مدظلہم نے اپنی اس کتاب میں اجمالی طور پر اس جدید اڈیشن کے مندرجات کا جواب بھی تحریر فرمادیا، احقر نے یہ جواب دیکھ لیا ہے، احقر کے نزدیک فی نفسہ سب جوابات صحیح ہیں، لیکن تحریر کا انداز بعض جگہ قدرے تیز ہے، مؤلف کتاب ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' نے جو طرز اختیار کیا ہے چونکہ اس کے مقابلہ میں مولانا چاریاری زید مجدہم کا انداز ہرگز جارحانہ نہیں ہے اس لیے امید ہے کہ اسے نظر انداز کرتے ہوئے اصل مقصد کو پیش نظر رکھا جائے گا۔

جہاں تک ذکر اللہ کی اہمیت ضرورت فضیلت اور برکات کا مسئلہ ہے تو اس میں کسی کو کلام نہیں سب اہل حق کے نزدیک ذکر اللہ روح کی غذا اور نہایت فضیلت وبرکت کی چیز اور صقالۃ القلوب ہے قرآن وحدیث میں اہل ایمان کو کثرت سے ذکر اللہ کا حکم دیا گیا ہے اور حق تعالیٰ نے انہی لوگوں کو عقلمند اور سمجھدار قرار دیا ہے جو قیام وقعود اور ہر حال میں حق تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔

(بقیہ صفحہ نمبر 405 / پر)

عرضِ مرتب

نالے بلبل کے سنوں اور ہمہ تن گوش رہوں
اے ہم نوا! میں بھی کوئی گل ہوں کہ خاموش رہوں

نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم. امابعد!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اکابر اہل سنت دیوبند کو عقائد، اَعمال اور اَخلاق سمیت جملہ دینی اور دنیاوی اُمور میں اِفراط وتفریط کی دو گمراہیوں کے درمیان اعتدال کی راہِ حق اور صراطِ مستقیم اختیار کرنے اور اُس پر مضبوطی سے قائم رہنے کی خصوصی توفیق سے نوازا ہے۔ الحمدللہ علم وتحقیق اور دیگر خصوصیات کے ساتھ ساتھ یہی اُن کا ایسا امتیازی اور عظیم الشان وصف ہے، جس نے دنیا بھر کے صحیح العقیدہ منصف مزاج لوگوں کے دلوں میں علمائے اہل سنت دیوبند کی محبت وعقیدت کوٹ کوٹ کر بھردی ہے۔ اور شرک و بدعات اور غلط اَفکار ونظریات کی اِفراط وتفریط والی راہوں سے کنارہ کشی کی یہی وہ رَوش ہے جس نے دنیا بھر کے اہل بدعت و اہل باطل کو علمائے دیوبند کے خلاف صف آراء کردیا ہے۔ اور اکابر اہل سنت دیوبند روزِ اول سے اہل باطل کی سازشوں اور مختلف حیلہ بازیوں کا سامنا کرتے چلے آئے ہیں۔

توحید وسنت پر استقامت اور شرک و بدعت سے نفرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اکابر اہل سنت دیوبند کو جو محبوبیت اور مقبولیت عطا فرمائی ہے، اُس سے حسد کے باعث کچھ افراد و طبقات نے تو علمائے دیوبند کو نشانہ بناتے ہوئے اُن پر تنقید کے نشتر چلا کر عوام الناس کو اکابر دیوبند سے بدظن کر کے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی۔ اور کچھ اشخاص وگروہوں نے علمائے دیوبند کا نام استعمال کرتے ہوئے عام لوگوں کو اپنا عقیدت مند بنانا چاہا، لیکن چونکہ اُن لوگوں میں عقیدہ و عمل کی وہ خوشبو نہیں تھی جو اکابر اہل سنت دیوبند کا خاصہ ہے، لہٰذا اُن کی ذات میں 'کشش' پیدا نہ ہوسکی اور اُن کے لیے عوام کو اپنے ساتھ جوڑے رکھنا مشکل ہوگیا۔ چنانچہ انہوں نے کچھ بدعات کا آغاز عوام کی 'دلچسپی' کی خاطر کردیا، اور خدا کی قدرت کہ وہ اس میں کامیاب رہے۔

ہر ذی شعور جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص حکمت کے تحت اِس دنیا میں انسانوں کی ابتلاء و آزمائش کے لیے جہاں اپنے کلام اور عبادات میں 'کشش' رکھی ہے، وہیں شیطان کے بچھائے ہوئے جالوں اور ہتھکنڈوں میں بھی ظاہری خوش نمائی اور 'دلچسپی' کا سامان رکھ دیا ہے، تاکہ انسان کا کامل طور پر امتحان ہو سکے کہ آیا وہ اپنی خواہشات اور دلچسپیوں کے پیچھے چلتا ہے یا خدا کے حکم کے مطابق زندگی گزارتا ہے۔

بعینہ یہی صورتِ حال 'روحانیت' اور 'بدعت' کے بارے میں بھی ہے، کہ اللہ رب العزت نے روحانیت کے اندر ایک کشش رکھی ہے، انسان اس کی طرف کھنچتا چلا آتا ہے، انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اسلاف امت کی روحانیت کی 'کشش' کروڑوں اربوں انسانوں کو اُن کے قریب لائی اور ان کی زندگیوں میں انقلاب کا سبب بنی۔ جبکہ دوسری طرف 'بدعت' کی ظاہری خوش نمائی اور 'دلچسپی' بھی لاتعداد انسانوں کی گمراہی کا سبب بنی۔

اکابر اہل سنت دیوبند کو اُن کے سچے کھرے عقیدہ و عمل کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے روحانی کشش سے نوازا تھا، جس کی بنا پر خلقت کا اُن کی طرف رجحان تھا۔ لیکن بعض وہ لوگ جو اپنے عقیدہ و عمل میں وہ درستگی اور اخلاص پیدا نہیں کر سکے جس کی بنا پر اُن کو روحانی کشش حاصل ہوتی، لہٰذا اُنہوں نے خلقت کے رجحان کو اپنی طرف کرنے یا اُس رجحان کو باقی رکھنے کے لیے 'بدعات' کا دروازہ کھول دیا۔ چنانچہ اِس حربہ کی بدولت خلقت کا رجحان تو اُن کی طرف بڑھ گیا، لیکن اکابر اہل سنت دیوبند کے صراط مستقیم والے عقیدہ و عمل سے وہ لوگ دُور ہٹتے چلے گئے۔

چنانچہ آج ہم اپنے معاشرے میں جہاں ایسے افراد اور جماعتوں کو دیکھ رہے ہیں جو اکابر اہل سنت دیوبند پر تنقید کر کے عوام کو اُن سے بدظن کرنے کی کوشش میں سرگرداں ہیں، وہیں ہمیں ایسے طبقات بھی نظر آ رہے ہیں جو اکابر اہل سنت کا نام لے کر بدعات کا ارتکاب کر رہے ہیں اور اُن کے گرد خلقت کا ہجوم ہے۔ جبکہ علمائے اہل سنت دیوبند دونوں طبقوں سے نبرد آزما ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص توفیق سے ہمیں یہ سعادت عطا فرمائی کہ ہم نے اپنے اکابر و رفقاء کے تعاون، سرپرستی اور دعاؤں سے دونوں قسم کے افراد و طبقات کی نشاندہی بھی کی اور اُن کے اَفکار کا دلائل کے ساتھ رد کرتے ہوئے یہ ثابت کیا کہ یہ عقائد و اعمال نہ صرف علمائے دیوبند

کے خلاف ہیں بلکہ چودہ سو سالہ اکابر اہل سنت کے مسلک و مشرب کے بھی بالکل خلاف ہیں۔
چنانچہ اِس سلسلہ میں ہماری متعدد کاوشیں منظر پر عام آچکی ہیں، جن میں

۱......غامدیت کیا ہے؟

۲......عقائد اہل سنت اور علامہ زاہد الراشدی صاحب کی نوازشات

۳......اکابر اہل سنت کا حقیقی مسلک و مشرب المعروف تحفظ عقائد اہل سنت

۴......فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع

۵......مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی سے اختلاف کی بارہ (۱۲) وجوہات

۶......مروجہ مجالس ذکر اکابر اہل سنت دیوبند کی نظر میں!

۷......رسالہ ''قضیہ کا خاتمہ'' کا تحقیقی جائزہ

۸......مروجہ مجالس ذکر اور شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ

۹......اکابر اہل سنت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کی جارحیت کی زد میں!

۱۰......حقانیت اہل السنۃ والجماعۃ

اول الذکر دو کتابوں میں بندہ کا اندازِ تحریر جارحانہ اور غیر مناسب تھا، اس پر بندہ کو شرمندگی ہے۔ اور بندہ اِس ندامت کا اظہار، اس اندازِ تحریر سے رجوع اور آئندہ اس قسم کا انداز اختیار نہ کرنے کا اعلان مجلّہ صفدر (شمارہ: ۵۸/دسمبر ۲۰۱۵ء) میں اِس وضاحت کے ساتھ شائع کروا چکا ہے کہ بندہ کا موقف وہی ہے، اور جو اعتراضات کیے تھے، وہ برقرار ہیں۔ صرف اندازِ تحریر کی سختی اور درشتی سے بندہ رجوع کا اعلان اور توبہ کرتا ہے۔

باقی کتب ورسائل اور مضامین بحمد اللہ اہل علم کے ہاں پسندیدہ اور معتبر قرار پائے اور متعدد اہل علم نے اپنی آراء کا تحریری وزبانی اظہار فرمایا۔ الحمدلله حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه.

فی الحال صرف کتاب ''تحفظ عقائد اہل سنت'' کے بارے میں چند اکابر ومبصرین کی آراء ملاحظہ فرمائیں!

(۱)......**استاذ المحدثین** حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ اپنے مکتوب گرامی میں لکھتے ہیں:

''کتاب تحفظ عقائد اہل سنت مل گئی، اکثر حصہ پڑھ بھی لیا اور اس کو مفید پایا۔''

(۲)......ماہنامہ ''وفاق المدارس'' کے تبصرہ نگار لکھتے ہیں:

''آج سے قریباً بیس بائیس برس قبل سعودیہ کے ایک بریلوی مشرب عالم محمد بن علوی مالکی مرحوم کی کتاب "مفاهيم يجب أن تصحح" منظر عام پر آئی۔ اور اس کا اردو ترجمہ پاکستان میں ''اصلاح مفاہیم'' کے نام سے شائع کیا گیا۔ اس کتاب میں بظاہر بریلوی دیوبندی قربت کی سعی کی گئی، مگر ساتھ ہی بہت سے ایسے عقائد و نظریات بھی علماء دیوبند کے سر منڈھ دیئے گئے جن کا سرے سے علماء دیوبند سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحب مہاجر مدنی رحمہ اللہ کے الفاظ میں ...... ''اس میں کوشش کی گئی ہے کہ دیوبندیت میں بریلویت داخل کرائی جائے اور بریلویوں کی بہت سی چیزوں کو برداشت کرلیا جائے۔'' ...... طرفہ یہ کہ اُردو ایڈیشن میں متعدد علماء دیوبند کی تقریظات بھی اس کتاب میں شامل کی گئیں تاکہ کتاب کو 'مستند' ہونے کا درجہ حاصل ہو جائے۔

اہل نظر نے اسی وقت بھانپ لیا تھا کہ اس کتاب میں نہایت چابک دستی کے ساتھ علمائے دیوبند کے عقائد و اَفکار کو داغ دار کر کے اپنے مبتدعانہ نظریات کو درست ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ چنانچہ اہل علم نے اس کتاب کا بروقت نوٹس لیا اور ''اصلاحِ مفاہیم'' کا مکمل تجزیہ و تخطیہ کر کے درست مفاہیم کو واضح کیا۔ اکابر دیوبند حضرت مولانا مفتی عبدالستار رحمہ اللہ، حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب رحمہ اللہ، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ، مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ، مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ، مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ، حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم نے اپنی تحریرات کے ذریعے علماء اور عامۃ الناس کو اس فتنے سے آگاہ کیا۔

اس سلسلے میں اس وقت جتنے مضامین لکھے گئے یا علماءِ حق اور علوی مالکی کے مؤید علماء کے مابین جو خط و کتابت ہوئی ان سب کو زیرِ تبصرہ کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے۔

مرتب کتاب مولانا عبدالرحیم چاریاری صاحب کے مطابق اس مجموعے کا نام ''جناب محمد بن علوی مالکی اور ان کے حامیوں کے نظریات کا تحقیقی جائزہ'' تھا، لیکن بعد میں اس کا نام بوجوہ ''تحفظ عقائد اہل سنت'' رکھ دیا گیا۔

آغازِ کتاب میں مولانا مفتی محمد اعظم ہاشمی، مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی، مولانا حبیب الرحمٰن سومرو، مفتی عبدالقدوس ترمذی، مولانا مفتی جمیل الرحمٰن مدظلہم کی تقریظات کے علاوہ شیخ

الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا سہارن پوری نور اللہ مرقدہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد اسماعیل بدات مدظلہم (مقیم مدینہ منورہ) کا مقدمہ بھی شامل ہے۔

جو حضرات اس موضوع سے دلچسپی رکھتے ہیں یا اس پورے قضیہ کے مالہ و ماعلیہ کو سمجھنے کے خواہش مند ہیں، انہیں ضرور اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔''

[ماہنامہ وفاق المدارس، رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ]

(۳)......ماہنامہ ''الفاروق'' کے تبصرہ نگار لکھتے ہیں:

''زیر نظر کتاب میں مذکورہ فتنے کی موجود جڑوں اور اثرات کی نشاندہی کرنے اور اکابر کے حقیقی مسلک و مشرب، ان کے ذوق اور تحقیقی مواد کو محفوظ کرنے کے لیے اس مسئلہ سے متعلق تمام تحریروں کو حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد اسماعیل بدات صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (مدینہ منورہ) کی سرپرستی میں مفید اضافوں کے ساتھ نئے سرے سے مرتب کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرتب کی اس کاوش کو قبول فرما کر اسے اصلاح کا ذریعہ بنائے۔''

[الفاروق، ذوالحجہ ۱۴۳۸ھ]

(۴)......وفاق المدارس ضلع لکی مروت وغیرہ کے مسئول مولانا اصلاح الدین حقانی لکھتے ہیں:

''آپ کی طرف سے تحفظ عقائد اہل سنت مل گئی، فجزاکم الله احسن الجزاء.

حقیقت یہ ہے کہ لاعلمی کی وجہ سے اکثر حقائق پر پردہ رہتا ہے، اور لوگ اصحابِ دجل کی تلبیس کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ کی راہ نمائی نے ہمارا کام آسان کر دیا ہے۔ امید ہے آئندہ بھی روشنی پھیلاتے رہیں گے۔''

(۵)......اقراء روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے مدیر مولانا مفتی خالد محمود لکھتے ہیں:

''ہماری خواہش تو یہ تھی کہ ''اصلاح مفاہیم'' کے بارے میں ہمارے اکابر نے تفصیل سے وضاحت کر دی ہے، یہ کافی ہے، اس کے بعد یہ مسئلہ ختم ہو جانا چاہئے تھا۔ مگر دوسرا فریق مسلسل نہ صرف یہ کہ اپنی بات پر اڑا ہوا ہے بلکہ اس کے لیے بھرپور مہم چلائے ہوئے ہے۔ اِس تناظر میں ان تمام اکابر کی تحریرات کو جمع کر دینا تاکہ امت کی اس سلسلہ میں صحیح راہ نمائی ہو ایک مستحسن قدم ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ نے یہ مجموعہ تیار کر کے اور طبع کرا کر امت پر خصوصاً اہل السنۃ والجماعۃ پر ایک احسان عظیم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس محنت کو قبول فرمائے۔ آمین۔''

(۶)......وفاق المدارس کی مجلس عاملہ کے رکن مولانا محمد قاسم (شیر گڑھ، ضلع مردان) لکھتے ہیں:

''آپ نے ''حضرات اکابر کا حقیقی مسلک ومشرب'' اور ''تحفظ عقائد اہل سنت'' کے نام سے جو اکابر کی تحریرات کا مجموعہ شائع کیا ہے، ان شاء اللہ اس سے علماء دیوبند کے واقعی مسلک کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ بہت بڑا کام آپ نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سعی قبول فرمائے اور کتاب کو قبولیت عامہ نصیب فرمائے۔''

(۷)......جامعہ مفتاح العلوم حیدر آباد کے مدیر مولانا سیف الرحمٰن لکھتے ہیں:

''بلا شبہ یہ مجموعہ ایسے اکابر اہل سنت کے مقالات ومضامین پر مشتمل ہے جو اہل سنت کے حقیقی مسلک ومشرب پر سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ یہ مجموعہ مسلک حق کو سمجھنے کے لیے بہترین معیار اور راہنما ثابت ہوگا۔ اللہ رب العزت آپ کی اس علمی، دینی کاوش کو قبولیت عامہ وتامہ عطا فرمائے۔'' (آمین)

(۸)......حضرت مولانا محمد اسماعیل بدات رحمہ اللہ [خادم خواص وخلیفہ مجاز: مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ]

''اِن شاء اللہ یہ مجموعہ (تحقیقی جائزہ) حقائق سے آگاہی اور علماء دیوبند کے واقعی مسلک کو سمجھنے اور آنے والی نسلوں تک اُن کے مسلکی ذوق کو صحیح صورت میں پہنچانے کے لیے معاون ومفید ثابت ہوگا۔''

(۹)......وکیل احناف مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہم [امیر: اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ، پاکستان]

''انہیں نظریات کی حفاظت کے لیے مولانا عبدالرحیم (چاریاری) صاحب نے اکابر کے مضامین کو یکجا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ ان کی کوشش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیں اور اہل سنت کے لیے ثابت قدمی اور اہل زیغ کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔ (آمین)''

(۱۰)......شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمٰن سومرو مدظلہم [خلیفہ اجل: قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسینؒ]

''زیرِ نظر مضامین کا مجموعہ مولانا عبدالرحیم چاریاری زید مجدہ کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس کو نافع ومقبول اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔ اور یہ مجموعہ ردِ بدعات کے اِس سلسلے میں آخری کیل ثابت ہو۔''

(۱۱)......ابن فقیہ العصر مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہم [فرزند: حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذیؒ]

''اَب ضرورت تھی کہ مسلک حق کے تحفظ اور احقاق حق وابطال باطل کے فریضہ کی ادائیگی کے لیے اِن تمام مضامین ومقالات کو یکجا شائع کیا جائے، یہ خدمت حق تعالیٰ نے ہمارے مکرم

وحترم مولانا عبدالرحیم چار یاری سے لی کہ اُنہوں نے مختلف عنوانات کے تحت اِن مقالات کو جمع کر دیا ہے۔ حق تعالیٰ اِس خدمت کو قبول فرمائے، انہیں جزائے خیر دے اور گم گشتگان راہ ہدایت کے لیے ان کو موجب ہدایت بنائیں آمین۔''

قارئین کرام!

ہماری مرتبہ کتاب ''اکابر اہل سنت کا مسلک ومشرب (تحفظ عقائد اہل سنت)'' پر علماء ومشائخ کے تاثرات اور تائیدات کثیر تعداد میں ہیں، نیز بعض تائیدات اور تبصرے خاصے طویل ہیں، اختصار کی خاطر ہم نے چند تائیدات کا خلاصہ پیش خدمت کیا ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ الحمد للہ یہ مجموعہ اکابر اہل سنت کے حقیقی مسلک ومشرب کا ترجمان ہے۔ اِس میں درج نظریات واعمال کے خلاف اگر کوئی نظریہ یا عمل پایا جاتا ہے تو وہ کم از کم اکابر اہل سنت دیوبند کا مسلک ومشرب نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ کوئی اس کو ''اکابر دیوبند کا مسلک ومشرب'' کہتا رہے۔

ہماری مذکورہ بالا کتاب (تحفظ عقائد اہل سنت) کے آٹھ (۸) ابواب ہیں۔ اور دوسرے ایڈیشن میں دو (۲) ضمیمے بھی شامل ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

باب نمبرا: آغاز سخن...... تفصیلی فہرست، انتساب، عرض مرتب، پیش لفظ، تقاریظ، مقدمہ

باب نمبر۲: جناب محمد بن علوی مالکی صاحب اوران کے حامیوں کا تعارف

باب نمبر۳: جناب محمد بن علوی مالکی صاحب کی کتاب ''اصلاح مفاہیم'' کا تحقیقی جائزہ

باب نمبر۴: مولانا ہزاروی صاحب کے رسالہ ''اکابر کا مسلک ومشرب'' کا تحقیقی جائزہ

باب نمبر۵: مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب کے رجوع کا قصہ

باب نمبر۶: مروجہ مجالس ذکر و درود شریف کی شرعی حیثیت

باب نمبر۷: ''اصلاحِ مفاہیم'' اور ''اکابر کا مسلک ومشرب'' سے متعلق فتاویٰ جات

باب نمبر۸: فتاویٰ اور دستی تحریرات کے عکس

ضمیمہ ۱: مروجہ مجالس ذکر اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ

ضمیمہ ۲: مولانا نثار احمد الحسینی کی ناانصافیاں اور مغالطہ آمیزیاں

اور اس کتاب میں جن اکابر کے مضامین وتحریرات شامل ہیں، بعض کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

۱......قائد اہل سنت، وکیل صحابہ، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ

۲......امام اہل سنت، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

۳......مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ [خلیفہ مجاز: حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ]

۴......ترجمانِ مسلک دیوبند، فقیہ العصر، حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ

۵......فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار رحمہ اللہ [صدر مفتی: جامعہ خیر المدارس، ملتان]

۶......مولانا مفتی عاشق الٰہی رحمہ اللہ [تلمیذِ رشید: شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ]

۷......مولانا محمد اسماعیل بدات رحمہ اللہ [خادم خاص وخلیفہ مجاز: حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ]

۸......امین ملت، مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ

۹......مفکر اسلام، شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم

۱۰......ترجمان اہل حق، محقق العصر حضرت مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم

اِس کتاب کی تقریباً تمام تحریرات ایک ہی گروہ سے متعلق ہیں۔ لہٰذا اَب اگر کسی صاحب کو اِس کتاب کے "تمام" مضامین سے اختلاف ہے تو اُن کو چاہیے کہ کتاب کے تمام اَبواب کا ترتیب وار جائزہ لیں اور جس جس عقیدے یا عمل سے انہیں اختلاف ہے، اِنصاف کے ساتھ درست الفاظ میں اُس کی نشاندہی کر کے اپنے دعوی پر دلائل پیش کریں۔

اور اگر کسی کو اِس کتاب کے تمام مضامین سے اختلاف نہیں بلکہ بعض مضامین سے اختلاف ہے تو اُن کو چاہیے کہ باقی مضامین سے اتفاق کا کھلے الفاظ میں اقرار کرتے ہوئے اُن اُمور کی نشاندہی کریں جن سے اُن کو اختلاف ہے۔ اور پھر اس پر بحث فرمائیں۔

لیکن کچھ عرصہ قبل منظر عام پر آنے والی ایک کتاب "مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں" میں ہمیں ایک تیسری صورتِ حال سے واسطہ پڑا ہے۔ وہ یہ کہ ہماری مرتبہ کتاب کے صرف ایک باب (باب نمبر۶: مروجہ مجالس ذکر و درود شریف کی شرعی حیثیت) کو باقاعدہ نشان زد کر کے اس کے بارے میں اپنے جذبات کا اِظہار انتہائی نامناسب انداز میں کیا گیا ہے۔ جبکہ باقی سات (۷) ابواب سے بظاہر تو آنکھیں بند رکھی گئی ہیں، لیکن حقیقت میں دورانِ تحریر اُن کی طرف بھی اشارے کنایے میں چوٹ کی گئی ہے۔ حالانکہ صاحبِ کتاب کو چاہیے تھا کہ وہ واضح انداز میں بقیہ ابواب میں درج اَبحاث کے بارے میں بھی اپنا موقف تحریر فرماتے۔

نیز اِس کتاب (مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں) کے مؤلف کے طور پر مولانا حفیظ اللہ صاحب [استاذ الحدیث: جامعہ ربانیہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ] کا نام لکھا ہوا ہے۔ (جنہوں نے اپنے آپ کو مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کا مرید اور اُن کو اپنا مرشد قرار دیا ہے۔) لیکن اندازِ تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو مولانا نثار احمد الحسینی کی بھرپور مشاورت اور معاونت حاصل رہی ہے۔ یا پھر سوءِ اتفاق سے دونوں حضرات کے اَنداز و اَطوار میں غیر معمولی مطابقت پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے مولانا نثار صاحب کی معاونت ومشاورت کا گمان ہو رہا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

ویسے بھی صاحبِ کتاب نے جابجا مولانا نثار صاحب کی کتاب کے حوالے دیئے ہیں۔ حالانکہ مولانا نثار صاحب نے حسب عادت اپنی اس کتاب میں بھی جابجا "ہاتھ کی صفائی" دکھائی ہے۔ مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ نے مولانا نثار کے ایک مضمون پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا نثار صاحب کو "کم علم، کم فہم اور خائن" قرار دیا ہے۔ مولانا نثار صاحب نے اپنے ایک مکتوب کے ذریعے مطالبہ کیا ہے کہ اُنہیں بتایا جائے کہ وہ کس بنیاد پر "کم علم، کم فہم اور خائن" ہیں۔ ہم اُن کے اِس مطالبے پر ان شاء اللہ ایک مستقل مضمون میں مولانا نثار صاحب کی اِن تینوں صفات پر ٹھوس شواہد پیش کریں گے۔ (اس بارے میں ایک مضمون زیر نظر مجموعہ میں بھی شامل ہے۔) مولانا نثار کی اِس کتاب میں بھی اُن کی تینوں صفات آب وتاب سے نظر آ رہی ہیں۔

مولانا حفیظ اللہ صاحب نے مولانا نثار کی کتاب پر اعتماد کرتے ہوئے بیشتر حوالہ جات اُنہی کے واسطہ سے نقل کیے ہیں، حالانکہ وہ اگر اصل کتب وفتاویٰ کی طرف مراجعت فرما لیتے تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جاتا۔

اِسی طرح صاحبِ کتاب نے مولانا مختار الدین شاہ مدظلہ کی کتاب "ذکر اللہ کے فضائل ومسائل" کا بھی حوالہ دیا ہے۔ حضرت مختار الدین صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ کے خلیفہ ہیں، لیکن مروجہ مجالس ذکر کے حوالے سے مولانا زکریا رحمہ اللہ کے بالکل برعکس اور اُلٹ چل رہے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے مضمون "مروجہ مجالس ذکر اور شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ" سے ظاہر ہے۔ اور مولانا مختار الدین صاحب نے اپنی کتاب میں بھی اپنے شیخ اور دیگر علمائے دیوبند کے برعکس نظریہ اپنایا ہے۔ اگرچہ اُس پر کوئی ایک بھی دلیل قائم نہیں فرما سکے۔

مولانا عبد الحفیظ مکی مرحوم، مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی اور مولانا نثار احمد الحسینی کا نام اور

اُن سے تعلق و اِرادت ذکر کرنے سے مولانا حفیظ اللہ صاحب کے بارے میں یہ واضح ہوگیا کہ اُن کا تعلق اُس گروہ سے ہے جنہوں نے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کی وفات کے بعد صوفی محمد اقبال صاحب کے زیر اَثر شیخ محمد بن علوی مالکی کے اَفکار کو نہ صرف قبول کرلیا تھا، بلکہ آج تک اُن اَفکار سے واضح براءت کے لیے تیار نہیں۔

اِنہی لوگوں کے ایماء پر مکتبہ لدھیانوی کراچی والوں نے بدترین خیانت کا ارتکاب کرتے ہوئے، مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کی مشہورِ زمانہ کتاب ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' سے اِس قضیہ سے متعلق بیسیوں صفحات خارج کردیئے ہیں۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون

اِس لیے مولانا حفیظ اللہ صاحب پر لازم ہے کہ وہ پہلے دیوبندی بریلوی اختلاف، شیخ محمد بن علوی مالکی، اُن کے مؤیدین اور عرس ومیلاد وغیرہ کے حوالے سے اپنا موقف واضح کریں۔ اور صاف الفاظ میں یہ بتائیں کہ:

۱......دیوبندی بریلوی اختلاف اُصولی ہے یا فروعی؟

۲......شیخ محمد بن علوی مالکی کے بارے وہ کیا نظریہ رکھتے ہیں؟

۳......شیخ محمد بن علوی مالکی کے مؤیدین کا کیا حکم ہے؟

۴......عرس، میلاد، تعیین وقت کے ساتھ ایصال ثواب کا شرعی حکم کیا ہے؟

کتاب ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' میں غلط بیانیاں:

تیرے رندوں پر کھل گئے اسرارِ دیں ساقی
ہوا علم الیقیں عین الیقیں حق الیقیں ساقی

مولانا حفیظ اللہ صاحب نے اپنی اِس کتاب میں بہت ہی غلط بیانیوں، مغالطہ بازیوں، بے جاالزامات اور اتہامات سے کام لیا ہے، نیز اندازِ تحریر بھی انتہائی نامناسب اور غیر شائستہ ہے۔ چند غلط بیانیاں ملاحظہ ہوں:

(۱)......غلط بیانی نمبر ایک:

مولانا حفیظ اللہ صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

''تیسرا بڑا عیب اور خیانت یہ ہوئی کہ اس (کتاب تحفظ عقائد اہل سنت) میں ایک حصہ نئی تحقیق کا شامل کیا گیا۔ جس کا نام رکھا: 'مجالس ذکر اللہ اور ذکر بالجہر بدعت ہے۔'' [ص:۱۸]

قارئین کرام دیکھ چکے ہیں کہ ''تحفظ عقائد اہل سنت'' نامی کتاب کے باب نمبر چھ(٦) کا عنوان ''مروجہ مجالس ذکر و درود شریف کی شرعی حیثیت'' ہے۔ جبکہ مولانا حفیظ اللہ صاحب نے اسے ''مجالس ذکر اللہ اور ذکر بالجہر بدعت ہے'' سے بدل کر صاف ستھری غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

نیز ہماری گفتگو ''مروجہ مجالس ذکر'' کے بارے میں ہے، نہ کہ ''ذکر بالجہر'' کے بارے میں۔ لیکن مولانا حفیظ اللہ صاحب نے از خود ہی ''ذکر بالجہر کے بدعت'' ہونے کا عنوان لگا کر اُس کی نسبت ہماری طرف کر دی ہے۔ ظاہر ہے اُن کے اِس عمل کو ''غلط بیانی'' سے کم کوئی نام نہیں دیا جاسکتا۔

(۲)......غلط بیانی نمبر دو:

مولانا حفیظ اللہ نے اپنی کتاب کا نام رکھا ہے: ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں''

حالانکہ یہ بھی صریح غلط بیانی ہے۔ کیونکہ ہماری مرتبہ کتاب میں جن اکابر کی تحریرات جمع کی گئی ہیں، نہ اُنہوں نے ''مجالس ذکر اللہ'' کے خلاف کوئی سازش کی نہ ہم نے۔ بلکہ مجالس ذکر میں جو بدعات رائج ہوگئی ہیں، اُن کی نشاندہی اور اُن کی مدلل تردید کی گئی ہے۔ اِس اصلاحی عمل کو 'سازشیں' قرار دینا یقیناً غلط بیانی کے زمرے میں آتا ہے۔

(۳)......غلط بیانی نمبر تین:

مولانا حفیظ اللہ صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت شیخ (مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ) کے خلفائے کرام دامت فیوضہم نے اس حقیقت کو دِل و جان سے قبول فرما کر اپنے اس نرم گوشے کو ترک کر دیا۔'' [سازشیں:١٦]

حالانکہ متعدد علماء اپنے مختلف مضامین میں واضح کر چکے ہیں کہ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب نے لکھا تھا کہ:

''عرس، میلاد، تعیین وقت کے ساتھ ایصال ثواب وغیرہ اکابر اہل سنت دیوبند کا مسلک و مشرب ہے۔''

پھر جب اُن سے رجوع کا مطالبہ کیا گیا تو اُنہوں نے یہ لکھ دیا کہ:

''علمائے دیوبند کے مسلک کے خلاف ہر چیز سے براءت کا اعلان کرتا ہوں۔''

اَب اِن دونوں تحریرات کو ملا لیجیے! کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ بہر حال مولانا حفیظ اللہ صاحب کا

یہ کہنا کہ ''اُنہوں نے حقیقت کو دِل و جان سے قبول کرلیا'' بالکل خلافِ واقعہ اور غلط بیانی ہے۔

(۴)......غلط بیانی نمبر چار:

مولانا حفیظ اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ:

''قرون اولیٰ سے لے کر اکابرین علمائے دیوبند کے مصنفین حتی کہ موجودہ دور کے شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ، مولانا مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ صاحب اور گذشتہ اکابر مصنفین میں سے کسی کی کتاب پر تقریظ لکھی ہوئی نہیں دیکھی۔ وجہ یہ تھی کہ اُن کو اعتماد تھا کہ ہم جو کچھ لکھ رہے ہیں یہ سچ ہے اور اس کے ہم خود ذمہ دار ہیں۔ زمانہ بدلا اور بعض لکھنے والوں (مرتبین کو) یقین ہوتا ہے کہ ہماری باتیں مشکوک اور جھوٹ سے ملی ہوئی ہیں۔تو اُنہوں نے اپنی ان تلبیسات کو علماء کی تقاریظ کے پردوں میں چھپا کر عوام میں اعتماد بنانے کی ٹھان لی۔ جیسا کہ علامہ عبدالرحیم صاحب کا مجموعہ۔'' [سازشیں:۲۱]

مولانا حفیظ اللہ صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی مشہورِ زمانہ کتاب راہِ سنت پر حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ ......حضرت مولانا السید مفتی مہدی حسن رحمہ اللہ [صدر مفتی: دارالعلوم دیوبند] ......استاذ العلماء شیخ التفسیر حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ [شیخ التفسیر: دارالعلوم دیوبند] کی تقاریظ موجود ہیں۔ اور اسی راہِ سنت میں حضرت امام اہل سنتؒ نے مروجہ مجالس ذکر کو بدعت قرار دیا ہے۔جس کا حوالہ مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم کے مضمون کے ضمن میں مولانا حفیظ اللہ صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۸۳ر پر دیا ہے، لیکن اس کا کوئی معقول جواب دیئے بغیر خاموشی سے گزر گئے ہیں۔

نیز حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ کی کتاب ''احسن الکلام'' پر درجِ ذیل اکابر کی تقاریظ ثبت ہیں: حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ......مولانا مفتی سید مہدی حسن رحمہ اللہ تعالیٰ (سابق مفتی اعظم: دارالعلوم دیوبند)......شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد رحمہ اللہ......رئیس المحققین حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ......حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ رحمہ اللہ...... مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ......استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ......شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ......حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ......محقق وقت حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب رحمہ اللہ (سابق صدر مدرس: مظاہر العلوم سہانپور) ......شیخ القرآن حضرت مولانا محمد سلطان محمود صاحب رحمہ اللہ (سابق صدر مدرس: مدرسہ عالیہ فتح پور دہلی)

......شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ ......حضرت مولانا مفتی محمد شفیع سرگودھوی رحمہ اللہ ......شیخ المشائخ حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتی رحمہ اللہ ...... استاذ العلماء، حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ......محقق جلیل حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ......فقیہہ جلیل حضرت مولانا مفتی رشید احمد رحمہ اللہ

لہٰذا مولانا حفیظ اللہ صاحب کا یہ کہنا کہ مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی کتب پر تقاریظ نہیں ہیں، غلط بیانی ہے۔

(۵)......غلط بیانی نمبر پانچ:

مولانا حفیظ اللہ صاحب لکھتے ہیں:

''موصوف اپنی کتاب ''تحفظ عقائد اہل سنت'' میں رقمطراز ہیں: 'اتنی بڑی کتاب لکھ کر آنے والی نسل کو حقائق بتانا ہے۔ اور جو اِن اختلافات کو شائع نہیں کر رہے وہ خائن ہیں'۔'' [ص:۲۵]

مولانا حفیظ اللہ صاحب نے یہ خودساختہ عبارت ہماری طرف منسوب کرکے نقل کی، لیکن کتاب کا صفحہ نمبر نہیں لکھا، تاکہ اُن کی غلط بیانی پر پردہ پڑا رہے۔ کیونکہ ہم نے ایسی کوئی عبارت اپنی کتاب میں نہیں لکھی جس کے الفاظ یا مفہوم یہ ہو کہ ''اختلافات کو شائع نہ کرنے والے خائن ہیں۔'' ہم مولانا حفیظ اللہ صاحب سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ یہ عبارت ہماری کتاب میں دِکھادیں۔ ورنہ یہ تسلیم کرلیں کہ اُنہوں نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

(۶)......غلط بیانی نمبر چھ:

مولانا حفیظ اللہ صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۳۰ / پر ہمارے بارے میں لکھتے ہیں:

''یہ حضرات دِل و جان سے سلفیوں پر قربان ہیں اور ان سے انعامات کے مستحق ہیں۔''

حالانکہ یہ کھلی غلط بیانی ہے۔ موجودہ دور میں ''سلفی'' کے نام سے جو فرقہ مشہور ہے، ہم اُسے بعض عقائد و اعمال کے اعتبار سے گمراہ اور اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج سمجھتے ہیں۔ اِس لیے مولانا حفیظ اللہ صاحب کا یہ کہنا کہ: ''دِل و جان سے سلفیوں پر قربان ہیں۔'' واضح غلط بیانی ہے۔

(۷)......غلط بیانی نمبر سات:

مولانا حفیظ اللہ صاحب لکھتے ہیں:

''موصوف (مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب) کو بھی ذکر بالجہر سے اختلاف ہی نہیں

نفرت شدیدہ بھی ہے۔''[ص۳۱]

حالانکہ یہ نری غلط بیانی ہے۔ مولانا مفتی عبدالقدوس صاحب ترمذی دام ظلہ ذکر بالجہر کے بارے میں وہی رائے رکھتے ہیں جو اکابر اہل سنت دیوبند کی ہے۔ جس کی وضاحت ہم اپنے متعدد مضامین میں کر چکے ہیں کہ ''ذکر بالجہر اپنی شرائط کے ساتھ بالکل جائز ہے۔'' ہماری اِن تحریرات کو مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہ کی تائید حاصل ہے۔ لہٰذا مولانا حفیظ اللہ صاحب کا یہ کہنا کہ ''مفتی عبدالقدوس صاحب کو ذکر بالجہر سے نفرت شدیدہ ہے۔'' یقینی غلط بیانی ہے۔

(۸)......غلط بیانی نمبر آٹھ:

مولانا حفیظ اللہ صاحب لکھتے ہیں:

''ہمارے اکابرین رحمہم اللہ کا طرز یہ تھا کہ وہ مسئلہ اور اس کی وضاحت و دلائل کو ذکر فرما دیتے، کسی خاص فرد یا جماعت کو نشانہ نہیں بناتے تھے۔''[سازشیں:۳۸]

حالانکہ ہمارے اکثر اکابر نے ابوالاعلیٰ مودودی سمیت ہر فتان (فتنے باز) کا نام لے کر اُس کے غلط نظریات کی بیخ کنی کی اور عوام الناس کو اُس سے بچ کر رہنے کی تلقین کی۔ مولانا زکریا رحمہ اللہ کی کتاب کا نام ہی ''فتنہ مودودیت'' ہے۔ لہٰذا مولانا حفیظ اللہ صاحب کا یہ کہنا ایک غلط بیانی ہے۔

(۹)......غلط بیانی نمبر نو:

مولانا حفیظ اللہ صاحب لکھتے ہیں:

''یہ ایسی عبارت ہے جس پر اس کتاب (تحفظ عقائد اہل سنت) میں مجلس ذکر والے حصہ پر لکھے ہوئے تمام مضامین میں اس مسئلہ کو زور دَار اَنداز میں لکھا ہے کہ ذکر کے فضائل بتانا، ترغیب دینا، سب بدعت ہیں۔''[سازشیں:۶۱]

حالانکہ ہماری کتاب میں یہ الفاظ یا یہ مفہوم قطعاً نہیں ہے کہ ''ذکر اللہ کے فضائل بتانا، ترغیب دینا بدعت ہے۔'' بلکہ ہمارے نزدیک تو ذکر اللہ کے فضائل بتانا اور ترغیب دینا مستحب اور باعث ثواب ہے۔ لیکن مولانا حفیظ اللہ صاحب نے یہ خود ساختہ مفہوم ہماری طرف منسوب کر کے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

(۱۰)......غلط بیانی نمبر دس:

مولانا حفیظ اللہ صاحب لکھتے ہیں:

”ذکر کے خلاف جمع شدہ اس کتاب (تحفظ عقائد اہل سنت) پر حضرت مولانا محمد انور اوکاڑوی صاحب مدظلہ جیسے عالم تقریظ لکھیں۔“ [سازشیں:۱۳۹]

یہ بالکل خلافِ واقعہ اور غلط بیانی ہے۔ کیونکہ تحفظ عقائد اہل سنت نامی کتاب بعض مسائل میں ”اکابر اہل سنت کا مسلک و مشرب“ بیان کرنے کے لیے ہے۔ اور اس کا چھٹا باب مروجہ مجالس ذکر کی شرعی حیثیت کے بارے میں ہے۔ جبکہ مولانا حفیظ اللہ صاحب نے اسے مطلقاً ”ذکر کے خلاف“ قرار دے کر غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

(۱۱)......غلط بیانی نمبر گیارہ:

مولانا حفیظ اللہ صاحب نے ہماری کتاب کے صرف چھٹے باب کے بارے میں اپنے جذبات کا اظہار کرنے کے لیے کتاب ”مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں“ ترتیب دی ہے۔ لیکن چھٹے باب سے ہٹ کر دیگر مقامات کی کچھ عبارات کو بندہ کا جھوٹ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ان کے تین جھوٹ بندہ انہیں کی کتاب ”تحفظ عقائد اہل سنت“ سے عرض کرتا ہے۔“

جن تین باتوں کو مولانا حفیظ اللہ نے جھوٹ قرار دیا، وہ یہ ہیں:

۱۔مولانا اسماعیل بدات کو مولانا زکریا رحمہ اللہ کا ”خادم خاص“ لکھنا۔

۲۔مولانا مفتی جمیل الرحمٰن کو مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ سے مجاز بیعت توبہ لکھنا۔

۳۔مفتی عبدالستار رحمہ اللہ کا قول: ’ہزاروی صاحب سے بیعت کو مناسب نہیں سمجھتا۔‘ [۱۸۱]

حالانکہ یہ تینوں حقائق ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا اسماعیل بدات رحمہ اللہ کا حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ کی خدمت میں رہنا اُن کے اپنے مکتوبات اور ملفوظات سے واضح ہے۔ خصوصاً وہ طویل خط جو اُنہوں نے صاحبزادہ مولانا طلحہ مدظلہ کے نام لکھا۔ اور مولانا مفتی جمیل الرحمٰن کا مجاز بیعت توبہ ہونا قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کے وصیت نامہ میں مذکور ہے۔ جو مطبوعہ ہے۔ جبکہ حضرت مولانا مفتی عبدالستار رحمہ اللہ کے قول کی تصدیق مولانا ابوایوب قادری جھنگ والوں سے کی جاسکتی ہے۔

ثابت ہوا کہ اِن حقائق کو ”جھوٹ“ قرار دینا مولانا حفیظ اللہ صاحب کی غلط بیانی ہے۔

(۱۲)......غلط بیانی نمبر بارہ:

مولانا حفیظ اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ:

''وہیں (خیر المدارس ملتان) سے ذکر اللہ اور مجالس ذکر اللہ اور اعتکاف کے خلاف پمفلٹ شائع ہوں۔'' [سازشیں:۱۳۹]

مولانا حفیظ اللہ صاحب کا اشارہ شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق رحمہ اللہ کے رسالہ ''ذکر و اعتکاف میں مروجہ بدعات'' کی طرف ہے۔ معلوم ہوا کہ مولانا حفیظ اللہ صاحب حضرت مولانا صدیق رحمہ اللہ کے اس رسالے سے واقف ہیں۔ لیکن مولانا کو نہ تو اُن کا نام لینے کی ہمت ہو سکی اور نہ ہی اُن کے رسالے کا جواب لکھنے کی۔ اس کی وجوہات کوئی پوشیدہ نہیں۔

مولانا صدیق رحمہ اللہ کا رسالہ مروجہ اجتماعی مجالس ذکر اور مروجہ اجتماعی اعتکاف کے بارے میں ہے۔ لیکن مولانا حفیظ اللہ صاحب نے مطلقاً ''ذکر اللہ کے خلاف'' اور ''اعتکاف کے خلاف'' قرار دے کر ظاہر ہے کہ غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

قارئین کرام! مندرجہ بالا سطور میں ہم نے مولانا حفیظ اللہ صاحب کی درجن بھر غلط بیانیوں کا پردہ چاک کیا ہے۔ جبکہ ابھی کچھ غلط بیانیاں باقی ہیں، مثلاً

......مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کی وفات سے تقریباً چھ سال قبل شائع ہونے والے اُن کے مضمون کے بارے میں مولانا حفیظ اللہ لکھتے ہیں: ''قاضی صاحب رحمہ اللہ کا نام استعمال کیا گیا ہے۔'' [سازشیں:۵۶]

......ایک جگہ لکھتے ہیں: ''حضرت لاہوریؒ کے بارے میں کچھ اقوال ہیں جو حضرت کے عمل کے بالکل خلاف ہیں۔'' [سازشیں:۵۷]

......اور ایک مقام پر رقم طراز ہیں: ''جب سے یہ سلفی نمائندے کھڑے ہوئے تو سنت مؤکدہ کی اہمیت بھی لوگوں کے ذہنوں سے ختم ہوگئی۔'' [سازشیں:۱۵۴]

......اور ایک جگہ ''تحفظ عقائد اہل سنت'' نامی کتاب کے مرتب و محررین کی طرف ''ذکر کی عداوت'' کی نسبت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''عداوت ذکر والی کیفیت ختم ہوجائے۔'' [۱۳۴]

......اسی طرح حضرت سید نفیس شاہ رحمہ اللہ کی طرف اجتماعی مجالس ذکر کی نسبت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''آپ (حضرت نفیس شاہ رحمہ اللہ) نے لاہور میں ''خانقاہ سید احمد شہیدؒ'' کے نام سے باقاعدہ خانقاہ کی بنیاد رکھی، جہاں پر باقاعدہ ذکر بالجہر کا انفرادی، اجتماعی معمول ہے۔'' [۱۱۷]

اِن غلط بیانیوں میں سے بعض کی وضاحت آگے آئے گی۔ اور بعض کو ہم نے طوالت کے خوف سے چھوڑ دیا ہے۔ قارئین کو ایک نمونہ دکھلانا مقصود تھا کہ مولانا حفیظ اللہ صاحب کی کتاب میں جا بجا اِس قسم کی غلط بیانیاں موجود ہیں۔

تقیہ ہم نے کیا ہمیں ثواب ملا کیا جھوٹ کا شکوہ تو یہ جواب ملا

کتاب ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' میں اکابر کی بے ادبی:

مولانا حفیظ اللہ صاحب نے اپنی کتاب میں اکابر اہل سنت دیوبند کی بے ادبی بھی جی بھر کے کی ہے۔ خصوصاً وہ اکابر جن کی تحریرات ''تحفظ عقائد اہل سنت'' نامی کتاب میں شامل ہیں۔ نمونے کے طور پر چند عبارات پیش خدمت ہیں:

(۱)...... ''اسی سازش کی ایک کڑی کچھ عرصہ قبل ایک کتاب تحفظ عقائد اہل سنت کے نام سے شائع کی گئی۔'' [مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں:۱۵]

(۲)...... ''سلفیوں کی خدمت کرتے ہوئے آٹھ سو سے زیادہ صفحات کی کتاب مرتب کی جس کا نام رکھا ''تحفظ عقائد اہل سنت''۔'' [ص:۱۷]

(۳)...... ''پندرہ بیس سال پرانی عبارتوں کو جمع کرنے کا مقصد تو صرف حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہم اللہ کی ذات عالی کو بیرون ممالک میں مجروح بنانا تھا، اور ان کے خلفائے کرام جو ملک و بیرون ملک دینی خدمات سرانجام دے رہے تھے، انہیں نقصان پہنچا کر سلفیوں کی خدمت کرنا تھا۔'' [ص:۲۲]

(۴)...... اگر حضرت قاضی صاحبؒ اور حضرت مولانا عبداللطیف صاحب نوراللہ مرقدہ اپنے شیخ کو بوجہ مجالس ذکر بدعتی سمجھتے تھے تو ان سے خلافت لینے سے بھی انکار کرنا چاہیے تھا۔''

[مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں:۶۰]

(۵)...... ''حضرت مدنیؒ کے نام پر کھانے والے، ان سے محبتیں ظاہر کرنے والے ان سے بھی بدظن ہیں۔'' [۶۳]

(۶)...... ''بعض لوگ ان کھلی کھلی شہادتوں کے باوجود مجالس ذکر سے متعلق تداعی کا مسئلہ چھیڑتے ہیں اور لوگوں کے دلوں سے مجالس ذکر اللہ کی اہمیت کم کرنے کے لیے یہ کہتے ہیں...'' [۱۰۶]

گویا مولانا حفیظ اللہ صاحب کے نزدیک حضرات اکابر نے سلفیوں کی خدمت کے لیے یہ تحریرات لکھی تھیں جو کسی سازش کی کڑی تھیں۔ نیز اُن کا مقصد مولانا زکریا رحمہ اللہ کی ذات بابرکات کو مجروح کرنا تھا۔ (نعوذ باللہ) اور مجلس ذکر سے متعلق تداعی کا مسئلہ چھیڑ کر اکابر اہل سنت نے لوگوں کے دلوں سے مجالس ذکر اللہ کی اہمیت کم کرنے کی کوشش کی۔

کتاب ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' میں تقریظ لکھنے والوں پر الزامات:

ہماری مرتبہ کتاب پر تقاریظ لکھنے والوں میں جو حضرات علمائے کرام و مشائخ عظام شامل ہیں، اُن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱......وکیل احناف حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہم

[خلیفہ مجاز: حضرت سید نفیس شاہ رحمہ اللہ......رئیس: تخصص فی الدعوۃ جامعہ خیر المدارس ملتان]

۲......شیخ الحدیث حضرت مولانا حبیب الرحمٰن سومرو مدظلہم

[خلیفہ مجاز: مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ......شیخ الحدیث و مدیر: جامعہ مظہریہ حسینیہ، جنہان سومرو، سندھ]

۳......ابن فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

[خلیفہ مجاز: استاذ المحدثین مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ......مدیر: جامعہ حقانیہ، ساہیوال سرگودہا]

۴......استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی جمیل الرحمٰن مدظلہم

[مجاز بیعت توبہ: مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ......مدیر: جامعہ اظہار الاسلام چکوال]

اِن سب کے بارے میں ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' نامی کتاب کے مؤلف مولانا حفیظ اللہ لکھتے ہیں:

۱......''(تقریظات سے) یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات بھی ''مجالس ذکر'' کی مخالفت میں اپنے اکابر کے مقابلہ پر آگئے ہیں۔'' [ذکر اللہ کے خلاف سازشیں: ۲۰]

۲......''اگر تقاریظ لکھنے والے علماء و بزرگ ان عبارتوں میں ان کے ساتھ نہیں ہیں جیسا کہ ہمیں یقین بھی ہے تو پھر اتنے عرصے میں ان کی تردید کیوں نہ کی گئی؟'' [۲۱]

۳......''علامہ عبدالرحیم (جو کہ عبدالرحیم چاریاری کے نام سے مشہور ہیں) لیکن راقم اس نسبت کو ان کے ساتھ لگانے میں حجاب محسوس کرتا ہے۔ کیونکہ اِن کے پانچ رکنی گروہ کو ''پانچ'' کی طرف نسبت کرتے ہوئے ''پنجتنی گروہ'' یا ''پنجتنی پارٹی'' کہنا زیادہ مناسب ہے۔ اس لیے کہ اُس گروہ کی ایک بڑی

صفت جسے سورۃ نور میں ذکر کیا گیا ہے وہ:''ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین آمنوا ''الخ ہے جو اس پارٹی میں موجود ہے۔'' [۲۵]

۴......''بندہ کو پریشانی تقریظات لکھنے والے علماء سے ہوئی، جنہوں نے ایسی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا، اور تقریظیں لکھیں، جو ایک شہادت کا درجہ رکھتی ہیں، بلا پڑھے اور بلا سوچے علامہ عبدالرحیم صاحب کی خدمات کو سراہتے ہوئے ایسے مضامین کی تائید کی ہے، جو کہ کبیرہ گناہ میں شمولیت کے مترادف ہے۔'' [مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں:۱۹]

۵......''لاہور ہی کے عجیب مفتی مولانا مفتی عبدالواحد صاحب ہیں جو ذکر اور مجالس ذکر کا خوب آپریشن کرتے ہیں۔......مفتی عبدالواحد صاحب نے ترقی کر کے نسبت ڈاکٹری کے ساتھ جوڑی تو انگریز کی اس نسبت نے رنگ دکھایا کہ ڈاکٹر صاحب امور دینیہ کے آپریشن میں ماہر سمجھے جاتے ہیں۔'' [۳۰]

۶......''اس کتاب میں بڑا حصہ ڈالنے والے ساہیوال (ضلع سرگودہا) کے ایک ''عظیم مفتی صاحب'' بھی ہیں۔ میری مراد مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب ہیں۔....موصوف کو بھی ''ذکر بالجہر'' سے صرف اختلاف نہیں نفرتِ شدیدہ بھی ہے۔'' [۳۱]

۷......''علماء ہونے کے باوجود یا تو تجاہل عارفانہ ہے، یا ضد وعناد کی وجہ سے حقیقت کے سمجھنے میں عقل اندھی ہوگئی ہے۔'' [۴۰]

۸......''سلفیوں کو خوش رکھنے کے لیے یہ حضرات سلفیوں کے نظریات پھیلاتے ہیں تا کہ قربانی کا بکرا نہ بننا پڑے۔'' [۴۴]

۹......''یہ گروہ ان تلد الامۃ ربتھا کے قبیل سے ہے۔ اور ان کا اکابرین کے نظریات سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ محض اپنے مفادات سے ہے۔'' [۷۱]

۱۰......''ڈاکٹر صاحب نے احادیث مبارکہ پر عمل کرنے سے بچنے کے لیے دعویٰ تیار کیا ہے۔'' [۸۹]

۱۱......''راقم بار بار کہتا ہے کہ یہ کسی اور کمپنی کے نمائندے ہیں۔ اکابرین دیوبند کے نہیں۔'' [۸۹]

۱۲......''تقاریظ لکھنے والے بزرگ مزید داد دیں گے یا کیے پر توبہ کریں گے۔ یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا۔'' [۹۰]

۱۳......''اتنے دلائل کے بعد اور ڈاکٹر صاحب کے نظریے کو پڑھنے کے بعد خود قارئین کرام

ہی فیصلہ کریں کہ اہل اللہ سے دُوری انسان کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتی ہے۔‘‘[۹۸]

۱۴......’’کاش! ڈاکٹر صاحب کے مفتی اور ڈاکٹر ہونے کے ساتھ ساتھ فہم بھی صحیح ہوتا تو بات سمجھ آجاتی۔‘‘[۱۰۱]

۱۵......’’اس کتاب پر تقریظ لکھنے والوں نے ان عبارتوں کو دیکھا تک نہیں۔ اور اس عظیم گناہ اور اپنے اکابر کو بدعتی بنانے میں بڑی ہمت سے شریک ہوگئے۔‘‘[۱۰۳]

۱۶......’’البتہ ڈاکٹر صاحب کی لیبارٹری کا معیار بہت ہی بلند ہے، جس میں آیات مبارکہ اور احادیث مبارکہ جو ذکر کے بارے میں ہیں وہ قبول ہی نہیں ہورہیں۔‘‘[۱۰۳]

۱۷......’’یہ ایسی تلبیس ہے جیسے سلفی، غیر مقلد اہل سنت کی پیش کردہ حدیث پر کہہ دیتے ہیں: ’’ضعیف ہے، ضعیف ہے، ضعیف ہے۔‘‘ ڈاکٹر صاحب اکابر کے راستے پر چلنا ہی نہیں چاہتے۔‘‘[۱۱۳]

۱۸......’’ڈاکٹر صاحب کے اکابرین کوئی اور ہیں۔ اہل السنۃ والجماعۃ کے اکابرین کا نام لینا صرف نوجوانوں کو دھوکہ دینے اور مسائل میں شکوک وشبہات ڈالنے کے لیے ہے۔‘‘[۱۱۳]

۱۹......’’راقم کا نقطہ نظر یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو اپنے کسی استاذ یا شیخ یا کسی اور اللہ والے کی بد دعا لگ گئی جس سے پتہ ہی نہیں چلتا کہ عبارت کیا ہے اور اس کا مفہوم کیا ہے؟‘‘[۱۱۹]

۲۰......’’محقق علماء کی شورائی جماعت بنا کر جھوٹ پر مبنی اضافوں سے کتابوں کو بچالیں۔ تاکہ آنے والی نسل ان خائنوں کی خیانتوں کو اکابرین کی طرف منسوب نہ کرے۔‘‘[۱۲۰]

۲۱......’’ڈاکٹر صاحب کا نہ مزاج بزرگوں والا ہے، نہ تحقیق اکابر والی۔‘‘[۱۲۰]

۲۲......’’ڈاکٹر صاحب نے یہی تضادات کا تحقیقی بہشتی زیور میں ڈال دیا ہو تو کون ذمہ دار ہوگا؟ سادہ لوح عام مسلمان جب بہشتی زیور دیکھ کرلے جائے گا تو یہی سمجھے گا کہ یہ حضرت تھانویؒ کی ہی تحقیقات ہیں۔ جس سے یا عقیدہ ونظریہ بگڑ جائے گا۔ یا اکابر سے بدظن ہوجائے گا۔‘‘[۱۲۱]

۲۳......’’حضرت مفتی (عبدالشکور ترمذی) صاحبؒ کے نام و دستخط والے مضامین کی تحریر وجمع ان کے فرزند ارجمند حضرت مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب کی ہے، جنہیں اس وقت تک چین نہیں آتا جب تک دوسرے سلاسل والے مشائخ کے کیڑے نہ نکال لیں۔‘‘[۱۲۵]

۲۴......’’لیکن ان شاء اللہ تعالیٰ یہ انکارِ ذکر کا مسئلہ ان کے لیے ایسا ثابت ہوگا جیسے جانور کے گلے میں ہڈی اٹک جائے تو اس کی ہلاکت کا سبب بن جاتی ہے۔‘‘[۱۳۳]

۲۵......’’شاید کہ اپنے بڑوں کی وجہ سے عداوت ذکر والی کیفیت ختم ہوجائے۔‘‘[۱۳۴]

۲۶......''(خیالی مکالمہ کے دوران) دیکھا کہ دور کچھ علماء کھڑے کہہ رہے تھے: ''ہم سے جھوٹ بول کر تقریظیں لکھوالی ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اگر یہ کامیاب ہوئے اور ان کو کوئی مال ملا تو ہمارا بھی حصہ ہوگا۔ ورنہ ہم ان کا ساتھ نہیں دیں گے۔'' [۱۴۱]

۲۷......''پنجتنی گروپ چور مچائے شور کے مصداق ہیں۔'' [۱۴۸]

۲۸......''راقم عرض کرتا ہے کہ جیسے مفتی جمیل صاحب ''مقطوع الیاء'' مفتی ہیں، ایسے ہی ان کا اجماع بھی ''مقطوع الالف'' ہے۔'' [۱۵۰]

۲۹......''اکابرین دیوبند میں سے کوئی بھی یہ مسئلہ نہ سمجھ سکا جو چکوال کے اس مفتی کو سمجھ آیا۔'' [۱۵۳]

۳۰......''جب سے یہ سلفی نمائندے کھڑے ہوئے تو سنت مؤکدہ کی اہمیت بھی لوگوں کے ذہنوں سے ختم ہوگئی۔'' [۱۵۴]

۳۱......''مفتی صاحب کی دھوکہ بازی: اپنے دادا پیر پر الزام لگا کر عبارت کاٹ کر اپنا مفہوم بنا لیا۔'' [۱۵۴]

۳۲......''مفتی صاحب کی جہالت کھل کر سامنے آگئی۔'' [۱۶۵]

۳۳......''راقم عرض کرتا ہے کہ بدعت کی مخالفت کرنے نکلے تھے، انکار کر دیا ذکر اللہ کی اشاعت کا۔ بعنوان دیگر اکابرین دیوبند کی پاسبانی کا دعویٰ کرتے ہوئے ان کے مشن و کام پر حملہ کر دیا۔ داد دیجیے ان کی تائید کرنے والوں کو جنہوں نے تقریظات لکھ کر اپنے اکابرین کی سوچ، مشن اور روح دین، روح تعلیم کو شکار کرنے والوں کے لیے ڈھال اور سہارا بن گئے۔'' [۱۷۹]

کتاب ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' میں نامناسب انداز:

نیز اس کے علاوہ بھی مصنف کتاب جناب حفیظ اللہ صاحب نے جابجا اِس قسم کا اندازِ تحریر اختیار کیا ہے، مثلاً لکھتے ہیں:

۱......سرورق پر آیت لکھی ہے: "**استحوذ علیهم الشیطان فانساهم ذکر الله، اولئک حزب الشیطن**" اور صفحہ نمبر: ۳۶ر پر اس کا ترجمہ کیا ہے: ترجمہ: (پہلے سے منافقوں کا ذکر ہے) اُن پر شیطان کا تسلط ہوگیا، پس اُس نے اُن کو ذکر سے غافل کر دیا، یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں۔

۲......''افسوس کی بات اِس میں یہ ہے کہ چند آدمیوں نے اپنے مالی مفادات اور اپنی تشہیری

خواہشات اور اپنے حسد پن کی آبیاری علماء دیوبند کے نام سے کی ہوئی ہے۔'' [سازشیں:۲۲]

۳...... ''یہی گر ''فیصل آبادی علامہ صاحب'' کے ہاتھ آ گیا ہے۔ اور ذریعہ اور وسیلہ بھی پاک سرزمین کا مل گیا ہے۔ مال بھی سلفیوں کا نصیب ہونے لگا، شاباش بھی ملی اور شہرت بھی نصیب ہوگئی۔ گویا رِند کے رِند رہے ہاتھ سے جنت بھی نہ گئی۔'' [سازشیں:۲۷]

۴...... ''اَب ایک نیا ''گُر'' ہاتھ لگا ہے کہ پیسہ دوسروں کا تلبیس ومکر اپنا۔'' [سازشیں:۲۷]

۵...... ''کتاب کا نام ''شیطان کی ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' بھی موزوں مناسب معلوم ہوتا ہے۔'' [سازشیں:۳۵]

۶...... ''باقی رہے علامہ صاحب! تو انہیں کھانے پینے کا خرچ مع شہرت مل جائے تو یہی فلاح دنیا و مافیہا ہے۔'' [سازشیں:۵۸]

۷...... ''اس کا کھلم کھلا انکار سوائے ضد اور علامہ فیصل آبادی صاحب کی مکاری کے کچھ نہیں۔'' [سازشیں:۱۰۴]

۸...... ''علامہ عبدالرحیم صاحب یعنی علامہ فیصل آبادی صاحب اکابر بزرگوں سے اس کا انکار کروا کر سلفیوں سے کیا وصول کرنا چاہتے ہیں؟'' [سازشیں:۱۲۷]

۹...... (خیالی مکالمہ کے دوران) ''پچھلی صف میں کھڑے علامہ رفع یدین کر کے خوشی سے کہہ رہے تھے کہ: 'ذکر اللہ کے خلاف اگر ہم کامیاب ہوگئے تو اگلا قدم ہمارا رفع یدین کے ساتھ اٹھے گا'۔'' [:۱۴۱]

کتاب ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' میں بلند و بانگ دعویٰ:

مولانا حفیظ اللہ صاحب نے اپنی کتاب میں غلط بیانیوں، اکابر اہل سنت کی بے ادبیوں اور نامناسب اندازِ تحریر کے باوجود یہ دعویٰ کیا ہے کہ: ''اخلاص و محبت سے پڑھنے والوں کو اِن شاء اللہ ذکر اللہ اور اہل اللہ کی محبت نصیب ہوگی۔'' [سازشیں:۳۹]

حالانکہ ذکر اللہ اور اہل اللہ کی محبت تو سچائی، اکابر اہل سنت کے ادب و احترام اور شائستگی سے پیدا ہوتی ہے، نہ کہ ان کی اضداد سے۔

مولانا حفیظ اللہ صاحب نے جو کچھ بندہ کو کہا، وہ سب معاف ہے:

مولانا حفیظ اللہ صاحب نے اپنی اس کتاب میں راقم اثیم کے بارے میں جو کچھ بھی وضاحتاً یا اشارتاً لکھا ہے، بندہ اُن کو معاف کرتا ہے۔ البتہ اُنہوں نے جو اکابر اہل سنت دیوبند اور

مسلک اہل سنت پر کیچڑ اُچھالا یا اُن کو داغ دار کرنے کی مذموم کوشش کی ہے، ظاہر بات ہے کہ یہ ناقابل معافی جرم ہے۔ ہاں! اگر مولانا حفیظ اللہ صاحب اللہ تعالیٰ اور موجودہ اکابر سے معافی مانگ کر اپنا معافی نامہ شائع فرمادیں تو وہ ہمارے محترم بھائی ہیں۔ ہم اُن کے لیے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ صراطِ مستقیم کی طرف اُن کی راہ نمائی فرمائیں، اُن کے لیے صراط مستقیم اختیار کرنا اور اس پر قائم رہنا آسان فرمائے۔ اور اکابر اہل سنت دیو بند اور مسلک اہل سنت کی سچی اور پکی محبت ہم سب کے دلوں میں پیوست فرمادیں۔ آمین

زیر نظر مجموعہ کے بارے میں:

ہمارا یہ مجموعہ درج ذیل مختلف تحریرات کا مجموعہ ہے، ہم نے اسے چھ (۶) اَبواب میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) پہلا باب: آغاز سخن

اِس باب میں فہرست و انتساب کے علاوہ تقاریظ، پیش لفظ اور زیر نظر تحریر شامل ہے۔ بندہ تقاریظ و مقدمہ لکھنے والے تمام حضرات کا دِل و جان سے شکر گزار ہے کہ اُنہوں نے اکابر دیو بند کے مسلک کے تحفظ کے لیے اپنا وقت صرف فرمایا۔ اللہ پاک ان سب کو اپنے شایان شان اجر عظیم سے نوازیں۔ آمین

(۲)......دوسرا باب: مروجہ مجالس ذکر کی شرعی حیثیت

مروجہ مجالس ذکر کی شرعی حیثیت کے بارے میں ہم ''تحفظ عقائد اہل سنت'' میں قیمتی اور مفید تحریرات جمع کر چکے ہیں۔ اسی طرح جامعہ خیر المدارس ملتان کے شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق رحمہ اللہ کا مبارک رسالہ ''ذکر و اعتکاف میں مروجہ بدعات'' بھی شائع ہو چکا ہے۔ چند نئی اور مفید تحریرات زیر نظر کتاب کے دوسرے باب میں شامل کی گئی ہیں۔ جن میں محقق اہل سنت حضرت مولانا مجیب الرحمٰن مدظلہم کی انتہائی قیمتی، سنجیدہ اور علمی تحریر بھی شامل ہے۔ اللہ پاک اُن کو جزائے خیر نصیب فرمائیں اور ہم سب کو اُن کی اِس تحریر کی قدر دانی کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین۔ مولانا مجیب الرحمٰن مدظلہم کے علاوہ مولانا مفتی اعظم ہاشمی اور مولانا ابوایوب قادری کی تحریرات بھی اِس باب کا حُسن ہیں۔ اللہ پاک دونوں حضرات کو اپنے دین کی خدمت لیے تادیر قبول فرمائیں۔ دونوں حضرات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو بدعات سے بچانے کے لیے اور صراطِ مستقیم

پر لانے کے لیے نہایت ہی فکر مند رہتے ہیں۔ مولانا ابو ایوب صاحب نے ''تداعی کے ساتھ مروجہ مجالس کے جواز'' کے ایک فتوے کا خوب جائزہ لیا ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

(۳)......تیسرا باب: مروجہ مجالس ذکر اکابر اہل سنت دیوبند کی نظر میں!

اِس باب میں دو تحریرات بندہ کی ہیں۔ جو مجلّہ ''صفدر'' کے علاوہ الگ سے کتابچے کی شکل میں بھی شائع ہو چکی ہیں۔ نیز اِس باب میں مرکز رُشد و ہدایت دارالعلوم دیوبند کے موجودہ شیخ الحدیث اور صدر المدرسین حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری دامت برکاتھم العالیہ کا فیصلہ کن اِرشاد بھی شامل ہے، جو اُنہوں نے دوران سبق ارشاد فرمایا اور اس کی اشاعت کا حکم بھی دیا۔ اپنے آپ کو ''دیوبندی'' کہلانے والوں کو چاہیے کہ دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث کے فیصلے کے بعد، جو سو فیصد درست ہے، اپنے خود ساختہ اَفکار و نظریات سے توبہ تائب ہو کر علماء اہل سنت دیوبند کا مسلک دِل و جان سے قبول فرمالیں۔ یا پھر دیوبندیت کا نام لینا چھوڑ دیں۔ واللہ المؤفق

تیسرے باب میں ہی ''تعلیمی مجالس ذکر اور حضرت امام اہل سنت'' کے عنوان سے ایک مختصر مگر مفید تحریر شامل ہے۔ جو بہت سے شبہات کا ازالہ کر رہی ہے۔

(۴)......چوتھا باب: مولانا حفیظ اللہ کی کتاب کا تحقیقی جائزہ!

چوتھے باب میں مولانا حفیظ اللہ صاحب کی کتاب ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔ مرشدی قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کے مرید و رفیق جناب حافظ عبدالوحید حنفی صاحب مدظلہ نے نہایت سنجیدہ و متین انداز میں مولانا حفیظ اللہ صاحب کی کتاب کا جائزہ لیا ہے۔ تمام قارئین کو اُن کی تحریرات بغور پڑھنی چاہییں۔

حافظ عبدالوحید حنفی صاحب کی تحریرات کے بارے میں ایک وضاحت:

البتہ ایک وضاحت ضروری ہے کہ: مروجہ مجالس ذکر میں ہمارا اختلاف ''اجتماع'' (آواز ملانے) اور ''تداعی'' سے ہے۔ ''جہر'' سے نہیں۔ محترم جناب حافظ عبدالوحید حنفی صاحب دوران تحریر بعض مقامات پر غالباً سبقت قلمی یا بے دھیانی میں مطلقاً ''ذکر جہری'' لکھ دیتے ہیں۔ تو یہ ملحوظ رہے کہ حافظ حنفی صاحب کی تحریرات میں مطلق ذکر جہری مراد نہیں بلکہ مروجہ مجالس ذکر بالجہر ہی مراد ہیں۔

چوتھے باب میں بندہ ناچیز کی تحریر بھی شامل ہے۔ جس میں مولانا حفیظ اللہ کی کتاب کا

جائزہ لیا گیا ہے اور اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ ذکر کے سلسلے میں جس موقف کا دفاع وہ کر رہے ہیں، وہ موقف اکابر اہل سنت دیوبند کے موقف کے خلاف ہے۔ لہٰذا حقیقت میں وہ ''مجالس ذکر اللہ'' کے نام پر ''اکابر دیوبند کے خلاف سازشیں'' کر رہے ہیں۔ نیز اکابر اہل سنت کے جو حوالے دے کر انہوں نے مغالطے دینے کی کوشش کی ہے، ان کی حقیقت بھی طشت ازبام کی گئی ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو صراطِ مستقیم پر اخلاص و استقامت کے ساتھ گامزن فرمائیں۔ آمین

(۵)......پانچواں باب: مولانا حفیظ اللہ کی کتاب کا دوسرا ایڈیشن

اِس باب میں بندہ ناچیز اور محترم جناب حافظ عبدالوحید حنفی صاحب کی تحریرات ہیں۔ جن میں مولانا حفیظ اللہ صاحب کی کتاب کے دوسرے ایڈیشن کا جائزہ لیا گیا ہے کہ کس طرح اُنہوں نے غلطیوں کا اعتراف کرنے کے باوجود اپنی غلط بیانیاں اور مغالطے برقرار رکھے ہیں۔ اور محترم جناب حافظ عبدالوحید حنفی صاحب کا وضاحتی خط موصول ہونے کے باوجود مرغے کی ایک ٹانگ پر ہی بضد رہے ہیں۔

(۶)......چھٹا باب: علوی مالکی و اقبالی گروہ کی خدمت میں!

چھٹے باب میں علوی مالکی و اقبالی گروہ کے بارے میں متفرق تحریرات ہیں۔ جن سے اس گروہ کے طرز و انداز کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ کس طرح یہ لوگ حوالہ جات میں قطع و برید، مخالفین پر الزامات لگانے اور اکابر کی کتابوں میں تحریفات کرنے میں رضاخانی طریقہ پر چل رہے ہیں۔

نیز یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ گزشتہ چھبیس (۲۶) سال سے یہ لوگ نہ صرف دیوبندیت میں اختلاف و انتشار پھیلا رہے ہیں بلکہ اکابر اہل سنت اور اُن کا حقیقی مسلک بیان کرنے والوں پر، ''ناخلف''، ''شیطانی اثر والے'' اور ''ظالم'' ہونے کے فتوے بھی لگا رہے ہیں۔ نیز اُن کی ''عاقبت'' کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے کر اس کے ''برباد'' ہونے اور ''وبال پڑنے'' کے فیصلے بھی صادر کرتے ہیں۔ اور اِس سلسلے میں ذرا بھی خیال نہیں فرمارہے کہ دیگر اکابر اہل سنت دیوبند کی طرح اُن کے اپنے مرشد برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ بھی ان کے ایسے فتووں کی زد میں آرہے ہیں۔ اِس کے باوجود یہی لوگ ''حضرت شیخ کے مشن کے محافظ'' ہیں اور باقی لوگ ''حضرت شیخ کی شخصیت کو مجروح کررہے ہیں۔''!!؟ فالی اللہ المشتکی.

نیز چھٹے باب میں ''اجازت و خلافت کی حقیقت'' کے عنوان سے ماہنامہ الخیر ملتان کے

مدیر مولانا محمد ازہر مدظلہم کی تحریر بھی شامل ہے۔ جس میں اِس گروہ کے لیے غور وفکر کی دعوت ہے کہ اجازت وخلافت کے سلسلہ میں اکابر اہل سنت کا طریقہ کیا تھا، اور یہ لوگ کس طریق پر چل پڑے ہیں۔

اِسی طرح اِس باب میں مرشدی قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کی تحریرات کے اقتباسات بھی شامل ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس گروہ سے اولین اختلاف ''علوی مالکی اَفکار'' کا ہے۔ اور ثانوی اختلاف ''اِقبالی بدعات'' کا ہے۔ مگر یہ لوگ نہ تو علوی مالکی اَفکار سے براءت پر کسی صورت راضی ہیں اور نہ اکابر اہل سنت دیوبند کا حقیقی مسلک بیان کرنے کے لیے تیار ہیں۔

اِس گروہ کے روح رواں مولانا ہزاروی کے دست راست مولانا نثار احمد الحسینی کے طریقہ واردات سے بھی اِس باب میں پردہ اُٹھایا گیا ہے۔ جس سے بخوبی معلوم ہو رہا ہے کہ نہ تو یہ اَفکار اکابر اہل سنت دیوبند کے ہیں اور نہ ہی یہ طرز وانداز اکابر دیوبند نے کبھی اپنایا۔ بلکہ یہ انداز تو اکابر اہل سنت دیوبند کے بارے میں جناب احمد رضا خان صاحب نے اختیار کیا تھا۔ اور آج تک اُن کے ہم مشن لوگ اسی طریقہ پر کاربند ہیں۔

نیز یہ حقیقت بھی روزِ روشن کی طرح کھل کر سامنے آگئی ہے کہ مرشدی قائد اہل سنت وکیل صحابہ مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ نے آج سے بیس سال قبل مولانا نثار صاحب کے بارے میں جو چند الفاظ تحریر فرمائے تھے، وہ سو فیصد درست اور صحیح ہیں۔ آج دنیا کھلی آنکھوں سے اُن کا مشاہدہ کر رہی ہے۔

شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کی کتاب ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کے ناشرین کی بدترین خیانت کو بھی اِس باب میں طشت ازبام کیا گیا ہے۔ اس بارے میں عزیزم مولوی حمزہ احسانی سلمہ اللہ تعالیٰ کا مضمون شامل اشاعت ہے۔

اس مضمون کی اہمیت کا اندازہ اِس سے لگایا جاسکتا ہے کہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے خادم خاص وخلیفہ مجاز مولانا محمد اسماعیل بدات رحمہ اللہ سے جب ہم نے ''تحفظ عقائد اہل سنت'' کے لیے مقدمہ لکھنے کی گزارش کی تو حضرتؒ نے عزیزم حمزہ سلمہ کی اِس تحریر پر اعتماد فرماتے ہوئے اِس کا اکثر حصہ اپنے مقدمہ میں شامل فرمایا۔ اور حوالہ دینے میں کوئی باک محسوس نہیں کی۔

چھٹے باب کے آخر میں ہزاروی گروہ اور اقبالی حضرات سے چند سوالات کیے گئے ہیں۔ جن کے واضح اور دوٹوک جوابات اِن حضرات پر قرض ہیں۔ ان سوالات کے صاف جوابات سے ناواقف لوگ جان سکیں گے کہ یہ لوگ علوی مالکی اور صوفی محمد اقبال مرحوم کے پلڑے میں ہیں یا اکابر اہل سنت دیوبند اور شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے پلڑے میں! لیکن شاید یہ حضرات صوفی محمد اقبال مرحوم کے پلڑے میں رہتے ہوئے اپنے آپ کو دیوبندی بھی باور کرانا چاہتے ہیں، اِس لیے ایسے سوالات کے جوابات سے کنی کترا جاتے ہیں۔

مذکورہ بالا چھ اَبواب کی تحریرات، ظاہر ہے کہ مختلف اوقات میں لکھی گئی ہیں، اور یکجا اشاعت کی نیت سے نہیں لکھی گئیں، اِس لیے ان میں خاصا تکرار ہے،اور تکرار ختم کرنے کی صورت میں مضامین کا حسن و ربط اچھا خاصا متاثر ہونا یقینی ہے۔ اس لیے اِس مجموعہ کو باقاعدہ تصنیف کے بجائے ''مجموعہ مضامین'' سمجھ کر مطالعہ فرمایا جائے۔

نیز مولانا حفیظ اللہ صاحب کی کتاب کے بارے میں بندہ ناچیز کی تحریر بھی ایک وقت میں نہیں لکھی گئی، بلکہ مختلف اوقات میں لکھی گئی، کچھ حصہ بندہ کی علالت سے کافی پہلے، کچھ علالت کے قریب اور کچھ علالت سے صحت یابی کے بعد۔ اِس لیے اِس تحریر میں ربط و جوڑ کی کمی ہو تو اس سے بھی درگزر فرماتے ہوئے اصل مضامین کی طرف توجہ مبذول فرمائیں۔

خدا کرے ہماری یہ کاوش اکابر اہل سنت دیوبند کے حقیقی مسلک و مشرب کی اشاعت و حفاظت کے لیے مفید اور بہت مفید جبکہ بدعت و ضلالت اور ہمہ قسم گمراہیوں کے لیے مضر اور انتہائی مضر ثابت ہو۔ آمین یارب العالمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

چمن میں میری تلخ نوائی بھی گوارا کر
کہ زہر بھی کرتا ہے کبھی کارِ تریاق

خادم اہل سنت عبدالرحیم چاریاری غفرلہ

تحریر: ۱۷رذوالحجہ ۱۴۳۹ھ

نظرثانی و اضافہ: ۴ررمضان المبارک ۱۴۴۰ھ بروز جمعہ

☆......☆......☆......☆

باب نمبر دو (۲)

اجتماعی ذکر کی مجالس کی شرعی حیثیت

١......اجتماعی ذکر کی مجالس

مولانا مجیب الرحمٰن مدظلہم

۲......قرآن وسنت کی روشنی میں ذکر اور مجالس ذکر کا مفہوم

مولانا مفتی محمد اعظم ہاشمی

۳......مروجہ مجالس ذکر پر ایک نظر

مولانا ابوایوب قادری

۴......تداعی کے ساتھ مجلس ذکر کا جواز، ایک فتوے کا جائزہ

مولانا ابوایوب قادری

بہت سی رسوم ایسی بھی ہوتی ہیں جو اپنی ذات میں بری نہیں ہوتیں،لیکن نیتوں اور انجام کے اعتبار سے اُن میں برائی آجاتی ہے،اول تو اہل علم کی شایانِ شان نہیں کہ سنت سے ہٹ کر کسی رسم کے بانی بنیں،لیکن اگر ابتداء میں قباحت معلوم نہ ہو اس لیے رسم کی بنیاد رکھ لی جائے ،تو جب قباحت ظاہر ہو جائے ،تو اہلِ علم کے لئے ضروری ہے کہ اُس سے نہ صرف کنارہ کشی کریں، بلکہ جہاں تک اثر و رسوخ ہو عوام کو اُس کی برائی اور قباحت سمجھا کر اُن کو بھی اُس سے دور کیا جائے۔

صوفیاءِ کرام کے طریقہ ہائے علاج یعنی جو اَذکار و اَعمال اپنے اپنے مریدین کے لیے اُنہوں نے برائے اصلاح تجویز کیے تھے،آج کے دور میں اُن اَعمال اور اَذکار کے طریقوں کو ایک مستقل ''شرعی عمل'' کی حیثیت دی جارہی ہے،اِس صورتِ حال کا علاج یہ ہے کہ اَب کے دور کے سب اہل اللہ کو چاہیے کہ حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی تعلیمات سامنے رکھتے ہوئے ایسے سب اعمال اور طریقہ ہائے اَذکار سے بچیں اور دوسروں کو بچائیں جنھیں عوام نے مستقل ''شرعی عمل'' اور مستقل ''نیکی'' کی حیثیت دے رکھی ہے۔

اس مضمون کی احادیث بہت سی ہیں جن میں ذکر ہے کہ یہ اہلِ مجلس ذکر وہ ہیں جو اللہ تعالی کی پاکی بیان کرتے ہیں اُس کی حمد کرتے اور بڑائی بیان کرتے ہیں،اور جنت مانگتے ہیں، اور دوزخ سے پناہ طلب کرتے ہیں،اور ایک دوسرے کو قرآن مجید سناتے اور دور کرتے ہیں ،فقہی اور علمی مسائل بھی سنتے سناتے ہیں، اور درود شریف پڑھتے ہیں،نماز پڑھتے ہیں،وغیرہ ،مختلف اعمال میں لگے ہوتے ہیں،اِن سب روایات کو سامنے رکھنے سے یہ بات خوب واضح ہوتی ہے کہ مجالسِ ذکر سے مراد اپنے اپنے طور پر ذکر و تلاوت، نماز وغیرہ مختلف اعمال میں مشغول لوگ ہیں جو مساجد میں یا کسی بھی جگہ مدرسہ وغیرہ میں جمع ہوتے ہیں اور اِن اعمال کے کرنے میں اُن کی صورت اجتماعی ہوتی ہے، لیکن بیک زبان ہو کر یہ اعمال کرنا مراد نہیں ہے،اور نہ ہی اِن میں سے ہر ہر عمل بیک زبان ہو سکتا ہے۔

ایک ہوتا ہے: ضابطہ۔ اور ایک ہوتا ہے: شاذ قول یا عمل۔ کسی شخصیت کے' خلافِ ضابطہ اور خلافِ قانون قول و فعل سے ضابطہ نہیں ٹوٹتا۔ ...... یکجا بیٹھ کر اپنا اپنا ذکر کرنے والی صورت محل کلام نہیں۔ ......مروجہ مجالس ذکر شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ نے شروع نہیں فرمائیں۔

مولانا مجیب الرحمٰن مدظلہم، ڈیرہ اسماعیل خان

اجتماعی ذکر کی مجالس

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم امابعد!

ہر دور میں اُس دور کے لوگوں نے اپنی طرف سے مختلف رسوم شروع کیں، کئی رسوم کے بانی جہلاء لوگ تھے، اور کئی رسوم کے بانی اہل علم طبقہ کے لوگ بھی تھے، بہت سی رسوم ایسی بھی ہوتی ہیں جو اپنی ذات میں بری نہیں ہوتیں، لیکن نیتوں اور انجام کے اعتبار سے اُن میں برائی آجاتی ہے، اول تو اہل علم کی شایانِ شان نہیں کہ سنت سے ہٹ کر کسی رسم کے بانی بنیں، لیکن اگر ابتداء میں قباحت معلوم نہ ہو اس لیے رسم کی بنیاد رکھ لی جائے، تو جب قباحت ظاہر ہو جائے، تو اہلِ علم کے لئے ضروری ہے کہ اُس سے نہ صرف کنارہ کشی کریں، بلکہ جہاں تک اثر و رسوخ ہو عوام کو اُس کی برائی اور قباحت سمجھا کر اُن کو بھی اُس سے دور کیا جائے، اور خود بھی اُن رسوم کے باقی رکھنے پر اصرار نہ کیا جائے، اِس کی بہت سی مثالیں دی جاسکتی ہیں، یہاں چند کا ذکر مثال کے لیے کافی ہوگا۔

مثلاً: مجالسِ ذکرولادتِ نبی ﷺ ہیں، اِن مجالس کی ذات میں یقیناً برکات تھیں، مسلمانوں کا ایمان تازہ ہونے کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی سنتوں والی زندگی اپنانے کا جذبہ پیدا ہوتا تھا، اور آج بھی پیدا ہوسکتا ہے، مگر حالت یہ ہوئی کہ ان مجالس میں کافی خرابیاں پیدا ہوئیں، جن کو دیکھنے کے سبب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے سختی سے منع فرمایا، حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ اس معاملہ میں نرمی اختیار فرماتے تھے، نقطہ نظر میں اختلاف کا سبب یہ تھا کہ حضرت گنگوہی کی نظر مفاسد پر تھی، اور حضرت تھانوی کی نظر بعض مصالح پر تھی، اور جو خیال حضرت تھانوی کا تھا، وہی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کا تھا، پھر اس سلسلہ میں حضرت تھانوی وحضرت گنگوہی رحمہما اللہ کے مابین طویل خط وکتابت ہوئی، جس کے نتیجہ میں یہ نہیں ہوا کہ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ جیسے متصلب فی المذھب نے رجوع کیا ہو بلکہ یہ ہوا کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ جیسے متساہل نے رجوع فرمالیا، یہ طویل خط وکتابت ''مکاتیبِ رشیدیہ'' میں صفحہ ۱۴۹ ار سے

۱۷۴۳ر تک اور ''تذکرۃ الرشید'' [حصہ اول] میں صفحہ ۱۱۳ر سے ۱۳۶ر تک ہے۔

ذہن میں رہے کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے لیے لفظ ''متساہل'' بے ادبی کے لیے نہیں بولا ہے بلکہ متساہل سے مراد صرف یہ ہے کہ وہ اس معاملے میں نرمی کرنے والے تھے۔

اب بھی کئی دیوبندی کہلانے والے، اہل بدعت کو اپنے قرب سے مشرف کرنے کے لیے حضرت حاجی صاحب اور حضرت تھانوی رحمہما اللہ کے اُسی نرمی والے پہلو کو لیے پھرتے ہیں، حالاں کہ اِن کی فہم حضرت گنگوہی اور تھانوی رحمہما اللہ کی فہم سے زیادہ نہیں ہے، مصلحت اِس میں تو مسلَّم ہے کہ اہلِ باطل واہل بدعت کا رد نرمی سے کیا جائے، لیکن اِس میں ہرگز مصلحت نہیں مانی جاسکتی کہ بدعت میں اِن لوگوں کا ساتھ دیا جائے تا کہ یہ قریب ہوں، بدعت اور رسم میں ہرگز شامل نہ ہونا چاہیے، ہاں نرمی سے سمجھانا چاہیے کہ یہ بدعت ہے، رسم ہے، خلافِ سنت ہے۔

دوسری: مثال حیلہِ اسقاط ہے، جس کو شروع کرانے والوں نے تو محض کسی غریب کے لیے شروع کیا ہوگا، مگر اب امیر اور غریب کی تمیز کیے بغیر کئی جگہ اِس حیلے کے ذریعے اللہ تعالی اور بندوں کے ساتھ دھوکہ اور مذاق ہو رہا ہے، تو اگر آج کا فقیہ اور متصلب عالمِ دین اُس کا ناجائز ہونا بیان کرے، تو کیا اُس کا جرم ہوگا؟ مصلحتوں کا شکار مولوی یہاں بھی ایسے عالمِ دین کو مطعون کرتے ہیں۔

ایسے ہی بہت سی فقہی کتابوں میں زکوۃ کے لیے حیلہ تملیک کا جو ذکر آتا ہے، جس کو حضرت تھانوی رحمہ اللہ، اللہ تعالی کے حکم کے ساتھ مذاق اور فقیر کے ساتھ دھوکہ سے تعبیر کرتے ہیں (مواعظ حقوق وفرائض صفحہ ۵۱۴، ۵۱۵) کہ زکوۃ کا مال ایک فقیر کو دے دو، پھر اُس کو کہو کہ مدرسہ میں جمع کرادے، اور پھر وہ مدرسہ میں جمع کرادیتا ہے، اب عام فقیر کے بجائے مدرسہ کا مہتمم طالب علم سے یہ کام لیتا ہے، جب کہ دینے والا مہتمم درحقیقت اُس طالب کو پورا اختیار نہیں دیتا، اور طالب علم بھی سمجھتا ہے کہ اُس کو لے کر اپنے پاس رکھ لینے کا مجھے اختیار نہیں، اس لیے لے کر فوراً واپس کر دیتا ہے، حتی کہ آدھی رقم یا کچھ بھی حصہ اپنے پاس نہیں رکھ سکتا، مصلحت کا شکار لوگ اب بھی اِسی حیلہ کو لیے پھرتے ہیں، ممکن ہے کہ اِس کی ابتداء مخلصین سے ہوئی ہو، مگر اَب اِس پر عمل شریعت سے مذاق ہے، اَب تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی فقیر سے کہو کہ اتنی رقم کسی سے قرض لے کر صدقہ

کردے، پھر فقیر کے اُس صدقہ کو مصرف میں لگایا جائے، اور مہتمم اُس فقیر کا قرض زکوۃ وغیرہ کی رقم کے ذریعے اتارنے میں مدد کرے۔ [حقوق و فرائض صفحہ: ۵۱۵]

اسی کی مثال یہ ہے کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی پیر کا کوئی کمزور مرید ہوگا، اُس کو زیادہ ذکر کرنے کی طاقت نہ ہوگی، اُس نے اُس کمزور مرید کو بس اتنا ذکر بتایا ہوگا کہ ہر نماز کے بعد تین بار کہہ دیا کرو **لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ** ، اب لوگوں نے اِس کو ایک مستقل عمل بنالیا کہ امام اور مقتدی سب فرض نماز کا سلام پھیر کر اجتماعی طریقے پر کئی بار کلمہ شریف کا وِرد کرتے ہیں۔

یہی حال اللہ والے صوفیاءِ کرام کے طریقہ ہائے علاج کا ہے، اُن حضرات نے جو اَذکار و اَعمال اپنے اپنے مریدین کے لیے برائے اصلاح تجویز کیے تھے، آج کے دور میں اُن اَعمال اور اَذکار کے طریقوں کو ایک مستقل شرعی عمل کی حیثیت دی جارہی ہے، اِس صورتِ حال کا علاج یہ ہے کہ اَب کے دور کے سب اہل اللہ کو چاہیے کہ حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی تعلیمات سامنے رکھتے ہوئے ایسے سب اعمال اور طریقہ ہائے اَذکار سے بچیں اور دوسروں کو بچائیں جنھیں عوام نے مستقل ''شرعی عمل'' اور مستقل ''نیکی'' کی حیثیت دے رکھی ہے، خدارا! اُمت کے حال پر رحم کیجیے، اللہ تعالیٰ سے قریب کرنے کے بجائے شیطان سے قریب نہ کیجیے، سنت والی زندگی کے قریب کرنے کے بجائے بدعات والی زندگی کے قریب نہ کیجیے، ہر ایک مرشد نے اپنے خلفاء اور مریدین کا ایک جال بچھا رکھا ہے، اور وہ خلفاء و مریدین طرزِ زندگی اور طرزِ عمل ایسا اختیار کررہے ہیں جو سُنن نبوی والی پیاری زندگی سے ہٹتا جارہا ہے، بدعات کے مخالف ہوکر بھی بدعات میں لگے ہیں، کوئی کرنٹ لگا کر لوگوں کو ہنسنے کا موقع دے رہا ہے، تو کوئی اتنا سادہ بن رہا ہے کہ اُس کو دھوکہ باز مریدین جھوٹے خواب سنا کر خلافت حاصل کررہے ہیں، اور نہ صرف خود بلکہ وہ مرید اور خلیفہ دوسروں کو حضرت سے جوڑ جوڑ کر جھوٹے خواب بنوا بنوا کر خلافتیں تقسیم کروا رہے ہیں، بعض نے چند مخصوص اوراد کی تسبیحات پوری کرنے پر خلافت دینے کا اعلان کر رکھا ہے، بعض نے اپنے مریدین کو اِس دعوت پر لگا رکھا ہے کہ ہمارے حضرت سے بیعت ہوجاؤ، بعض خود جلسوں اور کانفرسوں میں اعلان کرتے اور کرواتے ہیں کہ جس نے مرید ہونا ہو حضرت صاحب سے مرید ہوجائے، نہ پیر کے ساتھ مرید کی مناسبت شرط ہے، نہ خط و کتابت کی ضرورت ہے، نہ فون پر مل سکتے

ہیں، نہ گناہ چھوڑنا شرط ہے، نہ باطن کی اصلاح کے لئے سبق لینا شرط ہے،بس حضرت جی سے بیعت ہوئے،اور حضرت نے ظاہری توبہ کرالی،اور تسبیحات اذکار بتادیئے،توبس آدمی مرید ہوگیا، اَب سال کے بعد ایک اجتماع میں حاضری کافی ہے،یا سال میں ایک بار حضرت کو اپنی بستی اور گاؤں میں بلاکر وعظ و نصیحت کروالینا کافی ہے۔

کیا بس اتنا کافی ہے؟ کیا اِس سے آپ کا مرید خلافت کا اہل بھی ہوگیا؟ کیا آپ کو اپنے اکابر و اسلاف کا طرزِ عمل مناسب نہیں لگتا؟ کہیں آپ کا مقصود بس اپنی پیری کی شہرت تو نہیں ہے؟ حضرت تھانوی رحمہ اللہ اور حضرت مدنی رحمہ اللہ اور ہمارے دوسرے اسلاف اکابرین کا طرزِ عمل آپ کو فرسودہ لگ رہا ہے؟ سوچیں آپ کس راہ پر چل پڑے؟ ہمارے اسلاف شہرت اور شہرت والی حرکتوں سے کوسوں دُور رہنے کی کوشش کرتے تھے،اب تو بعض اپنے ملفوظات خود لکھتے ہیں ماشاءاللہ،اور اپنے ساتھ مولانا (اضافة الشيء إلى نفسه جیسے قبیح فعل کے مرتکب ہوکر) اپنے ہی قلم سے لکھتے ہیں،اپنے ساتھ لکھے جانے والے القاب خود بنا کر مریدین اور متعلقین کو حکم کرتے ہیں کہ ایسے اور ایسے لکھو!،اشتہار میں بڑا نام ہونا چاہیے،اور نام اوپر ہونا چاہیے، یہ سب کیا ہے؟ کیا اِسی کو اسلاف کی سڑک کہتے ہیں؟ خدارا!سوچیے! اور بار بار سوچیے! آپ کے مریدین اور متعلقین نے آپ کو کھلونا بنا رکھا ہے اور آپ ہیں کہ اُن کے ہاتھوں عجیب و غریب طرح کھیل رہے ہیں، یہ چند تلخ مگر حق باتیں ہیں،جن پر غور ضروری ہے۔

بہر حال ان باتوں میں سے ایک بات آج کل کی اجتماعی مجالسِ ذکر اور اجتماعی مجالسِ درود شریف اور اجتماعی مجالسِ اعتکاف کی ہے،جس پر کچھ عرض کرنا مجبوری ہوگیا ہے۔

یاد رہے کہ جس نیکی کے اجتماعی صورت میں کرنے کا اللہ و رسول کی طرف سے حکم ہو،اُس کو اجتماعی صورت میں کرنا نیکی ہے،اور جس کو انفرادی صورت میں کرنے کا حکم ہو اُس کو انفرادی صورت میں کرنا نیکی ہے۔ (اجتماعی کو انفرادی میں اور انفرادی کو اجتماعی میں) تبدیل کرنے کو اگر مستقل شرعی عمل سمجھ لیا جائے تو یہ بدعت بن جائے گا۔فرض نماز باجماعت اجتماعی صورت میں پڑھنا واجب ہے، انفرادی صورت بغیر عذر کے سخت جرم ہے، اور تراویح کے علاوہ باقی نوافل انفرادی صورت میں ادا کرنے کا حکم ہے، اجتماعی صورت میں نوافل کی ادائیگی کو ''مکروہ'' لکھا ہے،

اور مکروہ سے بھی پرہیز تقوی کا حصہ ہے۔ انفرادی طور پر نماز چاشت واشراق مستحب ہے، محض صورۃً اجتماعی صورت بن جانے کو بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بدعت کہتے ہیں۔ نئی ملاقات ہونے پر مسلمان کو سلام اور مصافحہ سنت ہے، لیکن نماز عصر، فجر یا کسی مخصوص نماز کے بعد اجتماعی صورت میں سب نمازیوں کے ایک دوسرے کو سلام ومصافحہ کرنے کو فقہاء مکروہ وبدعت کہتے ہیں۔ سلام اور مصافحہ کے علاوہ معانقہ بھی مستحسن ہے مگر نماز عید کے بعد لوگوں کا مصافحہ ومعانقہ کرنا ہمارے اکابرینِ دیوبند بدعت لکھتے ہیں۔ یہ چند مثالیں ہیں جن سے صاف واضح ہے کہ اجتماعی عمل کو انفرادی صورت میں بدلنا اور انفرادی عمل کو اجتماعی صورت سے بدلنا خلافِ سنت اور مکروہ ہے، اور مکروہ اور خلافِ سنت کو جب سنت یا مستحب سمجھا جائے تو وہ بدعتِ قبیحہ کہلاتا ہے۔

یہاں ذہن میں رہے کہ ذکرُ اللہ میں اصل اخفاء ہے یعنی آہستہ کرنا، جہر خلافِ اصل ہے، جو کبھی کبھار ہو تو جائز ہے، اور بطورِ علاج ہو تو جائز ہے، اور جب ضروری سمجھا جائے یا مسنون مانا جائے تو بدعت ہے، فقہی فتاوی اور کتابوں میں یہ سب باتیں صاف اور واضح لکھی ہوئی ہیں اس لیے حوالے لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی، اگر کسی کو تسلی نہ ہو تو استاذِ مکرم مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر رحمہ اللہ کی کتابوں: راہِ سنت، حکم الذکر بالجہر اور اخفاء الذکر میں حوالے موجود ہیں، تسلی کرلیں۔

اجتماعی مجالسِ ذکر اور احادیث نبویہ:

اجتماعی مجالسِ ذکر کے بارے میں بعض احادیث آئی ہیں، اُن کا ذکر کرنا اور پھر اُن کی حقیقت واضح کرنا ضروری ہے، تاکہ اُن کی وجہ سے پیدا ہونے والی ہر قسم کی غلط فہمی دُور ہو۔

(۱)......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''اللہ تعالی (قیامت کے دن) فرمائیں گے میدانِ حشر میں جمع ہونے والے آج جانیں گے کہ اہلِ کَرَم (عزت پانے والے) کون ہیں؟ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ! اہلِ کَرَم سے کون مراد ہیں؟ فرمایا: مسجدوں میں ذکر کی مجالس والے۔''

[صحیح ابن حِبان ،الاحسان: ۸۱۶/۱، مسند احمد: ۱۱۶۵۲، مسند ابی یعلی: ۱۰۴۶]

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجدوں میں ذکر کی جو مجالس ہوں اللہ تعالی قیامت کے دن اُن مجالس میں شامل ہونے والوں کی عزت اور اکرام فرمائیں گے، ظاہر ہے کہ جب صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے یہ فضیلت سُنی ہوگی تو اُس فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے ایسی مجالس قائم بھی کی ہوں گی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ فضیلت سنی ہواور پھر مجالسِ ذکرقائم نہ کی ہوں بالکل بعید اور بہت بعید ہے، لہٰذا یہ ماننا پڑے گا کہ ایسی مجالسِ ذکرصحابہ کرام رضی اللہ عنہم قائم کرتے تھے، اب اُن کی مجالس ذکر کس طریقے کی ہوتی ہوں گی؟ اس بارے میں آگے ذکر آئے گا۔ان شاء اللہ!

(۲)......حضرت ابو ہریرہ وابوسعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا:

''جوقوم بھی بیٹھے اور (وہ لوگ) اللہ تعالی کا ذکر کر رہے ہوں، فرشتے اُن کوگھیر لیتے ہیں، اور رحمت اُن کوڈھانپ لیتی ہے، اوراُن پرسکینہ نازل ہوتی ہے، اوراللہ تعالی اپنے پاس موجودفرشتوں میں اُن کا تذکرہ کرتے ہیں۔'' [مسند احمد: ۱۱۸۷۵]

اِس حدیث میں بھی مجلسِ ذکر کی چار فضیلتیں بیان ہوئی ہیں، اورظاہر ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے یہ فضیلت سنی ہوگی تو اُس فضیلت کوحاصل کرنے کے لیے ایسی مجالس قائم بھی کی ہوں گی، توصحابہ کرام کی مجالسِ ذکر کیسی تھیں؟ ہم آگے ذکر کرتے ہیں۔

(۳)......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:

''جب تم لوگ جنت کے باغات کے پاس سے گزروتو خوب چرو، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جنت کے باغات کون سے ہیں؟ فرمایا: ذکر کے حلقے۔

[مسند احمد: ۱۲۵۲۳، مصابیح السنہ: ۱۵۶۵]

اس حدیث میں مجالسِ ذکرکوجنت کے باغات فرمایا، اوراُن سے فائدہ حاصل کرنے کاحکم فرمایا، اِس قسم کی روایات اور بھی بہت ہیں، اِن روایات میں مذکورمجالس ذکر سے کیسے طریقہ کا ذکر مراد ہے؟ اور یہ مجالس کیسی ہوتی تھیں؟ اس بارے میں چند باتیں پیش خدمت ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مجالس ذکر کی فضیلت کی ایک حدیث میں مضمون اس طرح نقل ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے اِرشادفرمایا:

''بیشک اللہ تعالی کے کچھ چلنے پھرنے والے فرشتے ہیں وہ ذکر کے حلقوں کوتلاش کرتے

ہیں، جب ذکر کے حلقہ والوں کے پاس پہنچتے ہیں، اُن کو گھیر لیتے ہیں، پھر اپنے جاسوس فرشتے کو آسمان کی طرف اللہ تعالی کے پاس بھیجتے ہیں،تو بتاتے ہیں کہ: اے ہمارے رب !ہم آپ کے بندوں میں سے کچھ کے پاس آئے، وہ آپ کی نعمتوں کی عظمت بیان کررہے تھے،آپ کی کتاب کی تلاوت کررہے تھے،اور نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھ رہے تھے،اور اپنی آخرت اور دنیا کے لیے آپ سے مانگ رہے تھے،تو اللہ تعالی فرماتے ہیں اُن کو میری رحمت سے ڈھانپ لو،عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ! اُن میں فلاں بہت خطائیں کرنے والا بھی ہے،اللہ تعالی فرماتے ہیں اُن کو میری رحمت سے ڈھانپ لو،وہ ایسے اہلِ مجلس ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے والا محروم نہیں ہوتا۔

[مسند بزار: ح ۶۴۹۴،حلیۃ الاولیاء: ۲۶۸/۶،وغیرہ]

اس مضمون کی احادیث بہت سی ہیں جن میں ذکر ہے کہ یہ اہلِ مجلس ذکر وہ ہیں جو اللہ تعالی کی پاکی بیان کرتے ہیں اُس کی حمد کرتے اور بڑائی بیان کرتے ہیں،اور جنت مانگتے ہیں، اور دوزخ سے پناہ طلب کرتے ہیں،اور ایک دوسرے کو قرآن مجید سناتے اور دور کرتے ہیں ، فقہی اور علمی مسائل بھی سنتے سناتے ہیں، اور درود شریف پڑھتے ہیں،نماز پڑھتے ہیں،وغیرہ مختلف اعمال میں لگے ہوتے ہیں،اِن سب روایات کو سامنے رکھنے سے یہ بات خوب واضح ہوتی ہے کہ مجالسِ ذکر سے مراد اپنے اپنے طور پر ذکر وتلاوت، نماز وغیرہ مختلف اعمال میں مشغول لوگ ہیں جو مساجد میں یا کسی بھی جگہ مدرسہ وغیرہ میں جمع ہوتے ہیں اور اِن اعمال کے کرنے میں اُن کی صورت اجتماعی ہوتی ہے، لیکن بیک زبان ہوکر یہ اعمال کرنا مراد نہیں ہے،اور نہ ہی اِن میں سے ہر ہر عمل بیک زبان ہوسکتا ہے۔

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جیسے موجودہ مجالسِ ذکر والے حضرات مثلاً کلمہ شریف اور اُس کے ایک ایک لفظ کا ذکر بیک زبان کرتے ہیں، جنت مانگنا اور دوزخ سے پناہ مانگنا بھی بیک زبان ہوسکتا ہے ؟ قرآن مجید کی تلاوت بھی بیک زبان ہوسکتی ہے؟ درود شریف بھی بیک زبان پڑھا جاسکتا ہے؟ نماز بھی بیک زبان ادا ہوسکتی ہے؟ **سُبحانَ اللہ، الحمدُللہ، اللہُ اکبر** کلمات کا ذکر بیک زبان کرتے ہیں ؟ حالاں کہ حدیثوں میں مذکور مجالسِ ذکر میں تو یہ سب اعمال واذکار ذکر ہیں؟

یہ باتیں نہ لڑنے کی ہیں، نہ ضد کرنے کی ہیں، سمجھنے اور سمجھانے کی ہیں، اپنے مشائخ کے کسی ایک طریقہ پر پابندی انفرادی صورت میں ہوتو اتنا دینی نقصان نہیں جتنا اجتماعی صورت اختیار کرنے میں دینی نقصان ہے۔

نبی کریم ﷺ کی ایک اور حدیث سامنے رکھیں کہ: ارشاد فرمایا کہ: حدیث قدُسی ہے:

''میں بندہ کے گمان کے مطابق کرتا ہوں، جو گمان وہ میرے ساتھ کرتا ہے، جب وہ میرا ذکر کرتا ہے میں اُس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ میرا ذکر اکیلے کرتا ہے تو میں اُس کا ذکر اکیلے حال میں کرتا ہوں، اور اگر وہ میرا ذکر جماعت میں کرتا ہے تو میں اُس کا ذکر اُس سے بہتر فرشتوں کی جماعت میں کرتا ہوں۔''

اِس حدیث میں خوب غور کریں، اور سمجھیں کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اکیلے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بندے کا ذکر اکیلے میں کرتا ہے، اِس میں بندہ کا اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور اللہ کا ذکر کرنا سمجھ سے باہر نہیں ہے، ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے، یہ ذکر اللہ کے مختلف کلمات بولنے سے بھی ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور قدرتیں سوچنے سے بھی ہوسکتا ہے۔

لیکن بندہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بندوں کی مجلس میں کرے، اِس کی صورت کیا ہوسکتی ہے؟

اس کی دوصورتیں خیال میں آسکتی ہیں:

ا۔ایک یہ کہ مثلاً مجلس، جلسہ اور اجتماع ہو، بندہ بیان کرے جس میں اللہ تعالیٰ کے احکام ،ترغیبات وترہیبات، حلال وحرام، اللہ کی قدرت کی نشانیاں، اللہ تعالیٰ کے احسانات بیان کرکے بندوں کو احکامِ الٰہی پر عمل کرنے اور پابندی کرنے کی ترغیب ہو، حدیثِ مذکور کے مطابق ایک بندہ یہ بیان کررہا ہوتا ہے، دوسرے سُن رہے ہوتے ہیں، بڑے بڑے حضرات اِسی صورت کو مجلسِ ذکر کا مصداق بتاتے ہیں۔

عطاء الخراسانی یقول مجالس الذکر هی مجالس الحلال والحرام

[مسند الشامیین للطبرانی: ۲۲۹۹] حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجالسِ ذکر سے مراد وہ مجالس ہیں جن میں حلال وحرام احکام کا تذکرہ ہوتا ہو۔

عن ابن مسعود رضی الله عنه أنه قال: .ذا رئیتم ریاض الجنة فارتعوا، أما

أنها ليست بمجالس القُصَّاص ولكنها مجالس أهل الفقه. [الآثار لابی یوسف:۹۵۹]
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: جب جنت کے باغات سے گزرو تو اُن سے خوب چرو، پھر فرمایا مراد قصہ گو لوگوں کی مجالس نہیں ہیں، بلکہ فقہ یعنی مسائل والے لوگوں کی مجالس ہیں۔
بلکہ خود نبی کریم ﷺ کی دوسری حدیث میں ذکر ہے کہ: مجالسِ علمی مراد ہیں۔

إذا مررتم برياض الجنة فارتعوا، قالوا: وما رياض الجنة؟ قال: مجالس العلم! أى علم طريق الآخرة وهو العلم بالله وبآياته ومصنوعاته، ذكره الغزالى، وقال غيره أراد العلوم الثلاثة: التفسير والحديث والفقة. [طب عن ابن عباس] **التيسير بشرح الجامع الصغير** :۱/۱۳۰] فرمایا: جب جنت کے باغات سے گزرو، خوب چرو، صحابہ کرام نے پوچھا: جنت کے باغات کون سے ہیں؟ فرمایا: علمی مجالس! یعنی آخرت کے راستے والا علم، یعنی اللہ تعالیٰ اور اُس کے احکام اور کاری گریوں کے علم والی مجالس مراد ہیں جیسا کہ امام غزالیؒ نے ذکر فرمایا، اور بعض نے فرمایا: تین علوم تفسیر، حدیث، اور فقہ کی مجالس مراد ہیں۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے جیسا کہ مشاہدہ میں آتا ہے کہ ایک صاحب اول ذکرُ اللہ کی ترغیب دیتے ہیں، پھر مخصوص کیفیت اور الفاظ سے اجتماعی صورت میں بیک زبان ذکر اللہ کے کلمات بولے جاتے ہیں، خیال یہ ہے کہ یہ حضرات اِس کیفیت کو بھی حدیث میں مذکور اجتماعی صورت کا مصداق سمجھتے ہیں، لیکن ہمارے خیال میں یہ دوسری صورت ہرگز حدیث میں مذکور اجتماعی ذکر کا مصداق نہیں بن سکتی، کیوں کہ حدیثِ قدسی میں یوں آیا کہ ایک بندہ بندوں کی جماعت میں اللہ کا ذکر کرتا ہے، جب کہ یہاں ایک بندہ ذکر نہیں کرتا، سب مِل کر ذکر کرتے ہیں، تو ذکر کرنے والا ایک ہو اور باقی سننے والے ہوں حدیثِ قدسی کا مصداق یہی صورت بنے گی، نہ کہ سب کا بیک زبان ذکر اس کی صورت بنے گا۔

شاید کسی صاحب کو تسلی نہ ہوئی ہو، تو ایسے سے عرض ہے کہ ذرا خوب سوچ کر بتائیں کہ جب بندہ بندوں کے سامنے اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اُس سے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ اُس بندہ کا ذکر فرشتوں کی جماعت کے سامنے کرتے ہیں، تو کیا فرشتوں کے سامنے اللہ تعالیٰ بندہ کا ذکر یوں کرتے ہیں کہ مثلاً: زید شخص مجمع کے سامنے اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ میں بھی بندہ

کا ذکر کرتا ہوں تم بھی بندہ کا ذکر کرو، اس طرح کہ میں بھی اور تُم سب بھی کہو ''زید، زید، زید، زید، زید، زید، زید، زید'' اللہ تعالی اور فرشتے بیک زبان جھوم جھوم کر اور سر ہلا ہلا کر بندے کا یوں ذکر کرتے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر بندہ کا بندوں کے سامنے اِس صورت کا ذکرُ اللہ کیسے مراد ہے؟ اور اگر ہاں! تو پھر سوچیے! فرشتے بھی حیران ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کو کیا ہوگیا کہ بندہ کا ہمارے سامنے یوں ذکر کرنے لگے ہیں، اور جب اللہ تعالیٰ بندہ کا یوں ذکر نہیں کرتے، تو بندے بندوں سے اللہ تعالیٰ کا یوں ذکر کیسے کرواتے ہیں؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجالسِ ذکر کیسی تھیں؟ اس کی وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں موجود ایک حلقہ کے پاس تشریف لائے، اور پوچھا تمہیں کونسی چیز نے بٹھایا ہوا ہے؟ اُن حضرات نے عرض کیا ہم بیٹھے ہیں اللہ تعالی کا ذکر کر رہے ہیں، فرمایا کیا اللہ کی قسم تمہیں اِسی چیز نے بٹھایا ہوا ہے؟ عرض کیا اللہ کی قسم ہمیں اِسی چیز نے بٹھایا ہے، فرمایا میں نے تم پر کوئی بدگمانی کرتے ہوئے تمہیں قسم نہیں دی۔۔۔۔ بلکہ بات یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ بھی صحابہ کے ایک حلقے کے پاس تشریف لائے تھے، اور پوچھا تھا کہ تمہیں کونسی چیز نے بٹھایا ہے؟ اُنہوں نے عرض کیا ہم بیٹھے ہیں اللہ کا ذکر کر رہے ہیں اور اللہ نے جو اسلام کی ہمیں ہدایت دی اور اسلام کے ذریعے احسان کیا اُس پر ہم اللہ تعالی کی حمد کر رہے ہیں، فرمایا کیا واقعی اللہ کی قسم تمہیں اِسی چیز نے بٹھایا ہے؟ عرض کیا اللہ کی قسم ہمیں اسی چیز نے بٹھایا ہے، فرمایا میں نے کوئی بدگمانی کرتے ہوئے تمہیں قسم نہیں دی بلکہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے، اور بتایا کہ اللہ تعالی تمہاری وجہ سے فرشتوں کے سامنے فخر کر رہے ہیں۔
(مسلم)

یہ حدیث مجلسِ ذکر کی پہلی صورت کو متعین کرتی ہے کہ صحابہ کرام کی مجالسِ ذکر ایسی ہوتی تھیں، کہ اللہ تعالی کے احسانات اور نعمتوں کا تذکرہ ہوتا تھا، اور دورانِ مجلس کوئی آجاتا تو وہ اُن سے کچھ پوچھ بھی سکتا تھا، اور وہ بتاتے بھی تھے، جب کہ مجالسِ ذکر کی دوسری صورت میں یہ چیزیں نہیں ہیں، کیا کوئی شخص دورانِ مجلس کسی شریک سے بات کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں، وہ تو جناب کے ذکر میں خلل ڈالنے والا گستاخ ٹھہرتا ہے، صحابہ کرام کے ہاں ایسے تکلفات نہیں تھے، جب کہ اِن مجالس

میں تکلفات اور تصنعات ہیں، اگر ہماری بات پر یقین نہیں آرہا تو لیجیے! حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وکذا فی الأحوال الباطنیة فإنهم ما کانوا یرقصون ولایصیحون ولایطیحون ولایطرقون .....ولایتحلقون للأذکار والصلوات برفع الصوت فی المساجد ولافی بیوتهم.[مرقات :۳۹۸/۱ طبع کوئٹه] صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باطنی حالات میں بھی تکلفات نہ کرتے تھے، نہ تو وہ (مصنوعی وجد میں آکر) رقص کرتے تھے، نہ چلاتے تھے، نہ سرگرداں پھرتے، نہ خاموش رہتے تھے، نہ مساجد یا گھروں میں بہ آواز بلند ذکر کرنے اور درود شریف پڑھنے کے لیے حلقے لگاتے تھے۔

بلکہ صحابہ کرام میں سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ جیسے فقیہ صحابی سے منقول ہے کہ وہ ایسے خاص کیفیت کے اجتماعی ذکر کی مجالس کو بدعت اور گمراہی فرماتے ہیں:

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے مسجد میں بعض لوگوں کو بیٹھے دیکھا اور بڑے پریشان ہوئے، گھبرا گئے، اُن لوگوں میں سے ایک کہتا: اتنی تعداد میں سُبحانَ اللّٰہِ پڑھو، اتنی تعداد میں اَلحَمدُلِلّٰہِ پڑھو، وہ لوگ اُس کی تلقین پر ذکر کرتے، تو حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو بتایا، تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے ٹھکانے سے مسجد کی طرف نکل کر اِن لوگوں کے پاس تشریف لائے، اور فرمایا:

ما اسرع ماضللتم واصحاب رسول اللہﷺ احیاء وازواجه شواب وثیابه وآنیته لم تغیر(وفی روایة)لقدجئتم بدعة ظلماء ،والا فضللنااصحاب محمد ﷺ (وفی روایة) ویحکم یاامة محمد! ماسرع هلکتکم هولاء صحابة نبیکم متوافرون وهذه ثیابه لم تبل وانیته لم تکسر،والذی نفسی بیده انکم لعلی ملة هی اهدی من ملة محمد؟ اومفتحواباب ضلالة.

[مجمع الزوائد:۴۳۴/۱، ۴۳۵،المعجم الکبیر:۱۲۷/۹،رقم:۸۶۳۶،سنن الدارمی:۷۹/۱]

کتنا جلدی تم گمراہ ہوگئے ہو حالاں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم زندہ حیات ہیں، اور حضور ﷺ کی بیویاں جوان ہیں، اور آپ ﷺ کے کپڑے اور برتن تبدیل نہیں ہوئے، تم تاریک بدعت لائے

ہو، ورنہ ہم صحابہ گمراہ ہو گئے ہیں، افسوس تم پر اے حضور ﷺ کی امت! کتنا جلدی ہلاک ہو گئے ہو، یہ تمہارے نبی ﷺ کے صحابہ کافی تعداد میں موجود ہیں، اور یہ آپ ﷺ کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوئے، اور برتن نہیں ٹوٹے، اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کیا تم جس طریقے پر ہو وہ زیادہ ہدایت کا ہے نبی کریم ﷺ کے طریقے سے؟ یا تم گمراہی کا دروازہ کھول رہے ہو؟

امام ابن الوضاح قرطبی (م ۲۸۶ھ) نے بھی ایسا واقعہ امام اعمش سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص مسجد میں حلقہ لگائے ہوئے تھا، ہم مجلسوں کو کہتا کہ: دس بار کہو سُبْحَانَ اللّٰہ! دس بار کہو اَلْحَمْدُلِلّٰہِ! تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اُن کو ڈانٹا اور فرمایا کیا تم لوگ صحابہ سے زیادہ ہدایت پر ہو یا گمراہی پر ہو؟ بلکہ تمہارا یہ کام گمراہی ہے۔

[البدع والنهى عنها رقم: ۱۸، صفحہ: ۳۹]

دیکھیں یہ فقیہ صحابی ہیں، جن کی اکثر آراء پر فقہ حنفی کا مدار ہے، یہ ایسے اجتماعی ذکر کو بدعت اور گمراہی فرماتے ہیں، اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجتماعی ذکر اِس انداز کا ہوتا جس انداز کا آپ ذکر کرتے ہیں تو وہ حضرات اِس کو بدعت اور گمراہی کیسے کہتے؟ اس لئے اسلاف ایسے اجتماعی ذکر کو بدعت کہتے ہیں۔

علامہ محمد بن محمد ابن الحاج مالکی (م ۷۳۷ھ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ألا ترى أنه لم يختلف قول مالك رحمه الله في القراءة جماعة والذكر جماعة أنهما من البدع المكروهة على مانقله عنه ابن رشد رحمه الله في البيان والتحصيل [المدخل لابن الحاج: ۱/۹۷] کیا آپ کو معلوم نہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ کا اس بارے میں ایک ہی قول ہے کہ اجتماعی ختمِ قرآن اور اجتماعی ذکر مکروہ بدعات میں سے ہے، جیسا کہ ابن رشد رحمہ اللہ نے اپنی کتاب **البيان والتحصيل** میں نقل کیا ہے۔

موسوعہ فقهيه كويتيه میں ہے:

> ''اجتماعی ذکر جس سے مراد یہ ہے کہ ذکر کرنے والے اکٹھے ایک آواز میں ایک دوسرے کی موافقت کرتے ہوئے ذکر کے کلمات بولیں، امام شاطبی رحمہ اللہ التزام کرنے کی صورت میں اِس کو بدعتِ اضافیہ کہتے ہیں جس سے پرہیز کیا جائے، فرماتے ہیں جب شریعت نے ذکراللہ کو مستحب بنایا ہے، تو اگر کچھ لوگ اِس کو ایک زبان اور ایک آواز کے ساتھ اکٹھا ہو کر کرنے کا التزام

کریں تو شرعی مستحب میں التزام کی ہوئی اس تخصیص کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے، کیوں کہ جو کام لازم نہ ہوں اُن کے التزام کرنے سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ بھی شرعی حکم ہے (اس لیے ایسا درست نہیں ہوگا) خصوصاً مقتدیٰ شخص جو لوگوں کے مجمع میں مساجد وغیرہ میں ایسا کرے، تو جب اِس قسم کے کام کو ظاہر کر کے مساجد میں اس طرح مقرر کیا جائے جیسے اذان، نمازِ عیدین، اور نماز کسوف (وغیرہ) تو بلاشک عوام اگر فرض نہ بھی سمجھیں تو یہ تو سمجھیں گے کہ یہ سنت ہے، تو ذکر کی جو نصوص دلیل ہیں وہ اِس کی دلیل نہیں ہوں گی، اور اس لحاظ سے یہ نئی نکالی ہوئی **بدعت** ہوگی۔

ابن الحاج کی ''مدخل'' میں بھی ایسے ہی ہے:

الذکر الجماعی وھو ماینطق به الذاکرون المجتمعون بصوت واحد یوافق بعضھم بعضاً،وقد جعله الشاطبی اذا التزم بدعة اضافية تُجتنب ،قال اذاندب الشرع الی ذکر الله فالتزم قوم الاجتماعَ علیه علی لسان واحد وصوت واحد لم یکن فی ندب الشرع مایدل علی ھذا التخصیص المتزم ،لان التزام الامور غیر اللازمة یفھم علی انه تشریع،وخصوصاًمع من یقتدی به فی مجامع الناس کالمساجد،فاذا اظهرت ھذا الاظھار ووضعت فی المساجد کسائر الشعائر کالاذان وصلاۃ العیدین والکسوف فُھِم منھا بلاشك انھا سنّة اِن لم تفھم منھا الفرضیة ،فلم یتناولھا الدلیل المستدل به، فصارت من ھذه الجھة بدعامحدثة ،ونحوه لابن الحاج فی المدخل. " [الموسوعة الفقهية الكويتية: ۲۱/۲۵۳]

الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ (م۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

"اما کونه جماعیا بحیث یتحری کل واحد نطق الآخر من اوله الی آخره وتقلیده فی ذالک فھٰذا الاصل له بل ھو بدعة،وانما المشروع ان یذکروا الله جمیعاً بغیر قصد لتلاقی الاصوات بدأ ونھایةً." [تحفة الاخوان بأجوبة مهمة تتعلق بأركان الإسلام: ۱۳۴،مجموعة فتاوی ابن باز:۱۱/۱۹۱] (ترجمہ) لیکن اس طرح کا اجتماعی ذکر کہ ہر ایک آدمی از اول تا آخر دوسرے کے بولنے کا خیال رکھتا ہے اور اِس میں اُس کی تقلید کرتا ہے، اِس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے، بلکہ یہ **بدعت** ہے، شریعت سے تو بس یہ ثابت ہے کہ بہت سے لوگ اکٹھے ذکر کریں مگر از اول تا آخر آوازیں ملانے کا ارادہ بھی نہ ہو۔

وماعلینا إلاالبلاغ

۳/شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ

مولانا مفتی محمد اعظم ہاشمی مدظلہ

قرآن وسنت کی روشنی میں ذکر اور مجالس ذکر کا مفہوم

شرع کے نام پہ جو لوگ دغا کرتے ہیں اُن سے کہدو کہ خدا دیکھ رہا ہے یارو

حرفِ آگہی:

برادر مکرم حضرت مولانا عبدالرحیم چاریاری صاحب زیدمجدہ موفق من اللہ حضرات میں سے ہیں۔ رحمتِ عالم ﷺ کا فرمان ہے: ''**اعملوا فکل میسر لما خلق له.**'' [مشکوۃ:۲۰] تم عمل کرتے رہو اللہ تعالیٰ نے جن حضرات کو دین کے جس جس شعبہ کے لیے پیدا کیا ہے، اُس شعبے کا کام اُس کے لیے آسان کردیا جاتا ہے۔

دین کے مختلف شعبے ہیں، مثلاً: حفاظتِ دین، اشاعتِ دین، دفاعِ دین، دورِ حاضر میں صحابہ کرامؓ واہل بیت عظامؓ کے ترجمان اکابر اہل سنت علماء وصوفیاء دیوبند بالخصوص عظیم صوفی برکۃ العصر ومحدث کبیر حضرت الشیخ مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے دینی نقوش ومآثر کے دفاع کے لیے حضرت الشیخ کے اجل واصلی خلیفہ حضرت مولانا محمد اسماعیل بدات رحمۃ اللہ علیہ نے غالباً ۲۰۱۵ء میں حضرۃ چاریاری صاحب کا انتخاب فرمایا، جس کی تفصیل بقول چاریاری صاحب کہ: میں سفر عمرہ پر گیا، جب مدینہ منورہ مسجد نبوی میں حاضر ہوا تو پہلی ملاقات مسجد نبوی میں ہوئی، مولانا اسماعیل بدات صاحب کی خدمت میں ''علمی خیانت'' کے نام سے ایک رسالہ پیش کیا گیا۔ جس میں مکتبہ لدھیانوی کراچی والوں کی بدترین خیانت سے پردہ اُٹھایا گیا تھا۔

شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کی کتاب میں بدترین خیانت:

مکتبہ لدھیانوی کراچی والوں نے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہورِ زمانہ کتاب ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' میں بدترین خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت لدھیانوی رحمہ اللہ سے ایک جدی پشتی بریلوی عالم شیخ محمد بن علوی مالکی کی کتاب ''مفاہیم'' کے بارے میں رائے طلب کی گئی تھی، حضرتؒ نے ماہنامہ بینات کے صفحات

پر اپنی رائے شائع فرمائی کہ: ''یہ کتاب اکابر دیوبند کے مسلک کی ترجمان ہرگز نہیں ہے۔'' جس پر مختلف لوگوں نے حضرت لدھیانوی رحمہ اللہ کو خطوط لکھے، حضرت نے ان کے جوابات مرحمت فرمائے۔ بعد میں یہ ساری خط و کتابت ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' میں شائع ہوئی۔ جب تک حضرت لدھیانوی رحمہ اللہ کے جانشین مولانا سعید احمد جلال پوری رحمہ اللہ حیات رہے، یہ حصہ کتاب میں شامل رہا، جب حضرت جلال پوری کی شہادت ہوگئی تو مکتبہ لدھیانوی والوں نے علوی مالکی سے متعلق حصہ ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' سے نکال دیا۔ جسے نرم سے نرم الفاظ میں بھی بدترین خیانت ہی کہا جاسکتا ہے۔ اِسی خیانت کی مکمل وضاحت اور علوی مالکی فتنہ کا مختصر تعارف ''علمی خیانت'' نامی کتابچہ میں کرایا گیا تھا۔

مولانا عبدالرحیم چاریاری نے مولانا اسماعیل بدات رحمہ اللہ کی خدمت میں ''علمی خیانت'' نامی رسالہ پیش کیا تو حضرت بدات رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور حکماً فرمایا کہ: آپ اس موضوع پر کام کریں، میں آپ کے لیے دعا کرتا ہوں، اللہ آپ کو استقامت عطا فرمائیں گے، ان شاء اللہ۔

وطن عزیز پاکستان پہنچ کر کافی محنت کرنے کے بعد بفضلہٖ تعالیٰ بزرگوں کی دعاؤں اور چند مخلص احباب کی معاونت سے ''تحفظ عقائد اہل سنت'' کے نام سے تقریباً ۹ رصد (۹۰۰) صفحات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب حضرت مولانا اسماعیل بدات رحمۃ اللہ علیہ کے مقدمہ کے ساتھ کر کے شائع کرنے کی سعادت عطا ہوئی۔ زہے نصیب

ذکرالٰہی:

قرآن وسنت کی روشنی میں ذکر اللہ اَعلیٰ عبادت ہے، مگر ذکر کے مفہوم کو خاص اسم ذات باری تعالیٰ یا درود شریف، استغفار وغیرہ کے ساتھ خاص کرنا شرعاً درست نہیں۔ حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم خلیفہ حضرۃ مولانا شاہ ابرارالحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جس عضو کو جو حکم شریعت کا ہو اس کو اس میں مشغول کر دینا اس عضو کا ذکر ہے۔ ذکر صرف زبان تک محدود نہیں۔'' [مجالس ابرار:۳۰/۷۲] پھر فرمایا: ہر وہ شخص جو حق تعالیٰ کا فرمانبردار ہو وہ ذاکر ہے۔ صرف زبانی ذکر کا نام ذکر نہیں ہے، گناہ نہ کرنا بھی ذکر ہے، اگر صرف زبان سے ذکر ہو مگر

بدنگاہی میں بھی مبتلا ہو تو زبان کے ذکر کے ساتھ آنکھ کا نافرمان بھی ہے۔[مجالس ابرار: ۴۲۰] جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک صحابی کو آپ ﷺ نے نصیحت فرمائی ”**اتق المحارم تکن اعبد الناس.**“[سنن ابن ماجہ]۔۔۔ کہ حرام کاموں سے بچ بچ کر زندگی گزار، تو لوگوں میں سب سے بڑا عابد ہوگا۔

جیسے کسی نیکی کا کرنا ذکرِ الٰہی ہے، اِسی طرح کسی گناہ کا چھوڑنا یا کسی گناہ سے بچنا بھی ذکر الٰہی ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے عظیم تفسیر انوارالبیان میں سورۃ احزاب آیت: ۴۱ رکے تحت ذکر کے مفہوم پر عمدہ بحث کی ہے۔ یعنی تمام نیک اعمال ذکر ہیں اور ان کا بجالانے والا ذاکر ہے، مثلاً:

۱......قرآن کریم میں نماز کو ذکر کہا گیا۔ دیکھئے سورۃ طٰہٰ آیت: ۱۴۔

۲......ایمان اور صحیح عقائد کا نام بھی ذکر رکھا گیا ہے۔ دیکھئے سورہ انبیاء: ۲/اور شعراء: ۵

۳......قرآن کا نام بھی ذکر رکھا گیا ہے۔ دیکھئے سورہ حجر آیت ۹، سورہ انبیاء آیت: ۵۰

۴......انبیاء وصلحا کا تذکرہ پڑھنا یا بیان کرنا بھی ذکر ہے۔ دیکھئے سورہ ص آیت: ۴۹

حدیث شریف میں تہجد پڑھنے والے میاں بیوی کو ذاکرین، ذاکرات کہا گیا ہے۔ دیکھئے مشکوٰۃ شریف، ص۱۱۰، باب التحریض علیٰ قیام اللیل.

مجالس ذکر کا جامع مفہوم:

(۱)......حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم جنت کے باغوں سے گزرو تو چرلیا کرو، عرض کیا گیا جنت کے باغ کیا ہیں فرمایا ذکر کے حلقے۔[ترمذی ابواب الدعوات، حدیث: ۳۵۱۰]

(۲)......حضرۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مرفوعاً روایت ہے، جس میں یہی سوال کیا گیا کہ جنت کے باغ کیا ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”**مجالس العلم**“ علم کی مجالس۔

[معجم کبیر طبرانی حدیث: ۱۱۱۵۸/ومجمع الزوائد: ۱/۱۲۶]

(۳)......حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے، جس میں یہی سوال کیا گیا کہ: جنت کے باغ کیا ہیں؟ فرمایا: ”**حلق الفقه**“ فقہی مسائل کے حلقے۔

[الفقیه والمتفقه للخطیب بغدادی، حدیث: ۴۰، ۴۱، ۴۲]

(۴)......حضرت عبداللہ بن مسعود سے موقوفاً مروی ہے کہ: جنت کے باغات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''**مجالس أهل الفقه.**'' [کتاب الآثار لابی یوسف:۹۵۹]

(۵)......حضرت عطاء بن ابی مسلم خراسانی (م ۱۳۵ھ) فرماتے ہیں: ''**مجالس الذكر هي مجالس الحلال والحرام**'' یعنی مجالس ذکر سے مراد وہ مجالس ہیں جن میں حلال و حرام کے احکام بیان کیے جائیں۔[مسند الشاميين للطبراني ،حدیث:۲۲۹۹] نیز خطیب بغدادی نے ابن رشد کی سند سے حضرۃ عطاء خراسانی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ تفصیل بھی نقل کی ہے: ''**كيف تشترى وتبيع وتصلي وتصوم وتنكح وتطلق**'' یعنی مجالس ذکر وہ ہیں جن میں تجھے بیع وشراء (خرید وفروخت) نماز، روزہ، نکاح وطلاق وغیرہ کے مسائل سکھائے جائیں۔
[الفقيه والمتفقه :۳۹]

(۶)......مجالس ذکر سے مراد علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حجۃ الاسلام کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ وہ مجالس ذکر جن میں قرآن کی آیات میں غور وفکر کے مسائل نکالے جانے کی محنت کی جائے اور دین میں فقہ حاصل کی جائے۔[فیض القدیر شرح جامع صغیر:۸۱۶۹]

(۷)......علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: مجالس ذکر سے مراد وہ مجالس جن میں حلال و حرام کے مسائل اور اللہ کے امرونہی اور اس کی طرف سے سزائیں ملنے والی بیان کی جائیں۔ عبارت یہ ہے کہ: ''**ان مجالس الحلال والحرام ونحو ذلك ممافيه ذكر امر الله ونهيه ووعده ووعيدهونحو ذلك هي مجالس الذكر.**[فتاوی کبریٰ:۴]

فائدہ:

مجالس ذکر سے مراد ہر وہ مجلس جس میں دین کے مسائل اور تمام ذکر الٰہی، ذکر رسول، ذکر صحابہ واہل بیت وغیرہ بیان کیے جائیں صرف اسم ذات باری تعالیٰ وغیرہ کے ذکر کے ساتھ خاص کرنا اور دین کے تمام شعبوں میں یعنی مدارس، امامت، اذان، جہاد، ماں باپ کی خدمت، مہمان کا اکرام وغیرہ کو بجا لانے والوں کو ذاکرین نہ سمجھنا کم فہمی یا ہٹ دھرمی پر محمول ہوگا اور احادیث مذکورہ کا انکار بھی لازم آئیگا۔

فسوف ترىٰ إذا انكشف الغبار
أفرس تحت رجلك أم حمار

برادر عزیز مناظر اہل سنت مولانا ابوایوب قادری صاحب حفظه الله من العين والغين نے اپنے مضمون ''مروجہ مجالس ذکر ایک نظر میں'' کو اکابر محققین خصوصاً قطب الارشاد حضرت گنگوہی، امام اہل سنت حضرت گکھڑوی، شیخ التفسیر حضرت ترمذی، رحمہم اللہ کی عبارات سے مبرہن کر کے عمدہ اور ضروری گفتگو زیب قرطاس کی ہے۔

حضرت چاریاری وقادری صاحبان کی تائید میں ایک اہم حوالہ فتاوی محمودیہ سے پیش خدمت ہے۔مع سوال وجواب ملاحظہ ہو۔(طویل استفتاء مع الجواب کا ایک حصہ ہے)

س ۸: مطلق ذکر اذکار بہیئت اجتماعی بعداز نماز یا کسی بھی وقت مسجد میں یا مسجد کے علاوہ کسی مقام پر کرنا بدعت ہے یا مستحب؟

اس کا جواب حضرت مفتی نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ مفتی دارالعلوم دیوبند تحریر فرماتے ہیں کہ ہیئت اجتماعی سے کیا مراد ہے؟ اگر یہ مراد ہے کہ سب اپنا اپنا ذکر اپنے اپنے طور پر کر رہے ہیں مگر مکان واحد (جگہ ایک) ہونے کی وجہ سے ہیئت اجتماعی معلوم ہوتی ہے تو اِس میں کوئی حرج نہیں، اور اگر اِس سے حلقہ بنا کر مروجہ اجتماعی طریقہ مراد ہے تو اس کا نمبرا میں گزر چکا ہے۔ جواب نمبرا کا خلاصہ یہ ہے کہ مباح شرعی کو جب واجب واصل قرار دیا جانے لگے تو اس مباح کا ترک یا اس کی اصلاح کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ **وفي المرقات لملا علي قاريؒ: مَن أصر علىٰ أمر مندوب وجعله عزما ولم يعمل بالرخصة، فقد أصاب الشيطان من الاضلال، فكيف عزما ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال، فكيف بمن اصر علىٰ بدعة اومنكر.** [۳۱/۳] (فتاوی محمودیہ جدید: ۳۸۰/۴)

اس فتوی پر برکۃ العصر حضرۃ شیخ محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم حضرۃ مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی تصدیق کے الفاظ یہ ہیں:

''اس تحریر میں مفتی نظام الدین صاحب نے روشنی ڈال کر بہت وضاحت فرمادی۔ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند'' [فتاوی محمودیہ: ۳۸/۴ تخریج شدہ ایڈیشن طبع ۲۰۰۸ء جامعہ فاروقیہ کراچی]

فائدہ:

موجودہ صوفیاء وپیر حضرات سے امید واثق ہے کہ کتاب ھٰذا کے آخر میں ''فیصلہ کن ضابطہ'' پر عمل کرتے ہوئے مروجہ مجالس ذکر کا ترک یا ان کی اصلاح فرمائینگے۔ واللہ یقول الحق

وهو يهدى السبيل.

لیکن اصلاح کی کوشش وہ شخص کریگا جو اللہ تعالیٰ سے اصلاح کی توفیق مانگ کر راہ حق میں شیاطین اور ہوائے نفس (خواہشات نفس) کے خلاف ڈٹ گیا کیونکہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ ایمان کے کمال کے لیے خواہشات نفسانیہ کو شریعت کے تابع کرنا ضروری ہے۔ قال علیہ السلام: **لا یومن أحد کم حتیٰ یکون هواه تبعا لما جئت به.** [مشکوٰۃ: ۳۰] خیر کی بات کو قبول کرنے میں خواہش نفس بڑی رکاوٹ ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ: حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یقیناً مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ ڈر دو چیزوں کا ہے۔ ا۔ خواہش نفس اور ۲۔ لمبی امید۔ بہر حال خواہش نفس تو حق بات کے قبول کرنے سے روک دیتی ہے اور لمبی امید آخرت کو بھلا دیتی ہے۔ [مشکوٰۃ: ۴۴۴]

کیا مروجہ مجالس ذکر تعلیم کے لیے ہیں؟

آج کل کی مجالس ذکر تعلیم کے لئے نہیں، یہ حقیقت میں رواجی غیر شرعی مجالس ذکر ہیں جسے مرید سمیت پیر بھی 'عبادت' سمجھتے ہیں کیونکہ پیر مروجہ مجلس ذکر کے طریقہ کار کے فضائل اپنی طرف سے ایجاد کر کے بیان کرنے کے بعد مجلس ذکر میں حاضری پر صراحۃً یا اشارۃً اصرار بھی کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت استاذِ مکرم مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ: مجھے حضرت مفتی محمد حسن امرتسری بانی جامعہ اشرفیہ لاہور نے تسبیحات دوازدہ پڑھنے کا طریقہ بتادیا پھر ذکر میں خود کرتا تھا، شیخ ہمیں ذکر نہیں کروایا کرتے تھے۔ یہ حضرات صحیح جامع شریعت و طریقت تھے۔ ان کی تعلیم ذکر کا یہ طریقہ تھا اس میں نہ حلقہ تھا، نہ اجتماع، نہ تشہیر کی گئی۔ اس لیے آج بھی کوئی پیر صاحب اس طریقہ پر عمل کرے گا تو بدعت کے شبہ سے محفوظ ہوگا۔

ویسے بھی تعلیم کے بعد جہر کو فقہاء نے بدعت لکھا ہے۔ جیسا کہ بزازیہ میں ہے:

"واعظ يدعوا كل أسبوع بدعاء مسنون جهر التعليم للقوم ويخافته القوم، إذا تعلم القوم، خافت هو أيضا. وإن جهر فهو بدعة."

[فتاویٰ بزازیہ بر عالمگیریہ: ۴/ ۴۲. أواخر بعد الحادی عشر فی القراء]

احقر راقم الحروف کا اصلاحی و بیعت کا تعلق اولاً ۱۹۹۱ء میں حضرۃ الشیخ سید علاء الدین

جیلانی دارالسلام ہردیو شیخوپورہ والوں سے تھا۔ اُنہوں نے بیعت کے بعد ذکر خفی کا طریقہ تعلیم فرمایا، باقی سب مریدین اپنے اپنے ذکر خفی میں مصروف تھے۔ بطورِ تعلیم ذکر صرف ہم دو یعنی احقر اور مفتی عبیداللہ چنیوٹی کو بتایا۔ چونکہ سلسلہ نقشبندیہ میں صرف ذکر خفی ہی بتایا جاتا تھا، ذکر جہری کا وہاں تصور بھی نہ تھا۔ مگر اَب اکثر نقشبندیہ و دیگر سلاسل کے حضرات دیکھا دیکھی میں اکابر اہل سنت علماء دیوبند کے طرزِ عمل سے ہٹتے جارہے ہیں۔ الا ماشاء اللہ

جن امراض روحانی اور بدعات ورسومات کی پہلے اصلاح کی جاتی تھی، اَب اُس کی طرف ذرا بھی دھیان نہیں ہے، بلکہ بدعات بڑھتی جارہی ہیں اور سنتیں ہیں کہ جن کے مٹنے کا کوئی غم وفکر نہیں اور نہ ہی کوئی بے چینی اور درد ہے، اللہ تعالیٰ احیاءِ سنت کے جوش وجذبے سے ہر سنی مسلمان کو ذوق وشوق نصیب فرمائے۔ آمین بقول شاعر

کوئی اُن کو بھی غم دیا ہوتا
سارے غم دِل جلوں میں بانٹے ہیں
جو گلوں کی اَدا سے واقف ہیں
اُن کی قسمت میں صرف کانٹے ہیں

سنت نبوی ﷺ سے عدم توجہ کی نحوست کی وجہ سے ایک پیر کی سبقت دوسرے پیر پر مریدین کا حلقہ بڑھا کر یا خلفاء کی تعداد بڑھا کر اختیار کی جارہی ہے۔ اس کے لیے جگہ جگہ ذکر بالجہر کی مجالس قائم کی جاتی ہیں۔ کئی مشہور زمانہ پیروں کی طرف سے مجھے بھی مجالس ذکر میں دعوت دی گئی۔ مگر حضرات اساتذہ کی محنت کا ثمرہ تھا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بدعتی ماحول سے میری حفاظت فرمائی۔ وگرنہ حب جاہ میں دورِ حاضر کے نام نہاد پیر تو یوں فرماتے ہیں: ؎

میری پیری میں زور رہنے دے
چشم عالم کو، کور رہنے دے

مولانا حفیظ اللہ صاحب کی کتاب میں مجموعی طور پر دو چیزیں غالب ہیں :۱۔ بدزبانی......۲۔ بدگمانی

اگر کسی مسئلہ کی حقیقت معلوم نہ ہو تو بغیر تحقیق کسی پر بہتان لگانا کسی طور بھی جائز نہیں

ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ بعد دفن میت قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا قبلہ رو ہو کر یا بغیر ہاتھ اٹھائے دعا مانگنا دونوں طرح ہمارے سنی حنفی دیوبندی حضرات کے ہاں شرعاً درست ہے۔ جیسا کہ حضرت چاریاری صاحب زید مجدہٗ کی کتاب ہذا میں بحوالہ کفایت المفتی اور احسن الفتاویٰ موجود ہے۔

إذا لم تر الهلال فسلم
لأناس راوه بالأبصار

مزید تسلی اور تشفی کے لئے ملاحظہ فرمائیں ''فتاوٰی بینات'' بنوری ٹاؤن کراچی۔ نیز اگر آپ صرف اور صرف ''نماز حنفی'' مرتبہ مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کا ہی مطالعہ فرما لیتے تو آپ کے دل و دماغ سے ''سلفیت پھیلانے کے بخارات'' فوراً ختم ہو جاتے۔ حضرت جالندھری رحمہ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی ملاحظہ فرمائیں۔ '' بعد دفن بغیر ہاتھ اٹھائے میت کے حق میں دعا مانگو۔'' [نماز حنفی: ۴۴]

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرتب کتاب ہذا کی مساعی جلیلہ و جمیلہ کو قبول فرمائیں اور انہیں مزید توفیقات سے نوازیں۔ تا کہ وہ شام و سحر اکابر اہل سنت کے صاف شفاف مسلک حقہ کے خلاف ہر فتنے کا سدباب کر کے بدعات و رسومات کے دبیز پردے جو اپنے'' کرم فرماؤں'' کے واسطہ سے پھیلائے جا رہے ہیں انہیں چاک کر کے احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ تا حیات سرانجام دیتے رہیں۔ جن کی زندگی کا نصب العین یہی لگتا ہے کہ

اشکِ غم پیتے رہے دادِ وفا دیتے رہے
ہم چراغوں کی طرح جل کر ضیاء دیتے رہے

نیز

زندگی مثل انجم بسر کی ہے
متاعِ زندگی قوم کی نذر کی ہے
جان کے عوض اُجالوں سے سودا کر کے
ہم نے بفضل خدا ہر شب کی سحر کی ہے

خادم اہل سنت، محمد اعظم ہاشمی غفرلہ الغنی ...... سنی دارالافتاء جامعہ حنفیہ فیصل آباد

مناظر اہل سنت مولانا ابو ایوب قادری مدظلہم

مروجہ مجالس ذکر پر ایک نظر

الحمد لله و كفى و سلام على عباده الذين اصطفى . أمابعد!

زیر نظر مختصر تحریر میں مروجہ مجالس ذکر بالجہر کے حوالے سے چند گزارشات پیش خدمت کرنے کا ارادہ ہے۔سب سے پہلے ذکر اللہ کے مقصد اور حقیقت پر کچھ عرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

(۱)......ذکر اللہ کا مقصد:

جہاں تک خدا تعالیٰ کو یاد کرنے کا تعلق ہے تو اِس بارے میں اصل تو یہ ہے کہ اُسے یاد رکھا جائے، یہی مقصود ہے، ہر وقت ہر کام میں خدا تعالیٰ کو یاد رکھنا چاہیے، تاکہ آدمی سراسر اطاعت شعار بن جائے۔اہل علم حضرات نے بھی ذکر کی یہی تشریح وتفسیر بیان فرمائی ہے۔

چنانچہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع دیوبندیؒ لکھتے ہیں:

''حضرت سعید بن جبیرؒ نے ذکر اللہ کی تفسیر ہی ''طاعت وفرمانبرداری'' سے کی ہے۔وہ فرماتے ہیں:**فمن لم يطعه لم يذكره وإن كثر صلوته وتسبيحه !!** یعنی جس نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی نہ کی اس نے اللہ کو یاد نہیں کیا۔اگر چہ ظاہر میں اسکی نماز اور تسبیح کتنی بھی ہو۔

(۲)......ذکر اللہ کی اصل حقیقت اور مصداق:

قرطبی نے بحوالہ احکام القرآن ابن خویز منداز ایک حدیث بھی اسی مضمون کی نقل کی ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی یعنی اس کے احکام حلال وحرام کا اتباع کیا، اُس نے اللہ کو یاد کیا اگر چہ اس کی (نفل) نماز روزہ وغیرہ کم ہوں۔اور جس نے احکام خداوندی کی خلاف ورزی کی اس نے اللہ کو بھلادیا اگر چہ بظاہر اس کی نماز روزہ تسبیحات وغیرہ زیادہ ہوں۔'' [معارِف القرآن: ۱/۳۹۲_۳۹۳]

تو معلوم ہوا کہ اصل ذکر یہی ہے کہ آدمی خدا تعالیٰ کو یاد رکھے۔اور ہر ہر موقع کے اعمال

اس کی اطاعت اور فرمانبرداری میں سرانجام دے اور اس سے غافل نہ ہو کہ اس کی نافرمانی ہو۔ اسی وجہ سے اہل علم حضرات نے علماء کی صحبت اور احکام کے بیان کرنے، حلال وحرام کے بیان کرنے اور ماہرین شریعت کے پاس بیٹھنے والوں کو اہل ذکر شمار کیا ہے۔ اور ایسی مجالس کو مجالس ذکر شمار کیا ہے۔

ماضی قریب کے محقق اور امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الغرض یہ حدیث اس امر کی واضح دلیل ہے کہ اس سے تعلیمی اجتماع اور علمی مجلس مراد ہے نہ کہ معہود مجلس ذکر: الحاوی للفتاوی اور امداد الفتاویٰ وغیرہ میں جن احادیث سے ذکر کی مجلس ثابت ہوتی ہے، ان سے یہی تعلیمی اور تدریسی مراد ہے۔ [اخفاء الذکر: ۱/۶۴]

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور خیر و القرون کی مجالس ذکر، تعلیمی، تدریسی اور خیر و برکت کی مجالس ہوتی تھیں، جبکہ مروجہ مجالس ذکر ایسی نہیں ہیں۔

گزشتہ سطور سے یہ واضح ہوگیا کہ ذکر سے مراد کیا ہے۔ اور ذکر کا اصل اور حقیقی مقصود کیا ہے۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اِس بات سے بھی انکار نہیں ہے کہ اہل علم نے ذکر کے مفہوم میں اور بھی کئی چیزوں کا اضافہ کیا ہے۔ مثلاً: حکیم الامت مجدد دین وملت الشاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''حصن حصین میں منقول ہے کہ کل مطیع اللہ فھو ذاکر یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے والا دراصل وہی سچا ذاکر اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والا ہے، حتیٰ کہ اگر خدا تعالیٰ کے امتثال امر کے لیے کھانا بھی کھائے تو وہ بھی ذکر ہے۔ بلکہ اگر قربت منکوحہ میں بھی پابندی دین مقصود ہو تو وہ بھی ذکر ہے۔ علی ہذا اگر استنجا بھی اسی نیت سے کرے کہ اس سے فارغ ہو عبادت میں مشغول ہوگا۔ تو وہ بھی ذکر ہے۔ الخ [خطبات جمعہ: ۱/۲۶۲......مرتبہ: مولانا محمد اقبال قریشی صاحب! خلیفہ مفتی اعظم مفتی محمد شفیع صاحبؒ]

ایک جگہ حضرت فرماتے ہیں:

''اسم ذات، نماز، تلاوت، نوافل، درود پاک، استغفار، تسبیح، تہلیل، تکبیر اور اَدعیہ ماثورہ

مثل منزل، مناجات مقبول سب ذکر میں شامل ہیں جسے چاہے کرتا رہے۔[خطبات جمعہ:۲۶۳/۱]

مولانا عاشق الٰہی مہاجر مدنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''تلاوت بھی ذکر ہے اور دعا بھی، تہلیل، تسبیح، تحمید، تکبیر بھی ذکر ہے اور درود شریف بھی ذکر میں شامل ہے۔''[تفسیر انوار البیان:۱۱۲/۴]

اللہ کریم کی عنایت ہے کہ آدمی سارے دن مختلف اَذکار اور اطاعت و فرمانبرداری کے کاموں میں لگا رہے تو یہ کثرت سے ذکر کرنے والوں میں شمار ہو جائے گا۔**فللہ الحمد.**

بات دور نکل گئی۔عرض یہ کرنا چاہ رہا تھا کہ محققین کے نزدیک مجالس ذکر سے مراد درس و تدریس، تعلیم و تعلم کی مجالس ہیں۔ نیز اکابر صوفیاء کی خدمت میں بیٹھنے، اُن کے ملفوظات سے استفادہ کرنے اور اُن کی صحبت سے فائدہ اٹھانے کی مجالس بھی یقیناً مجالس ذکر ہی ہیں۔

فی الحال ہم مروجہ مجالس ذکر پر''ایک نظر'' ڈالنا چاہتے ہیں۔ اور ان مجالس کو ہم سنت و بدعت کے شرعی قواعد وضوابط کی روشنی میں جانچنے کی کوشش کریں گے۔تا کہ حقیقتِ حال واضح ہو۔ تفصیل کے لیے براہین قاطعہ، راہِ سنت، مطالعہ بریلویت جلد نمبر ۶ کا مطالعہ فرمائیں۔

(۳)......اثر ابن مسعودؓ، اہل مجالس کا رویہ......اور اکابر دیوبند کے حوالے!

مروجہ مجالس ذکر سے متعلق بحث کرتے ہوئے عموماً جلیل القدر صحابی رسول سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اثر پیش کیا جاتا ہے کہ اُنہوں نے کوفہ کی مسجد میں اجتماعی ذکر کرنے والوں کو بدعتی قرار دے کر مسجد سے نکلوا دیا تھا۔ مروجہ مجالس ذکر قائم کرنے والے حضرات اپنی مجالس کو بچانے کے لیے بڑی شد ومد کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس اثر کی مخالفت کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک مفتی صاحب نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ:''یہ حضرت ابن مسعودؓ کا تفرد ہے۔''

حالانکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروجہ طرز کی مجالس ذکر قائم کرنا ثابت ہی نہیں۔ چنانچہ مسلک اہل سنت دیوبند کے محقق العصر حضرت علامہ خالد محمود مدظلہم لکھتے ہیں:

سوال:(کیا) صحابہؓ کے عہد میں بعض مسجدوں میں یہ اجتماعی صورت میں کلمہ درود پڑھنے کا رواج ہو چکا تھا؟

جواب: صحابہؓ اِس عمل میں ہرگز ہرگز شریک نہ ہوتے تھے۔ اور جہاں ان کا بس چلے وہاں وہ ان بدعتیوں کو مسجد سے نکال دیتے ہیں تھے۔ حنفیوں کی معتبر کتاب شامی میں ہے: صح عن ابن مسعود أنه أخرج جماعة من المسجد يهللون ويصلون على النبي ﷺ جهراً، وقال لهم: ما أراكم إلا مبتدعين." [مطالعہ بریلویت: ۱۷۶/۶]

حضرت علامہ خالد محمود مدظلہم کے اِس جواب سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

۱۔ ایسی مجالس ذکر صحابہ کرامؓ اور اسلاف کے ہاں نہیں تھیں۔

۲۔ اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اثر ابن مسعود کے ضعیف و کمزور ہونے کی رَٹ لگانا بھی درست نہیں۔ کیونکہ مسلکِ دیوبند کے روشن ستارہ علامہ خالد محمود مدظلہ نے اسکے صحیح ہونے کو نقل بھی کیا اور اِس سے استدلال بھی کیا ہے۔ نیز علامہ خالد محمود مدظلہم کے علاوہ دیگر اکابر نے بھی اس سے استدلال کیا ہے۔

۲......شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس اثر ابن مسعود کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور اس سے استدلال بھی کیا ہے۔ [اختلاف امت اور صراط مستقیم: ۱۱۴]

۳......استاذِ محترم مفتی محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتہم نے بھی اپنے رسالہ: ''بدعتیوں کے درود سلام کی شرعی حیثیت'' کے صفحہ نمبر: ۱۰ر پر اِس اَثر کو صحیح قرار دیا ہے اور اس اثر سے استدلال بھی کیا ہے۔

۴......فخر اہل سنت دیوبند حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب اَذانِ قبر کا تحقیقی جائزہ میں (صفحہ: ۱۱، ۱۲، ۱۷ پر) اس اثر سے استدلال کیا ہے اور مروجہ اجتماعی ذکر کو بدعت قرار دیا ہے۔

۵......فخر سنیت حضرت مولانا قاری عبدالرشید صاحب رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''مروجہ محفل میلاد'' کے صفحہ: ۷۷ر پر اِس اثر سے استدلال کیا ہے۔

۶......مفتی اعظم ہند مولانا محمد کفایت اللہ دھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''دلیل الخیرات علی ترک المنکرات'' [۶۴، ۶۵] پر اِس اثر سے استدلال کیا ہے۔

۷......مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''سنت و بدعت''

میں [صفحہ:۴۴ پر] اِس اثر سے استدلال فرمایا ہے اور مروجہ اجتماعی ذکر کو بدعت قرار دیا ہے۔

۸......محقق سنیت حضرت مولانا محمد عبدالغنی خان رحمہ اللہ [صدر مدرس: عین العلوم شاہ جہان پور، یوپی، انڈیا] نے اپنی کتاب ''الجنة لأهل السنة'' میں اس اثر ابن مسعودؓ سے استدلال کیا ہے۔ [۱۴۴]

۹......حوالے تو اور بھی کئی ہیں۔مگر اِس مختصر تحریر میں گنجائش نہیں۔آخری حوالہ فقیہ النفس، مجدد وقت، ابوحنفیہ زماں، قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس الله اسرارهم وبرد الله مضجعهم کی ذات گرامی کا پیش کرتا ہوں۔اُن کے حالات زندگی پر مشتمل کتاب ''تذکرۃ الرشید'' [۱۷۰] میں ہے کہ: حضرت نے ایک شبہ کا جواب دیتے ہوں اِس اثر سے استدلال فرمایا ہے۔

لہٰذا اِس اَثر کو ''بے اثر'' کرنے کی کوشش کرنے والے حضرات سے دست بستہ گزارش ہے کہ: یہ راہ کہیں اور جا رہا ہے، اسلاف و اکابر دیوبند کا یہ طریقہ نہیں۔

(۴)......اثر ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ:

بعض کرم فرما فرماتے ہیں کہ: اثر ابن مسعودؓ پر شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کلام فرمایا ہے۔تو جواباً عرض ہے کہ: حضرت شیخ الاسلامؒ نے کہیں بھی اِس اَثر کو ضعیف، موضوع یا بے سند نہیں کہا۔ بلکہ حضرتؒ نے تو راجح مرجوح کی صورت اختیار فرمائی ہے کہ: دیگر روایات اِس سے راجح ہیں۔اور تطبیق کی صورت میں حضرت نے اِس کو مخصوص کیفیت کے ساتھ خاص کیا ہے۔اور وہی مخصوص کیفیت محل نزاع ہے۔جو آج کل مجالس ذکر میں رائج ہے۔

چنانچہ یہ فقیر عرض کرتا ہے کہ جن روایات میں ''اجتماعی ذکر'' کا مثبت تذکرہ ہے، اُن سے مراد نہ تو مروجہ اجتماعی ذکر کی مجالس ہیں اور نہ ہی شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ کے ہاں یہ صورت رائج تھی۔روایات میں مذکور مجالس ذکر سے مراد اجتماعی صورت ہے کہ کسی ایک مقام پر لوگ مختلف نشستوں پر بیٹھ کر اپنا اپنا ذکر کریں۔ایک آواز سے سب ذاکرین کا ذکر کرنا نہ حضرت مدنی رحمہ اللہ نے ثابت فرمایا اور نہ اس کی تائید کی۔اور جو صورت ثابت فرمائی وہ بالکل جائز ہے۔

اکابر اہل سنت دیوبند کا طریقہ بھی وہی ہے کہ سب لوگ اپنا اپنا ذکر کرتے رہیں۔ کوئی اسم ذات کا، کوئی نفی اثبات کا، اور کوئی کسی اور چیز کا۔ مگر ایک جگہ بیٹھنے کی وجہ سے صورت اجتماعی معلوم ہوتی ہے۔

اگر حضرت مدنی رحمہ اللہ مروجہ اجتماعی ذکر کی مجالس کو ثابت فرماتے تو کبھی نہ کبھی تو خود بھی ایسی مجلس قائم فرماتے۔ حالانکہ اُن کے حالات، اُن کے تلامذہ حتیٰ کہ اُن کے خلفاء بھی اُن سے ایسی صورت کے ثبوت کی نفی کرتے ہیں۔

اور دوسری بات کی تفصیل یہ ہے حضرت شیخ الاسلامؒ نے تو یہ بھی فرما دیا کہ: ''کوئی چیز ہر دو صاحبوں نے اُس جماعت میں ایسی مشاہدہ کی جو زمانہ سعادت میں نہیں پائی گئی۔'' اور وہی چیز یعنی مخصوص صورت محل نزاع ہے۔ یعنی ایک آواز کے ساتھ سب کامل کر ذکر کرنا۔ اور یقیناً حضرت شیخ الاسلامؒ نے اِس مروجہ صورت کے ساتھ ذکر کرنے کی تائید نہیں فرمائی۔ بلکہ یہی چیز تو جناب ابن مسعودؓ سے محسوس فرمائی اور اسی کی طرف حضرت شیخ الاسلام اشارہ فرما رہے ہیں۔ تدبروا وتأملوا.

(۵)......اقوال و افعال مشائخ کی شرعی حیثیت اور اہل مجالس مروجہ کا رویہ!

مروجہ مجالس کے قائلین بعض بزرگوں، پیروں اور شیوخ کا حوالہ دیتے ہوئے زور دار انداز میں کہتے ہیں کہ: فلاں بزرگ بھی ایسا کرتے ہیں، فلاں پیر صاحب بھی، فلاں شیخ بھی! گویا اُن کے نزدیک فلاں اور فلاں کا قول یا عمل ''حجت شرعیہ'' ہے۔

ہماری گزارش یہ ہے کہ جتنے بھی صحیح العقیدہ اکابر و مشائخ ہیں وہ سب کے سب سر آنکھوں پر، یقیناً وہ نیک، باصفا اور متقی ہوں گے۔ تقویٰ و طہارت کو اُن پر ناز ہوگا۔ ہم بھی کسی صحیح العقیدہ بزرگ کی عقیدت و احترام میں پیچھے نہیں۔ لیکن بزرگان دین اور مشائخ کرام کے اقوال و افعال شریعت میں دلیل اور حجت نہیں ہوتے۔ بلکہ فقہاء اور ماہرین شریعت کی بات ہوتی ہے۔ حوالے کے لیے ہم زیادہ دور نہیں جاتے، قطب الارشاد، فقیہ النفس، دیوبندیوں کے عظیم محسن حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مجلس مولود کا مفصل براہین قاطعہ میں دیکھو۔ اور حجت قول و فعل مشائخ سے نہیں ہوتی

بلکہ قول وفعل شارع سے اور اقوال مجتہدین سے ہوتی ہے۔حضرت نصیر الدین چراغ دھلوی قدس سرہ فرماتے ہیں: جب ان کے پیر سلطان نظام الدین قدس سرہ کے فعل کی حجت کوئی لاتا کہ: وہ ایسا کرتے ہیں، تم کیوں نہیں کرتے؟ (تو جواب دیتے) کہ فعل مشائخ حجت نہ باشد۔ اوراس جواب کو حضرت سلطان الاولیاء بھی پسند فرماتے تھے۔لہٰذا جناب حاجی صاحب سلمہ اللہ کا ذکر کرنا سوالات شرعیہ میں بے جا ہے۔'' [فتاویٰ رشیدیہ:۱۱۱]

حضرت ہی کے بارے میں حکیم الامت مجد دِدین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں:

''اگر کوئی شخص فتاویٰ شرعیہ کے معارضہ میں حضرت حاجی صاحب کا قول یا فعل پیش کرتا تو (حضرت گنگوہیؒ) صاف صاف فرمادیا کرتے ہیں کہ: حضرت حاجی صاحب کو ان مسائل جزئیہ میں ہمارے فتوے پر عمل کرنا واجب ہے۔ہم کو ان مسائل جزئیہ میں حضرت حاجی صاحب کی تقلید جائز نہیں۔اور ہم ان مسائل کی وجہ سے حضرت حاجی صاحبؒ سے مرید تھوڑا ہی ہوئے۔'' [افاضات یومیہ، حصہ دوم:۳۲]

حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''احباب موقع بے موقع ''ہفت مسئلہ'' کا قصہ چھیڑ دیتے ہیں۔ یہ رسالہ ۱۳۱۲ھ ہجری میں لکھا گیا۔قطب الارشاد حضرت گنگوہی قدس العزیز نے تو یہاں تک فرمادیا کہ: اسے حمام میں جھونک دو، کسی نے کہا: اپنے شیخ کا رسالہ حمام میں جھونک رہے ہیں!؟ فرمایا کہ: شیخ کے ہاتھ پر ہم نے جو بیعت کی ہے وہ تصوف میں کی ہے، فقہ میں نہیں کی۔ فقہ میں وہ ہمارے تابع ہیں۔'' [تجلیاتِ صفدر:۱/۵۰۹]

امام اہل سنت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حضرت حاجی امداد اللہؒ صاحب کسی دلیل شرعی کا نام نہیں ہے۔'' [راہ سنت:۱۶۶]

جبکہ موجودہ وقت میں اپنے آپ کو دیوبندی کہلوانے والے بعض حضرات کا حال یہ ہے کہ اپنے پیروں کی باتوں کو شریعت سے مقدم رکھنے لگ گئے۔اوران کی باتوں کے لیے شریعت میں بزور گنجائش نکالنے کی کوشش فرمانے لگے۔اے اللہ! ہمیں اکابر دیوبند کی پیروی نصیب فرما۔

(٦)......بطور علاج مجالس ذکر قائم کرنے کا شرعی حکم:

مروجہ مجالس ذکر کے قائلین اِن مجالس کے جواز پر ایک دلیل یہ بھی دیتے ہیں کہ: یہ مجالس برائے علاج ہیں۔ اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ:

ا۔ ایسی چیز سے علاج کرنا جسے خیر القرون میں ''بدعت'' قرار دیا جا چکا ہو کس حد تک درست ہے؟

٢۔ ایسی چیز سے علاج کرنا جس سے اہل بدعت کے ذکر کی مجالس کی تائید ہو کہاں تک جائز ہے؟

٣۔ ایسی چیز سے علاج کرنا جس سے اہل بدعت سے مشابہت ہو رہی ہو کتنی گنجائش ہو گی؟

۴۔ ایسی چیز سے علاج کرنا جو تصوف اور دنیائے صوفیت کے اکابر واعاظم اور ماہرین شریعت کو نہیں سوجھا۔ اور ہمارے بعض کرم فرماؤں کی سمجھ میں آ گیا۔ اس کی کیا وقعت ہو گی؟

افسوس کی بات تو یہ ہے کہ عوام الناس تو اِن مجالس ذکر کو ''برائے علاج'' سمجھتے ہی نہیں، بہت سے خواص بھی ان کی شرعی حیثیت سے لاعلم ہیں۔ اِس سے بڑھ کر دُکھ کی بات یہ ہے کہ اب تو اِن مجالس کا انعقاد کرنے والے بعض حضرات نے ان مجالس کو ''استحباب'' کا درجہ دے دیا ہے۔ چنانچہ بعض حضرات کا پورا رسالہ اِس نام سے موجود ہے: '' مساجد میں مجالس ذکر جہری کا استحباب''۔ اگر صرف عوام کے اعتقاد کے خراب ہونے کا خدشہ ہوتا کہ عوام اس علاج کو 'ثواب' اور 'قربت' سمجھنا شروع کر دے گی تو بھی محل نظر تھا مگر یہاں تو خواص بھی نفس مجلس کو اَجر و ثواب اور قربت جانتے ہیں۔

(٧)......تداعی کا مسئلہ:

فقہاء کرام خصوصاً ائمہ احناف کی تصریحات کے مطابق نفلی عبادت کے لیے ترغیب و تشویق تو جائز بلکہ مستحب ہے۔ لیکن انفرادی نفلی عبادت کے اِنعقاد کے لیے 'اجتماع' کی طرح ''تداعی'' بھی شرعاً ممنوع ہے۔ یعنی شریعت بہر طور نفلی عبادت کی انفرادیت باقی رکھنا چاہتی ہے۔ اِسی لیے فقہاء نے ''تداعی'' کی تفسیر محض ''دعوت دینے'' سے نہیں کی، بلکہ تین سے زائد افراد کے

جمع ہونے کو بھی ''تداعی'' میں شامل قرار دیا ہے۔ لیکن مروجہ مجالس کے بعض قائلین حضرات کو یہ بھی غلط فہمی ہے کہ تداعی کا مطلب ہے: بلانا، دعوت دینا۔ اور اگر لوگ اَز خود آ جائیں اور ذکر میں شامل ہو جائیں جس سے ''مجلس ذکر'' کی صورت بن جائے تو اِس کو یہ حضرات جائز سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ تداعی کا مفہوم صرف یہی نہیں کہ آپ بلانے اور دعوت کو داخل سمجھیں۔ بلکہ تین سے زائد افراد کا جمع ہونا بھی اس میں شامل ہے۔

چنانچہ مفتی اعظم وصدر مفتی دارالعلوم دیوبند مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''تفسیر تداعی کی یہ ہے کہ چار مقتدی جماعت میں ہوں، یہ باتفاق مکروہ ہے۔'' [فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۰۳/۴، باب مسائل سنن غیر مؤکدہ]

شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''فقہ حنفی کا مسئلہ یہ ہے کہ: اگر ایک امام ہو دو مقتدی ہوں یا ایک امام اور تین مقتدی ہوں تو جماعت کی اجازت ہے، نوافل میں اگر اِس سے زائد ہوں تو پھر وہ تداعی کہلاتی ہے۔ وہ منع ہے۔'' [ملفوظات فقیہ الامت: ۳۰۷/دارالنعیم لاہور]

مولانا محمد رفعت قاسمی صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:

''تداعی کے معنی صاحبِ دِرمختار نے یہ بیان فرمائے ہیں یعنی چار مقتدی ایک امام کے پیچھے نماز ادا کریں۔'' [مسائل تراویح: ۱۱۲/ باب: ۹/ تہجد وشبینہ کے بیان میں]

علامۂ زماں، بوحنیفہ وقت، امام ربانی مولانا رشید احمد گنگوہی قدس اللہ اسرارھم فرماتے ہیں:

''مراد تداعی سے چار آدمی مقتدی ہونا ہے۔'' [فتاویٰ رشیدیہ: ۲۸۹]

شیخ القرآن والحدیث فقیہ العصر مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''بعض کا بعض کو دعوت دینا تو تداعی کے حقیقی معنی ہیں۔ اور بغیر بلائے مجمع کثیر بھی اِس تداعی میں داخل ہے۔ اور اس کے لازمی معنی ہیں۔ اِس پر بھی کراہت کا حکم لگایا جائے گا۔'' [حیات ترمذی: ۴۴۰، فقہی افادات]

مذکورہ بالا حوالوں سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ تداعی کا معنی یہ ہے کہ: مجمع چاہے بلانے سے آیا ہو یا بغیر بلائے آیا ہو تو وہ تداعی میں داخل ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''تداعی کا اہتمام جو تطوعات کے لیے مکروہ ہے۔''[بدعت کی حقیقت اور اس کے احکام:۱۰۶]

اِس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تداعی صرف نوافل کی جماعت کے لیے ہی ممنوع نہیں بلکہ تمام تطوعات الا ما استثناہ الشرع کے لیے ممنوع ہے۔ اسی میں ذکر اللہ بھی شامل ہے۔ کیونکہ وہ بھی نفلی عبادت ہے۔ لہٰذا تداعی کے لحاظ سے بھی مروجہ مجالس ذکر کے ممنوع ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہا۔

(۸)......مروجہ مجالس ذکر اکابر اہل سنت دیوبند کی نظر میں!

میں اپنے ہم مسلک ساتھیوں، علماء کرام، مشائخ عظام اور بڑے حضرات سے گزارش کر تا ہوں کہ مسلک دیوبند کثر اللہ سوادہم میں جن جن علماء نے اہل بدعت کے خلاف کام کیا ہے، اُن میں سے چند حضرات کو پیش کرتا ہوں۔ آپ اپنی مروجہ مجالس کو اِن کے ترازو میں خود ہی تول لیں کہ: بدعت کی جو علامات وہ بیان فرما رہے ہیں، کیا وہ مجالس ذکر پر صادق آتی ہیں یا نہیں!؟

ضیغم سنیت امام المناظرین حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مطلب اس سے صرف یہ تھا کہ: اگر چہ تسبیح و تحمید کی بہت کچھ فضیلتیں وارد ہوئی ہیں اور وہ محبوب ترین ذکر ہے۔ لیکن اس کا یہ خاص طرز و طریقہ رسول اللہ ﷺ کا بتلایا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ تمہار خود ایجاد کردہ ہے۔ لہٰذا گمراہی ہے۔

امام ابو اسحاق شاطبی رحمہ اللہ بدعت کے بیان میں فرماتے ہیں: ترجمہ: انہی بدعات میں سے کیفیات مخصوصہ اور ہیات معینہ کا التزام ہے، جیسے کہ ہیت اجتماع کے ساتھ ایک آواز پر ذکر کرنا۔'' [اذان قبر کا تحقیقی جائزہ:۷،۸]

فاضل اجل محقق بے بدل حضرت مولانا عبد الغنی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

جو امر آنحضرت ﷺ اور صحابہؓ سے منقول نہیں وہ غیر مشروع و ناجائز ہے۔ اکثر فقہا کرام نے عدم نقل کو حجت گردانا ہے۔'' [الجنة لأهل السنة:۱۴۳]

اور دلیل کے طور پر سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اثر کو پیش کیا ہے۔ جس سے

معلوم ہوا کہ وہ اس طریقہ خاص مروجہ کو صحابہ و آنحضرت ﷺ کا طریقہ نہیں سمجھتے ۔اور غیر مشروع جانتے ہیں۔
مفتی اعظم ہند مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اس روایت (ابن مسعودؓ) سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے کہ اِن لوگوں کا یہ فعل باوجود ایک ذکر الٰہی اور تکبیر و تسبیح و تہلیل ہی تھا۔ مگر چونکہ اس کی وضع اور ہیئت ایسی مقرر کی گئی تھی، جس کا ثبوت شریعت مطہرہ سے نہیں تھا۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے نزدیک ناجائز اور بدعت تھا۔ اس پر بدعت کا حکم لگانے کی وجہ کیا تھی؟ صرف یہی کہ: ذکر اللہ اگرچہ ہر وقت مطلوب اور محبوب ہے، مگر اس کے لیے یہ اہتمام و اجتماع کرنا حدود شریعت سے تجاوز کرنا تھا۔ ہر شخص کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ ایک جدید اور نئی صورت اور ہیئت ایجاد کرے اور پھر اسے طریق شرعی اور موجب ثواب اعتقاد کرے۔[دلیل الخیرات علی ترک المنکرات:۴]

مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کرنے کے بعد) یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ سب کلام انفرادی درود سلام کے بارے میں نہیں کیونکہ انفرادی طور پر درود سلام کی کثرت کے فضائل حدیث و قرآن میں مذکور اور صحابہ و تابعین کا معمول ہے، نہ اس کے لیے کوئی وقت مقرر ہے نہ تعداد، جتنا کسی سے ہو سکے اختیار کرے اور سعادت دارین حاصل کرے۔ کلام صرف اس کی مروجہ اجتماعی صورت میں ہے۔ اِسلام میں نماز سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں۔ مگر اس کی بھی نفلوں کی جماعت کو باتفاق فقہا و ائمہ مکروہ کہا گیا۔ تو کسی دوسری چیز کی جماعت بنا کر دوام و التزام سے کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟[سنت و بدعت:۴۴]

حضرت مولانا محمد اقبال رنگونی صاحب لکھتے ہیں:

(سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا لوگوں کو بدعتی کہہ کر نکالنے کی)''وجہ وہی ہے تکبیر و تہلیل و تسبیح یا درود شریف کے لیے اس طرح کی مخصوص حالت اور کیفیت کا اپنانا چونکہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں نہ تھا، اِس لیے آپ نے (ذکر کا) حلقہ باندھنے والے لوگوں کو دین میں ایک نئی چیز کا موجد قرار دے کر بدعتی کے لفظ سے خطاب کیا۔ ورنہ یہ اذکار تو بہت ہی بابرکت

اور دین و دنیا کے لیے سرمایہ ہیں۔"

[بدعت اور اہل بدعت:۱۴۱/مصدقہ حجۃ المناظرین علامہ خالد محمود مدظلہ PHD لندن]

پیر جی سید مشاق علی شاہ مدظلہ لکھتے ہیں:

"نماز کے علاوہ شریعت نے ذکر و تسبیح اور درود شریف وغیرہ اجتماعی طور پر پڑھنے کا حکم نہیں دیا بلکہ ہر شخص کو الگ الگ جو پڑھنا ہو پڑھے۔اَب اِن اذکار کو اجتماعی طور پر مل کر پڑھنا بدعت ہوگا۔" [میزان الحق:۳۱۹/۲]

قارئین مکرم! حوالہ جات تو اور بھی بہت سارے ہیں۔لیکن ہم عرض کر چکے ہیں کہ اِس مختصر تحریر میں تمام حوالہ جات نقل کرنا ممکن نہیں۔آخر میں امام اہل سنت محدث اعظم پاکستان شیخ التفسیر مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ پیش خدمت ہے،حضرتؒ فرماتے ہیں:

"درود شریف کا پڑھنا ایک بڑی عبادت ہے، مگر انفرادی طور پر اور آہستہ۔ چنانچہ مشہور فقیہ علامہ محمد بن الخوارزمی المشہور بالبزازی الحنفی (المتوفی ۸۲۷/صاحب بزازیہ) جہر بالذکر کا مسئلہ نقل کرتے ہیں۔ (ترجمہ:) قاضی صاحب کے فتاویٰ سے نقل کیا ہے کہ: جہر سے ذکر کرنا حرام ہے۔

کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت کے ساتھ تو یہ ثابت ہو چکا ہے کہ: انہوں نے ایک جماعت کو مسجد سے محض اِس لیے نکال دیا تھا کہ وہ بلند آواز سے لا اِلہ الا اللہ اور بلند آواز سے آنحضرت ﷺ پر درود شریف پڑھتی تھی۔ اور فرمایا کہ میں تمھیں بدعتی ہی خیال کرتا ہوں۔

انقلاب زمانہ دیکھئے کہ: آج جو شخص بلند آواز سے جماعت کے ساتھ مل کر درود شریف نہیں پڑھتا اہل بدعت اس کو مسجد سے نکال دیتے ہیں۔مگر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بلند آواز کے ساتھ مسجد میں جہر کے ساتھ درود شریف پڑھنے والوں کو مسجد سے نکال دیا اور فرمایا میرے نزدیک بدعتی ہو۔" [راہ سنت:۱۲۷]

حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

"سوال یہ نہیں کہ ذکر اللہ کرنا جائز ہے یا نا جائز۔اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے کا ذکر قرآن

کریم، صحیح احادیث، اجماع امت سے ثابت ہے۔ اور یہ ایک بہت بڑی عبادت اور طاعت ہے۔

سوال یہ ہے کہ: کیا اجتماعی صورت میں، اور وہ بھی مسجد میں جہر سے ذکر کرنا اور اسی ہیّت کے ساتھ جہر سے درود شریف پڑھنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے یا وہ اس کو منع کرتے ہیں اور اس کو بدعت کہتے ہیں؟ آپ نے صحیح روایات سے معلوم کرلیا کہ وہ ان دونوں کو بدعت اور ان پر عمل کرنے والوں کو بدعتی کہتے ہیں۔ اور ان کا وجود تک کو مسجد میں گوارہ نہیں کرتے۔ اور فوراً ان کو مسجد سے باہر نکال دیتے ہیں۔ [راہ سنت: ۱۲۹]

(۹)......تعلیم کی خاطر مجالس ذکر کا انعقاد:

مروجہ مجالس ذکر کے مجوزین اپنی باقاعدہ اور عرصہ دراز سے جاری مستقل مجالس کے لیے ''تعلیم'' کا حیلہ بھی پیش کرتے ہیں کہ: ہماری یہ مجالس برائے تعلیم ہیں۔ ایسے حضرات کے لیے حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(ترجمہ حدیث) اے لوگو! اپنی جانوں پر رحم کرو، تم اس ذات کو نہیں پکار رہے، جو بہری اور غائب ہو۔ تم تو سمیع اور قریب ذات کو پکار رہے ہو۔ وہ تمہارے ساتھ ہے۔ اِس روایت کی روشنی میں ائمہ اربعہ متفق ہیں کہ: بلند آواز سے ذکر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں تعلیم خاطر ہو تو الگ بات ہے کہ کسی موقع پر پیر اپنے مریدوں کو جمع کر کے بلند آواز سے ذکر سناتا ہے کہ ان کو ذکر کا طریقہ آجائے تو وہ جائز ہے کیونکہ وہ تعلیم کا مسئلہ ہے۔ [ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن: ۲۰/۳۴۶]

حضرت شیخ رحمہ اللہ نے تعلیم کا طریقہ بھی بتادیا کہ وہ تعلیم کا درست طریقہ وہ نہیں جو آج کل بعض لوگوں نے سمجھا ہے۔ بلکہ کبھی، کسی موقع پر پیر خود اپنے مریدین کو بلند آواز سے ذکر کر کے سنا دے۔ تاکہ اُن کو بھی طریقہ آجائے۔

قارئین محترم! ہم نے اس مختصر سی تحریر میں چند گزارشات پیش خدمت کی ہیں۔ جن کا لب لباب یہ ہے کہ

۱......ذکر کا مقصد یہ ہے خدا کو یاد رکھا جائے اور ہر موقع پر اس کی اطاعت کی جائے۔ اور اگر بدعت اور رسم کے طور پر ذکر کیا جائے تو یہ اطاعت نہ ہوگی۔ اور جب اطاعت نہ ہوئی تو یہ خدا کا یاد کرنا بھی نہ ہوا۔ یعنی ذکر نہ ہوا بلکہ خدا کو بھولنے والی بات ہوگی۔

۲......مروجہ مجالس ذکر سے روکنے والے جلیل القدر صحابی جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا روکنا تفرد نہ تھا۔ بلکہ صحابہ کرامؓ کا طرز یہی تھا کہ کوئی بھی ایسی مجالس میں شریک نہ ہوتا تھا۔

۳......بہت سے اکابر اہل سنت دیوبند نے اِس اثرِ عبداللہ بن مسعودؓ سے استدلال کیا ہے اور ذکر اور درود وسلام کے مروجہ اجتماعی طرز کو غلط قرار دیا ہے۔

۴......اثر عبداللہ بن مسعود کا مطلب بھی یہی ہے کہ: مجالس ذکر کی مروجہ صورت جس میں ایک آواز کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے، اور دیگر بدعتی صورتوں کی تردید ہے۔

۵......اکابر اہل سنت دیوبند کا مزاج ہے کہ اولیاء کرام ومشائخ عظام کی عزت وقدر میں بالکل کمی نہ کی جائے۔ مگر شریعت کے متصادم اُن کے اقوال اور افعال میں انہیں معذور جان کران کی تقلید بھی نہ کی جائے۔

کماقیل فللہ در القائل

؎ نہ تقلید می کنم نہ تکفیر می کنم

۶......مروجہ مجالس کا انعقاد علاج کی خاطر نہیں بلکہ ان کو ثواب ہی سمجھا جارہا ہے۔

۷......ان مجالس کو تعلیم کی خاطر قرار دینا بھی درست نہیں۔ کیونکہ تعلیم کبھی کبھی ہوتی اور ایک حد تک ہوتی ہے۔ جبکہ یہ مجالس مستقل ہیں۔ اور کسی حد میں نہیں۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دین کی سمجھ اور اتباع سنتِ نبوی نصیب فرمائے۔ اور اللہ کریم تمام مسلمانوں کو مروجہ مجالس ذکر بالجہر کے انعقاد اور ان میں شرکت کے بجائے صحابہ کرام، اسلافِ امت اور اکابر اہل سنت کے طریقہ کے مطابق بکثرت ذکر اللہ کرنے اور درود پاک پڑھنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ تمام عقائد وافکار میں جمہور اہل سنت سے وابستہ اور پیوستہ رکھے۔ آمین

یا اللہ العالمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

محمد ابوایوب قادری (جھنگ)

۵/۱/۱۴۴۰ھ

☆......☆......☆......☆

مولانا ابو ایوب قادری حفظہ اللہ

تداعی کے ساتھ مجلس ذکر کا جواز...... ایک فتوے کا تحقیقی جائزہ

بندہ محمد ابو ایوب حنفی قادری اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں عرض گزار ہے کہ چند دنوں سے ایک فتویٰ گردش کرتا نظر آ رہا ہے۔ جس میں کسی مفتی صاحب نے مروجہ اجتماعی ذکر کو تداعی کے ساتھ کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔ تو بعض احباب کا اصرار ہے کہ میں اس پر اپنی کچھ معروضات زیر قلم کروں۔ تو بندہ محض رضائے الٰہی کے جذبہ سے چند باتیں عرض کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین

ہم مفتی صاحب کے دلائل کو دیکھنے سے قبل ایک تمہید عرض کرتے ہیں جس سے بات کو سمجھنا آسان ہو جائے گا۔ اِن شاء اللہ

(۱)......ایک ہوتا ہے: ضابطہ۔ اور ایک ہوتا ہے: شاذ قول یا عمل، کسی شخصیت کے خلافِ ضابطہ اور خلافِ قانون قول و فعل سے ضابطہ نہیں ٹوٹتا۔ شریعت کا قانون یہ ہے کہ: جس کو حجۃ الاسلام قطب الارشاد رشید الملۃ والدین حضرت مولانا رشید احمد گنگوھی قدس اللہ اسرارھم نے صلوۃِ رَغائب کی بحث میں نقل کیا ہے۔ اور جسے بدر المحدثین خلیل الملۃ والدین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری ثم مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ”براہین قاطعہ“ میں نقل کیا ہے کہ:

”پس غور کرنا چاہیے کہ نفس ذکرِ مولود مندوب و مستحسن ہے، مگر صلوۃِ نفل اس سے اعلیٰ اور افضل ہے کہ عمدہ عبادات اور افضل القربات اور خیر موضوع ہے، مگر بایں ہمہ بوجہ تداعی و اہتمام کے کہ یہ اس میں مشروع نہیں، بدعت لکھتے ہیں۔ یہاں ذکر مولود بھی گو مندوب ہے مگر تداعی و اہتمام اس کا کہیں سلف سے ثابت نہیں۔ بدعت ہوگا۔“ [براہین قاطعہ: ۱۵۳]

ایک جگہ یوں لکھتے ہیں:

”جس کو مطلق فرما دیا، اس میں تداعی کا اضافہ نہ ہونا چاہیے، ورنہ تبدیل حکم شرعی و بدعت ہو جائے گا۔ [براہین: ۱۱۸] ......صلوۃِ ضحیٰ کہ تداعی و اہتمام سے مساجد میں ادا کرنے سے صلوۃِ ضحیٰ مستحب کو ابن عمرؓ نے بدعت فرمایا۔“ [براہین: ۶۰]

خلاصہ یہ نکلا کہ ایک مستحب کام کے لیے تداعی اور اہتمام اس کو بدعت بنا دیتا ہے۔

اگر کسی شخص کا عمل وقول اُصول سے متصادم ہو تو ہم شریعت کے اُصول و ضابطہ کو مقدم رکھیں گے نہ کہ اس شخصیت کے قول کو۔

حکیم الامت مجدد دین وملت الشاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''حضرت حسن سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کسی ختنہ میں بلائے گئے۔ آپ نے اِنکار فرمایا۔ کسی نے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ: پیغمبر ﷺ کے زمانہ میں ہم لوگ ختنہ میں نہیں جاتے تھے۔ اور نہ اس کے لیے بلائے جاتے تھے۔ روایت کیا اِس کو احمد نے۔

اِس سے معلوم ہوا کہ: جس کام کے لیے لوگوں کو بلانا سنت سے ثابت نہیں اُس کے لیے بلانے کو صحابیؓ نے ناپسند فرمایا اور جانے سے انکار کیا۔ اور راز اِس میں یہ ہے کہ: بلانا دلیل ہے اس امر کے اہتمام کی۔ تو شریعت نے جس امر کا اہتمام نہیں کیا، اس کا اہتمام کرنا دین میں ایجاد کرنا ہے۔ اسی وجہ سے حضرت ابن عمرؓ نے جب لوگوں کو مسجد میں چاشت کے لیے جمع دیکھا تو برائے انکار اس کو بدعت فرمایا۔ اسی بنا پر فقہاء نے جماعت نافلہ کو مکروہ فرمایا ہے۔''

[تحفۃ العلماء:۲:۵۹۷]

یہ اُصول مبرہن ہو چکا ہے کہ امر مستحب اور مستحسن کے لیے تداعی اور اہتمام کرنا اُصول شریعت سے متصادم ہے۔ خلاف شریعت ہے۔ اب کسی جزئیہ کو کتب سے تلاش کرنا یا کسی بزرگ کے فرمان یا عمل کو تلاش کرنا اُصول کے خلاف ہے۔ اور شاذ ہے۔ خلافِ اُصول اَقوال و اَفعال سے استناد نہیں کیا جاتا بلکہ ان کو اپنے مورد پر بند کیا جاتا ہے۔

اب مروجہ مجالس ذکر کو دیکھیں کہیں بھی شریعت مطہرہ میں اس کے لیے تداعی اور اہتمام کرنا ثابت نہیں ہے۔ اب ہم حیران ہوتے ہیں کہ مفتی صاحب بالآخر اِن اصول سے صرف نظر کیوں فرمائے ہوئے ہیں۔

(۲)......ایک اور اصول شرعی ملاحظہ فرمائیں!

حکیم الامت مجددِ دین وملت الشاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''التزام میں اعتقاد یا معاملہ کا لزوم یعنی ابہام یا اصرار ہوتا ہے جس کی علامت یہ ہے کہ تارک پر ملامت کرتا ہے۔'' [تحفۃ العلماء:۲/۶۰۴]

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

''ہر غیر لازم چیز کو لازم کر لینے کا نام رسم ہے۔'' [تحفۃ العلماء:۲/۶۰۵]

خلیل الملة و الدین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''التزام جس کو بدعت کہتے ہیں وہ ہے کہ مباح یا مستحب کو واجب یا سنت مؤکدہ اعتقاد کر کے بامثل مؤکدات کے عملدرآمد کرے اور دلیل اس معاملہ کی یہ ہے کہ تارک پر اس کی مثل تارک واجب کے ملامت و شناعت ہو۔'' [براہین قاطعہ: ۶۷۔۶۸]

اب مروجہ مجالس ذکر کو دیکھیں کہ ان کے قائلین، تارکین پر ملامت اور شناعت کرتے نظر آتے ہیں۔ اس کی تفصیل ہم نے دیگر جگہوں پر کر دی ہے۔

(۳)......ایک اور اصول شرعی ملاحظہ فرمائیں!

''جس امر مباح مندوب کے سبب عوام کے اعتقاد میں فساد ہو اس کا ایسی طرح کرنا ممنوع ہے کہ اس کو تغیر حکم شرعی کا لازم ہو جاوے عندالعوام۔ اور رفع فتنہ عوام کا حتی الامکان واجب ہے۔'' [براہین قاطعہ: ۱۱۸]

حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں:

''عوام کے ضروری سمجھنے سے مکروہ ہو جانا مسلّم فقہا کا ہے۔'' [براہین قاطعہ: ۱۸۱]

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''جس مباح کو عوام سنت جانیں وہ بدعت ہو جاتا ہے۔'' [تذکرۃ الرشید: ۱/۱۷۰]

خلاصہ یہ نکلا کہ ایک امر مباح یا مستحب کو اگر عوام سنت / واجب سمجھنے لگیں تو وہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ تو یہ مروجہ مجالس ذکر کو عوام تو کیا خواص بھی اس قدر لازم سمجھنے لگے کہ: مخادیم میں سے ایک صاحب یوں فرمانے لگے کہ:

''افسوس ہے کہ بعض ناخلف شیطانی اثر سے ان مبارک مجالس کو بدعت کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے امت کو بچائے اور ان کو بھی ہدایت دے۔'' [ماہنامہ زکریا: اپریل ۲۰۱۷ء]

دوسرے مخدوم یوں گویا ہوئے:

''جو چند مخالفین و معترضین ہیں، اُن سے درخواست ہے کہ وہ اِس کو بہانہ بنا کر مجالس ذکر کی مخالفت کا وبال اپنے سر نہ لیں۔ خدا سے ڈریں! خود ذکر نہیں کرتے تو دوسروں کو کرنے دیں، کیونکہ اللہ کے ذکر سے منع کرنے کا وبال انتہائی خطرناک ہے۔'' [مجالس جہری کا استحباب: ۸۵]

جب خواص کا یہ حال ہے تو عوام تو پھر کہاں پہنچ گئے ہوں گے!!

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''دوام کو منع نہیں کیا جاتا، التزام اعتقادی یا عملی کو منع کیا جاتا ہے۔ التزام اعتقادی یہ کہ اس کو ضروری سمجھے۔ اور التزام عملی کہ اس کے ترک پر ملامت کریں۔'' [تحفۃ العلماء:۶۰۳]

مزید ایک جگہ ہے:

''اگر کوئی مستحب کو واجب سمجھ جائے تو کیا بدعت نہیں؟ اور لازم، ضروری، واجب کے ایک ہی معنی ہیں۔'' [تحفۃ العلماء:۵۹۸]

اَب فرمایئے! تارکین پر ملامت اور شناعت کرنا، اس کو لازم بنانا ہے۔ اور غیر ضروری کو ضروری قرار دینا شریعت میں دخل اندازی نہیں تو کیا ہے؟ جب خواص لازم و ضروری جاننے لگے تو عوام بے چاری کا کیا حال ہوگا؟

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''اس حدیث سے یہ بات نکلی کہ امر مندوب بھی مکروہ ہوتا ہے جب یہ اندیشہ ہو کہ یہ اپنے رتبہ سے بڑھ جائے گا۔ اسی بناء پر فقہاء حنفیہ نے نمازوں میں سورت مقرر فرمانے کو مکروہ فرمایا۔''[تحفۃ العلماء:۵۹۸]

اسی طرح کی گفتگو حضرت سہارنپوری نے ''براہین قاطعہ'' میں کئی جگہ لکھی ہے۔ تو یہ مروجہ مجالس ذکر اس وجہ سے بھی مکروہ وممنوع ہیں۔

(۴)......ایک اور اصول شرعی دیکھیں!

اجتماع یا اکٹھ امر ضروریہ میں ہو جیسے فرائض کی جماعت ہوتی ہے یا تعلیم و تعلم کے لیے اجتماع ٹھیک ہے، مگر غیر ضروری کام کے لیے اجتماع کو شریعت بہ نظر پسندیدگی نہیں دیکھتی، نوافل کی جماعت کو اہل سنت دیوبند میں سے کوئی بھی اچھا نہیں سمجھتا آخر کیوں؟ وجہ فقط یہی سمجھ آتی ہے کہ شریعت چاہتی ہے کہ استحبابی اور نفل عمل کے لیے انفرادیت ہی موزوں ہے نہ کہ اجتماعیت۔

چنانچہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جہراً اِجتماعی ذکر کرتے دیکھا تو ان کو 'بدعتی' فرما کر مسجد سے نکال دیا۔ امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ اثر ابن مسعود کو دارمی سے نقل فرما کر بسندٍ صحیحٍ کا فیصلہ دیا ہے۔ [راہ سنت:۱۲۳]

اور دوسری جگہ [راہ سنت:۱۲۷] یہ فرماتے ہیں:

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت کیساتھ یہ ثابت ہو چکا ہے۔ الخ''

تو یہ امر محقق ہوگیا کہ اِنفرادی عمل کو اجتماعیت کی شکل دینا شارع کا کام ہے نہ کہ ہمارا۔ لہٰذا مجالس ذکر جو کہ مروجہ ہیں ان کے بدعت ہونے میں شک نہیں۔

(۵)......ایک اور اصل شرعی دیکھیں!

''اہل باطل سے تشبیہ بھی کسی امر کے ممنوع و مکروہ کا قوی سبب ہے۔''

اتنی بات تو یقینی ہے کہ مروجہ مجالس ذکر اہل بدعت کی مجالس ذکر کا پورا پورا نمونہ ہیں۔

اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

''مسلمانوں میں جو فاسق یا بدعتی ہیں انکی وضع اختیار کرنا بھی گناہ ہے۔'' [تحفۃ العلماء:۶۱۳]

''معاشرت اور عبادات اور قومی شعار میں تشبیہ مکروہ تحریمی ہے۔'' [تحفۃ العلماء:۶۱۳]

فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''پس تشبیہ کے لفظ سے شارع نے فرض و واجب و سنت مؤکدہ کو اور امور طبعیہ کو خارج کردیا ہے، گویا حکماً اس میں تشبیہ نہیں ہوتا۔ [براہین قاطعہ:۱۲۳]

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

'' پہلے مختص ہوچکا ہے کہ تشبہ عوام فقط یہی نہیں کہ کسی قوم خاص کو دیکھ کر اس فعل کو اختیار کرے نہیں! بلکہ عام ہے اس سے اگر کسی امر کو کرتا ہے اور تشبہ عارض ہوجاوے۔ اور علم ہوجاوے۔ تو اب بعد علم اور عروض کے بھی ترک اس کا لازم ہوگا۔ الخ [براہین قاطعہ:۱۷۳]

حضرت مزید لکھتے ہیں:

بدعات و معاصی سے رنجیدہ ہونا اور اس کو مبغوض و منکر سمجھنا تو فرض شرعی تھا، قال رسول اللہ ﷺ من رأى منكم منكرا فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذلك أضعف الإيمان، وليس من وراء ذلك حبة خردل من إيمان.'' امر منکر سے جلنا فرض ایمان کا تھا۔ الخ [براہین قاطعہ:۱۷۶]

القصہ! بجائے بدعت سے نفرت کرنے کے] اہل حق کو کیا ہوگیا کہ اہل بدعت کے بدعتی افعال کی اقتداء کرنے لگے اور ان کی مشابہت اختیار کرنے لگے۔ باقی کسی کو یہ شبہ نہیں رہنا چاہیے کہ: تشبیہ میں من کل الوجوہ مماثلت ضروری ہے۔ وہ چونکہ بدعقیدہ ہم صحیح العقیدہ۔ وہ ثواب کے لیے تو ہم علاج یا تعلیم کے لیے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ سراج المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری لکھتے ہیں: ''اور معلوم ہوچکا کہ من کل الوجوہ مماثلت و مشابہت، ممنوعہ کے لیے ضروری

نہیں۔'' [براہین قاطعہ:۱۷۸]

اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر من کل الوجوہ مشابہت ہو تو پھر مشابہت تو نہیں ہوگی بلکہ عینیت ہوگی۔ خدا حفاظت فرمائے۔ آمین

حکیم الامت مجدد دین وملت الشاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''من تشبہ بقوم فھو منھم والی حدیث میں ایک دفعہ دیوبند کے بعض طلبا کے متعلق سنا گیا تھا کہ وہ کہتے ہیں کہ: یہ حدیث ضعیف ہے، میں نے کہا: حدیث کی تو مجھ کو تحقیق نہیں کہ سند کے لحاظ سے کیسی ہے۔ مگر میں اسی مضمون کو آیت سے ثابت کروں گا، یہ مسئلہ خود نص قرآن میں موجود ہے، وہ یہ ہے کہ: حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ولا ترکنوا إلى الذين ظلموا فتمسكم النار. یعنی مت مائل ہو ان لوگوں کی طرف جنہوں نے ظلم کیا کبھی تم کو بھی آگ پہنچ جائے۔

اِس سے معلوم ہوا کہ اہل باطل کی طرف میلان حرام ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک قاعدہ بھی ملا لیا جائے کہ تشبّہ بدون رکون (میلان) اور میلانِ قلبی کے نہیں ہوتا، تشبّہ جب کبھی پایا جائے گا رکون کے ساتھ پایا جائے گا، یعنی لازم ہے کہ اس کے طرف رکون ہو۔ اولاً رکون ہوتا ہے پھر تشبّہ ہوتا ہے۔ قلب میں اولاً اس کی عظمت ہوتی ہے اور اس کے درجہ استحسان پیدا ہوتا ہے اور اس کی طرف میلان ہوتا ہے، اس کے اثر سے تشبّہ ہوتا ہے۔ پس جب رکون اور میلان حرام ہے تو تشبّہ بھی حرام ہے۔'' [تحفۃ العلماء:۶۱۱/۲]

فتاوی دالعلوم دیوبند میں ایک سوال و جواب ملاحظہ فرمایئے!

''سوال: بعد نماز تین دفعہ ضرب تہلیل زور سے لگاتا ہے اور دوسرے نماز پڑھنے والوں کو بھی خیال نہیں کرتا بلکہ اس کو ضروری امر خیال کرتا ہے۔

جواب: یہ التزام بھی بدعت ہے اور شعار مبتدعین کا ہے، اس کو اس فعل سے منع کیا جائیگا اور روکا جائیگا۔ [فتاوی دارالعلوم دیوبند:۵۶۱/۱۸ رسوم و بدعات]

یہاں مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ناجائز ثابت کرنے کے لیے دو باتیں فرمائی ہیں:

۱۔ التزام ۲۔ تشبّہ

اور ہمارے متنازعہ مسئلہ میں بھی دونوں باتیں موجود ہیں۔ ہمارے کرم فرما اس کو لازم بھی خیال فرماتے ہیں اور اہل بدعت سے تشبیہ تو ہے ہی سہی۔ وہ لوگ بھی اپنی خانقاہوں بلکہ عام مساجد میں اجتماعی ذکر کا معمول رکھتے ہیں۔

مفتیانِ کرام اور دیگر اہل علم سے گذارش ہے کہ اُصول شریعت کو دیکھیں اور دوسری طرف مروجہ مجالس ذکر کو دیکھیں تو برابر سرابر وزن ہوگا۔ طابق النعل بالنعل کے اُصول سے پوری مطابقت ہے اور ان اصولوں سے ہٹ کر کوئی قول یا عمل نظر آئے تو یہ لوگ اُصول کو نہ بدلیں بلکہ اس جزوی واقعہ کو اپنے مورد پر بند فرمائیں اور اس پر قیاس کر کے مزید دروازے نہ کھولے جائیں۔ نوافل کی جماعت تداعی سے ممنوع و مکروہ ہے، مگر کئی نوافل کی جماعتیں شرعی حکم ہیں: تراویح، کسوف، خسوف وغیرہ تو ان پر قیاس کرنا یہ ایک دینی سوچ نہ ہوگی، بلکہ ان کو اپنے حال پر باقی رکھ کر ہمیں فتوی اور مسئلہ یہی بتانا ہے کہ نوافل کی جماعت تداعی سے ممنوع و مکروہ ہے۔

تداعی کا مفہوم اہل علم سمجھتے ہیں کہ لوگوں کو بلانا ہے۔ اور از خود لوگوں کا اس کام کے لیے آجانا بھی اور جم غفیر بن جانا بھی ممنوع ہے۔ کیونکہ امام کے علاوہ چار مقتدی ہوں تو آپ حضرات یہی فتوی دیتے ہیں کہ یہ تداعی میں داخل ہے اور ممنوع ہے۔ تو میری ان گذارشات سے مسئلہ امید ہے منقح ہوگیا ہوگا۔

چونکہ مروجہ اجتماعی ذکر اُصول بدعات کی زد میں پوری طرح آتا ہے، اس لیے بدعات پر نرمی کرنے کی بجائے سختی کی جائے۔ قطب الارشاد فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں ہے: ''بدعات کے متعلق حقیقت میں آپ کو تشدد پسند تھا۔''

[تذکرۃ الرشید: ۸/۲]

''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' میں مظاہر العلوم سہارنپور کا فتوی درج ہے کہ:

''آج اگر کوئی شخص یوں کہتا ہے کہ اب بدعتوں کی تردید میں سختی نہیں کرنی چاہیے یا مصلحتاً ان کو کسی تاویل سے اپنا لینا چاہیے، ایسا شخص دیوبندی نہیں ہے اگرچہ اکابر دیوبند سے متعلق ہونے کا مدعی ہو۔'' [آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲۲۴/۱۰]

تو آپ حضرات بدعات کے اُصول وضوابط سے بدعات کی تردید فرمائیں اور اگر کوئی جزوی واقعہ کتب سے یا اہل حق کے اقوال وافعال سے خلافِ اُصول نظر آئے تو اس کو معمول بہا نہ بنائیں بلکہ ان کو معذور جان کر بدعات کی تردید فرمائیں اور انہیں شاذ اقوال کی طرح سمجھیں۔ شاذ قراءت، حدیث ہو یا کوئی شاذ قول فقہ حنفی میں بھی ہو تو وہ لائق اقتداء نہیں ہوسکتا۔ تو اب ایسے اقوال کو لائق اقتداء نہ سمجھیں۔ اس دور میں کئی اہل افتاء مروجہ دعا بعد جنازہ کے قائل رہے ہیں،

مگر آپ لوگ اس کی اجازت نہیں دیتے اور انہیں شاذ اقوال کی طرح سمجھتے ہیں اور ان لوگوں کو معذور سمجھتے ہیں تو یہی کچھ آپ کو اِدھر بھی کرنا چاہیے۔

حضرت سہارنپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”اگر کروڑوں علماء بھی فتویٰ دیں بمقابلہ نص کے ہرگز قابل اعتبار نہیں......احقر پہلے عرض کر چکا کہ مؤلف کے پاس کوئی دلیل سوائے اس کے نہیں کہ: تمام علماء کرتے رہے اور یہ بشرط ثبوت وتسلیم کوئی حجت شرعیہ نہیں، حجت وہ ہے کہ ادلہ اربعہ سے پیدا ہووئے۔“ [براہین: ۱۸۹]

مروجہ مجالس ذکر:

اس تمہید کے بعد آیئے اصل مسئلہ کی طرف! مروجہ مجالس ذکر کی دو صورتیں ہیں:

۱......پیر صاحب ذکر کہلواتے جائیں اور مرید پیچھے پیچھے زور سے کہتے جائیں جیسے بچے پہاڑے کہتے ہیں۔

۲......دوسری صورت یہ ہے پیر مرید سب مل کر زور سے ذکر کرتے جائیں اور ایک آواز سے مل کر ذکر کریں۔ تو یہ دونوں صورتیں محل کلام ہیں اور ممنوعات ومکروہات میں داخل ہیں۔

۳......ایک تیسری صورت یہ ہے کہ لوگ اپنے پیر صاحب کے حکم سے کسی جگہ پر متفرق بیٹھ کر جیسے کمرہ امتحان میں طلبہ ہوتے ہیں۔ اپنا اپنا ذکر کریں اور کسی کو کسی کے ذکر سے قطعاً کوئی تعلق نہ ہو۔ کوئی نفی اثبات کرے تو کوئی اسم ذات کا تو کوئی اور کچھ، اس کے لیے بھی درج ذیل شرائط ہیں، چونکہ یہ اجتماعی نہیں ہے انفرادی کی قبیل سے ہے تاہم درج ذیل شرائط ضروری ہیں۔

۱۔ اس قسم کے ذکر سے نمازیوں، بیماروں، مطالعہ کرنے والوں اور سونے والوں اور اسی طرح دیگر مشاغل میں مصروف حضرات کے امن وسکون میں خلل واقع نہ ہو۔

۲۔ جہر مفرط نہ ہو یعنی خود یا بالکل قریب بیٹھنے والے سنیں۔

۳۔ یہ یکجا بیٹھنا باعث قربت اور ثواب نہ سمجھا جاتا ہو۔

۴۔ اس کے لیے تداعی بھی نہ ہو۔

ذکر جہری کے لیے یہ شرائط ہم نے امام اہل سنت رحمہ اللہ کی کتاب ”حکم الذکر بالجہر“ سے لی ہیں۔ دیکھیے [ص: ۱۲/۱۴/۱۱۶]

حضرتؒ نے یہ بات بھی فرمائی ہے کہ: ”اگر یہ شرائط کلاً یا بعضاً مفقود ہوں تو پھر اس کی

اجازت نہیں۔[حکم الذکر بالجہر:۱۴]

چند شبہات اور ان کا جائزہ:

تنقیح مسئلہ کے بعد اب ہم چاہتے ہیں کہ ابناء زمان جن دلائل کا سہارا لیکر مروجہ مجالس کو جائز بنانے کے درپے ہیں، اُن کا مختصراً جائزہ لے لیں ،تا کہ منصفین کے لیے اطمینان قلبی کا ذریعہ ہو۔

مسلم شریف اور دیگر کتب حدیث میں ''مجلس ذکر'' کے فضائل اور احادیث میں بھی ''مجالس ذکر'' کے الفاظ اور ''اہل ذکر'' کے الفاظ موجود ہیں جو کہ قارئین اور قائلین کے لیے زوردار دلیل نظر آتی ہے۔تو اس کے متعلق عرض یہ ہے:

امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''آنحضرت ﷺ ایک قوم کے پاس سے گزرے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کررہی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: تم وہ لوگ ہو کہ مجھے ان کے ساتھ رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور تمہاری گنتی کے لوگ جب بھی کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں جس میں اللہ کا ذکر کریں تو ان کو فرشتے اپنے پروں سے احاطہ کر لیتے ہیں اور رحمت ان پر چھا جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے ہاں کی مخلوق (یعنی ملائکۃ المقربین) میں کرتا ہے۔

مگر اس روایت میں جہر کا کوئی لفظ موجود نہیں ہے، محض ذاکرین کا ذکر ہے۔ اس لیے علامہ آلوسی مـاظـاهـره کا جملہ بولتے ہیں یعنی جس سے ظاہر ہوتا ہے۔علاوہ ازیں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ اس اجتماع سے برائے ذکر اجتماع مراد نہیں بلکہ برائے تعلیم اور درس و تدریس اجتماع مراد ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

''آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: کوئی قوم نہیں جو اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر قرآن کریم کی تعلیم دے اور آپس میں اس کو پڑھتی پڑھاتی ہو، مگر ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں، اور ان پر رحمت چھا جاتی ہے، اور ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے۔''

الغرض یہ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ اس سے تعلیمی اجتماعی اور علمی مجلس مراد ہے نہ کہ معہود مجلس ذکر۔ الـحـاوی للفتـاوی اور امداد الفتاویٰ وغیرہ میں جن احادیث سے ذکر کی مجلس ثابت ہوتی ہے ان سے یہی تعلیمی اور تدریسی مجلس مراد ہے۔''[اخفاء الذکر:۶۴]

قارئین!ہم نے اختصار کے پیش نظر صرف ترجمے پر اکتفا کیا اور آگے بھی یہی کریں

گے۔

حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ ''مدخل'' سے نقل فرماتے ہیں:

''اگر یہ کہا جائے کہ بلند آواز سے جماعتی صورت میں ذکر اور قراءت کے بارے میں جواز کی حدیثیں وارد ہوئی ہیں (ان کا کیا جواب ہے؟) تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو حدیثیں اس سلسلہ میں آئی ہیں وہ دو وجہوں کا احتمال رکھتی ہیں: (ایک جہر کا اور دوسری اخفاء کا) اور سلف کا تعامل ان میں سے ایک وجہ (آہستہ قرات و ذکر) سے آیا ہے تو کوئی شک نہیں کہ اسی کی طرف رجوع کیا جائے گا۔'' [حکم الذکر بالجہر: ۱۳۵]

امام نووی رحمہ اللہ کی تشریح پیش کرنے والے حضرات کو ہم دعوت فکر دیں گے کہ مجالس ذکر سے مراد کیا ہے؟ ذرا اُن کی سنیں! وہ فرماتے ہیں:

''تو جان لے کہ ذکر فضیلت صرف تسبیح وتہلیل، تحمید وتکبیر میں ہی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا ہر آدمی ذاکر ہے۔ جیسا کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے اور دیگر علماء نے فرمایا ہے۔ اور امام عطارؒ فرماتے ہیں: مجالس ذکر سے مراد حلال وحرام اور خرید وفروخت، نکاح و طلاق، نماز و روزہ، حج وزکوٰۃ وغیرہ جاننے کی مجالس ہیں۔ [أذکار نووی: ۷]

حنفیوں کے حدیث کے بہت بڑے شارح ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں:

''مجالس الذکر تشتمل مجالس العلماء و محافل الوعاظ والأولياء. الخ'' کہ: مجالس ذکر سے علماء، صلحاء اور وعظ ونصیحت کی مجالس ہیں۔

[مرقات شرح مشکوۃ: ۸/۵۵۷، حدیث: ۵۰۲۵، فصل ثالث]

اس پر حوالہ جات کی بہت بڑی تعداد ہے، مگر ہم اپنی بات کو اختصار کے پیش نظر ختم کرتے ہوئے صرف چند حوالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ مجالس ذکر پر تفصیلی کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''كمجالس سفيان الثوری، والحسن، وابن سيرين، واضرابهم. أما مجالس الذكر اللسانی فقد صرح بها حديث الملائكة و السياحين۔ لكن لم يذكر فيه جهراً بالكلمات ولارفع اصوات وكذلك غيره، لكن الأصل المشروع اعلان الفرائض وإخفاء النوافل. الخ'' [الاعتصام: ۱۶۳، مکتبہ حقانیہ پشاور، فی مأخذ اہل البدع بالاستدلال]

یعنی حضرت سفیان ثوری، حضرت حسن بصری اور حضرت ابن سیرین رحم اللہ وغیرہم جیسے بزرگوں کی مجالس (مجالس ذکر تھیں) اور جہاں تک مجالس ذکر لسانی کی بات ہے اور فرشتوں والی

حدیث میں اس کی تصریح بھی ہے تو اس میں ذکر جہری کا تذکرہ نہیں ہے اور نہ ہی آواز کو بلند کرنے کا کوئی تذکرہ اور اسی طرح دیگر روایات بھی ۔ کیونکہ اُصول شریعت یہی ہے کہ فرائض میں اعلان ہو اور نوافل کو پوشیدہ کیا جائے ۔(نہ کہ مجالس قائم کی جائیں)۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”رئیس المحدثین والفقہاء حضرت عطاء وبعض دیگر فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے حلق ذکر و مجالس ذکر کو بھی مجالس علم پر محمول فرمایا ہے ۔الخ“[احسن الفتاوی:۹/۲۲۴]

علامہ محمد بن طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”الذكر يشمل الصلاة و قراءة القرآن والحديث و تدريس العلوم و مناظرة العلماء.“[مجمع بحار الانوار:۲/۲۴۵]یعنی نماز، تلاوتِ قرآن و حدیث اور علم کا پڑھنا و پڑھانا اور مناظرہ، ذکر اِن سب کو شامل ہے۔

القصہ مروجہ مجالس ذکر تو قطعاً مراد نہیں ہوسکتیں کیونکہ صحابہ کرامؓ ایسی مجالس سے بیزار تھے نہ کہ شریک ہوتے تھے۔ چنانچہ سلطان العلماء علامہ خالد محمود صاحب فرماتے ہیں:

”سوال: صحابہؓ کے عہد میں بعض مسجدوں میں یہ اجتماعی صورت میں کلمہ اور دور پڑھنے کا رواج ہو چکا تھا؟

جواب: صحابہؓ اِس عمل میں ہرگز شریک نہ ہوتے تھے اور جہاں ان کا بس چلے وہاں وہ ان بدعتیوں کو مسجد سے نکال دیتے تھے۔“[مطالعہ بریلویت:۶/۱۷۶]

تو قرآن وسنت کا ایسا مفہوم مراد لینا جس سے اسلاف بیزار ہوں، میں اہل افتاء سے پوچھتا ہوں کونسا علم و دیانت ہے؟ اور خدمت دین کیا اسے سمجھا جاسکتا ہے؟

اگر ’مدخل‘ کو ایک نظر ملاحظہ فرمائیں تو علامہ ابن الحاج مالکیؒ جگہ جگہ لکھتے ہیں:

”فلو كانت من الدين لم تتاخر إلى هذه المدة.“[فصل فی ذکر صلاۃ الرغائب:۲۳۲]

ایک جگہ یوں فرماتے ہیں:

”فيلزم من هذا تنقيص من مضى من صدر الامة وسلفها الصالح و تزكيه من احدث هذه الصلاة فى القرن الخامس اذ يلزم من قوله ان الصدر الاول فاتتهم فضيلة هذه الصلاة و معاذ الله أن يظن أحد لقوله عليه السلام خير القرون قرنى ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم.“[المدخل فصل فی ذکر صلوۃ الرغائب:۴/۲۳۳]

(اس صلوۃ رغائب کو حق اور اس کے رد کو غلط کہنے سے تو) یہ لازم آتا ہے کہ امت کے پہلے طبقے

اور سلف صالحین کی تنقیص اور پانچویں صدی میں اس بدعت کے موجد کی بھلائی کیونکہ اس بات سے کہ صدرِ اول کے لوگ اس فضیلت سے محروم رہے۔ خدا کی پناہ ایسی سوچ سے بھی کیونکہ آنحضرت ﷺ نے تو فرمایا کہ: بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر ان کے بعد والوں کا اور پھر ان کے بعد والوں کا۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

”فما حدث بعدا لسلف رضی الله عنهم لا يخلو إماأن يكونوا علموه و علموا أنه موافق الشريعة ولم يعلموه، و معاذ الله أن يكون ذلك إذأنه يلزم منه تنقيصهم و تفضيل من بعدهم عليهم.“[المدخل:۲۴۱/۴، فصل فی صلاۃ الرغائب]

یعنی جو کام اسلاف کرام رضی اللہ عنہم کے بعد پیدا ہوئے یا تو وہ لوگ اسے جانتے ہوں گے اور جاننے کے باوجود بھی کہ یہ شریعت کے مطابق ہیں پھر بھی انہوں نے اسے نہ کیا تو معاذ اللہ اِس سے تو یہ لازم آئے گا کہ وہ لوگ ناقص تھے اور ان کے بعد وہ ان سے افضل ہیں۔

آگے لکھتے ہیں:

”ومما يدل على ابتداع هذه الصلاة أن العلماء الذين هم أعلام الدين وائمة المسلمين من الصحابه والتابعين و تابعی التابعين وغيرهم ممن دوّن الكتب فی الشريعة مع شدة حرصهم على تعليم الناس الفرائض والسنن لم ينقل عن أحد منهم ان ذكرهذه الصلاة ولا دونها فی كتابه و تعرض لها فی مجلس والعادة تحيل أن يكون مثل هذا سنة و تغيب عن هولاء الذين أعلام الدين و قدوة المؤمنين وهم الذين إليهم الرجوع فی جميع الأحكام من الفرائض والسنن والحلال والحرام.[المدخل:۲۵۵/۴]

اِس نمازِ رَغائب کے بدعت ہونے پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ صحابہ کرامؓ تابعین عظام اور تبع تابعین حضرات امت کے بڑے علماء اور دین کے زیادہ جاننے والے تھے، ان میں سے بعض حضرات نے کتابیں بھی لکھیں شریعت کے متعلق۔ انہیں شدید خواہش بھی تھی لوگوں اور فرائض اور سنن سکھانے کی۔ اس سب کے باوجود بھی اُن میں سے کسی سے بھی یہ مروی نہیں کہ انہوں نے اِس نماز کا ذکر کیا ہو یا اس کو لکھا ہو اپنی کتاب میں یا اس کو اپنی مجلس میں چھیڑا ہو اور یہ بات عادۃً محال ہے کہ ان جیسے لوگوں سے اِس نماز کا سنت ہونا مخفی ہو جو دین کو زیادہ سمجھنے والے تھے اور مسلمانوں کے پیشوا تھے اور انہی کی طرف فرائض وسنن، حلال وحرام کے سمجھنے میں رجوع کیا جاتا ہے۔

ہم نے بات کا خلاصہ عرض کر دیا ہے۔ مزید بھی عرض کر دیتے ہیں کہ: اگر یہ دین ہے تو صحابہؓ، تابعین و تبع تابعین نے نہ کیا حالانکہ وہ دین کے سمجھنے والے زیادہ تھے۔ اور اگر ان احادیث

کا یہی مطلب ہے جو آپ لوگوں نے سمجھا تو پھر اُن کو یہ سمجھ کیوں نہ آیا پھر تو آپ لوگ اُن سے افضل ٹھہرے۔[اعاذنالله من سوء الفهم]

شبہ نمبر۲: علامہ شامی کی عبارت کہ ذکر جہر مستحب ہے:

بعض حضرات مروجہ مجالس ذکر کے لیے علامہ ابن العابدین شامی رحمہ اللہ کی عبارت سے استدلال کرتے ہیں، علامہ شامی فرماتے ہیں:

''متقدمین اور متاخرین نے اس پر اتفاق کیا کہ مسجدوں میں جماعتوں کا بلند آواز سے ذکر کرنا مستحب ہے۔''

جواب: ہم اپنی طرف سے کچھ کہنے کی بجائے امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ سے نقل کر دیتے ہیں:

''یہ ہرگز قابل التفات نہیں ہے، اولاً: اِس لیے کہ جب قرآن کریم اور حدیث شریف میں آہستہ ذکر کرنے کا حکم ہے تو اس کے خلاف کسی کا عمل کس طرح حجت ہوسکتا ہے؟ وثانیاً: حضرات ائمہ اربعہ جہر سے ذکر کرنے کو غیر مستحب کہتے ہیں اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اِس کو بدعت کہتے ہیں۔ نیز تصریح کرتے ہیں کہ: یہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مخالف ہے۔ جب حضرات ائمہ اربعہ کا ذکر بالجہر کے خلاف اتفاق ہے تو ذکر بالجہر کے جواز پر اتفاق کیسے ہوا؟ اور کیا ائمہ اربعہ متقدمین میں نہ تھے؟ وثالثاً: علماء متاخرین بھی ذکر بالجہر کے مستحب ہونے پر ہرگز متفق نہیں، ہر مسلک کے علماء نے اس کی تردید کی ہے، حتیٰ کہ حضرات صوفیاء کرام بھی اس پر متفق نہیں۔ دیکھئے مکتوبات حضرت مجدد الف ثانیؒ۔ اسی طرح دیگر علماء اور فقہاء و محدثین کی کتابیں بغور ملاحظہ کیجیے۔ محض اتفاق کے خوش کن لفظ سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوسکتا۔[راہ سنت:۱۷۸]

اگر اس کو بالفرض مان بھی لیا جائے تو مستحب کے تارک پر ملامت و شناعت وطعن و تشنیع تو نہیں کیا جاتا، جبکہ یہاں تو ''پیرانِ طریقت'' کا زور اتنا ہی چلتا ہے کہ الفاظ کا نشتر چلا سکتے ہیں۔ اور وہ چلا دیتے ہیں۔ اگر اس سے زیادہ پر بھی ان کے بس میں ہوتا تو پتہ نہیں پھر یہ کیا کرتے! الامان والحفیظ۔

تو جب یہ لازم اور ضروری سمجھنے لگ گئے اور تارک کو فتوؤں کی زد میں لانے لگے تو ''شامی'' کی یہ بات انہیں مفید نہیں ہوسکتی۔ کیوں کہ تمام اہل سنت دیوبند کا یہ اتفاقی مسئلہ ہے کہ:

جب ایک مستحب عمل کو اپنی حیثیت سے بڑھا دیا جائے تو اس کو ترک کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ تفصیل ہم تمہید میں لکھ چکے ہیں۔

اور تیسری بات یہ بھی ہوسکتی ہے کہ: شامی میں جس ذکر کی بات ہے، یہ اجتماعی ذکر نہیں بلکہ وہ تیسری صورت ہے جو اپنی شرائط کے ساتھ جائز ہے کہ لوگ ایک ہی جگہ متفرق ہو کر بیٹھ کر اپنے مرشد کے ساتھ یا اس کے حکم سے اپنا اپنا ذکر کر رہے ہیں۔ نہ آواز سے آواز ملا کر اور نہ ہی جہر مفرط۔ تو یہ صورت دیکھنے میں تو یہ ہے کہ لوگ ایک ہی مسجد میں بیٹھے ہیں، مگر حقیقت میں اجتماعیت نہیں، کیونکہ ہر کوئی اپنا ذکر کر رہا ہے، کسی دوسرے سے قطعاً اسے واسطہ و علاقہ ہی نہیں، اور نہ ہی آواز سے آواز ملائی جا رہی ہے۔ یہ تو ایسے ہوا جیسے حفظ کے بچے اپنا اپنا سبق یاد کر رہے ہیں، کسی کو دوسرے سے اصلاً علاقہ نہیں اور نہ ہی آواز سے آواز ملائی جا رہی ہے تو یہ اجتماعی نہیں بلکہ انفرادی ہے۔ یہ شرائط مقررہ کے ساتھ جائز ہے۔ (بعض حضرات اسے ''ذکر کے مجمع'' سے تعبیر کرتے ہیں۔) آج کل کی مروجہ مجالس ذکر اور اِس صورت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور یہی صورت ہے جو بعض اکابرین دیوبند کی کتب سے ثابت ہے، نہ کہ مروجہ مجالس ذکر۔ (اعاذنا اللہ منہا)

اور شرح حموی میں جو جماعتی ذکر کی بات ہے تو وہ بھی یہی صورت ہے نہ کہ مروجہ۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی عبارات میں ''جماعتی ذکر'' کا مطلب:

نیز حکیم الامت حضرت تھانوی اور شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہما اللہ وغیرہ دیگر اکابر کی کتب میں اگر جماعتی ذکر کا مسئلہ ہے تو اس سے مراد یہی صورت ہے۔ یعنی ان اکابر نے جس اجتماع کو جائز قرار دیا ہے اُسے اجتماعِ صوری پر محمول کیا جائیگا یعنی جو تیسری صورت ہم پیچھے عرض کر آئے ہیں۔

اس پر ہم ایک دلیل عرض کرتے ہیں۔ حکیم الامت مجدد دین وملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے مرید نے پوچھا کہ ہم متوسلین ذاکر شاغل لوگ ہفتہ میں ایک دن جمع ہو کر ذکر و فکر میں مشغول رہیں تا کہ غفلت طویل دور ہو اور اس میں کوئی بدعت نہیں وغیرہ۔ [ملخصاً تربیت السالک] تو حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے جواب دیا:

''آئندہ اندیشہ اس کا ضرور ہے۔ بطور خود جو چاہیں ذکر و شغل کریں، یہ بھی تو ممکن ہے۔ اہتمام اجتماع کا بند کرنا چاہیے۔'' [تربیت السالک: ۲/۸۱۷]

ایک اور سالک کے جواب میں فرماتے ہیں:

''اجتماع کے ساتھ ذکر کرنا اگر بلاالتزام و بلا اعلان ہو مضائقہ نہیں اور بجر حافظ صاحب کے اور کوئی تیسرا بھی نہ ہو۔''[تربیت السالک:۹۲۵]

تو گزارش یہ ہے کہ حضرت دو آدمیوں کو تو مل کر ذکر کرنے کی بلا اعلان والتزام کے اجازت دیتے ہیں، تیسرے آدمی کی شرکت کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ تو اب دیکھیے امداد الفتاویٰ سے جماعتی ذکر دیکھنے والے اِسے کیوں ملاحظہ نہیں فرماتے؟ اَب تطبیق کی یہی صورت ہوگی کہ تیسری صورت ہو کہ مقام و وقت تو ایک ہو مگر لوگ متفرق جگہ پر بیٹھ کر اپنا اپنا ذکر کریں۔ یکجا بیٹھنے کو ثواب بھی نہ سمجھیں، پیر طریقت کے حکم سے کریں آواز سے آواز نہ ملائیں۔ آواز بھی دھیمی ہو، مفرط نہ ہو۔ اور کسی کو کسی کے ذکر سے علاقہ نہ ہو۔ کسی کا ختم ہو رہا تو کسی کا شروع ہو رہا ہو۔ کوئی اسم ذات کا تو کوئی نفی اثبات کا ذکر کر رہا کسی کو تکلیف بھی نہ ہو وغیرہ۔

لہٰذا حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی عبارات کی تطبیق کی یہی صورت ہے جو میں نے عرض کردی۔

مروجہ مجالس ذکر مولانا زکریا رحمہ اللہ نے نہیں شروع کرائیں!

اور بعض لوگوں کو یہ بھی غلط فہمی ہے کہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے اجتماعی مروجہ ذکر بالجہر شروع کرایا ہے۔ حالانکہ حضرت شیخ رحمہ اللہ تو اس کو رد فرماتے رہے دیکھئے تربیت السالکین ان کے مکتوبات کا مجموعہ جو کہ سالکین کے لیے شائع ہوا ہے، اس میں حضرت نے مروجہ اجتماعی ذکر کی تردید فرمائی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یکجا بیٹھ کر اپنا اپنا ذکر کرنے والی صورت محل کلام نہیں۔ (اگرچہ اس کے لیے بھی چند شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ جیسا کہ سابقہ سطور میں گزر چکا ہے۔) مگر آج کل مروجہ مجالس ذکر اکابر اہل السنۃ دیوبند کے مسلکی مزاج سے میل نہیں کھاتیں۔

خلیل الملۃ والدین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ تو یہ فرماتے ہیں:

'خود قرن صحابہؓ میں بھی اگر کوئی امر ہوا اور اس پر انکار کیا گیا تو وہ جائز و حجت نہیں ہوتا۔

جب مروجہ مجالس ذکر پر نکیر خیر القرون میں جلیل القدر صحابی حضرت سیدنا ابن مسعودؓ فرما چکے ہیں تو اَب یہ مجالس جائز کیونکر ہوسکتی ہیں؟

☆☆☆☆

باب نمبر تین (۳)

مروجہ مجالس ذکر، اکابر دیوبند کی نظر میں

۱......مروجہ مجالس ذکر اور شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ

خادم اہل سنت عبدالرحیم چاریاری

۲......مروجہ مجالس ذکر اکابر اہل سنت دیوبند کی نظر میں!

خادم اہل سنت عبدالرحیم چاریاری

۳......تعلیمی مجالس ذکر، حضرت امام اہل سنت کی نظر میں!

۴......اجتماعی ذکر کرنا دیوبندیت نہیں، بدعت ہے

شیخ الحدیث مولانا سعید احمد پالن پوری

۱......ذکر اللہ ایک عظیم الشان مقصودی عبادت ہے۔ بلکہ پورے عالم کی جان ہے۔
۲......کثرت سے ذکر کرنے کی تلقین قرآن کریم نے خود کی ہے۔
۳......ذکر اللہ کے فضائل، اہمیت، مسائل بیان کرنے اور ترغیب دینے کے لیے جلسہ کرنا، لوگوں کو جمع کرنا، دعوت دینا سب جائز، مستحب اور اشاعت دین ہے۔
۴......ذکر کی بہت سی اقسام ہیں، ہر قسم کی اپنی شرائط ہیں، جن کی پابندی ضروری ہے۔
۵......ذکر بالجہر ......مجامع ذکر......اور اجتماعی ذکر بالجہر تین الگ الگ اقسام ہیں۔
۶......ذکر بالجہر اپنی شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ مرشد کے حکم یا اجازت سے کرنا چاہیے۔
۷......لیکن اولیٰ وافضل بہر حال ذکر خفی ہے۔ اکابر اہل سنت اسی کی تلقین فرماتے ہیں۔
۸......محض 'جہر' کو ثواب یا قربت کا ذریعہ سمجھنا غلط ہے۔
۹......مجامع ذکر کئی نوع سے موجب تاثیر ہیں۔ فرشتے ایسے مجمع کو تلاش کرتے ہیں۔
۱۰......تعلیم کے لیے اجتماعی ذکر کرانا جائز ہے۔ لیکن تعلیم کے بعد جائز نہیں۔
۱۱......بعض مریدین کے علاج کے لیے کچھ عرصہ اُن کو اجتماعی ذکر بالجہر کرانا جائز ہے۔
۱۲......شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کی مجالس نئے مریدین کی تعلیم کے لیے تھیں۔ اور اُن کو بھی جہر مفرط سے روکا جاتا تھا۔
۱۳......آخر میں ایک مرتبہ حضرت لاہوریؒ نے مجالس ذکر کا سلسلہ موقوف کر دیا تھا۔
۱۴......صحابہ کرام بلکہ خیر القرون کے میں اور اکابر دیوبند کے ہاں مروجہ اجتماعی مجالس ذکر کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ جن کو سنت رمستحب سمجھا جاتا ہے۔ اور تداعی کا اہتمام ہوتا ہے۔
۱۵......لاؤڈ اسپیکر پر ذکر کرنا یا کرانا بدعت ہے۔
۱۶......اجتماعی ذکر بالجہر کے لیے کسی بھی طریقے سے دعوت دینا ناجائز اور بدعت ہے۔

خادم اہل سنت عبدالرحیم چار یاری غفرلہ

مروجہ مجالس ذکر......اور
برکۃ العصر، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ

ذکر الٰہی عظیم الشان مقصودی عبادت ہے:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر ایک انتہائی اہم، ذیشان اور مقصودی عبادت ہے۔ حتیٰ کہ پورے عالم کی جان ہے، یہ جہان اُسی وقت تک ہے جب تک اللہ تعالیٰ کا ذکر باقی ہے۔ اور ذکر اللہ ایسی عظیم الشان عبادت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کلام الٰہی میں کسی بھی عبادت کے بارے میں یہ نہیں فرمایا کہ: ''فلاں عبادت بہت زیادہ کرو!'' لیکن ذکر کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''یا ایھا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکراً کثیراً۔'' اے ایمان والو! اللہ کو خوب کثرت سے یاد کیا کرو۔ اس کے علاوہ بھی قرآن وسنت میں ذکر اللہ کے فضائل اِس کثرت اور تاکید سے وارد ہیں کہ ذکر اللہ کی اہمیت اور فضیلت کا انکار یا اس کے بارے میں تشکیک پیدا کرنے کے لیے مودودیانہ، مماتیانہ یا غیر مقلدانہ حوصلہ درکار ہے۔ کوئی سنّی ذکر اللہ کی اہمیت سے انکار کی جرأت نہیں کرسکتا۔

برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ ''فضائل ذکر'' میں لکھتے ہیں:

''درحقیقت اللہ کا ذکر ہی پورے عالم کی جان ہے، جب تک دنیا میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے، آسمان وزمین قائم ہیں اور دوسری مخلوق بھی موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک زمین پر ایک مرتبہ بھی اللہ اللہ کہا جاتا رہے گا۔ نماز بھی اللہ کا ذکر کرنے کے لیے ہے جو سراپا ذکر ہے۔'' [فضائل اعمال: ۴۴۳]

ذِکر اللہ کے فضائل و مسائل بیان کرنا باعث اجر وثواب ہے:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر چونکہ اہم عبادت ہے۔ لہٰذا دیگر عبادات کی طرح اِس عبادت کے فضائل ومسائل بیان کرنا، اس کے لیے جلسہ کرنا، لوگوں کو جمع کرکے اس کی اہمیت وفوائد بتلانا اور تقریر وتحریر کے ذریعے اس کی ترغیب دینا نہ صرف کارِثواب بلکہ اہل علم کی ذمہ داری ہے۔

ذکر کی اقسام:

ذکر کی بہت سی قسمیں ہیں۔ ذکر روحی، ذکر قلبی، ذکر جنانی اور ذکر لسانی وغیرہ۔ پھر ذکر لسانی کی دو بنیادی اقسام ہیں: ......ا: ذکر جہری۔۲: ذکر خفی۔ اور دو ذیلی اور ضمنی قسمیں ہیں: ......ا: اجتماعی ذکر۔۲: انفرادی ذکر۔ پھر انفرادی ذکر کی بھی دو صورتیں ہیں: ......ا: انفرادی ذکر تنہائی میں۔۲: انفرادی ذکر ذاکرین کے مجمع میں۔

ذکر کی شرائط و قیود کی پابندی ضروری ہے:

ذکر کی خواہ کوئی بھی صورت ہو، اُس کے لیے کچھ شرائط ہیں، جن کی پابندی ضروری اور لازمی ہے۔ گویا دیگر عبادات کی طرح اِس عظیم الشان عبادت کے ''عبادت'' ہونے کے لیے بھی کچھ شروط و قیود ہیں۔ تاکہ اِسے بدعت ہونے سے بچایا جاسکے۔ میں عرض کرچکا ہوں کہ ہم کوئی مودودی نہیں ہیں کہ ذکر اللہ کی افادیت واہمیت سے ہی انکار کردیں، یا مماتی وغیر مقلد نہیں کہ ذکر اللہ کی بعض جائز صورتوں کی مخالفت پر بھی کمر کس لیں۔ لیکن اِس کے ساتھ ساتھ یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ہم بریلوی اور بدعتی بھی نہیں ہیں کہ اپنا حلقہ بڑھانے کی خاطر جابجا ''اجتماعی ذکر بالجہر'' کی مجالس قائم کرکے اُن کے لیے تداعی جیسی بدعت کا اہتمام شروع کردیں۔ ہم الحمدللہ اُن اکابر اہل السنۃ والجماعۃ کے پیروکار ہیں جنہوں نے کسی مقام اور کسی موڑ پر بھی نہ سنت کو چھوڑا اور نہ جماعتِ صحابہؓ کے طریقے کو۔ بلکہ شریعت کا مزاج سمجھ کر ہر چیز کو اُس کی جگہ پر رکھا۔ اور افراط وتفریط کی دو انتہاؤں کے درمیان اعتدال کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھا۔

امام اہل سنت، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ہمارے اکابر نے فضائل ذکر پر مستقل کتابیں لکھی ہیں اور بحمداللہ تعالیٰ بقدر ہمت و وسعت ہم بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف ومشغول رہتے ہیں، اور اس کو اپنی اُخروی نجات اور نیز دنیوی فلاح کا بہترین ذریعہ سمجھتے ہیں اور حتی الوسع اس پر پابندی اور مداومت سے کاربند ہیں۔ اِسی طرح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر درود شریف پڑھنے کو ہم اور ہمارے اکابر افضل ترین عبادت میں شمار کرتے ہیں اور بقدر توفیق پڑھتے رہتے ہیں۔ اور اس طریقہ سے ہم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عشق ومحبت کا گہرا لگاؤ قائم رکھتے ہیں۔ اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں

کہ: عند القبر آپ ﷺ بنفس نفیس خود صلوۃ وسلام سنتے اور جواب دیتے ہیں۔ اور دُور سے فرشتے آپ کو صلوۃ وسلام پہنچاتے ہیں۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں وارد ہے۔ لیکن ذکر اور درود شریف پڑھنے کا ہم وہی طریقہ اپناتے ہیں جو قرآن کریم، حدیث شریف کے مطابق اور فقہ حنفی کے عین موافق ہے۔" [حکم الذکر بالجہر: ۱۴]

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کس طرح ذکر کرتے تھے؟

حضرت مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم لکھتے ہیں:

"صحابہ رضی اللہ عنہم کا معمول تھا کہ فجر اور عصر کے بعد مسجد میں رہ کر ذکر کرتے تھے اور باقی اوقات میں بھی بعض صحابہ ذکر میں مصروف ملتے تھے۔ چونکہ ان کے دور میں مسجد کو خاص اہمیت حاصل تھی کہ علم کے حلقے بھی وہیں لگتے تھے۔ قضاء وحکومت کے معاملات بھی وہیں طے پاتے تھے۔ لہٰذا ذکر کرنے والے بھی ایک طرف کو ہو جاتے تھے اور اس طرح سے ذاکرین کی مجلس یا حلقہ قائم ہو جاتا تھا۔ اس کے لیے ایک دوسرے کو دعوت نہیں دی جاتی تھی۔ یعنی دوسرے لفظوں میں ان میں ذکر یا مجلس ذکر کے لیے 'تداعی' نہ تھی۔

.....تداعی کے علاوہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں 'جماعتی' یا 'اجتماعی' صورت میں ذکر کرنے سے بھی اجتناب کیا جاتا تھا، جس سے مراد یہ ہے کہ سب کے سب ذاکرین اس بات کا التزام کریں کہ وہ ایک وقت میں ایک ہی مخصوص ذکر کریں گے خواہ سراً خواہ جہراً۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجتماع اور مجلس کی جو کیفیت ہم نے بیان کی اس سے بھی مجلس اور اجتماع تو حاصل ہو جاتا تھا لیکن ذکر ہر شخص اپنا اپنا کرتا تھا پھر خواہ ذکر کے کلمات ہر ایک کے مختلف ہوں یا ایک ہی ہوں۔ بہرحال اس بات کا التزام نہیں کیا جاتا تھا کہ سب ایک وقت میں ایک ہی ذکر کریں بلکہ ایسا کرنے کو وہ بدعت جانتے تھے۔ اسی ناجائز طریقے کو ہم جماعتی یا اجتماعی ذکر کا نام دیتے ہیں۔" [تحفظ عقائد اہل سنت: ۱۷۷]

زیرِ نظر تحریر 'اجتماعی ذکر بالجہر' اور اُس کی شرائط کے بارے میں ہے:

زیرِ نظر تحریر میں ہم ذکر لسانی کی قسم اجتماعی ذکر بالجھر سے متعلق چند معروضات پیش خدمت کریں گے۔ اور یہ واضح کرنے کی کوشش کریں گے کہ چودہ سو سالہ اکابر اہل سنت بالخصوص اکابر دیوبند اور خصوصاً برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے نزدیک

اجتماعی ذکر بالجہر کی مجالس کا شرعی حکم کیا ہے؟ کس صورت میں جائز ہے اور اس کی شرائط کیا ہیں؟ اور اِس بارے میں اکابر اہل سنت کا عمل کیا تھا؟ لیکن اس سے قبل بطور تمہید کے 'ذکر بالجہر' اور 'ذاکرین کے مجمع میں انفرادی ذکر' (مجمع ذکر) کا شرعی حکم بھی باحوالہ پیش کریں گے تا کہ مسئلہ کی حقیقت نکھر کے سامنے آجائے۔

(۱)......ذکر بالجہر

ذکر بالجہر اپنی شرائط کے ساتھ جائز ہے، لیکن غیر اولیٰ ہے:

(۱)......مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مخفی ذکر کے متعلق حضور علیہ السلام کا ارشاد مبارک ہے: ''**خیر الذکر الخفی**''..بہتر ذکر وہ ہے جو پوشیدہ ہو......قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ذکر کا دوسرا مرتبہ 'لسانی' یعنی زبانی ذکر کا ہے۔ اس میں افضل بات یہی ہے کہ ذکر آہستہ کرے۔'' [معالم العرفان: ۱۹۶/۸]

(۲)......مفکر اسلام شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم فرماتے ہیں:

''یاد رکھیں! کہ قیام قیامت تک اور ہر حال میں افضل ذکر ''ذِکرِخفی'' ہے۔ اور اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ ...... ہاں! ذکر بالجہر بھی جائز ہے، لیکن ہمارے بزرگ ذکر خفی ہی کی حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔'' [ذکر اللہ کے فضائل: ۲۲]

(۳)......امام اہل سنت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''بعض کوتاہ فہم لوگوں نے ذکر بالجہر کی آہستہ ذکر پر فضیلت کے سلسلہ میں تیں وجوہ پیش کی ہیں ....لیکن اس کے برعکس حضرت حسن بصریؒ (جو الامام، شیخ الاسلام، ثقہ، حجت اور مامون تھے۔ المتوفی: ۱۰۰ھ [تذکرۃ الحفاظ: ۱/۶۷]) فرماتے ہیں کہ: آہستہ ذکر کی ذکر بالجہر پر ستر گنا فضیلت ہے۔ اور اوپر کی حدیث سے بھی یہ ثابت ہے۔ اب کون احمق ہوگا جو حدیث اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے ارشاد کو خود تراشیدہ اور سینہ زاد القائی باتوں کے لیے چھوڑے گا؟ ایسی باتوں کے لیے یہی موزوں ہے کہ ع اُٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں!'' [حکم الذکر: ۲۳]

ذکر بالجہر کی شرائط کے بارے میں حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جہاں بلند آواز سے پڑھنے کا حکم ہے وہاں بلند آواز سے، ورنہ آہستہ آواز سے پڑھنا ہے۔ اور چاروں امام امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ متفق ہیں کہ (اگر شرائط

کا لحاظ نہ رکھا جائے تو[ناقل]) بلند آواز سے ذکر کرنا بدعت ہے۔ ....البتہ اگر آدمی بالکل تنہا ہے اور اس کے بلند آواز سے ذکر کرنے کی وجہ سے کسی کی نیند یا نماز اور مطالعہ میں خلل نہیں پڑتا اور کسی بیمار کو تکلیف نہیں ہوتی تو اونچی آواز سے پڑھنے (ذکر کرنے) کی اجازت ہے۔''

[ذخیرۃ الجنان:۱۰۱/۷]

(۴)......مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''لسانی ذکر کے بارے میں قانون یہ ہے کہ ذکر بالجہر اور ذکر بالسر دونوں درست ہیں۔ مگر فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ: ذکر بالجہر اُس وقت روا ہوگا جب کہ دوسروں کے لیے باعث اذیت نہ ہو۔ اگر کوئی آدمی پاس سویا ہوا ہو، کوئی شخص بیمار ہے یا کوئی مطالعہ میں مصروف ہے تو ذکر بالجہر مکروہ ہو جاتا ہے۔ البتہ جہاں کسی دوسرے شخص کے معمولات میں نقص نہ آتا ہو، وہاں ذکر بالجہر درست ہوگا۔'' [معالم العرفان فی دروس القرآن:۶۷/۱/۸]

مذکورہ بالا حوالہ جات سے روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ ذکر بالجہر اپنی شرائط کے ساتھ بالکل جائز ہے۔ لیکن اولیٰ اور افضل آہستہ ذکر کرنا ہے۔ اب سنیے کہ: بعض اکابر کے ہاں جہر کا معمول کیوں رہا؟

اکابر اہل سنت کے ہاں 'جہر' تعلیم یا علاج کے لیے تھا، لہٰذا جہر کو ثواب سمجھنا غلط ہے:

اکابر اہل سنت کے حالات و سوانح کے مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اُن کے ہاں عموماً ذکر بالجہر بھی تعلیم و علاج وغیرہ فوائد کے حصول کے لیے رہا ہے۔ 'جہر' کو مقصود کبھی بھی نہیں سمجھا گیا۔ لہٰذا ذکر بالجہر اپنی شرائط کے ساتھ جائز تو ہے، جیسا کہ گزر چکا، لیکن محض 'جہر' کو ثواب سمجھنا یا قربت کا ذریعہ سمجھنا غلط ہے۔

۱......چنانچہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ آیت 'واذکر ربك فی نفسك' کے تحت لکھتے ہیں:

''البتہ اگر کسی عارضہ کی وجہ مثل دفع خطرات یا دفع قساوت و تحصیل رقت وغیرہ ان شرائط کے ساتھ (ذکر بالجہر) ہو کہ کسی شیخ محقق نے تجویز کیا ہو، کسی نائم یا مصلی کو تشویش نہ ہو، ورنہ بستی سے باہر چلا جاوے، اس جہر کو قربت نہ جانتا ہو بلکہ علاج سمجھتا ہو تو اجازت ہے۔''

[بیان القرآن:۷۹/۲]

۲......امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''حضرات صوفیائے کرام کے بعض سلاسل (مثلاً قادریہ اویسیہ وغیرہ) میں مبتدی کے لیے ذکر بالجہر کا طریقہ رائج ہے۔ اپنی شرائط کے ساتھ وہ بھی صحیح ہے۔ بنیادی شرطیں یہ ہیں کہ: جہر مفرط نہ ہو۔ صرف تعلیم کی حد تک ہو۔ کسی نمازی، تلاوت کرنے والے وغیرہ کو اس سے اذیت وتشویش نہ ہو۔ اگر یہ شرطیں کُلاً یا بعضاً مفقود ہوں تو پھر اس کی اجازت نہیں ہے۔''

[حکم الذکر بالجہر: ۱۴]

۳......مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''بعض بزرگان دین اپنے اپنے سلسلہ کے مطابق ابتداء میں ذکر بالجہر کراتے ہیں۔ یہ دل کی قساوت کو دُور کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ اور اس لیے بھی کہ جسم میں حرارت پیدا ہو۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت مولانا حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے ارشاد کے مطابق میں مکہ اور مدینہ میں جب ذکر کرتا تھا تو جسم میں حرکت وحرارت پیدا ہوتی تھی۔ اور میں باہر چلا جاتا تھا اور جھاڑیوں میں بیٹھ کر ذکر کرتا تھا۔ تاکہ یہ سلسلہ بھی قائم رہے اور دوسرے لوگوں کے لیے باعث اذیت بھی نہ ہو۔'' [معالم العرفان: ۸/۶۷۴]

اگر کسی بزرگ کا عمل اس کے خلاف ہے تو تاویل کی جائے گی:

حضرت امام اہل سنت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ نے اِس مسئلہ میں بہت تفصیل کے ساتھ کلام فرمایا ہے اور مسئلہ کی تمام جہات کو خوب اچھی طرح واضح فرما کر اکابر اہل سنت کا طرزِ عمل نکھار کر پیش کیا ہے۔ چنانچہ اُنہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ: اکابر کے ہاں جہر صرف تعلیم یا علاج کے لیے رائج رہا ہے۔ مقصوداً نہیں رہا۔ لہٰذا اگر کسی صحیح العقیدہ بزرگ کا عمل بھی اِس کے خلاف پایا جائے تو اُس کی اتباع نہیں کی جائے گی، بلکہ اگر ممکن ہو تو تاویل کی جائے گی ورنہ اُن کا قول چھوڑ دیا جائے گا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''حضرات صوفیائے کرام رحمہم اللہ کی ایسی باتیں خود قابل تاویل ہوں گی۔ مثلاً اس جہر سے ادنیٰ جہر مراد لی جائے، یا تعلیم کی خاطر ہو۔ اگر تاویل نہ ہوسکی تو ان کو معذور سمجھتے ہوئے اُن کا قول ترک کردیا جائے گا۔'' [حکم الذکر بالجہر: ۱۹۷]

''ہوسکتا ہے کہ حضرات چشتیہ وغیرہم قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم نے ذکر جہری ابتدائی مراحل اور مبادی تعلیم میں صرف سلوک کی منازل طے کرنے والے مبتدیوں کے لیے جائز رکھا ہو ....اور بعد کے حضرات نے ہوسکتا ہے کہ افراط وتفریط کا شکار ہو کر اس نکتہ کو ملحوظ نہ رکھا ہو۔ (جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے بھی بعض ایسے خلفاء کی شکایت کی ہے۔ کما مر) لیکن اس سلسلہ کے اکابر کا اس میں کیا قصور ہے؟

اور پہلے گزر چکا ہے کہ جن مقامات میں شریعت نے ذکر جہر کی اجازت دی ہے ان میں ایک مقام 'تعلیم' بھی ہے۔ اور فتاویٰ بزازیہ کے حوالے سے یہ بات عرض کی جاچکی ہے کہ تعلیم حاصل ہوچکنے کے بعد جہر بدعت ہے۔ اور آج کل ذکر جہر کرنے والے ثواب سمجھ کر کرتے ہیں۔ اور ان دونوں باتوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ اگر ہماری اس تاویل وتوجیہ پر کسی کو یقین نہیں آتا تو حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی الحنفی رحمہ اللہ سے سن لیں، وہ فرماتے ہیں کہ: شاید صوفیاء چشتیہ قدس اللہ اسرارہم نے مبتدی کے لیے جہر کو اس لیے اختیار کیا ہے کہ تقاضائے حکمت یہی ہے..... لیکن اس کے ساتھ شرط یہ ہے کہ ریا اور شہرت سے احتراز کیا جائے۔'' [تفسیر مظہری: ۴۰۹/۳] اس عبارت سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ حضرات چشتیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے ذکر بالجہر کی اجازت رسیدہ بزرگوں کو نہیں دی بلکہ مبتدیوں کو دی ہے۔ اور سبھی مانتے ہیں کہ مبتدیوں کے لیے یہ اجازت بجز تعلیم کے اور کیا معنی رکھتی ہے؟ [حکم الذکر: ۲۰۸]

مندرجہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ محض 'جہر' کو ثواب سمجھ کر کرنا بدعت ہے۔ یاد رہے کہ ذکر بالجہر کا 'جائز' ہونا الگ بات ہے اور جہر کو 'ثواب' سمجھنا الگ بات ہے۔ دونوں کے بارے میں اکابر اہل سنت کے الگ الگ حوالے ہم نے پیش کیے ہیں۔ اَب کوئی نادان اِس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش نہ کرے کہ ہم جہر کو جائز ہی نہیں سمجھتے۔ بالکل نہیں!۔ ہم تو یہ عرض کررہے ہیں کہ: ذکر بالجہر اپنی شرائط کے ساتھ بالکل جائز ہے۔ لیکن اکابر کے ہاں 'جہر' کو مقصود نہیں سمجھا گیا۔ بلکہ تعلیم وعلاج وغیرہ فوائد کے لیے روا رکھا گیا ہے۔ اِس لیے 'جہر' کو ثواب سمجھنا غلط ہے۔

(۲)...... اجتماعی ذکر بالجہر

سابقہ سطور میں 'ذکر بالجہر' کے بارے میں اکابر اہل سنت کے اقوال ذکر ہوئے، جن کا

خلاصہ یہی ہے کہ: ذکر بالجہر اپنی شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ لیکن اولیٰ اور افضل یہی ہے کہ آہستہ ذکر کیا جائے۔ اور 'جہر' کو ثواب سمجھنا غلط ہے۔ اب ہم 'اجتماعی ذکر بالجہر' کے بارے میں اکابر کی تحریرات درج کرتے ہیں۔ تاکہ اِس بارے میں اُن کا موقف واضح ہو۔ یاد رہے کہ 'ذکر بالجہر' اور 'اجتماعی ذکر بالجہر' دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ بعض چالاک قسم کے لوگ دونوں کو خلط ملط کر کے اپنی بدعات پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین

اجتماعی ذکر بالجہر مخصوص شرائط کے ساتھ صرف **تعلیمًا یا علاجًا** جائز ہے:

یادگارِ اسلاف، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مجالس ذکر کی تین صورتیں ہیں:

۱۔مجامع ذکر ۲۔ علاجًا اجتماعی ذکر ۳۔تداعی کے ساتھ اجتماعی ذکر بالجہر ...

[۲]......علاجاً (یا تعلیماً [ناقل]) اجتماعی ذکر:

شیخ اپنے مریدین کے لیے جو ذکر تجویز کرتا ہے اس کی رائے اور احتیاط بالجہر تجویز کرے یا بالسر۔ اجتماعی طور پر ذکر کرائے یا انفرادی طور پر ذکر کرائے یہ احداث فی الدین نہیں بلکہ احداث للدین ہے۔

...... تیسری صورت بدعت ہے اور پہلی دونوں صورتیں جائز ہیں۔"

[ملخصاً ذکر واعتکاف میں بدعات:۲۹]

تعلیم حاصل ہوجانے کے بعد اجتماعی ذکر ممنوع ہے۔

حضرت مولانا صدیق رحمہ اللہ کی تحریر سے معلوم ہوا کہ 'اجتماعی ذکر بالجہر' بھی صرف تعلیم یا علاج کے لیے جائز ہے۔ اور ظاہر بات ہے جو چیز تعلیم کے لیے جائز ہے، وہ تعلیم کی حد تک ہی جائز ہوگی۔ چنانچہ اجتماعی ذکر کے بارے میں علماء نے لکھا ہے کہ جب تعلیم حاصل ہوجائے تو اس کے بعد اجتماعی ذکر کا سلسلہ ختم کردینا چاہیے۔ ورنہ وہ بدعت بن جائے گا۔ امام اہل سنت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"امام ابوعبداللہ محمد بن محمد العبدری الفاسی المالکی الشھیر بابن الحاج

(المتوفی ۷۳۷ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ: جب تعلیم حاصل ہو جائے تو جہر سے رُک جائے۔ اور یہ اس کاروائی کے خلاف ہے جو آج کل لوگ بلند آواز سے اور جماعتی شکل میں تلاوت اور ذکر کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ تعلیم کا نہیں بلکہ ثواب کا ارادہ کرتے ہیں۔ المدخل: ۱۰۹/۱۔'' [حکم الذکر بالجہر: ۶۷]

تعلیم وعلاج کے علاوہ اجتماعی ذکر بدعت ہے:

حضرت مولانا محمد صدیق رحمہ اللہ کی تحریر سے ہم جان چکے ہیں کہ 'اجتماعی ذکر بالجہر' تعلیم یا علاج کے علاوہ جائز نہیں۔ اَب ہم اِس پر بعض دیگر اکابر کے مختصر حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔

(۱)......امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدرؒ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ جماعتی شکل میں مسجد کے اندر بلند آواز سے ذکر کرنا اور درود شریف پڑھنا بقول حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بدعت ہے۔اور انہوں نے بدعتیوں کی اس جماعت کو مسجد سے نکال دیا تھا۔'' [حکم الذکر بالجہر: ۱۴۲]

(۲)......اجتماعی ذکر بالجہر کے متعلق حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''اجتماع کے ساتھ ذکر اگر بلا التزام و بلا اعلان ہو مضائقہ نہیں اور بجز حافظ صاحب کے اور کوئی تیسرا بھی نہ ہو۔'' [تربیت السالک: ۹۲۵/۲] (یعنی ایک دو فرد ہوں، اور اعلان بھی نہ ہو اور التزام بھی)

دوسرے مقام پر فرمایا:

''الجواب......آئندہ اندیشہ ضرور ہے۔ بطور خود جو چاہیں ذکر و شغل کریں یہ بھی ممکن ہے۔اہتمام اجتماع کا بند کرنا چاہیے۔'' [تربیت السالک: ۸۱۷/۲]

(۳)......فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اجتماعی ذکر کی ایک شکل یہ ہے کہ سب ذاکرین قصداً آواز ملا کر ذکر کرنے کا التزام کریں یا ایک کہلائے باقی مجمع اس کے پیچھے اسی کلمہ کو دہرائے جیسے بچوں کی گنتی یا پہاڑے یاد کرائے جاتے ہیں۔ اجتماعی ذکر کی یہ دونوں صورتیں محل کلام ہیں۔ [خیر الفتاویٰ: ۷۰۸/۲]

(۴)......شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''جس عبادت کو شریعت نے انفرادی طور پر مشروع فرمایا ہے اس کو اجتماعی طور پر کرنا

بدعت ہے۔ ...... یا مثلاً نماز کے علاوہ شریعت نے ذکر و تسبیح اور درود شریف وغیرہ اجتماعی طور پڑھنے کا حکم نہیں دیا بلکہ ہر شخص کو الگ الگ جو پڑھنا ہو پڑھے اب ان اذکار کو اجتماعی طور پر مل کر پڑھنا بدعت ہوگا۔'' [اختلاف امت اور صراط مستقیم: ۱/۱۱۳، ۱۱۴]

مروجہ مجالس ذکر کا ثبوت چودہ سو سال میں نہیں ملتا:

اوپر کی سطور سے معلوم ہوا کہ اکابر اہل سنت دیوبند کے نزدیک:

۱...... 'ذکر بالجہر' اپنی شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ لیکن اَولیٰ اور بہتر ہر حال میں ذکرِ خفی ہے۔

۲...... محض 'جہر' کو ثواب یا قربت کا ذریعہ سمجھنا غلط ہے۔

۳...... ذاکرین کے مجمع میں انفرادی ذکر کرنا بھی جائز ہے۔ جہری ہو یا خفی۔

۴...... شیخ کا اپنے مریدین کی تعلیم یا علاج کے لیے اجتماعی ذکر بالجہر کرانا بھی جائز ہے۔

۵...... مستقل طور پر اجتماعی ذکر بالجہر کی مجالس منعقد کرنا، آواز ملا کر ذکر کرنا اور ان کے لیے تداعی کرنا یہ جائز نہیں۔ بلکہ بدعت ہے۔

لیکن کچھ عرصہ سے دیوبندیت اور اکابر دیوبند کے نام لیوا بعض حضرات نے اجتماعی مجالس ذکر میں اکابر اہل سنت کے طریقے کو چھوڑ کر اہل بدعت کا طریقہ اختیار کرلیا ہے۔ چنانچہ وہ

۱...... مختلف مقامات پر اجتماعی مجالس ذکر کا مستقل انعقاد کرتے ہیں۔

۲...... مجلس کے سب شرکاء آواز ملا کر ذکر کرتے ہیں۔

۳...... بعض اوقات لاؤڈ اسپیکر میں ذکر کرایا جاتا ہے۔

۴...... مریدین وغیر مریدین سب کو اس میں شامل کیا جاتا ہے۔

۵...... اعلانات و تداعی کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

اور نہ صرف یہ بلکہ مجالس ذکر کے لیے تداعی جیسی 'بدعت' کو 'مستحب' اور سنت غیر موکدہ باور کرایا جاتا ہے۔ اوران حضرات نے ان مجالس اور ان کے لیے تداعی کے جواز اور اثبات کے لیے لایعنی دلائل، باطل تاویلات، بے جا استدلالات اور خلط مباحث سے کام لے کر مضامین، کتابچوں اور مفصل کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ بھی شروع کر رکھا ہے۔ حالانکہ یہ حضرات مروجہ

مجالس ذکر جن میں وقت وجگہ کی تعیین کے ساتھ تداعی اور اہتمام وبا قاعدگی بھی ہوتی ہے، (اور یہ حضرات اس صورت کو جائز قرار دیتے ہیں۔) اس کی ایک مثال بھی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے نہیں پیش کر سکتے، حالانکہ ذکر کے مجامع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں بھی تھے۔ اسی طرح تابعین تبع تابعین، ائمہ مجتہدین اور چودہ سو سالہ اسلافِ امت میں ذکر کے مجامع موجود رہے۔ لیکن مروجہ مجالس ذکر کی کوئی مثال اُن کے ہاں نہیں ملتی۔ خصوصاً اکابر دیوبند حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی، قطب الارشاد حضرت گنگوہی، حضرت شیخ الہند، حکیم الامت حضرت تھانوی، شیخ العرب والعجم حضرت مدنی اور برکۃ العصر حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا مہاجر مدنی رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں اس قسم کی مجالس ذکر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتیں۔

امام اہل سنت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''(ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) صحابہ کرامؓ ذکر اور درود شریف مسجدوں یا گھروں میں حلقے بنا بنا کر بلند آواز سے نہ پڑھتے تھے۔ مرقات: ۱/۲۱۴۔'' [حکم الذکر بالجہر: ۱۴۳]

اور حکیم العصر حضرت مولانا عبد المجید لدھیانوی رحمہ اللہ کے ملفوظات میں لکھا ہے:

''ایک طالب علم نے سوال کہ استاذ جی! ذکر بالجہر کرنا کیسا ہے؟ آج کل جیسے تاریخ متعین کی جاتی ہے اور وقت بھی متعین کیا جاتا ہے اور سب لوگ آواز ملا کر لاؤڈ اسپیکر پر ذکر کرتے ہیں۔ یہ کیسا ہے؟

حضرت استاذ جی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس طرح ذکر کرنا ٹھیک نہیں۔ اس طریقے سے ذکر کرنا نہ صحابہ سے ثابت ہے اور نہ ہی ہمارے اکابرین سے۔ البتہ ہمارے اکابرین چھوٹے چھوٹے کمرے بناتے تھے جس میں صرف دو تین آدمی آسکتے تھے، ان کمروں میں بیٹھ کر الگ الگ ذکر کرتے تھے۔ اور آج کل تو مجلس ذکر کے نام پر لوگ اشتہار چھپواتے ہیں۔ یہ بالکل جائز نہیں۔ بلکہ بدعت ہے۔'' [ملفوظات حکیم العصر: ۱۳۰]

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے بعض خلفاء کا غلو اور خلط مبحث:

حضرت ملا علی قاری، حضرت امام اہل سنت اور حضرت حکیم العصر رحمہم اللہ کے فرمان سے معلوم ہوا کہ مروجہ طریقے سے ذکر کرنا نہ صحابہ سے ثابت ہے اور نہ اکابر دیوبند سے۔ مگر اَب

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ کے بعض خلفاء، اور بعض دیگر حضرات نقشبندیہ و قادریہ نے ''اجتماعی مجالس ذکر بالجہر'' اور ان کے لیے تداعی کے اہتمام کا سلسلہ شروع کر دیا ہے، جو اکابر اہل سنت رحمہم اللہ کی تعلیمات کے بھی سراسر خلاف ہے۔ جبکہ موجودہ اہل تصوف حضرات نے اپنے بیانات، مضامین اور کتب میں...... ''مطلق ذکر بالجہر'' اور ''اجتماعی ذکر بالجہر'' کو...... اور اِسی طرح...... 'مجامع ذکر' اور 'اجتماعی ذکر' کو...... ایسا خلط ملط کیا ہے کہ الامان والحفیظ۔ حالانکہ گذشتہ صفحات میں ہم جان چکے ہیں کہ ''ذکر خفی'' اور ''ذکر جہری'' کا باہمی تعلق اولیٰ اور غیر اولیٰ کا ہے۔ یعنی ذکر بالجہر کی نسبت آہستہ ذکر کرنا اولیٰ و افضل ہے، اگرچہ جائز دونوں ہیں۔ جبکہ ''اجتماعی ذکر بالجہر'' اور ''مجامع ذکر'' میں نسبت جواز اور عدم جواز کی ہے۔ یعنی مجامع ذکر بالکل جائز اور درست ہیں۔ اور اجتماعی ذکر بالجہر (تعلیم وعلاج کے علاوہ) ناجائز اور بدعت ہے۔

مجالس ذکر سے متعلق اکابر دیوبند کا مسلک اور چند اہم کتب:

مجالس ذکر پر یادگارِ اسلاف شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ بنام ''ذکر واعتکاف میں مروجہ بدعات'' نامی رسالے میں عام فہم انداز میں بہت عمدہ کلام فرمایا ہے جس کی چند سطور ہم قارئین کی نذر کر چکے ہیں۔ ''ذکر جہری'' کے شرعی حکم سے متعلق امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی دو کتب ''اخفاء الذکر'' اور ''حکم الذکر بالجہر'' بھی لائق مطالعہ ہیں۔ اِسی طرح مرشدی قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ، فقیہ وقت ترجمان دیوبند حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ اور ترجمان اہل حق حضرت مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم کی تحریرات ہماری مرتبہ کتاب ''تحفظ عقائد اہل سنت'' میں شامل ہیں۔

جن کا خلاصہ یہی ہے کہ ذکر افضل ترین عبادت ہے۔ لیکن انفرادی عبادت ہے، اجتماعی نہیں۔ اور ذکر میں ''ذکر خفی'' افضل ہے۔ ذکر بالجہر صرف اُسے کرنا چاہیے جسے اُس کا مرشد بطورِ علاج بتائے۔ اُس کے لیے وہی بہتر ہے۔ اجتماعی ذکر کی کوئی مثال اگر ہمارے اکابر کے ہاں پائی جاتی ہے تو وہ صرف تعلیماً ہے۔ (اور اس کی اپنی شرائط ہیں۔)

چنانچہ شیخ التفسیر امام الاولیاء حضرت لاہوری رحمہ اللہ نے اپنی مشہور زمانہ مجلس ذکر کا سلسلہ آخر میں ایک مرتبہ تو ختم فرما دیا تھا اور فرمایا تھا کہ: ''ہم صرف تعلیم کے لیے یہ مجلس قائم کرتے

ہیں۔“

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کی مجالس ذکر:

مروجہ اجتماعی مجالس ذکر کے مجوزین اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے نام لیوا اپنی تائید میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کی مجالس ذکر کا تذکرہ بڑے جوش وخروش سے کرتے ہیں۔ (اور اپنے مرشد کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔) چنانچہ ایک مرتبہ حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمہ اللہ نے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے خلفاء میں سے ایک صاحب سے پوچھا کہ: آپ کے شیخ تو ان مجالس کا اہتمام نہیں کرتے تھے، آپ کیوں کرتے ہیں؟ تو وہ کہنے لگے: ”حضرت لاہوری رحمہ اللہ کرتے تھے۔“ حضرت حکیم العصر رحمہ اللہ نے فرمایا: ”ایک ہوتی ہے فقہ میں غیر مقلدیت اور ایک ہے تصوف میں غیر مقلدیت۔ اِسے میں تصوف کی غیر مقلدیت سمجھتا ہوں کہ اپنے سلسلہ اور اپنے شیخ کے طریقے کو چھوڑ کر دوسرے طریقے کو اپنا لیا جائے۔“ (حضرت حکیم العصر رحمہ اللہ کا اسی مفہوم کا ایک ملفوظ مولانا زبیر احمد صدیقی مدظلہم نے اپنے رسالہ ”صدائے فاروقیہ“ میں بھی نقل فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو:

[صدائے فاروقیہ: رجب/شعبان ۱۴۳۶ھ، ص: ۳۴])

اسی طرح حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے اور بھی بعض نام لیوا حلقہ بڑھانے، از خود خلافتیں دینے اور عوام الناس کو جوڑنے کے لیے تو حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا نام استعمال کرتے ہیں، لیکن جب مجالس ذکر کی بات کی جائے تو چھوٹتے ہی حضرت لاہوری رحمہ اللہ کا نام لے دیتے ہیں۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی مجالس ذکر کی حقیقت جانی جائے۔

امام اہل سنت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”(مجلس یا مسجد میں بلند آواز سے ذکر ممنوع ہے۔) ہاں! تعلیم کے لیے درست ہے جیسے قادری سلسلے میں کہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے پاس جب نئے نئے مرید آتے تھے تو جمعرات کے دن اونچی آواز سے ذکر کی تعلیم دیتے تھے۔ مگر اتنی اونچی نہیں کہ کان کھا جائیں۔ ویسے ذکر یعنی تعلیم کے علاوہ آہستہ ہے۔“ [ذخیرۃ الجنان فی دروس القرآن: ۷/۱۰۱]

قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

(۱)......(حضرت) مولانا (عبداللطیف) جہلمی مرحوم (خلیفہ مجاز: جامع شریعت

وطریقت حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ) اپنے متوسلین کو ذکر وظیفہ کی تلقین وتاکید تو فرماتے تھے، لیکن ملک میں مروجہ مجالس ذکر کے طریق پر آپ نے کبھی مجلس ذکر نہیں کرائی۔ میں نے اُن سے حضرت شیخ لاہوریؒ کی مجلس ذکر کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے کہا: میں صرف ایک مرتبہ شیرانوالہ آپ کی مجلس ذکر میں حاضر ہوا ہوں۔ حضرت نے کبھی بھی مجھے یہ نہیں فرمایا کہ مجلس ذکر میں کیوں نہیں حاضر ہوتے؟ اور نہ مجاز بنانے کے بعد کبھی حضرت نے مجلس ذکر منعقد کرنے کا حکم دیا ہے اور جہلم میں حضرت کئی دفعہ تشریف لائے ہیں۔ لیکن وہاں کبھی بھی حضرت نے مجلس ذکر نہیں کرائی۔

(۲)......مناظر اہل سنت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمہ اللہ بھی حضرت لاہوری رحمہ اللہ سے بیعت تھے، میں نے اُن سے بھی مجلس ذکر کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ: میں نے خود حضرت کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ: حضرت! ہم بریلویوں کے جماعتی ذکرِ جہر کی مخالفت کرتے ہیں، لیکن حضرت خود بھی مجلس ذکر کرتے ہیں اور ذکر جہر کراتے ہیں۔ تو حضرت (لاہوری) رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: ''ہم تعلیم کے لیے ذکر جہر کراتے ہیں۔''

(۳)......حضرت لاہوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''عرض یہ ہے کہ ذکر جہر کا مقصد یہ ہے کہ تمام خیالات ایک جگہ بند ہو جائیں۔ نہ ذکر زیادہ بلند آواز سے کرنا چاہیے نہ بہت آہستہ آہستہ۔ بعض نووارد آ جاتے ہیں، جن کو اِس بات کا علم نہیں ہوتا، اِس لیے وہ بہت زیادہ بلند آواز سے ذکر کرنے لگتے ہیں۔

تربیت یافتہ احباب کا فرض ہے کہ اُن کو روک دیا کریں۔ آہستہ سے اُن کو کان میں کہہ دیں کہ اتنا زور نہ لگائیں۔ ایک دفعہ صحابہ کرامؓ بلند آواز سے ذکر کر رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بہرے کو تو نہیں سنا رہے۔'' [مجلس ذکر حصہ پنجم: ۱۰۸۔۲۲ جمادی الاولی ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۶ء ایضاً ملاحظہ ہو ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۳۱ جولائی ۱۹۹۸ء]

(۴)......حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''حضرت فرمایا کرتے تھے کہ یہ مجلس ذکر فرض، واجب یا سنت نہیں ہے اور نہ ہم کسی شخص پر اسے لازم قرار دیتے ہیں، کوئی شخص اس میں شریک ہو جائے تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ اگر نہ شریک ہو تو ہم اسے مجبور نہیں کرتے۔ لیکن جو انسان بھی اس مجلس ذکر میں اللہ کی رضا کے حصول

کے لیے شامل ہوتا ہے خالی نہیں لوٹتا۔ بلکہ اللہ کی طرف سے جھولیاں بھر کر واپس ہوتا ہے۔ اکٹھے ہو کر ذکر کرنے میں یہ فائدہ ہے کہ نیکوں کے ساتھ بدوں کی بھی قبولیت ہو جاتی ہے۔ حضرت نے ایک مرتبہ مجلس ذکر موقوف کر دی تھی اور اپنی بیماری اور بڑھاپے کا عذر پیش کیا تھا۔ حالانکہ حضرت کا مزاج یہ تھا کہ انہوں نے کسی بھی حالت میں درس قرآن کا ناغہ نہیں کیا۔ مجلس ذکر کو موقوف کرنے کا ارادہ محض اس لیے ظاہر فرمایا تھا کہ لوگ اس کو فرض یا واجب نہ سمجھنے لگ جائیں۔'' [ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۱۰ جولائی ۱۹۹۸ء بحوالہ مجلس ذکر ۱۰ فروری ۱۹۶۶ء]

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت لاہوریؒ کی مجلس ذکر اور مروجہ مجالس ذکر میں (بھی) بڑا فرق ہے۔ اب تو مجالس ذکر خوب بلند آواز سے بلکہ لاؤڈ اسپیکروں کے ذریعہ کی جاتی ہیں۔ چنانچہ میں نے مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی خطیب جامع مسجد صدیق اکبر چوہڑ راولپنڈی کی لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ مجلس ذکر کی کیسٹ سنی ہے۔ مجلس ذکر کے اشتہارات شائع ہوتے ہیں اور لوگوں کو بلا بلا کر مجلس ذکر میں شامل کیا جاتا ہے۔ حالانکہ کسی مستحب عبادت کے لیے (تداعی) لوگوں کو بلانا جائز نہیں۔ [ملاحظہ ہو۔ براہین قاطعہ از حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوریؒ]

ایک دفعہ لاہور میں جمعیت علماء اسلام کے اجلاس میں حاضری کے بعد منچن آباد ضلع بہاولنگر کے جلسہ میں شرکت کر لیے بذریعہ ریل مولانا عبید اللہ انور صاحب کے ساتھ گیا۔ راستے میں مولانا مرحوم سے میں نے کہا کہ: یہ آپ نے کیا بنایا ہوا ہے کہ فلاں ماسٹر کو فلاں حافظ کو فلاں صوفی کو مجلس ذکر کی اجازت دیتے ہیں، تو انہوں نے فرمایا کہ خود حضرت لاہوریؒ نے مرکز میں بھی مجلس ذکر ختم کر دی تھی، پھر ہم نے عرض کر کے مجلس ذکر جاری کرائی۔ تو میں نے عرض کیا کہ حضرت کو اس کے مفاسد پر نظر ہوئی ہوگی اور جو مروجہ مجالس ذکر کا حال ہے اگر یہ حضرت کی زندگی میں ہوتا تو آپ مجلس ذکر سے دوسروں کو بھی روک دیتے۔ کیونکہ مفاسد کی وجہ سے امر مستحب بھی بدعت قرار دیا جاتا ہے اور اب تو مجلس ذکر گویا کہ پیری مریدی کے لیے لازم سمجھی جاتی ہے۔ چنانچہ رسائل میں شائع ہوتا ہے کہ فلاں حضرت صاحب نے فلاں فلاں جگہ مجلس ذکر کرائی اور فلاں فلاں جگہ مجلس ذکر کرائیں گے۔

اکابر اہل السنۃ والجماعۃ:

اکابر اہل سنت دیو بند قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، حکیم الامت

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین مدنی قدس اللہ اسرارہم نے کبھی اجتماعی طور پر ذکر جہر کی مجالس منعقد نہیں کیں اور نہ ہی ان کے خلفاء نے ایسی (مجالس منعقد) کرائی ہیں۔[تحفظ عقائد اہل سنت:۱۲۷]

حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی مجالس ذکر اور ''مروجہ مجالس ذکر'' میں فرق:

اس تفصیل کے بعد یہ سمجھنا آسان ہے کہ مروجہ مجالس ذکر کو حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی مجالس ذکر کے ساتھ کوئی نسبت نہیں۔ ان میں بہت نمایاں اور واضح فرق موجود ہیں۔

۱......حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی مجلس صرف تعلیم کے لیے ہوتی تھی۔ اَب ایسا نہیں۔

۲......اُس کے لیے تداعی بالکل نہیں ہوتی تھی۔ جبکہ اَب تداعی کی جاتی ہے۔

۳......اُس 'مجلس' کو سنت یا مستحب قرار نہیں دیا جاتا تھا۔ جبکہ اَب قرار دیا جاتا ہے۔

۴......وہ نئے مریدین کے لیے ہوتی تھی۔ جبکہ اَب تو غیر مریدین کے لیے بھی مجلس ہوتی ہے۔

۵......اُس میں جہر مفرط سے منع کیا جاتا تھا۔ اب لاؤڈ اسپیکر لگایا جاتا ہے۔

۶......اُن مجالس ذکر کے دوران حضرتؒ خود وضاحت فرماتے تھے کہ یہ مجلس تعلیماً ہے۔ اور ذکر کا طریقہ سکھایا جاتا تھا۔ اور یہ وضاحت بھی ہوتی تھی کہ اگر ہم اسے سنت قرار دیں اور سب پر لازم کریں اور شمولیت نہ کرنے والوں کو برا سمجھیں تو یہی مجلس بدعت بن جائے گی۔ جبکہ اب ایسا نہیں۔

۷......آخر عمر میں ایک مرتبہ حضرت رحمہ اللہ نے مجلس ذکر موقوف بھی فرمادی تھی۔

سابقہ بحث کا خلاصہ:

سابقہ سطور کا خلاصہ اور ماحاصل یہ ہے کہ:

۱......ذکر اللہ ایک عظیم الشان مقصودی عبادت ہے۔ بلکہ پورے عالم کی جان ہے۔

۲......کثرت سے ذکر کرنے کی تلقین قرآن کریم نے خود کی ہے۔

۳......ذکر اللہ کے فضائل سنانے، اہمیت بیان کرنے، ترغیب دینے اور اس کے مسائل سے آگاہ کرنے کے لیے جلسہ کرنا، لوگوں کو جمع کرنا، دعوت دینا سب جائز، مستحب اور اشاعت

دین ہے۔

۴......ذکر کی بہت سی اقسام ہیں، ہر قسم کی اپنی شرائط ہیں، جن کی پابندی ضروری اور لازمی ہے، اُن کی پابندی کے بغیر ذکر اللہ جیسی اعلیٰ 'عبادت' بھی 'بدعت' بن جاتی ہے۔

۵......ذکر بالجہر......مجامع ذکر......اور اجتماعی ذکر بالجہر تین الگ الگ اقسام ہیں۔

۶......ذکر بالجہر اپنی شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ مرشد کے حکم یا اجازت سے کرنا چاہیے۔

۷......لیکن اولیٰ وافضل بہرحال ذکر خفی ہے۔ اکابر اہل سنت اسی کی تلقین فرماتے ہیں۔

۸......محض 'جہر' کو ثواب یا قربت کا ذریعہ سمجھنا غلط ہے۔

۹......مجامع ذکر بھی اپنی شرائط کے ساتھ بالکل جائز ہیں۔ فرشتے ایسے مجمع کو تلاش کرتے اور ان میں شامل ہوتے ہیں۔ یہ مجامع کئی نوع سے موجب تاثیر ہیں۔

۱۰......کسی شیخ کا اپنی خانقاہ میں اپنے نئے مریدین کو سکھانے کے لیے اجتماعی ذکر بالجہر کرانا بھی بالکل جائز ہے۔ لیکن تعلیم حاصل ہو چکنے کے بعد جائز نہیں۔

۱۱......کسی مرشد کامل کا اپنی خانقاہ میں اپنے بعض مریدین کے علاج کے لیے کچھ عرصہ اُن کو اجتماعی ذکر بالجہر کرانا یا اس کی تلقین کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن اس کا مستقل معمول بنالینا درست نہیں۔

۱۲......شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کی مجالس نئے مریدین کی تعلیم کے لیے تھیں۔ اور اُن کو بھی جہر مفرط سے روکا جاتا تھا۔

۱۳......آخر میں ایک مرتبہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ نے مجالس ذکر کا سلسلہ موقوف کر دیا تھا۔ (تاکہ مجلس کو مقصود نہ سمجھا جائے۔) حالانکہ درس قرآن کا سلسلہ کبھی موقوف نہیں فرمایا۔

۱۴......صحابہ کرام بلکہ خیر القرون کے تینوں زمانوں میں اور اکابر دیوبند کے ہاں مروجہ اجتماعی مجالس ذکر کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

۱۵......مروجہ طریقے پر نئے و پرانے تمام مریدین کو یا تمام حاضرین کو اجتماعی ذکر بالجہر کرانا کہ سب آواز ملا کر ذکر کریں۔ یا ایک کہلوائے، باقی اس کے پیچھے پیچھے کہیں، یہ بدعت ہے۔ جیسا کہ آج کل کی خانقاہوں میں یہ عمل جاری ہے۔

۱۶......لاؤڈ اسپیکر پر ذکر کرنا یا کرانا بدعت ہے۔

۱۷......اجتماعی ذکر بالجہر کے لیے اشتہار لگانا، اخبار یا رسالے میں اعلان کرنا، موبائل، واٹس ایپ، فیس بک وغیرہ یا کسی بھی طریقے سے دعوت دینا اور لوگوں بلانا ناجائز اور بدعت ہے۔

برکۃ العصر شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کا موقف اور طرز عمل:

اس طویل تمہید اور اس کے خلاصے کے بعد اب برکۃ العصر شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف حضرت رحمہ اللہ کے طرز عمل اور مکتوبات کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔ کہ حضرت رحمہ اللہ کا موقف اور طرز عمل بھی بالکل وہی ہے جو اکابر اہل سنت دیوبند کا ہے۔ اس تحریر کا مقصد یہ ہے کہ اہل سنت عوام وخواص حضرت رحمہ اللہ کے موقف سے آگاہ ہوسکیں۔ اور حضرت کے سلسلہ کے بعض وہ حضرات جو مروجہ مجالس ذکر کی تائید کرتے ہیں وہ بھی اپنے موقف پر نظر ثانی فرماسکیں۔ واللہ الموفق.

۱)......حضرت مولانا محمد صدیق صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ [شیخ الحدیث: جامعہ خیر المدارس، ملتان] نے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ کے فیصل آباد والے اعتکاف کے معمولات ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"ظہر کے بعد اعلان ہوجاتا کہ سنتوں کے بعد ختم خواجگان ہوگا جن کو طریقہ معلوم ہے آکے پڑھیں، بقیہ حضرات درود شریف پڑھتے رہیں پھر ذکر ہوگا جن کو کسی شیخ سے ذکر بالجہر کی اجازت ملی ہے وہ ذکر کریں اور باقی حضرات اپنے معمولات میں لگے رہیں۔ مولانا عبدالحفیظ مکی بالجہر دعا مانگتے۔

دعا کے بعد لوگ ذکر کے لیے قبلہ رو ہوکر ذکر کرتے۔ کچھ لوگ دوازدہ تسبیح کا ذکر بالجہر کرتے کہ مسجد گونج جاتی۔

خط کشیدہ عبارت سے معلوم ہوا کہ معتکفین کے لیے ذکر بالجہر کی کوئی پابندی نہ تھی بلکہ اپنے اپنے شیخ کی ہدایت کے مطابق ذکر کرنے میں آزاد تھے۔"

[ذکر واعتکاف میں مروجہ بدعات: ۴۵، طبع سوم]

۲)......مدینہ طیبہ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کی مجالس میں شرکت کرنے والے بعض علماء (حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی مدظلہم اور حضرت مولانا حافظ محمد مسعود

مدظلہم [مدیر مسئول: ماہنامہ حق چار یار] وغیرہما) سے بالواسطہ یہ معلوم ہوا ہے کہ: حضرت رحمہ اللہ کی مجلس میں 'اجتماعیت' نہیں ہوتی تھی، تمام شرکاء اپنے اپنے معمولات کرتے تھے۔ اگر کسی نے حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ سے کوئی بات کرنی ہوتی تھی تو وہ بات کرتا رہتا تھا۔ باقی لوگ اپنے اپنے معمولات میں مشغول رہتے تھے۔ اور آتے جاتے رہتے تھے۔ 'اجتماعی ذکر' کی کوئی ترتیب نہیں تھی۔

۳)......اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ کے مکتوبات کے دو مجموعوں ''تربیت السالکین'' اور ''مکتوبات حضرت شیخ الحدیثؒ'' میں شامل بعض مکاتیب سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت رحمہ اللہ نہ صرف یہ کہ ''مروجہ مجالس ذکر'' کو بدعت قرار دیتے تھے بلکہ ''ذکر بالجہر'' میں بھی شروط و قیود کا خیال رکھنے اور احتیاط کی تلقین فرماتے تھے۔ چند مکاتیب کے اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

ذکر بالجہر کے بارے میں شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کی تلقین احتیاط:

(۱)......حضرت رحمہ اللہ ذکر بالجہر کے بارے میں احتیاط کی ترغیب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ذکر کے متعلق میں نے متعدد احباب کے خطوط میں لکھا کہ وہاں (حج کے موقع پر) جہر نہ کیا جائے۔ خواہ مخواہ کوئی رستے چلتا دیکھ کر مخالفت کرے۔ اپنے مقامات پر تخلیہ کی جگہ ہو تو مضائقہ نہیں۔ ورنہ آہستہ کیا جائے۔ [مکتوبات حضرت شیخ الحدیثؒ: ۱/۲۰۷]

حضرت رحمہ اللہ ''اپنے مقامات پر'' کے ساتھ ''تخلیہ'' (علیحدگی) کی شرط لگا رہے ہیں کہ جن کو اپنے مرشد کی طرف سے ''ذکر بالجہر'' کی اِجازت ہے، وہ اپنے مقامات پر علیحدگی میں کریں۔ اور یہ کہ کہیں مخالفت اور فتنے کا خدشہ ہو تو مرشد کی اجازت کے باوجود وہاں انفرادی جہر پر بھی اِصرار نہ کیا جائے۔

(۲)......مسجد میں ذکر بالجہر کو ''بدعتی صورت'' سے بچانے کی تاکید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مسجد میں ذکر بالجہر سے کچھ مضائقہ نہیں۔ بشرطیکہ نمازیوں کی نماز اور سونے والوں کے سونے میں خلل نہ پڑے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ اس کا ایسا اہتمام نہ کیا جائے جس سے بدعتی صورت پیدا ہو جائے۔'' [مکتوبات: ۲/۲۷۵] (نوٹ: سائل کا سوال انفرادی ذکر بالجہر سے متعلق ہے۔ ناقل)

یعنی انفرادی طور پر ذکر بالجہر کی تو اجازت ہے، لیکن اِس انفراد میں بھی ایسا اہتمام نہ ہو کہ بدعتی صورت پیدا ہو جائے۔ مثلاً تداعی کریں یا سب ذاکرین اِس بات کا اہتمام کرنے لگیں کہ فلاں وقت فلاں جگہ جمع ہو کر اپنا اپنا ذکر کیا کریں گے۔ اِس ''اہتمام'' سے بدعتی صورت پیدا ہو جائے گی۔

مروجہ اجتماعی ذکر بالجہر (حلقہ ذکر) حضرت رحمہ اللہ کے نزدیک بدعت ہے:

(۳)......حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی مجلس ذکر سے متعلق ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

''اس ناکارہ کو تو یہ معلوم نہیں کہ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں حلقہ کے ذکر کی کیا صورت ہے۔ لیکن اجتماعی ذکر (ذکر کے مجمع [ناقل]) میں تو بظاہر کوئی اشکال نہیں ہے۔ ایک جگہ جمع ہو کر لوگ اپنے اپنے معمولات کا ذکر کرتے رہیں۔ یہ کئی نوع سے موجب تاثیر ہے۔ لیکن حلقہ (اجتماعی ذکر بالجہر [ناقل]) کے متعلق اپنے اکابر سے کچھ پسندیدگی کے الفاظ سننے میں نہیں آئے۔ اپنے ذہن میں ہمیشہ اس کی وجہ یہ رہی ہے کہ اس صورت میں ذکر کی طرف توجہ تام کے بجائے عوارض کی طرف توجہ زیادہ ہوتی ہے۔'' [مکتوبات: ۲/۴۹]

اس مکتوب گرامی میں حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ صاف طور پر لکھ رہے ہیں کہ: حلقہ (اجتماعی ذکر بالجہر) کے متعلق اپنے اکابر سے کچھ پسندیدگی کے الفاظ سننے میں نہیں آئے۔ اِس وضاحت اور صراحت کے باوجود حضرت رحمہ اللہ کے خلفاء کا مروجہ مجالس ذکر کا اہتمام کرنا اور ان کے لیے تداعی کو مستحب قرار دینا حضرت رحمہ اللہ کی تعلیمات سے کس قدر مطابقت رکھتا ہے، محتاج بیان نہیں۔

(۴)......اجتماعی ذکر بالجہر سے متعلق حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کا استفسار اور حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا جواب بھی ملاحظہ ہو۔

حضرت مفتی محمود حسن صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''یہاں جماعت کے امیر صاحب نے اہتمام ذکر کی تجویز کی ہے اور تقریباً ۲۶/آدمیوں نے اس کے لیے نام پیش کیے ہیں، مغرب کے بعد لوگ ذکر کریں گے۔ ان کی تین جماعتیں بنا دی گئی ہیں، ۶/روز مرکز میں برابر ذکر ہوا کرے گا۔

اور ساتویں روز اجتماع کا ہے، اس روز اخیر میں سب یکجائی ذکر کریں گے اور اس کی ذمہ

داری اِس ناکارہ کے سر ڈالی ہے۔"

جواب حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ:

"دل تو بہت چاہتا ہے کہ یہ سلسلہ کسی طرح جاری ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ شانہ مدد فرمائے۔ اور خدا کرے کہ آپ کے ہی ذریعہ یہ سلسلہ چلے۔ اس کا لحاظ ضروری ہے کہ بدعتی صورت پیدا نہ ہو مثلاً یہ ایک حلقہ میں سب کا ذکر نہ ہو، علیحدہ علیحدہ نشستیں تجویز کریں۔ اِس کو آپ خود ہی اچھی طرح سمجھتے ہیں۔

ایک نشست یعنی بالکل اجتماعی صورت یہاں (ساتویں روز[ناقل]) بھی نہ ہو، مدرسہ قدیم میں جیسے متفرق لوگ کرتے رہتے ہیں اس میں مضائقہ نہیں۔"

حضرت مفتی صاحبؒ مزید لکھتے ہیں کہ:

"......بعض لوگ کسی سے بھی بیعت نہیں۔ ان سب کے لیے احقر پریشان ہے کہ کیا کرے بغیر بیعت کے ذکر جہر مناسب ہے یا نہیں؟"

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا جواب: "مناسب نہیں۔"

حضرت مفتی صاحبؒ نے یہ بھی لکھا کہ: "سوم کلمہ، درود شریف، استغفار میں تو غالبًا مضائقہ نہ ہوگا۔"

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا جواب: "جہر سے نہ ہو۔" [تربیت السالکین :۱۵۶۔۱۵۷]

غور فرمایئے! کہ حضرت مفتی محمود حسن صاحب رحمہ اللہ کو ایک محدود سطح پر چند مخصوص حضرات ذاکرین کا نگران مقرر کیا گیا۔ حضرت مفتی صاحبؒ نے حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ سے دریافت کیا تو انہوں نے سوم کلمہ، استغفار اور درود شریف کو بھی جہراً پڑھنے سے منع فرمادیا۔ جو ذاکرین کسی سے بیعت نہیں تھے۔ ان کو جہر کرانے کو بھی نامناسب لکھا۔ اور جو باقاعدہ کسی کے مرید تھے، اور ذکر بالجہر کی اجازت حاصل تھی، اُن کے بارے میں یہ شرط رکھی کہ اجتماعی طور پر نہ کریں، بلکہ انفرادی طور پر ہر ایک اپنا اپنا ذکر کرتا رہے۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ کے بعض متعلقین سے سوال:

اب حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے بعض خلفاء (اور بعض وہ حضرات جو حضرت رحمہ اللہ سے خلافت کے مدعی ہیں) فرمائیں کہ:

[۱]......آپ حضرات ملک بھر کے عوامی اجتماعات میں بیان کے بعد سارے مجمع کو ذکر بالجہر کراتے ہیں۔ کیا یہ عمل آپ کے مرشد کی تعلیمات کے مطابق ہے؟

[۲]...... اسی طرح آپ حضرات کے مراکز وخانقاہوں میں ''اجتماعی ذکر بالجہر'' کی باقاعدہ مجالس منعقد ہوتی ہیں، جن کے لیے اشتہارات واعلانات کے ذریعے تداعی بھی ہوتی ہے، کیا یہ سب حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ کے مزاج وذوق اور اُن کے موقف ونظریے کے خلاف نہیں؟

[۳]......آپ حضرات اپنے خلفاء، متوسلین ومتعلقین کو اجتماعی ذکر بالجہر کی مجالس منعقد کرنے کی ترغیب دیتے ہیں، کیا ایسا کرکے آپ اپنے شیخ رحمہ اللہ کے طریقے سے روگردانی نہیں کررہے؟

اگر ایسا ہے اور یقیناً ایسا ہی ہے تو پھر آپ کے پاس دو ہی راستے ہیں:

(۱)......یا تو اخلاص وعاجزی اور اپنے شیخ کی کامل اتباع کا اظہار کرتے ہوئے اپنے طرزِعمل اور موقف کو حضرت شیخ رحمہ اللہ کے موقف کے مطابق ڈھالیے۔

(۲)......اور یا پھر اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے عوام الناس کے سامنے اِس بات کا برملا اظہار کریں کہ ہم اپنا حلقہ بڑھانے اور عوام وخواص کو جوڑنے کے لیے تو حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا نام استعمال کرتے ہیں۔ لیکن اِس معاملے میں ہم نے اُن کا بلکہ چودہ سو سالہ اکابر اہل سنت کا طریقہ چھوڑ دیا ہے۔ اور اُن سے الگ راستہ اپنا لیا ہے۔ اور ہم اِسے ہی مفید سمجھتے ہیں۔ تاکہ جو لوگ آپ پر اعتماد کرتے ہوئے آپ کے اختیار کردہ اس طریقے کو اکابر کا طریقہ سمجھ رہے ہیں وہ جان سکیں کہ یہ اکابر اہل سنت دیوبند کا طریقہ نہیں بلکہ یہ اہل بدعت کا طریقہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اسلام اور مسلمانوں کی تمام فتنوں سے حفاظت فرمائے۔ اور اہل سنت کو تمام داخلی وخارجی فتنوں کے اثرات سے محفوظ رکھے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

شیخ کے مسلک سے تیری یہ دُوری کس لیے؟
مشن اکابر سے تیری یہ بے شعوری کس لیے؟
کیا ملا ہے اُن کے در سے رسوائی کے سوا
ارے عزیز! بدعتی کی یہ جی حضوری کس لیے؟

خادم اہل سنت عبدالرحیم چار یاری

مروجہ مجالس ذکر اکابر اہل سنت دیوبند کی نظر میں!

اندازِ بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اتر جائے تیرے دِل میں میری بات

عرض مرتب:

برادرانِ اہل السنۃ والجماعۃ! زیر نظر مجموعہ تحاریر کا مقصد ''مروجہ مجالس ذکر'' کے بارے میں اکابر اہل سنت کی آراء اور فتاویٰ کا خلاصہ عوام وخواص اہل سنت کی خدمت میں پیش کرنا ہے، تاکہ مجالس ذکر کے حوالے سے اکابر اہل سنت کا حقیقی مسلک ومشرب واضح ہو۔ اور اپنے آپ کو ''سنی دیوبندی'' کہلانے والے بعض لوگ جو اکابر اہل سنت کے طریقے کے خلاف اہل بدعت کے طریقے پر عمل پیرا ہیں اور اسی طریقے کو اہل سنت کا طریقہ قرار دے رہے ہیں، اُن کے قول وفعل کا خلافِ حقیقت ہونا معلوم ہو۔

یاد رہے کہ ہماری یہ تحریر صرف ''مروجہ مجالس ذکر'' کے بارے میں ہے، جن میں آواز ملا کر بہ آواز بلند اجتماعی ذکر کیا جاتا ہے۔ اور اعلان و اشتہار (تداعی) کے ساتھ ساتھ تعیین وقت وغیرہ کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور اسے مقصود قرار دے کر ''مستحب'' کہا جاتا ہے۔

یہ تحریر نہ تو ''مطلق ذکر'' کے بارے میں ہے، نہ ''ذکر بالجہر'' کے بارے میں اور نہ اُن مجالس (مجامع) ذکر کے بارے میں جن کی تلاش فرشتوں کو رہتی ہے اور وہ انہیں ڈھانپ لیتے ہیں۔

اس لیے کہ نہ تو ہم ذکر اللہ کے مخالف ہیں نہ ذکر بالجہر کے منکر ہیں اور نہ مجالس (بمعنی مجامع) ذکر کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ بلکہ ہم تو صرف مجالس ذکر کی مروجہ صورت کو ناجائز کہتے ہیں، جس کو مستحب قرار دیتے ہوئے آواز ملا کر ذکر کیا جاتا ہے اور ہر جگہ ہر بیان کے بعد کیا جاتا ہے۔

اِس وضاحت کی ضرورت اِس لیے پیش آئی کہ مروجہ مجالس ذکر میں تعصب کا مظاہرہ

کرنے والے بعض لوگ ذکر کی مختلف اقسام کو خلط ملط کر دیتے ہیں۔ صاف ستھری بات اور ذکر کی ہر قسم کو الگ بیان کر کے اس کا حکم واضح کرنے میں چونکہ اُن کے عمل کی دلیل نہیں ملتی، اِس لیے وہ ایسا کرنے سے قاصر ہیں۔

ہماری اُن سے گذارش ہے کہ اگر آپ واقعی سنی حنفی دیوبندی ہیں تو ذکر کی تمام اقسام پوری تفصیل کے ساتھ الگ الگ بیان کر کے اکابر اہل سنت دیوبند سے صراحتاً ہر ایک قسم کا حکم ثابت کریں۔

مروجہ مجالس ذکر منعقد کرانے والوں سے ایک سوال:

بعض حضرات جو مجالس ذکر میں ایسے طریقے کو اختیار کیے ہوئے جسے دیگر اکابر کے علاوہ برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے بھی ''بدعت'' قرار دیا ہے۔ اِس کے باوجود وہ حضرات اپنے آپ کو حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا پیروکار اور اُن کے طریقہ کو جاری رکھنے والا باور کراتے ہیں۔ **فیا للعجب!**

اُن حضرات کا طریقہ یہ ہے کہ وہ مختلف اجتماعات میں اپنے بیان کے بعد لاؤڈ اسپیکر پر ہی، بھرے مجمع کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ: ''بیان ہو چکا، اَب ذکر ہوگا، ہمارے سب اکابر اِسی طرح ذکر کرتے تھے، اور اس کے قائل تھے۔ بعض عناصر اسے بدعت کہتے ہیں، اُن کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔'' وغیرہ وغیرہ۔ اس کے بعد بہ آواز بلند ذکر اتے ہیں اور سارا مجمع مل کر آواز ملا کر ذکر کرتا ہے۔ اور اِس صورت کو وہ حضرات ''مستحب'' بھی قرار دیتے ہیں۔ اور بعض جگہ تپائی کھٹکھٹا کر مجمع کے اجتماعی ذکر کو تبدیل کرتے ہیں اور پھر گا گا کر اشعار پڑھتے ہیں۔

اُن سے ہمارا یہ سوال ہے کہ اگر آپ کا طریقہ اہل بدعت کا طریقہ نہیں، بلکہ اکابر اہل سنت دیوبند کا ہی طریقہ ہے تو آپ پر لازم ہے کہ اس طریقے کو پوری تفصیل کے ساتھ اکابر اہل سنت دیوبند سے ثابت کریں۔ جس میں مذکورہ بالا تمام امور کی صراحت ہو۔

اور اگر یہ طریقہ اِس تفصیل اور اِس حکم کے ساتھ اکابر اہل سنت دیوبند سے ثابت نہیں، بلکہ اکابر اہل سنت کی تصریحات اِس کے خلاف ہیں، تو پھر یقیناً وہ اہل بدعت کے طریقہ پر عمل پیرا ہیں۔

ذکر کی اقسام کے باہمی فرق اور ان کے بارے میں اکابر اہل سنت کی آراء کی وضاحت کے لیے ہم پہلے نہایت اختصار سے ''ذکر بالجہر'' کے بارے میں اکابر اہل سنت دیوبند کا موقف نقل کرتے ہیں، (ذکر بالجہر سے متعلق تفصیل حصہ دوم میں آئے گی۔) پھر ''مروجہ اجتماعی مجالس ذکر'' کے بارے میں حوالے نقل کریں گے۔ ان شاء اللہ عبدالرحیم چاریاری غفرلہ ۱۳/رجب ۳۹ھ

ذکر بالجہر کے بارے میں اکابر اہل سنت کا مسلک ومشرب

ذکر بالجہر کے بارے میں اکابر اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ:

۱......ذکر بالجہر اپنی شرائط کے ساتھ جائز ہے، لیکن اولیٰ بہرحال ذکر خفی ہے۔

۲......ذکر بالجہر شیخ کامل کی اجازت سے بقدر ضرورت اور بوقت ضرورت کرنا چاہیے۔

۳......ذکر بالجہر کی اجازت صرف اس مرید کو دینی چاہیے جسے جہر کی ضرورت ہو۔

۴......کسی نائم، مصلی وغیرہ کو اس سے تشویش نہ ہو۔

۵......جہر کو مقصود اور مستحب نہ سمجھا جائے۔

۶......جہر مفرط (بہت زیادہ زور سے) نہ ہو۔

چنانچہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''راقم کی رائے ناقص میں قول مجوزین کا صحیح اور ان میں سے مفصلین کا قول راجح معلوم ہوتا ہے۔ (مگر اس میں شرط یہ ہے کہ کسی نائم یا مصلی کو اذیت نہ ہو، اور جہرِ مفرط نہ ہو، اور اگر کسی شیخ نے جہرِ مفرط بتلایا ہو، تو علاوہ شرط عدمِ تأذی، جس پر ان کے ایک شرط اس میں یہ بھی ہے کہ جہر کے اسی افراط کو قربتِ مقصودہ نہ سمجھے، بلکہ مبنی بر مصالحِ خاصہ معتبرہ معلومہ عند المشائخ سمجھے)'' [امداد الفتاویٰ: ۱۵۲/۵]

''اور جہر فی نفسہٖ ممنوع نہیں ہے، جن حدیثوں میں اس کی ممانعت آئی ہے، مراد اس سے مفرِط ہے، البتہ اگر کسی عارض کی وجہ سے مثل دفعِ خطرات یا دفعِ قساوت وتحصیلِ رقّت وغیرہ، ان شرائط کے ساتھ ہو کہ کسی شیخِ محقّق نے تجویز کیا ہو، کسی نائم یا مصلّی کو تشویش نہ ہو، ورنہ بستی سے باہر چلا جاوے، اُس جہر کو قربت نہ جانتا ہو، بلکہ علاج سمجھتا ہو تو اجازت ہے، کیونکہ جو مفاسد عللِ نہی کے تھے وہ اس میں نہیں ہیں۔ واللہ اعلم'' [بیان القرآن: ۶۳/۴، الاعراف، پارہ: ۹]

حضرت حکیم الامت کی عبارت کو نقل کرنے کے بعد مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ جہرِ مفرط کے قائل نہیں ہیں۔ اور خود اِس

عبارت میں تشریح فرماتے ہیں کہ جہرِ مفرط وہ ہے جس سے کسی سونے والے یا نمازی کو تکلیف اور تشویش ہو اور ایسے جہر کو نہ تو وہ عبادت وقربت سمجھتے ہیں اور نہ بستیوں اور آبادیوں میں ایسے ذکر کی اجازت دیتے ہیں، وہ تو صرف ایسے جہر کی اجازت دیتے ہیں جو معتدل ہو مثلاً یہ کہ بالکل قریب بیٹھنے والے ہی سُن سکیں۔" [حکم الذکر بالجہر: ۱۶۱،۱۶۲]

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ سب ذاکرین کو مخاطب کرکے فرمایا کہ سب صاحب سُن لیں:

"چشتیہ میں جو جہر ہے وہ محض اس مصلحت سے ہے کہ اپنی آواز کان میں آتی رہے تاکہ خطرات نہ آویں، یہ غرض خفیف جہر سے بھی حاصل ہوسکتی ہے، لہٰذا بقاعدہ الضروری یتقدر بقدر الضرورۃ بہت چِلّا چِلّا کر ذکر کرنا عبث فعل ہوا، اور عبث فعل پسندیدہ نہیں۔" [ملفوظات اشرفیہ: ۴۵۸، ملفوظ: ۶۵۰]

ایک مقام پر ذکر بالجہر کے متعلق حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جہر مقصود بالذات اور قربت فی نفسہا نہیں، ایسا اعتقاد کرنا بدعت ہے، اور حدیث میں جو وارد ہے **اِنَّکُمْ لَاتَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَاغَائِباً** (ترجمہ: بے شک تم بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو) میرے نزدیک اسی اعتقاد کی نہی پر محمول ہے اور بعض نے جہرِ مفرط کو اس کا محمل بنایا ہے، جس سے دوسرے لوگ متأذی ہوں مثلاً نائمین (سونے والوں) کو تشویش ہو اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے منع فرمانے کی بھی یہی توجیہات ہیں، ورنہ جہر فی نفسہٖ جائز ہے، ...... معلوم ہوا کہ جہر "**مِنْ حَیْثُ ھُوَجَھْرٌ**" (اس حیثیت سے کہ وہ جہر ہے) عبادت نہیں اور اگر مقصود تو ذکر کو سمجھیں اور جہر کو کسی مصلحت سے اختیار کریں جیسے دفعِ خواطر وحصولِ جمعیت وغیرہ تو یہ صورت ممنوع نہیں، بشرطیکہ کوئی اور عارض مانع نہ ہو بہرحال جہرِ مفرط تو مطلقاً ناجائز ہے، جس سے خود کو مشقت ہو یا دوسروں کو، اور جہرِ معتدل میں تفصیل ہے، اگر خود جہر کو بقصدِ ثواب اختیار کرے تو یہ بھی ناجائز اور بدعت ہے، ...... جہر میں یہ حکمت سمجھی گئی ہے کہ اس سے وساوس وخطرات کم آتے ہیں، سو یہ فائدہ خفیف جہر سے بھی حاصل ہے۔" [شریعت وطریقت: ۲۷۱،۲۷۲،۲۷۴]

شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ کے اجل خلیفہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

"ذکرِ جہر جائز ہے، بزرگوں کے بعض سلسلوں میں بطور علاج ذکرِ جہر کی تعلیم ہے، تاہم جہر خود مقصود نہیں، بلکہ آواز ضرورت سے زیادہ بلند نہ کرے۔" [آپ کے مسائل: ۷/۳۷۰]

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

"لہٰذا کسی پابندِ شریعت شیخِ کامل نے مرید کے حالات کے پیشِ نظر ذکرِ جہر کے لیے کہا ہو

تو اسے جہراً ذکر کرنا جائز ہے ،لیکن دوشرطوں کے ساتھ:ایک یہ کہ اس کا یہ ذکرِ جہر کسی شخص کی نیند میں خلل یا کسی اور معقول تکلیف کا موجب نہ ہو،دوسرے یہ کہ جہراً ذکر کو عبادتِ مقصودہ نہ سمجھا جائے بلکہ اسے علاج کے طور پر اختیار کیا جائے۔''[فتاویٰ عثمانی:۱/۲۹۰]

اس سے معلوم ہوا کہ اکابر دیوبند کے نزدیک:

۱......جہر کو مقصود بالذات یعنی قربتِ مقصودہ سمجھنا درست نہیں، بلکہ بدعت ہے۔

۲...... جہرِ مفرط،جس سے دوسروں کو ایذا پہنچے،اس کی شرعاً ممانعت ہے۔

۳......جہرِ معتدل کو کسی مصلحت وعلاج کے طور پر اختیار کرنا جائز ہے۔مگر دوام نہ ہو۔

۴......اس مصلحت وعلاج کا مقصود عموماً خفیف جہر سے حاصل ہو جاتا ہے۔

۵......جہر خفیف کی حد یہ ہے کہ اپنے کانوں تک آواز پہنچ جائے۔

۶......نیز مریض وغیر مریض سب کے حق میں جہر کو افضل قرار دینا اور جہری ذکر کی مجالس میں ہر کس و ناکس کو دعوت دینا،مجالس ذکر کے حلقے قائم کرنے کی ترغیب دینا اور سب کے حق میں اس کو افضل و مستحب قرار دینا درست نہیں ہے۔

مجالس ذکر کے بارے میں اکابر اہل سنت کا مسلک ومشرب

قارئین''ذکر بالجہر'' کے بارے اکابر اہل سنت دیوبند کا موقف جید اکابر کی تحریرات سے ٹھوس، واضح اور غیر مبہم حوالہ جات کے ساتھ مختصراً جان چکے ہیں۔(اس کی تفصیلی بحث حصہ دوم میں آئے گی۔ان شاء اللہ) اَب ہم زیرِ نظر رسالہ کے اصل مقصود کی طرف آتے ہیں۔

اجتماعی ذکر کی مروجہ مجالس جن صفات کے ساتھ منعقد کی جاتی ہیں،ان میں سے چند یہ ہیں:

۱......مجلس ذکر کا باقاعدہ اعلان وتشہیر کی جاتی ہے جو''تداعی'' (دعوت دینا) ہے۔

۲......ان مجالس ذکر کو عبادتِ مقصودہ اور مستحب سمجھا جاتا ہے۔

۳......بہ آواز بلند ذکر کیا اور کروایا جاتا ہے۔اور اِس میں جہر مفرط ہوتا ہے۔

۴......یا تو سب ہی ذاکرین آواز ملا کر ذکر کرتے ہیں۔

۵......یا پھر ایک شخص ذکر کرانے والا ہوتا ہے،باقی آواز ملا کر ذکر کرنے والے۔

۶......اپنی خانقاہ وغیرہ سے ہٹ کر عوامی اجتماعات میں بھی اسی طرح ذکر کروایا جاتا ہے۔

۷......مریدین اور غیر مریدین سب کو اسی طرح جہراً اجتماعی ذکر کرایا جاتا ہے۔

حالانکہ اکابر اہل سنت دیوبند کے نزدیک اِن صفات کے ساتھ ذکر کرنا یا کرانا درست اور جائز نہیں بلکہ بدعت اور گمراہی ہے۔ مذکورہ صفات میں سے کوئی ایک بھی پائی جائے تو اکابر اہل سنت اس سے منع کرتے ہیں، ظاہر ہے جہاں اکثر صفات پائی جائیں گی، وہاں ممانعت بھی بدرجہ اَولیٰ ہوگی۔

ذکر کی اجتماعی مجالس کی مروجہ صورت کی وضاحت کے بعد ہم اکابر اہل سنت کے حوالے نقل کرتے ہیں۔ جن سے اِس بارے میں اکابر اہل سنت دیوبند کا مسلک و مشرب بالکل واضح ہے۔

(۱)......قطب الارشاد، فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اگرچہ ذکر مطلقاً جائز ہے مگر جس موقع پر کوئی طرزِ خاص قرونِ ثلاثہ میں پایا گیا ہے اس کو دوسری طرح بدلنا بدعت ہے...... بہر حال ذکر اس طرح کرنا بدعت ہے۔''

[تذکرۃ الرشید: ۱/۱۰۷، ملخصاً]

(۲)......شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے شیخ و مربی مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ذکر اللہ تعالیٰ اسی وقت مقبول ہے کہ حسبِ قاعدہ شرع کے ہو، نہ بطور بدعت و معصیت کے۔ پس جو ذکر مرکب بدعت و معصیت سے ہوگا، اس کی شرکت بھی ممنوع ہووے گی۔

''چنانچہ پہلے بھی جواب اس سفسطہ (مغالطہ) کا ہو چکا ہے، کہ منع کرنا بوجہ بدعت کے ہے، نہ بوجہ ذکر کے۔'' [براہینِ قاطعہ: ۱۱۳]

''پس حاصل یہ ہوا کہ نفسِ ذکر مستحب اور قیود اس کی ممنوع، اور مجموعہ مقیّد بھی ممنوع۔''

[براہینِ قاطعہ: ۱۵۴]

''مطلق میں کسی فرد کو خاص کرنا بدعت ہے، خواہ ذکر اللہ تعالیٰ میں واقع ہو، خواہ ذکرِ رسول ﷺ میں اور اگر اپنے اطلاق پر رہے تو جائز۔'' [براہینِ قاطعہ: ۱۹۵/۱۹۶]

(۳)......حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اجتماع کے ساتھ ذکر اگر بلا التزام و بلا اعلان ہو مضائقہ نہیں اور بجز حافظ صاحب کے اور کوئی تیسرا بھی نہ ہو۔''[تربیت السالک:۲/۹۲۵] (یعنی ایک دو فرد ہوں، اور اعلان بھی نہ ہو اور التزام بھی)

''الجواب...... آئندہ اندیشہ ضرور ہے۔ بطور خود جو چاہیں ذکر و شغل کریں یہ بھی ممکن ہے۔اہتمام اجتماع کا بند کرنا چاہیے۔''[تربیت السالک:۲/۸۱۷]

''سوال: سال کے اکثر حصوں میں بزرگوں کی ارواح کے ایصالِ ثواب کے لئے لوگوں کو جمع کر کے بلا کسی خاص انتظام واوقاتِ متعینہ کے قرآن شریف پڑھا جاوے تو جائز ہے یا نہیں، اگر جائز ہے تو اپنے دوست واحباب کو شمولیت کے لئے کہنا کیسا ہے؟

الجواب: یہ تداعی ہے غیر مقصود کے لیے جو بدعت اور مکروہ ہے۔''[امداد الفتاویٰ ۱/۵۳۹]

قارئین غور فرمائیں کہ قرآن کی تلاوت بھی ''ذکر'' میں داخل ہے، اور نوافل کے علاوہ ہے، مگر اس کے لیے تداعی کو بدعت و مکروہ قرار دیا جا رہا ہے۔حضرت تھانویؒ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

''تمام بدعات اسی طرح جاری ہوگئی ہیں، لہٰذا یہ رسم واجب الترک ہے، جس کو پڑھنا ہو، بطورِ خود پڑھے، جمع ہو کر پڑھنا، یقیناً ذریعۂ مفاسد ہے۔''[امداد الاحکام:۱/۱۹۶]

(۴)......شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اگر کوئی صورت جمع کی نکالی جائے تو یہ کہنا ممکن ہے کہ کوئی چیز ہر دو صاحبوں (یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما) نے اس جماعت میں ایسی مشاہدہ کی جو کہ زمانۂ سعادت میں نہیں پائی گئی اور اس میں افراط وتفریط کا شائبہ تھا، اس بنا پر اس کو منع کیا، نہ کہ نفسِ اجتماع بالذکر اور اس کی مباح کیفیات کو، خط کشیدہ عبارات پر تینوں روایتوں میں غور فرمایئے۔

اس روایت میں قراءتِ قرآن پر بھی تو نکیر ہے، پھر کیا اس میں مطلقاً ممانعت جاری ہو سکتی ہے؟

اور اگر ایسا کیا جائے تو کیا آیاتِ صریحہ اور احادیثِ صحیحہ کا خلاف لازم نہیں آئے گا؟ اگر اس میں کوئی تخصیص ایسی کی جائے جو کہ محط انکار ہو سکتی تو حلقِ ذکر میں کسی خاص کیفیت منکرہ پر یہ ممانعت محمول ہوگی۔واللہ اعلم۔۲۲/ذیقعدہ ۱۳۷۰ھ'' [مکتوبات:۲/۶۴]

مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہ حضرت مدنی کے اس مکتوب پر نوٹ کے طور پر تحریر فرماتے ہیں:

''ذکر وغیرہ مستحب عبادات کے لیے اجتماع اور تداعی کو فقہائے کرام نے منع فرمایا ہے، اس لیے اجتماعی مجالسِ ذکر کو سنت یا مستحب نہیں کہا جاسکتا۔

صوفیاءِ کرام کے ہاں اگر تعلیم کے لیے اجتماعی ذکر ہو تو تعلیم اور علاج کی حد تک اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

احادیث میں اجتماعی ذکر کے جو واقعات مذکور ہیں وہاں اجتماع کا اہتمام اور تداعی کا التزام نہ تھا، بلکہ صرف نفسِ اجتماع اور اس کی مباح کیفیات پائی جاتی تھیں۔

جیسا کہ حضرتِ اقدس مدنی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے، التزام واہتمام اور دیگر مفاسد، قیوداتِ زائدہ نہ تھیں اس لیے ان کو بنیاد بنا کر مروّجہ مجالسِ ذکر کو مستحب ومسنون قرار دینا صحیح نہیں ہے۔'' [معارفِ مدنی:۴۴۹]

مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم حضرت مدنی کی مذکورہ تحریر کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''حضرت مولانا مدنی نوراللہ مرقدہٗ کی یہ تحریر ہمارے ذکر کردہ مضمون کے موافق ہے اور اس کی تائید کرتی ہے، معارضہ کی ضرورت ہی نہیں، اس لیے ہم نے جمع (بین الاحادیث) کی صورت کو لیا ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ دونوں ہی نے اس جماعت میں جو بات مشاہدہ کی جو کہ زمانہ ٔسعادت میں نہیں پائی گئی اور اس میں افراط وتفریط کا شائبہ بھی تھا وہ اجتماعی ذکر کرنے کا التزام تھا۔ یہی بات محلِّ انکار ہے اور یہی وہ خاص کیفیتِ مُنکَرہ ہے جس پر ممانعت محمول ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ طبرانی میں **فامرھم ان یتفرقوا** (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کو متفرق ہونے کا حکم دیا) اور یہ حکم اس لیے تھا کہ ان کے ذکر میں تفرق ہو جائے، ورنہ مسجد میں ہوتے ہوئے ان کے تفرقِ ابدان سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا بلکہ مجلس قائم رہتی ہے۔ علاوہ ازیں ہم ممانعت کو مطلق بھی نہیں لیتے اور وہ مجالسِ ذکر جو تداعی کے بغیر ہوں اور جن میں اجتماعی ذکر کا التزام نہ کیا گیا ہو، ان مجالسِ ذکر کو جائز سمجھتے ہیں اور صرف ان مجالسِ ذکر کی تخصیص کرتے ہیں جن کے لئے تداعی کی گئی ہو یا جن میں اجتماعی ذکر کا التزام کیا گیا ہو کہ یہ محلِّ انکار ہوسکتی ہیں۔''

[فقہی مضامین:۱۳۶]

(۵)...... مفتی اعظم ہند مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود کو خبر دی گئی کہ ایک جماعت بعد مغرب بیٹھتی ہے، اور ان میں سے ایک شخص کہتا ہے کہ اتنی مرتبہ اللہ اکبر کہو، اور اتنی مرتبہ سبحان اللہ کہو اور اتنی مرتبہ الحمدللہ کہو۔

اور سب لوگ ایسا ہی کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس جماعت میں گئے، اور جب ان کی یہ باتیں سنیں، تو کھڑے ہوئے، اور فرمایا کہ میں عبداللہ بن مسعود ہوں، اور اس خدا کی قسم، جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں کہ تم لوگوں نے نہایت تاریک بدعت اختیار کی ہے، یا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے علم میں بڑھ گئے ہو۔

اس روایت سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ ان لوگوں کا یہ فعل باوجودیکہ ذکرِ الٰہی اور تکبیر وتسبیح وتہلیل ہی تھا، مگر چونکہ اس کی وضع اور ہیئت ایسی مقرر کی گئی تھی جس کا ثبوت شریعتِ مطہرہ سے نہیں تھا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک ناجائز اور بدعت تھا۔

اس پر بدعت کا حکم لگانے کی وجہ کیا تھی، صرف یہی کہ ذکر اللہ اگرچہ ہروقت مطلوب اور محبوب ہے، مگر اس کے لیے یہ اہتمام واجتماع کرنا حدودِ شریعت سے تجاوز کرنا تھا، ہر شخص کو یہ اختیار حاصل ہے، کہ وہ بطورِ خود جس قدر چاہے ذکرُ اللہ کرے، لیکن یہ اختیار نہیں کہ ایک جدید اور نئی صورت اور ہیئت ایجاد کرے، اور پھر اسے طریقِ شرعی اور موجبِ ثواب اعتقاد کرے۔''

[کفایت المفتی: ۱۴۵/۴]

(حلقۂ ذکر کے نام سے منعقد ہونے والی محافل کا حکم)

(ترجمہ سوال)''ہمارے علاقے میں مختلف مقامات پر متعدد محفلیں قائم ہیں جن کو حلقۂ ذکر کہا جاتا ہے، بعض لوگ ایسی محفلیں ہفتہ میں ایک مرتبہ منعقد کرتے ہیں اور بعض مہینے میں ایک مرتبہ، ان محفلوں میں لوگ جمع ہوکر اللہ کا ذکر کرتے ہیں، اور تکبیر وتسبیح وتمجید بیان کرتے ہیں، کلمہ طیبہ، استغفار، تحمید کا ورد کرتے ہیں، تلاوت کرتے ہیں اور درود شریف پڑھتے ہیں، کبھی کبھی ان محفلوں میں مولود شریف اور دیگر اذکار بھی پڑھتے ہیں اور اس سے مقصد یہ ہے کہ ان اذکار کی برکت سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے قلوب میں محبت والفت پیدا کردے اور نورِ ہدایت سے منور کردے تاکہ آخرت میں ان کی کامیابی کا سبب ہو۔

(ترجمہ جواب) جان لو خدا تم پر رحم فرمائے کہ بھلائی اگر ہے تو صرف رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں ہے اور جس آدمی نے دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو ہم تک نبی ﷺ سے نہیں پہنچی

تو وہ اس کی ایجاد کی ہوئی بدعت اس پر رد کردی جائے گی ،یعنی نامقبول ہے اور ہر بدعت کا موجد یہی سمجھتا ہے کہ اس نے بڑا عمدہ اور مفید کام جاری کیا ہے اس غلط فہمی میں وہ خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے ،حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک جگہ دیکھا کہ کچھ لوگ جمع ہوکر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور تسبیح وتہلیل کرتے ہیں آپ نے کھڑے ہوکر فرمایا کہ میں ابنِ مسعود ہوں یہ جو کچھ تم کررہے ہو یہ تمہاری ایجاد کی ہوئی بدعت ہے ،ہم نے نبی ﷺ کے اصحاب کو کبھی ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا ، پس تم میں سے جو شخص ذکر کرنا چاہے وہ چپکے چپکے اپنے دل میں کرے اور اپنے گھر میں جا کر کرے ''اوکما قال''اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو منع کیا جو نمازِ چاشت کے لیے مسجد میں جمع ہوتے تھے،اور اس کے لئے فرائض کی طرح اہتمام کرتے تھے،آپ نے فرمایا کہ اس طرح اہتمام کرنا اور جمع ہونا بدعت ہے۔

پس یہ حلقہائے ذکر جن کے متعلق دریافت کیا گیا ہے اسی قسم کی بدعات میں سے ہیں ،جن کے ایجاد کرنے والے ان کو عبادت سمجھتے ہیں، اور اصلاح کا ذریعہ جانتے ہیں ،حالانکہ یہ گناہ اور موجبِ عذاب ہے کیونکہ شریعت میں اس (قسم کے حلقہائے ذکر کے اہتمام وانتظام) کا کوئی قابلِ اعتبار ثبوت نہیں ہے اور گمراہی سے بچنا اور سیدھا راستہ پانے کی توفیق خدائے بزرگ وبرتر ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔'' [کفایت المفتی مدلل مکمل ،مع عنوانات:۲/۷۸ تا ۸۰]

سوال میں حلقۂ ذکر کی اور بعض لوگوں کے ہفتہ وار اور بعض کے ماہوار ،ان حلقوں کے منعقد کرنے کی ،نیز تکبیر، تسبیح ،تمجید ،کلمہ طیبہ ،استغفار ،تلاوت اور درود شریف پڑھنے کی وضاحت ہے اور ساتھ ہی اس کا مقصد بھی بتلایا گیا ہے ،جس کا خلاصہ دلوں میں اللہ ،اس کے رسول اور آخرت کی محبت کا پیدا ہونا اور اصلاح کا حاصل ہونا ہے۔

لیکن حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ کی حدیث سے استدلال فرما کر، ذکر کے ان حلقوں کو بدعت قرار دیا ہے، اور ان کو اصلاح کا ذریعہ جاننے کی تردید فرمائی ہے ،اور ان کے گناہ اور عذاب کے موجب ہونے کا حکم لگایا ہے ،اور اس طرح ذکر کے حلقوں کے عدمِ ثبوت کا حکم لگایا ہے ،اور اس طرح ذکر کی مجالس قائم ومنعقد کرنے کو گمراہی قرار دیا ہے۔

(۶)......برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مسجد میں ذکر بالجہر سے کچھ مضائقہ نہیں۔ بشرطیکہ نمازیوں کی نماز اور سونے والوں کے سونے میں خلل نہ پڑے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ اس کا ایسا اہتمام نہ کیا جائے جس سے بدعتی صورت پیدا ہو جائے۔'' [مکتوبات :۲/۵۷۴] (نوٹ: سائل کا سوال انفرادی ذکر بالجہر سے متعلق ہے۔ناقل)

یعنی انفرادی طور پر ذکر بالجہر کی تو اجازت ہے، لیکن اِس انفراد میں بھی ایسا اہتمام نہ ہو کہ بدعتی صورت پیدا ہو جائے۔ مثلاً تداعی کریں یا سب ذاکرین اِس بات کا اہتمام کرنے لگیں کہ فلاں وقت فلاں جگہ جمع ہو کر اپنا اپنا ذکر کیا کریں گے۔ اِس ''اہتمام'' سے بدعتی صورت پیدا ہو جائے گی۔

''اس ناکارہ کو تو یہ معلوم نہیں کہ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں حلقہ کے ذکر کی کیا صورت ہے۔ لیکن اجتماعی ذکر (ذاکرین کے اکٹھے بیٹھنے [ناقل]) میں تو بظاہر کوئی اشکال نہیں ہے۔ ایک جگہ جمع ہو کر لوگ اپنے اپنے معمولات کا ذکر کرتے رہیں۔ یہ کئی نوع سے موجب تاثیر ہے۔ لیکن حلقہ (آواز ملا کر ذکر [ناقل]) کے متعلق اپنے اکابر سے کچھ پسندیدگی کے الفاظ سننے میں نہیں آئے۔ اپنے ذہن میں ہمیشہ اس کی وجہ یہ رہی ہے کہ اس صورت میں ذکر کی طرف توجہ تام کے بجائے عوارض کی طرف توجہ زیادہ ہوتی ہے۔'' [مکتوبات :۲/۴۹۴]

اس مکتوب گرامی میں حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ صاف طور پر لکھ رہے ہیں کہ: حلقہ (آواز ملا کر ذکر) کے متعلق اپنے اکابر سے کچھ پسندیدگی کے الفاظ سننے میں نہیں آئے۔ اِس وضاحت اور صراحت کے باوجود حضرت رحمہ اللہ کے خلفاء کا مروجہ مجالس ذکر کا اہتمام کرنا اور ان کے لیے تداعی کو مستحب قرار دینا حضرت رحمہ اللہ کی تعلیمات سے کس قدر مطابقت رکھتا ہے، محتاج بیان نہیں۔

اجتماعی ذکر بالجہر سے متعلق مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ کا سوال اور حضرت شیخ الحدیثؒ کا جواب:

حضرت مفتی محمود حسن صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''یہاں جماعت کے امیر صاحب نے اہتمام ذکر کی تجویز کی ہے اور تقریباً ۲۶/آدمیوں نے اس کے لیے نام پیش کیے ہیں، مغرب کے بعد لوگ ذکر کریں گے۔ ان کی تین جماعتیں بنا دی گئی ہیں، ۶/روز مرکز میں برابر ذکر ہوا کرے گا۔

اور ساتویں روز اجتماع کا ہے، اس روز اخیر میں سب یکجائی ذکر کریں گے اور اس کی ذمہ

داری اِس ناکارہ کے سر ڈالی ہے۔“

جواب حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہ:

”دل تو بہت چاہتا ہے کہ یہ سلسلہ کسی طرح جاری ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ شانہ مدد فرمائے۔ اور خدا کرے کہ آپ کے ہی ذریعہ یہ سلسلہ چلے۔ اس کا لحاظ ضروری ہے کہ بدعتی صورت پیدا نہ ہو مثلاً یہ ایک حلقہ میں سب کا ذکر نہ ہو، علیحدہ علیحدہ نشستیں تجویز کریں۔ اِس کو آپ خود ہی اچھی طرح سمجھتے ہیں۔

ایک نشست یعنی بالکل اجتماعی (آواز ملا کر ذکر والی[ناقل]) صورت یہاں (ساتویں روز[ناقل]) بھی نہ ہو، مدرسہ قدیم میں جیسے متفرق لوگ کرتے رہتے ہیں اس میں مضائقہ نہیں۔“

حضرت مفتی صاحبؒ مزید لکھتے ہیں کہ:

”......بعض لوگ کسی سے بھی بیعت نہیں۔ ان سب کے لیے احقر پریشان ہے کہ کیا کرے بغیر بیعت کے ذکر جہر مناسب ہے یا نہیں؟“

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا جواب: ”مناسب نہیں۔“

حضرت مفتی صاحبؒ نے یہ بھی لکھا کہ: ”سوم کلمہ، درود شریف، استغفار میں تو غالبًا مضائقہ نہ ہوگا۔“

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا جواب: ”جہر سے نہ ہو۔“ [تربیت السالکین :۱۵۶۔۱۵۷]

غور فرمایئے! کہ حضرت مفتی محمود حسن صاحب رحمہ اللہ کو ایک محدود سطح پر چند مخصوص حضرات ذاکرین کا نگران مقرر کیا گیا۔ حضرت مفتی صاحبؒ نے حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ سے دریافت کیا تو انہوں نے سوم کلمہ، استغفار اور درود شریف کو بھی جہراً پڑھنے سے منع فرمادیا۔ جو ذاکرین کسی سے بیعت نہیں تھے۔ ان کو جہر کرانے کو بھی نامناسب لکھا۔ اور جو باقاعدہ کسی کے مرید تھے، اور ذکر بالجہر کی اجازت حاصل تھی، اُن کے بارے میں یہ شرط رکھی کہ اجتماعی طور پر نہ کریں، بلکہ انفرادی طور پر ہر ایک اپنا اپنا ذکر کرتا رہے۔

نیز حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ کی اپنی مجلس میں بھی 'اجتماعیت' نہیں ہوتی تھی، تمام شرکاء اپنے اپنے معمولات پورے کرتے تھے۔ اگر کسی نے حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ سے کوئی بات کرنی ہوتی تھی تو وہ بات کرتا رہتا تھا۔ باقی لوگ اپنے اپنے معمولات میں مشغول

رہتے تھے۔اور آتے جاتے رہتے تھے۔ 'اجتماعی ذکر' کی کوئی ترتیب نہیں تھی۔

[دیکھیے تحفظ عقائد:۸۲۹،جدید]

(۷)......فقیہ وقت حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وحاملانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعض دوستوں کا خیال ہے کہ صبح اور عشاء کی اذان اور فرضوں کے درمیان مسجد میں ایک طرف چادر بچھا کر گٹھلیوں پر درود شریف اجتماعی شکل میں پڑھ لیا جائے، جو لوگ درود شریف نہیں پڑھتے، وہ بھی اس طرح پڑھنے لگ جائیں گے، اور اجتماعی عبادت کا زیادہ ثواب بھی حاصل ہوجائے گا۔مگر ساتھ ہی علماء کرام سے اس اجتماعی شکل کے متعلق استفتاء بھی مطلوب ہے، کہ اس طرح کرنے سے خدانخواستہ خلافِ سنت کوئی بات تو نہیں بن جاتی۔نیز انفرادی شکل میں پڑھنا زیادہ بہتر ہوگا، یا اس خاص صورت کے اجتماعی انداز کے ساتھ زیادہ بہتر ہے۔بینوا توجروا۔

الجواب: اگر کبھی کبھی ایسا ہو تو جائز ہے، گو اس میں بھی لوگوں کے ذکر وفکر اور عشاء کی سنت غیر مؤکدہ غائب ہوں گی، لیکن کچھ روز بعد یہ لازمی چیز بن کر بدعت ہوجائے گی، ممکن ہے کسی جگہ ہو بھی، وہ میرے علم میں نہیں، انفرادی شکل میں ہی افضل ہے، جہاں اجتماعی صورت مناسب تھی، حضور ﷺ نے خود بتادی ہے۔ہم کو اس پر زیادتی کرنے کا حق نہیں ہے، اور عمل کے درجہ میں حضور ﷺ پر اعتراض کا حق نہیں، بلکہ گناہ ہے، کہ حضور ﷺ کو یہ بھی لازم کرنا چاہیے تھا، یا مثلاً سنت کرنا چاہیے تھا۔فقط، جمیل احمد تھانوی، مفتی جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن۔لاہور''

[تحقیقی نظر: ۲۴۸]

(۸)......شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کے خلیفہ، مفتی دیوبند مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ فرماتے ہیں:

''اصل یہ ہے کہ ذکر اللہ خواہ انفراداً ہو، خواہ اجتماعاً بالاجماع امرِ مستحسن ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں، نصوصِ قرآنیہ اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے، البتہ عوارض کی وجہ سے بعض اوقات ممانعت ہوجاتی ہے، مثلاً کسی خاص ھیئت، وضع وتاریخ وغیرہ کا ثبوت شرعی نہیں ہے، ان کا التزام کرنا، تارک پر ملامت سب وشتم کرنا یا ریاء کا پایا جانا یا جہرِ مفرط کا ہونا، جس سے نائم، مصلی، قاری وغیرہ کو تشویش ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ممانعت ان عوارض پر ہی محمول ہے، ''بحر''، ''واقعات'' (کتابوں کے نام ہیں۔[ناقل]) وغیرہ کا محمل بھی یہ ہی ہے، بسا اوقات ایک

مباح بلکہ مندوب شیٔ اصرار والتزام سے مکروہ ہو جاتی ہے۔‘‘[فتاویٰ محمودیہ، مبوب:۴/۴۳۹؛۴۴۰]

’’درود شریف کی ترغیب وتاکید قرآن کریم اور حدیث شریف سے ثابت ہے، یہ بڑی خیر وبرکت اور سعادت کی چیز ہے، ہر مسلمان کو کثرت سے اس کا ورد رکھنا چاہئے، مگر اس کے لئے کوئی نئی صورت ایجاد نہیں کرنی چاہئے، بلکہ قرونِ مشہود لہا بالخیر میں اس کا جو طریقہ تھا وہی اختیار کرنا چاہئے، ہر شخص تنہا اپنی اپنی جگہ پوری توجہ اور یکسوئی سے قلب کو حاضر کر کے اس تصور کے ساتھ پڑھا کرے کہ میری طرف سے یہ ہدیہ بذریعہ ملائکہ حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا جاتا ہے، اور سرورِ عالم ﷺ اس سے مسرور ہوتے ہیں اور جواب ارشاد فرماتے ہیں، حق تعالیٰ جل شانہٗ بھی خوش ہو کر ایک درود کے بدلہ میں دس دس رحمتیں مجھ پر نازل فرماتے ہیں، سوال میں جو صورت درج ہے اس کا ثبوت ادلۂ شرعیہ سے نہیں ہے۔‘‘[فتاویٰ محمودیہ:۴/۴۳۱]

’’**سوال**:

بستی کے اندر ایک مسجد ہے اور اس میں کچھ آدمی مل کر ذکر بالجہر کرتے ہیں، ذکر یہ ہے کہ پیر صاحب نے بتا رکھا ہے، **سُبحَانَ اللہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ** وغیرہ، اور اس وقت کرتے ہیں جب عشاء کی نماز کے بعد نمازی نماز سے فارغ ہو کر چلے جاتے ہیں، عشاء کی نماز سے تقریباً ۴۰/ یا ۴۵/ منٹ کے بعد حلقہ والوں نے با آواز بلند ذکر شروع کر دیا، تو اب آپ برائے مہربانی یہ تحریر کر دیجئے کہ اگر کوئی نمازی پھر آ جائے تو اس کی ذمہ داری کس پر ہوگی؟ ایسے مل کر حلقہ کرنا یعنی ذکر با آوازِ بلند کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً! فی نفسہٖ ذکر اللہ بہت مبارک ہے، قرآن کریم اور حدیث شریف میں اس کی کثرت سے ترغیب آئی ہے جو کلمات سوال میں مذکور ہیں ان کی بڑی فضیلت وارد ہے، ان کو آہستہ اور جہر سے پڑھنا ہر طرح ٹھیک ہے، مگر مناسب یہ ہے کہ ان کو آہستہ پڑھا جائے، اور انفرادی طور پر پڑھا جائے، حلقہ کی صورت سے آواز ملا کر پڑھنے سے پرہیز کیا جائے، بسا اوقات اس میں تان کی صورت پیدا ہو جاتی ہے، اپنا اپنا الگ پڑھیں، اگر ایسے وقت کوئی نماز کے لئے آئے اور وہیں پڑھنا چاہے تو اس کو موقع دیا جائے، تا کہ اس کی نماز میں خلل نہ آئے، فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہٗ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۱۲/۹۲ھ۔ الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۴/۱۲/۹۲ھ‘‘[فتاویٰ محمودیہ:۴/۴۴۲]

فائدہ: اس فتویٰ میں درود شریف کو آہستہ اور انفرادی طور پر پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، اور حلقہ کی صورت میں آواز ملا کر پڑھنے سے پرہیز کرنے کا واضح طور پر حکم فرمایا گیا ہے، اور پیر صاحب کے بتلائے ہوئے ذکر کو بھی بصورتِ اجتماع پڑھنے سے پرہیز کرنے کا حکم لگایا گیا ہے۔

”درود شریف سراً و جہراً دونوں طرح درست وثواب، باعثِ ترقیِ درجات اور موجبِ قرب ہے، جمعہ کے روز خصوصیت سے اس کی تاکید ہے، لیکن اجتماعی حیثیت سے جہراً پڑھنا حدیث وفقہ سے ثابت نہیں، حالانکہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پانچوں وقت مسجد میں جمع ہوتے تھے، اوقاتِ نماز کے علاوہ بھی بکثرت حضر وسفر میں جمع ہونے کا موقع ملتا تھا، مگر کہیں ثابت نہیں کہ اجتماعاً جہراً پڑھنے کا معمول رہا ہو۔

انفراداً بھی جہراً پڑھنے میں اس کا لحاظ ضروری ہے کہ کسی کو تشویش نہ ہو، مثلاً وہاں کوئی نماز میں مشغول نہ ہو، یا نائم نہ ہو؛ نیز جہراً پڑھنے سے دوسری کوئی غرض مطلوب نہ ہو۔“ [ایضاً: ۱۲۸/۳]

مفتی محمود حسن صاحب جو مفتی دارالعلوم دیوبند اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ کے تربیت یافتہ مفتی وفقیہ ہیں وہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مسجد میں پانچوں وقت اور سفر وحضر میں جمع ہونے کے باوجود کہیں بھی اجتماعاً وجہراً پڑھنے کے ثبوت کی نفی فرما رہے ہیں، اور حدیث وفقہ سے بھی اس کے عدمِ ثبوت کا حکم لگا رہے ہیں، اور درود شریف ذکر کا ایک فرد ہے۔

سوال: ہر جمعرات کو پابندی سے بعد نمازِ عشاء محفلِ درود شریف اعلان کر کے منعقد کرنا اور بغیر کسی جبر کے دو ایک حضرات بخوشی اپنی طرف سے شیرینی تقسیم کر دیں، تو اس میں تو کوئی حرج نہیں ہے، اور یہ سب کیسا ہے؟ اگر مناسب ہو تو کوئی اور بہتر طریقہ عمل درود شریف کا تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً: یہ دن کی پابندی ہر جمعرات، وقت کی پابندی بعد نمازِ عشاء، تداعی (اعلان) کے ساتھ، محفل منعقد کرنا سلفِ صالحین، صحابہ، تابعین، محدثین، فقہا سے منقول نہیں ہے، اپنی خوشی سے اگر کوئی صاحب شرینی تقسیم کر دیں گے تو اس سے جبریہ شیرینی کی قباحت تو ختم ہو جائے گی، مگر دوسرے قبائح پھر بھی موجود ہیں۔

درود شریف کے فضائل احادیث سے خوب ثابت ہیں، جمعہ اور شبِ جمعہ میں کثرت سے درود شریف پڑھنے کی ترغیب بھی ثابت ہے؛ مگر اس کے لیے یہ محفلیں منعقد کرنا ثابت نہیں۔

جو شخص تنہاء مسجد میں یا مکان میں جس قدر توفیق ہو، درود شریف دل لگا کر اخلاص کے

ساتھ یکسوئی کے ساتھ پڑھا کرے، یہ عین سعادت ہے۔

شیرینی جب دل چاہے، جس قدر چاہے، بازار سے خرید کر کھالیا کرے، غرباء اور دوستوں کو بھی جس قدر چاہے، کھلایا کرے۔ فقط واللہ اعلم [فتاویٰ محمودیہ: ۱۲۱/۳، باب البدعات والرسوم]

(۹)......مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''انفرادی طور پر درود کی کثرت کے فضائل حدیث وقرآن میں مذکور اور صحابہ وتابعین کا معمول ہے، نہ اس کے لئے کوئی وقت مقرر ہے، نہ تعداد، جتنا کسی سے ہوسکے اختیار کرے اور سعادتِ دارین حاصل کرے، کلام صرف اس مروّجہ اجتماعی صورت میں ہے۔'' [جواہر الفقہ: ۲۱۴/۱]

''ارشادِ قرآنی وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدَاكُمْ سے ایک اور بھی اصولی مسئلہ نکل آیا، کہ ذکرُ اللہ اور عبادت میں آدمی خود مختار نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو جس طرح چاہے یاد کرے، اور جس طرح چاہے اس کی عبادت کرے، بلکہ ذکر اللہ اور ہر عبادت کے خاص آداب ہیں، اُن کے موافق ادا کرنا ہی عبادت ہے، اس کے خلاف کرنا جائز نہیں، اور اس میں کمی بیشی یا مقدم مؤخر کرنا خواہ اس میں ذکر اللہ کی کچھ زیادتی بھی ہو وہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں، نفلی عبادات اور صدقہ وخیرات وغیرہا میں جو لوگ بلا دلیلِ شرعی اپنی طرف سے کچھ خصوصیات اور اضافے کرلیتے ہیں، اور ان کی پابندی کو ضروری سمجھ لیتے ہیں حالانکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اس کو ضروری قرار نہیں دیا اور ان افعال کے نہ کرنے والوں کو خطاوار سمجھتے ہیں، اس آیت نے ان کی غلطی کو واضح کردیا کہ وہ اہلِ جاہلیت کی سی عبادت ہے کہ اپنی رائے وقیاس سے عبادت کی صورتیں گھڑ رکھی تھیں اور چند رسموں کا نام عبادت رکھ لیا تھا۔'' [معارف القرآن: ۴۸۷/۱]

(۱۰)......امام اہل سنت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحت کے ساتھ یہ روایت ثابت ہے کہ انہوں نے سنا کہ کچھ لوگ مسجد میں جمع ہوکر بلند آواز سے لا الٰہ الا اللہ اور درود شریف پڑھتے ہیں، چنانچہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور فرمایا کہ ہم نے یہ کارروائی آنحضرت ﷺ کے مبارک عہد میں نہیں دیکھی اور میں تمہیں بدعتی ہی خیال کرتا ہوں، بار بار یہ فرماتے رہے، یہاں تک کہ ان کو مسجد سے نکال دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اجتماعی شکل میں مسجد کے اندر بلند آواز سے ذکر کرنا اور درود شریف پڑھنا بقول حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ بدعت ہے اور انہوں نے بدعتیوں کی اس جماعت

کو مسجد سے نکال دیا تھا، حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تفسیر، فقہ اور علومِ دینیہ میں جو مقام ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔" [حکم الذکر بالجہر:۱۴۲]

حضرت ملا علی القاری الحنفی رحمہ اللہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی سادہ اور سنت کے مطابق زندگی کا نقشہ بتاتے ہوئے "اَقَلُّهَا تَكَلُّفاً" (یہ حدیث مشکوۃ ج ا ص ۳۲ میں موجود ہے) کی شرح میں لکھتے ہیں:

وَلَایَتَحَلَّقُوْنَ لِلْاَذْکَارِ وَالصَّلَوَاتِ بِرَفْعِ الصَّوْتِ فِی الْمَسَاجِدِ وَلَافِیْ بُیُوْتِهِمْ۔" [**مرقاۃ:۱/۲۶۰**،باب الاعتصام بالکتاب و السنۃ،الفصل الثالث]

"وہ مسجدوں اور گھروں میں بلند آواز کے ساتھ ذکر اور درود شریف پڑھنے کے لئے کوئی حلقہ نہ قائم کرتے تھے۔"

اس عبارت میں **للاذکار** کا لفظ خاص طور پر قابلِ توجہ ہے یعنی اذکار کی خاطر وہ حلقے نہ باندھتے تھے ان کے حلقے تعلیمِ دین اور تعلیمِ ذکر کے لیے تو ہوتے تھے لیکن محض ذکر کی خاطر نہ تو گھروں میں وہ حلقے باندھتے تھے اور نہ مسجدوں میں۔

اب غور کرنا مؤلف مذکور کا کام ہے کہ حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ذکر بالجہر کے لیے حلقے باندھتے تھے؟ یا وہ اس کارروائی کے خلاف تھے؟ حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ طریقہ تو ہرگز نہ تھا۔[حکم الذکر بالجہر:۱۸۶]

یہ ضروری نہیں کہ کوئی چیز اصل ہی میں بُری ہو تو وہ بدعت ہوگی بلکہ وہ اہم طاعات اور عبادات بھی جن کو شریعت نے مطلق چھوڑا ہے اُن میں اپنی طرف سے قیود لگا دینا یا اُن کی کیفیت بدل دینا یا اپنی طرف سے اوقات کے ساتھ متعین کر دینا یہ بھی شریعت کی اصطلاح میں بدعت ہوگی اور شریعتِ اسلامی اس کو پسند نہیں کرے گی۔[راہِ سنت:۱۱۸، بابِ چہارم]

"جب (شریعت نے) ذکر اللہ وغیرہ عبادات کو کسی خاص ہیئت اور کیفیت کے ساتھ متعین نہ کیا ہو تو اپنی طرف سے وقت اور کیفیت کا متعین کرنا اور اس تعین کا التزام کرنا بدعت بھی ہے اور غیر مشروع بھی۔" [راہِ سنت:۱۲۲]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مطلب اس سے صرف یہ تھا کہ اگرچہ تکبیر و تہلیل اور تسبیح و تحمید کی بہت کچھ فضیلتیں وارد ہوئی ہیں اور وہ محبوب ترین ذکر ہے لیکن اس کا یہ خاص طرز و طریقہ جنابِ رسول اللہ ﷺ اور حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا بتایا ہوا نہیں ہے بلکہ یہ خود

تمہارا ایجاد کردہ ہے۔ لہٰذا یہ بدعت ضلالت بھی ہے اور گمراہی بھی، بدعتِ عظمٰی بھی ہے اور بدعتِ ظلماء بھی اور بقول امام ابنِ دقیقُ العید رحمہ اللہ اس مخصوص کیفیت کو حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فضیلتِ ذکر کی عام دلیلوں کے نیچے داخل نہیں کیا۔[راہِ سنت:۱۲۴]

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول نصِ صریح ہے کہ یہ کیفیت اور احداث ہیئتِ جدیدہ آپ ﷺ کے زمانۂ مبارک میں نہ تھی۔[راہِ سنت:۱۲۹]

سوال یہ ہے کہ کیا اجتماعی صورت میں، اور وہ بھی مسجد میں جہر سے ذکر کرنا اور اسی ہیئت کے ساتھ جہر سے درود شریف پڑھنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے یا وہ اس کو منع کرتے اور اس کو بدعت کہتے ہیں؟ آپ نے صحیح روایات سے یہ معلوم کر لیا کہ وہ ان دونوں کو بدعت اور ان پر عمل کرنے والوں کو بدعتی کہتے ہیں اور ان کا وجود تک مسجد میں گوارا نہیں کرتے اور فوراً ان کو مسجد سے باہر نکال دیتے ہیں۔[راہِ سنت:۱۲۹]

حضراتِ صحابۂ کرام میں درجہ اوّل کے مفسّر (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) جن کو جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلّی اعتماد حاصل ہے وہ اس اجتماعی صورت میں ذکر بالجہر کرنے اور مِل کر بلند آواز کے ساتھ درود شریف پڑھنے والوں کو بدعتی کہتے ہیں، اور اس فعل کو پسند نہیں کرتے، جب ان کو یہ فعل پسند نہیں تو سابق روایت (جس کو تمہارے لیے عبداللہ بن مسعود پسند نہ کریں، میں بھی اس چیز کو تمہارے لیے پسند نہیں کرتا) کے پیشِ نظر جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی یہ فعل ہرگز پسند نہیں، اب جس کا جی چاہے ان کی پیروی کرے یا کسی اور کی۔ ع نبی اپنا اپنا امام اپنا اپنا۔

بالکل تنہائی میں یا تعلیم کی خاطر ذکر بالجہر کا معاملہ الگ ہے۔[راہِ سنت:۱۳۰]

''آپ نے دیکھ لیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابن عمر، حضرت علی اور حضرت عثمان بن ابی العاص وغیرہ جلیل القدر حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نماز جیسی بہترین عبادت اور ذکر جیسی اعلیٰ قربت اور درود شریف جیسی عمدہ طاعت وغیرہ کو مخصوص کیفیت اور خاص ہیئت اور پابندیٔ وقت کے ساتھ ادا کرنے سے محض اس لیے منع کیا کہ اس طرز وطریقہ سے یہ کام جناب رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیے اور ان کی ترغیب بھی نہیں دی اور آپ کے عہدِ مبارک میں ایسا نہیں ہوتا تھا، اس لیے یہ امور بدعت ہیں اور معمولی بدعت بھی نہیں، بدعتِ عظمٰی اور بدعتِ ظلماء ہیں بلکہ ضلالت بھی ہیں اور گمراہی بھی ہیں **اَعَاذَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْهَا**''[ایضا:۱۴۲]

(۱۱)......قائد اہل سنت وکیل صحابہ مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''مناظر اہل سنت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمہ اللہ بھی حضرت لاہوری رحمہ اللہ سے بیعت تھے، میں نے اُن سے بھی مجلس ذکر کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ: میں نے خود حضرت کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ: حضرت! ہم بریلویوں کے جماعتی ذکرِ جہر کی مخالفت کرتے ہیں، لیکن حضرت خود بھی مجلس ذکر کرتے ہیں اور ذکر جہر کراتے ہیں۔تو حضرت (لاہوری) رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: ''ہم تعلیم کے لیے ذکر جہر کراتے ہیں۔''......(اِس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ بھی اِس صورت کو درست نہیں سمجھتے تھے۔ورنہ سوال نہ کرتے [ناقل])

......حضرت (لاہوریؒ) نے ایک مرتبہ مجلس ذکر موقوف کر دی تھی۔......مجلس ذکر کو موقوف کرنے کا ارادہ محض اس لیے ظاہر فرمایا تھا کہ لوگ اس کو فرض یا واجب نہ سمجھنے لگ جائیں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت لاہوریؒ کی مجلس ذکر اور مروجہ مجالس ذکر میں (بھی) بڑا فرق ہے۔اب تو مجالس ذکر خوب بلند آواز سے بلکہ لاؤڈ اسپیکروں کے ذریعہ کی جاتی ہیں۔......مجلس ذکر کے اشتہارات شائع ہوتے ہیں اور لوگوں کو بلا بلا کر مجلس ذکر میں شامل کیا جاتا ہے۔حالانکہ کسی مستحب عبادت کے لیے (تداعی) لوگوں کو بلانا جائز نہیں۔

......مفاسد کی وجہ سے امر مستحب بھی بدعت قرار دیا جاتا ہے اور اب تو مجلس ذکر گویا کہ پیری مریدی کے لیے لازم سمجھی جاتی ہے۔ چنانچہ رسائل میں شائع ہوتا ہے کہ فلاں حضرت صاحب نے فلاں فلاں جگہ مجلس ذکر کرائی اور فلاں فلاں جگہ مجلس ذکر کرائیں گے۔

اکابر اہل سنت دیو بند قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین مدنی قدس اللہ اسرارہم نے کبھی اجتماعی طور پر ذکر جہر کی مجالس منعقد نہیں کیں اور نہ ہی ان کے خلفاء نے ایسی (مجالس منعقد) کرائی ہیں۔'' [تحفظ عقائد اہل سنت:۱۲۷]

''بہر حال مروجہ مجالسِ ذکر بوجہ تداعی عام وغیرہ کے بدعت ہیں، ان کو ترک کرنا چاہئے۔'' [ایضاً]

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد

مدنی رحمہ اللہ کے خلیفۂ اجل اور دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتہ اور اکابرِ دیوبند کے معمولات بالخصوص اپنے شیخ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے معمولات سے اچھی طرح واقف ہیں، ان کا مجلس ذکر کے لیے تداعی کو ناجائز قرار دینا، حنفیہ کے قواعد اور جمہور مشائخ و اکابرِ دیوبند کے فتاویٰ وارشادات کے مطابق ہے، جس میں حضرت لاہوری کی مجلسِ ذکر اور آج کل کی عام مروّجہ مجالسِ ذکر میں فرق کی بھی صراحت ہے۔

(۱۲)......حضرت مولانا سیّد مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

”معلوم ہوگیا کہ تہجد ،اوابین ،اشراق ،چاشت ،صلوٰۃ التسبیح ،سنن مؤکدہ وغیر مؤکدہ اورشبِ معراج ۲۷/ رجب کی اجتماعی عبادات بوجہ تداعی کے مکروہ ہیں مجلس ذکر اور مجلس درود شریف بھی اجتماعی طور پر تداعی کے ساتھ اگر ہوگی ،تو اس کا حکم بھی یہی ہوگا ،اس لئے کہ یہ مجلس مستحب اور نفل عبادت میں داخل ہے اور نفل عبادت کے لئے تداعی اوراعلان کا مکروہ ہونا اوپر ثابت ہو چکا ہے۔......

یہی حکم دعاء طویل وقصیر کا ہے جو علاوہ نماز کے ہو اوراس کے لئے تداعی اور بلاوا ہو،ورنہ نماز کے تابع ہوگی اور جائز ومسنون ہوگی ،یا وعظ کے تابع ہوکر جائز ہوگی ۔ درس بخاری ختم بخاری ہو،یا ابتداء، چونکہ از قبیل تبلیغ احکام اور مامور بہ کا فرد ہے، اس لئے اس کے لئے تداعی جائز ہے، البتہ ختم قرآن پر محض دعا کے لئے تداعی کو بغیر وعظ وتبلیغ کے مکروہ کہا جائے گا۔“

[حیاتِ ترمذی:۴۷۴]

”یہ تداعی اوراعلان ہی نفلی عبادت کے لئے اس کے منع کرنے کے لئے کافی ہیں کوئی اور مفسدہ ہو یا نہ ہو، احقر کے نزدیک تو کسی بزرگ کے انتقال پر مدارس میں اجتماعی قرآن خوانی بھی اس ذیل میں آتی ہے، اگر انتقال کے اعلان سے ہو، اوراگر پہلے سے کسی اور وجہ سے جمع ہیں تو پھر بھی بہتر تو یہی ہے کہ علیحدہ علیحدہ ہوکر قرآن کریم کی تلاوت کریں، تاکہ دیکھنے والوں کو اجتماع للقراءۃ کا شبہ نہ ہو،لیکن اس صورت میں چونکہ اجتماع للقراءۃ نہیں ہے،اس لئے گنجائش معلوم ہوتی ہے، ترغیب کے لیے تو اجتماع ضروری نہیں ہے۔انفراداً بھی قراءۃ کی جاسکتی ہے اور یہی ہمارے اکابر رحمہم اللہ کا معمول تھا، ترغیب کے جواز سے اجتماع کا جواز لازم نہیں آتا......

اس ذکر ودرود شریف کے پڑھنے میں اگر اجتماع ہوتا ہے، تو اس کا حکم پہلے گذر چکا

اور اچھی طرح واضح ہو چکا کہ یہ مکروہ اور بدعت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اجتماعی ذکر کرنے والوں اور درود شریف پڑھنے والوں کو مبتدع فرمایا اور ہیئت جدیدہ کے احداث کو اس کی علت قرار دیا، اس صورت میں یہ اجتماع اور احداث ہیئتِ جدیدہ دونوں موجود ہیں، تو اس کا جواز کیسے ثابت ہوسکتا ہے۔ بس

اور حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کی تاکید فرمانے سے اجتماعی ذکر کا ثبوت تو لازم نہیں آتا، انفراداً ذکراللہ کی کثرت بتلائی جائے تو بھی مقصود حاصل ہے۔

جیسا کہ مظاہر علوم سہارنپور اور خانقاہ تھانہ بھون میں عمل تھا، یہی طرز خانقاہ رائے پور کا رہا ہے، ان خانقاہوں میں اجتماعی نہیں بلکہ انفرادی ذکر کی ہمیشہ بکثرت تلقین ہوتی رہی اور اس پر عمل رہا۔

اور مشائخ کے بعض طرق میں جو ذکر بالجہر مروج ہے یا شاذلیہ طریقہ میں اجتماعی ذکر مروج ہے وہ بطور علاج کے ہے وہ سنت نہیں ہے، اس کو سنت سمجھنا بدعت ہے۔

جب اس طریقہ پر ذکر سے پہلے فضائل ذکر کا بیان ہوگا، اس کے بعد اس طریقہ پر ذکر ہوگا، تو لازماً سامعین اس ذکر کو ان فضائل کا مورد اور سنت سمجھیں گے، اور حقیقت یہ ہے کہ اس طریقہ پر ذکر سنت نہیں ہے، بلکہ کسی شیخ کا تجویز کردہ علاج ہے، اس مغالطہ سے بچانا ضروری ہے، اور چونکہ یہ طریقہ ہمارے اکابر مذکورہ کے موافق نہیں اور نہ ہی یہ سنت ہے، اگرچہ بعض سلسلوں میں رواج پذیر ہے، لیکن چونکہ اس میں سنت ہونے کا مغالطہ بھی ہوتا ہے، اور التزام مالا یلزم کا بھی خطرہ ہے، فہمیدہ اور سمجھدار لوگ اگرچہ سنت و لازم نہ سمجھیں، مگر عوام اس کو بھی سنت یا لازم سمجھیں گے، اور جس طرح ضرر لازمی سے بچنا ضروری ہے، متعدی ضرر سے بھی اجتناب ضروری ہے، اس لئے قابل ترک ہے، انفرادی طور پر ذکراللہ کی خوب تلقین کی جائے اور حسب فرصت اس کی تعلیم دی جانی چاہئے۔'' [حیاتِ ترمذی: ۴۴۱، ۴۴۲]

(۱۳)......مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ اجتماعی طور پر درود شریف پڑھنے کے متعلق فرماتے ہیں:

''ایسے اُمور سے اجتناب ضروری ہے، اپنے طور پر ہر شخص جتنا چاہے درود شریف پڑھے، باعث برکت ہے۔'' [احسن الفتاویٰ: ۱/۳۸۰]

''درود شریف کے لیے ان قیود و تخصیصات کا کوئی ثبوت نہیں، جس کام کے لئے حضورِ اکرم ﷺ نے کوئی خاص کیفیت اور کوئی خاص طریقہ متعین نہ فرمایا ہو، اُس کے لیے اپنی طرف

سے مخصوص طریقے بنالینا دین میں اختراع اور زیادتی ہے۔" [احسن الفتاویٰ:۱/۳۶۵]

مولانا مفتی رشید احمد رحمہ اللہ "مجالسِ ذکر" کے نام سے اپنے مفصل ومدلل رسالے میں فرماتے ہیں:

"بدون تداعی اجتماعی ذکر جائز لغیرہ ہے......

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نے ہیئتِ اجتماعیہ جہراً ذکر کرنے والوں کو مبتدعین قرار دے کر ڈانٹ کر مسجد سے نکال دیا تھا۔

"مجالسِ ذکر کے مجوِّزین (یعنی جائز قرار دینے والوں) نے اس (روایت) کے تین جوابات دیے ہیں:

(۱)......اس اثر کا کتبِ حدیث میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

(۲)...... یہ جوازِ جہر سے متعلقہ احادیثِ صحیحہ صریحہ کے خلاف ہے۔

(۳)......ان لوگوں نے کوئی بدعت شامل کرلی ہوگی مثلاً اجتماع بالتداعی، امام وائتمام، باہم کوئی اور ارتباط، جہرِ مفرط وغیرہا۔

پہلا جواب (یعنی اس روایت کو غیر ثابت قرار دینا۔ناقل) اس لیے صحیح نہیں کہ طبرانی نے متعدد اسانید سے (اور سننِ دارمی نے ۔ناقل) اس کی تخریج فرمائی ہے۔

علاوہ ازیں اکثر فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے "**وَقَدْصَحَّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ**" سے اس (روایت) کی تصحیح وتوثیق فرمائی ہے۔

دوسرے جواب (یعنی یہ کہ یہ روایت جہر کے جواز سے متعلق صحیح وصریح احادیث کے خلاف ہے۔ ناقل) میں رد بلاسبب ہے، اس لیے تیسرا جواب ہی متعین ہے۔

البدع والحوادث:

(۱) جہر کو مستحب لعینہٖ سمجھنا......

(۲) جہر کو بدون عوارض ذکرِ خفی سے افضل سمجھنا......

(۳) مجالسِ ذکر کو جائزۃٌ لعینہا سمجھنا......

(۴) **فَاِعْتِقَادُ کَوْنِہَا مُسْتَحَبَّۃً بِدْعَۃٌ بِالْاَوْلٰی**......

(۵) باہم امام اور مقتدیوں جیسا تعلق رکھنا، یعنی کوئی شخص مقتدیٰ بن کر ذکر کروائے دوسرے اس کی اقتداء کریں......

(۶) ذاکرین میں باہم کسی بھی قسم کا ربط......

(۷) بذریعۂ تداعی دوتین افراد سے زیادہ کو جمع کرنا، نوافل کی جماعت میں دوتین سے زیادہ کا نفسِ اجتماع ہی بحکم تداعی ہے، مگر حلقِ ذکر میں یہ صورت بحکمِ تداعی نہیں۔

قولِ معاذ وعبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

(۸) فرائض اور واجبات کی طرح التزام، یا اس کے تارک کو ملامت کرنا یا اس کی طرف غفلت کی نسبت کرنا یا اس کو طریقِ افضل کا تارک سمجھنا......

(۹) دوسری تقییدات وتخصیصات......

(۱۰) یہ اعتقاد کہ مجلسِ ذکر بدون ترکِ معاصی اصلاحِ قلب ونجات کے لئے کافی ہے......

(۱۱) حاجاتِ دنیویہ کے لیے اس اعتقاد سے مجالسِ ذکر منعقد کرنا کہ ارتکابِ کبائر کے باوجود اس سے کام بن جائے گا۔

قولِ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ "اجلس بنا نؤمن ساعة" (صحیح بخاری)

اس قسم کے الفاظ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہیں۔

اس سے ذکر کے لیے تداعی پر استدلال صحیح نہیں، اس لیے کہ اس سے مجلس علم مراد ہے۔

اگر مجلس ذکر تسلیم کرلی جائے، تو دعوۃ الواحد ہے تداعی نہیں۔" [احسن الفتاویٰ: ۲۲۶/۹]

حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ کی مذکورہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ مروجہ ذکر کی مجالس میں بآوازِ بلند ذکر کرنے کو اپنی ذات میں مستحب سمجھا جاتا ہے، جبکہ بآوازِ بلند ذکر کرنا خاص عوارض کی وجہ سے جائز تھا، مگر ان مجالس میں بغیر عوارض کے عام حالات میں بھی آہستہ ذکر کے مقابلے میں ذکرِ جہری کو افضل سمجھا جاتا ہے اور مروّجہ مجالسِ ذکر کو اپنی ذات میں جائز سمجھا جاتا ہے اور اس سے بڑھ کر ان مجالس کے مستحب لعینہٖ ہونے کا اعتقاد رکھا جاتا ہے، اور مروّجہ مجالسِ ذکر میں باہم امام اور مقتدیوں کی طرح کا تعلق رکھا جاتا ہے، ایک شخص امام کی طرح مقتدیٰ بن کر ذکر کراتا ہے اور دوسرے اس کی اتباع میں ذکر کرتے ہیں، اور ذاکرین کا آپس میں حلقہ وغیرہ بنا کر کسی نہ کسی طرح کا ربط وتعلق تو ہوتا ہی ہے، نیز لوگوں کو خاص مجلسِ ذکر کی دعوت دی جاتی ہے اور جمع کیا جاتا ہے، اس کے لئے اشتہار دیئے جاتے ہیں، جو کہ تداعی میں داخل اور ممنوع ومکروہ ہے۔

اور بعض جگہ ان مجالس کا فرائض وواجبات کی طرح التزام کیا جاتا ہے یا اگر کوئی ان مجالس میں شریک نہ ہو تو اس کو ملامت کیا جاتا ہے، یا اس کی طرف غفلت کی نسبت کی جاتی ہے

یا پھر کم از کم اس کو ذکر کے افضل طریقہ کے ترک کرنے والا سمجھا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ مروجہ مجالسِ ذکر میں دوسری قیودات وتخصیصات بھی جمع ہوگئی ہیں اور ان مجالسِ ذکر کے متعلق عوام کا یہ اعتقاد ہوگیا ہے کہ گناہوں کو چھوڑے بغیر ہی یہ مجالسِ ذکر اصلاحِ قلب، تزکیۂ نفس اور نجات کے لیے کافی ہیں۔

اسی طرح دنیوی حاجات ومقاصد کے لیے اس عقیدہ کے ساتھ یہ مجالسِ ذکر منعقد کی جاتی یا ان میں شرکت کی جاتی ہے کہ گناہوں میں مبتلا ہونے کے باوجود ان مجالسِ ذکر سے مقصد برآری ہوجائے گی وغیرہ۔ انتھیٰ

مروّجہ اجتماعی مجالسِ ذکر میں مذکورہ سب یا ان میں سے کسی ایک خرابی کا پایا جانا بھی کافی ہے، کیونکہ مذکورہ اُمور میں سے ہر ایک خرابی مستقل وجہ ہے۔

(۱۴)......استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی عبدالستار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انکار کرنا کسی ہیئتِ خاصہ کی بناء پر تھا، نفسِ اجتماعی ذکر پر نہ تھا، اجتماعی ذکر کی ایک شکل یہ ہے کہ سب ذاکرین قصداً آواز ملاکر ذکر کرنے کا التزام کریں یا ایک کہلوائے اور باقی مجمع اس کے پیچھے اسی کلمہ کو دوہرائے جیسے بچوں کو گنتی یا پہاڑے یاد کرائے جاتے ہیں۔

اجتماعی ذکر کی یہ دونوں صورتیں محلِ کلام ہیں، اور تیسری شکل یہ ہے کہ ذاکرین ایک جگہ مجتمع ہوں اور سب اپنا اپنا ذکر کریں، کسی دوسرے کے ذکر کی طرف قطعاً متوجہ نہ ہوں، وقت ومحل کی وحدت کے اعتبار سے یہ اجتماعی ذکر ہے لیکن نفسِ ذکر کے لحاظ سے انفرادی ہے، یہ درست ہے، پس ممکن ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انکار پہلی دوسری قسم کے بارے میں ہو جس کا آپ نے وہاں مشاہدہ کیا۔'' [خیر الفتاویٰ:۲/۷۰۹]

اس فتوے پر مولانا مفتی اسحاق، مولانا مفتی عبداللہ اور مولانا مفتی محمد انور کی تائید بھی درج ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ جن مجالسِ ذکر میں اس طرح ذکر ہو کہ سب ذاکرین قصداً آواز ملاکر ذکر کا التزام کریں، یا ایک کہلوائے اور باقی افراد دہرائیں، یہ دونوں صورتیں مفتی عبدالستار رحمہ اللہ اور جامعہ خیر المدارس کے مفتیانِ کرام کے نزدیک محلِ کلام ہیں۔

اور مروّجہ مجالسِ ذکر میں یہ دونوں صورتیں پائی جاتی ہیں۔

(۱۵)......شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ (خلیفۂ اجل شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ) فرماتے ہیں:

''جس عبادت کو شریعت نے انفرادی طور پر مشروع فرمایا ہے، اس کو اجتماعی طور پر کرنا بدعت ہے۔'' [اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم ، بعنوان: مساجد میں بآوازِ بلند ذکر کرنا:۱۱۳]

''نمازوں کے علاوہ شریعت نے ذکر و تسبیح اور درود شریف وغیرہ اجتماعی طور پر پڑھنے کا حکم نہیں دیا، بلکہ ہر شخص کو الگ الگ جو پڑھنا ہو پڑھے، اَب ان اذکار کو اجتماعی طور پر مل کر پڑھنا بدعت ہوگا۔'' [ایضاً]

''اس سے معلوم ہوا ہوگا کہ آج کل مسجدوں میں زور زور سے کلمہ طیبہ پڑھنے اور گا گا کر درود و سلام پڑھنے کا جو بعض لوگوں نے رواج نکالا ، یہ بدعت ہے، اور اس سے مساجد کو پاک کرنا لازم ہے۔'' [ایضاً: ۱۱۵]

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے جلیل القدر خلیفہ نے پہلے تو انفرادی واجتماعی عمل کو اپنے اپنے مقام پر رکھنے کا قاعدہ بیان فرمایا، اور اس کی خلاف ورزی کو بدعت قرار دیا ، اور پھر اس قاعدہ سے یہ مسئلہ واضح فرمایا کہ ذکر و تسبیح اور درود شریف وغیرہ کو اجتماعی طور پر پڑھنے کا ثبوت نہیں ہے۔

(۱۶)......فتاویٰ حقانیہ میں مروّجہ مجالسِ ذکر کے بارے میں ایک مفصّل ومدلّل فتویٰ موجود ہے:

''قوم کے جس عمل پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے بدعت کا فتویٰ دے کر ممنوع قرار دیا تھا وہ ان کا بہیت ِ اجتماعی خاص مسجد میں جہر سے ذکر کرنا اور درود پڑھنا تھا......ممانعت کی بنیاد اس بات پر رکھی گئی تھی کہ حضور ﷺ کے زمانے میں اس طرح ذکر کرنا معہود نہ تھا، تو بدعت فی الدین ہونے کی وجہ سے ممنوع قرار دے دیا گیا، اسی بناء پر فرمادیا گیا کہ ''مَـــا اَرَاکُـمْ اِلَّا مُبْتَدِعِیْنَ'' [فتاویٰ حقانیہ:۲/۹۷-۹۸]

''بہر حال تحقیقِ مذکورہ سے ثابت ہوگیا ہے کہ ذکر بالجہر اگر ذریعۂ اذیت الی الغیر ہو یا وہ کسی ایسے طریقہ سے ہو جو حضور ﷺ سے ثابت نہ ہو جس کی وجہ سے وہ بدعت کی حد میں داخل ہو جاتا ہو تو ممنوع اور ناجائز ہوگا، چونکہ واقعہ مسئول عنہا میں بھی ذکر بالجہر غیر ثابت شدہ طریقہ سے ہے، اس لیے لامحالہ بدعت کی حد میں داخل ہو کر ممنوع ہوگا، اس عمل کی حالت اس قوم کے عمل کی حالت سے کچھ بھی مختلف نہیں ہے جس پر (حضرت) ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے مبتدعین کا حکم لگایا تھا، اس بناء پر یہ بھی اس کی طرح بدعت ہو کر ممنوع قرار پائے گا، سُنَنِ نبویہ

اور علمائے شریعت کی تصریحات سے یہ چیز پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ جس عبادت کو شریعت نے مطلق رکھا ہو اس کے لئے اپنی طرف سے مخصوص وقت یا کسی خاص ہیئت یا کیفیت کو اگر معین کرلیا جائے تو اس کی وجہ سے وہ عبادت بدعت ہو جاتی ہے۔" [ایضاً:۱۰۰]

"اس مسلّمہ اصول کے پیشِ نظر جب ہم واقعہ مسئول عنہا پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں اپنی طرف سے بہت سی تخصیصات ایجاد کر کے ملائی گئی ہیں، ایک وقت کی تخصیص، دوسری ہیئت اور تیسری کیفیت کی تخصیص۔ ان تمام تخصیصات کی وجہ سے یہ اجتماع اور ذکر علماء کے پیش کردہ قانون کے بموجب دونوں بدعت قرار پائیں گے۔" [ایضاً:۱۰۱]

"اس اجتماع کے متعلق جو اِن خلافِ شرع اُمور پر مشتمل ہے، ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ یہ ایک بدعت اور ناجائز فعل ہے، اس میں شمولیت اعانت علی البدعۃ اور توقیرِ مبتدِع ہے، جو شرعاً مذموم اور ممنوع ہے۔" [ایضاً صفحہ۱۰۲ و ۱۰۳]

(۱۷)......استاذ العلماء مولانا محمد صدیق رحمہ اللہ [شیخ الحدیث: خیر المدارس، ملتان] لکھتے ہیں:

"مذکورہ بالا حوالہ جات سے ذکر بالجہر کا فقہ حنفی سے حکم معلوم ہوا، اب مجالس ذکر کا حکم جانتے ہیں، مجالس ذکر کی تین صورتیں ہیں:

۱۔ مجامع ذکر ۲۔ علاجاً اجتماعی ذکر ۳۔ تداعی کے ساتھ اجتماعی ذکر بالجہر

[۱]......مجامع ذکر: (ذاکرین کے مجمع میں انفرادی ذکر)

لوگ از خود ذکر اور عبادت کے لیے مساجد اور خانقاہوں میں جمع ہو جائیں جس میں تداعی (دعوت دینا، بلانا اور لوگوں کو جمع کرنا) نہ ہو اور لوگ اپنی اپنی صوابدید پر ذکر کریں، اس میں کوئی شخصیت داعی نہیں ہوتی، اس کو "اجتماعی ذکر" سے نہیں بلکہ "مجامع ذکر" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ مجامع اکثر مساجد میں ہوتے ہیں جن کو فرشتے تلاش کرتے ہیں اور ان میں شامل ہوتے ہیں۔

[۲]......علاجاً (یا تعلیماً [ناقل]) اجتماعی ذکر:

شیخ اپنے مریدین کے لیے جو ذکر تجویز کرتا ہے اس کی رائے .. بالجہر تجویز کرے یا بالسر۔ اجتماعی طور پر ذکر کرائے یا انفرادی طور پر ذکر کرائے یہ احداث فی الدین نہیں بلکہ احداث للدین ہے۔

چنانچہ مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اسی طرح ان اشغال کو جمعیت خاطر کا ذریعہ سمجھ کر کرے تو درست ہے، عبادتِ مقصودہ

سمجھ کر کرے تو بدعت ہے۔ یہی حکم ذکر اللہ میں جہر کرنے کا ہے اگر جہر سے ذکر دفعِ وساوس اور جمعیت خاطر کے حصول کی تدبیر سمجھ کر کرے تو درست ہے خود جہر کو طاعتِ مقصودہ سمجھے تو بدعت ہے۔[مجالس مفتی اعظم:۳۱۵]

[۳]......تداعی کے ساتھ اجتماعی ذکر:

کوئی شیخ اپنے مریدین کو یا کوئی مرید اپنے پیر بھائیوں کو اپنے شیخ کی مجلس میں شرکت کی دعوت دیتا ہے۔ آجکل اخبار میں اشتہار یا بیان دیا جاتا ہے کہ فلاں جگہ مجلس ذکر ہوگی اور باقاعدہ تداعی کی جاتی ہے۔

تینوں صورتوں کا حکم:

تیسری صورت بدعت ہے اور پہلی دونوں صورتیں جائز ہیں۔''[مروجہ بدعات:۲۹]

(۱۸)......حضرت مدنیؒ کے مرید، حضرت پیر خورشیدؒ کے خلیفہ مجاز مولانا سید امین شاہؒ فرماتے ہیں:

''ہمارے سلسلہ عالیہ میں اجتماعی ذکر کی بجائے انفرادی ذکر بتلایا جاتا ہے۔ اِس سلسلہ میں ایک اُصول ملحوظِ خاطر رکھیے کہ: فرض نماز اور اُن نمازوں کے علاوہ جو باجماعت ادا کرنا ثابت ہوں، مثلاً: تراویح، کسوف، استسقاء۔ اور حج بیت اللہ جیسی اجتماعی فرض عبادت کے علاوہ جو بھی نفل نماز اور اعمال ہیں تمام فقہاء کا اِس پر اجماع ہے کہ وہ گھر پر اور خلوت میں افضل ہیں۔ کیونکہ جس قدر تخلیہ ہوگا، اِخلاص زیادہ ہوگا۔ اخلاص کی برکت سے قبولیت یقیناً ہوگی۔ جیسے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آہستہ تلاوت کرنے کی وجہ یہ بیان فرمائی: أَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَيْتُ. یعنی جس ذات سے میں مناجات کر رہا ہوں اس کو میں نے سنا دیا۔

مثلاً: اگر کوئی بادشاہ کسی کو وقت مقرر کر کے ضروری مشورہ کے لیے اکیلے آنے کا حکم کرے تو وہ معتمدِ خاص پوری جماعت کے ساتھ حاضر ہو جائے تو شاہِ وقت کی خصوصی ملاقات کی اُس نے ناقدری کی ہے۔ وہ کبھی بھی اِس سے وہ راز نہ کہے گا جس کے بارے تنہائی میں گفتگو کا ارادہ تھا۔

نفلی عبادات کی اَصل قدر یہی ہے کہ بندہ ہو اور اللہ تعالیٰ ہوں، تیسرا کوئی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سے تنہائی میں ملاقات، یہ عظیم اعزاز ہے۔ اِس لیے ذکر کرتے ہوئے خالق حقیقی سے خلوت میں رابطہ مضبوط کرنا چاہیے۔ اجتماعی مجالس ذکر میں مذکورہ گوہر مقصود حاصل نہیں ہوسکتا۔

میانِ عاشق و معشوق رمزیست   کراماً کاتبین را ہم خبر نیست''

[شجرہ مبارکہ مع تسبیحات واورادِ ماثورہ: مولانا سید محمد امین شاہ رحمہ اللہ مخدوم پور پہوڑاں ضلع خانیوال: ۶۱]

(۱۹)......استاذ المحدثین حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ذکر'' اللہ تعالیٰ کی یاد کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے، لیکن اب مروجہ مجالس ذکر میں عادتاً ذکر بالجہر (جیسا کہ آج کل مشاہدے میں آتا ہے کہ ایک آدمی کہلواتا ہے، مجمع کہتا چلا جاتا ہے۔) کا التزام کیا جاتا ہے، اوراس کی تداعی کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ مزاج شریعت اور روحِ تصوف دونوں کے منافی ہے۔'' [مکتوب بنام مولانا نثار احمد، مجلہ صفدر، شمارہ ۳۷، ص: ۳۸]

(۲۰)......حکیم العصر، شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''آج کل تصوف کے نام پر کئی جدتیں اور بدعتیں ہمارے اندر بھی داخل ہونا شروع ہوگئی ہیں۔ جو کہ ہمارے اکابر کے ہاں نہیں تھیں۔ منجملہ ان میں ایک یہ (ہے) کہ آج کل اخبارات میں بڑے بڑے اشتہارات چھپتے ہیں کہ فلاں حضرت، فلاں مقام پر، فلاں وقت تشریف لائیں گے، مجلس ذکر ہوگی، مراقبہ ہوگا، اوراس کے ساتھ ساتھ ان کی تصویریں چھپتی ہیں، ان کی ویڈیو بنتی ہے۔ جب یہ خرافات ہوں گی تو روحانیت اور دلوں کی صفائی کیسے ہوگی؟''

[لولاک، حکیم العصر نمبر: ۲۲۵]

''حضرت خواجہ خان محمد رحمہ اللہ نے صحیح اُصولوں اور اکابر کی ہدایات کے مطابق خانقاہی نظام کو چلایا۔ اس میں کوئی ایک واقعہ معلوم نہیں کہ حضرت خواجہ صاحبؒ کے نام سے ''مجلس ذکر اور مراقبہ'' کا اشتہار چھپا ہو۔'' [ایضاً] (اگر کسی نے چھپوایا بھی ہو تو بلا اجازت وعلم ہوگا۔ [ناقل])

''ہمارے کچھ اہل تصوف شاگرد ہیں۔ اب انہوں نے مدارس کے اجتماعات میں اسپیکر میں اجتماعی ذکر کرانا شروع کردیا ہے۔ میں نے کئی مقامات پر ان کو روکا بھی۔ لیکن وہ اس کا زیادہ اثر ہی نہیں لیتے۔'' [ایضا]

''ایک طالب علم نے سوال کہ استاذ جی! ذکر بالجہر کرنا کیسا ہے؟ آج کل جیسے تاریخ متعین کی جاتی ہے اور وقت بھی متعین کیا جاتا ہے اور سب لوگ آواز ملا کر لاؤڈ اسپیکر پر ذکر کرتے ہیں۔ یہ کیسا ہے؟

حضرت استاذ جی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس طرح ذکر کرنا ٹھیک نہیں۔ اس طریقے سے ذکر کرنا نہ صحابہ سے ثابت ہے اور نہ ہی ہمارے اکابرین سے۔ البتہ ہمارے اکابرین چھوٹے

چھوٹے کمرے بناتے تھے جس میں صرف دو تین آدمی آسکتے تھے، ان کمروں میں بیٹھ کر الگ الگ ذکر کرتے تھے۔ اور آج کل تو مجلس ذکر کے نام پر لوگ اشتہار چھپواتے ہیں۔ یہ بالکل جائز نہیں۔ بلکہ بدعت ہے۔" [ملفوظات حکیم العصر: ۱۳۰]

(۲۱)......حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم لکھتے ہیں:

سوال:

"کچھ لوگ مسجد میں بعد نمازِ عشاء حلقہ بنا کر درود شریف پڑھتے ہیں اور جمعرات کو شیرینی بھی تقسیم کرتے ہیں، مجوّزین کا اصرار ہے کہ حلقہ بنا کر درود شریف بآوازِ بلند پڑھنے کی اجازت ہونی چاہیے۔"

جواب:

"درود و سلام کو کسی ہیئت کے ساتھ مخصوص کر دینا یا کسی ایسی ہیئت کو زیادہ ثواب کا موجب سمجھنا، جو صحابۂ کرام سے منقول نہیں اور جو شخص اس ہیئت کو اختیار نہ کرے اسے بُرا سمجھنا بدعت ہے، جس سے احتراز کرنا چاہئے، کبھی کبھی اجتماعی طور سے حلقہ بنا کر درود شریف پڑھنا اصلاً مباح ہے، لیکن چونکہ صحابۂ کرام سے یہ طریقہ منقول نہیں اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس میں ثواب زیادہ ہے اور جو شخص اس طریقے سے درود شریف نہ پڑھے وہ قابلِ نکیر نہیں ہے، لہٰذا اگر اس اجتماعی صورت کو زیادہ ثواب سمجھ کر اختیار کیا جائے اور جو شخص اس ہیئت کو اختیار نہ کرے اسے برا سمجھا جائے تو یہ بدعت ہوگا، اور چونکہ آج کل اس اجتماعی ہیئت کو اسی نیت سے اختیار کیا جاتا ہے اور سوال میں بھی اس کی تصریح ہے اس لیے اس طریقے کو ترک کرنا چاہئے۔"

[فتاویٰ عثمانی: ۱/۱۴۰، ۱۴۱]

یاد رہے کہ اس فتوے پر مفتی اعظم مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی تصدیق و تصحیح بھی درج ہے۔

(۲۲)......حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد مدظلہ لکھتے ہیں:

"ہمیں دیکھنا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں جو مجالس اور حلقے (ذکر کے) قائم ہوتے تھے، کیا اُن کے لیے لوگوں کو بلایا جاتا تھا؟ دوسرے لفظوں میں کیا اُن مجالس کے انعقاد کے لیے تداعی ہوتی تھی؟ یا وہ مجالس اور حلقے بلا تداعی کے خود بخود قائم ہو جاتے تھے؟ حقیقت یہ ہے کہ خیر القرون میں تداعی کے ساتھ مجالسِ ذکر قائم کرنے کا ثبوت نہیں ملتا۔"

[فقہی مضامین: ۱۲۸]

''بہر حال (صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں) اس بات کا التزام نہیں کیا جاتا تھا کہ سب ایک وقت میں ایک ہی ذکر کریں بلکہ ایسا کرنے کو وہ بدعت جانتے تھے،اسی ناجائز طریقے کو ہم جماعتی یا اجتماعی ذکر کا نام دیتے ہیں۔'' [فقہی مضامین: ۱۲۵]

''اجتماعی ذکر یعنی جب ذاکرین یہ التزام کریں کہ سب بیک وقت ایک ہی ذکر کریں پھر ذکر خواہ سرّی ہو یا جہری بدعت ومکروہ ہے، چاہے مسجد میں ہو یا غیر مسجد میں اور اگر چہ اجتماع بغیر تداعی کے ہوا ہو۔'' [فقہی مضامین: ۱۴۷،ومروّجہ مجالسِ ذکر و درود کی شرعی حیثیت: ۲۸،۲۹]

''اسی بناء پر گنگوہ ،تھانہ بھون اور رائے پور جو اکابرینِ دیوبند کی خانقاہیں تھیں ان میں جماعتی واجتماعی ذکر یا وقتی مصلحت وضرورت کی بناء پر کسی مکروہ وبدعت کو اختیار نہیں کیا گیا۔'' [فقہی مضامین: ۱۴۳،ومروّجہ مجالسِ ذکر و درود کی شرعی حیثیت صفحہ ۲۴]

''ہم ممانعت کو مطلق بھی نہیں لیتے اور وہ مجالسِ ذکر جو تداعی کے بغیر ہوں اور جن میں اجتماعی ذکر کا التزام نہ کیا گیا ہو،ان مجالسِ ذکر کو جائز سمجھتے ہیں اور صرف ان مجالسِ ذکر کی تخصیص کرتے ہیں جن کے لیے تداعی کی گئی ہو یا جن میں اجتماعی ذکر کا التزام کیا گیا ہو۔'' [ایضاً: ۱۳۶]

''اللہ تعالیٰ کا ذکر اور نبی ﷺ پر درود مستحب ہے، لیکن غیر مشروع ہیئت میں اس کو کرنا بدعت ہے،ایک غیر مشروع ہیئت یہ ہے کہ اجتماعی صورت میں اس طریقے سے کیا جائے کہ سب ذکر کرنے والے یہ التزام کریں کہ وہ سب ایک وقت میں ایک ہی ذکر کریں گے،خواہ کسی کو امیر بنا کر یا اس کے بغیر اور خواہ جہراً ہو یا سرّاً ہو۔'' [فہمِ حدیث: ۱/۳۶۴]

(۲۳)......مولانا سید مفتی عبدالقدوس ترمذی زید مجدہ تحریر فرماتے ہیں:

ذکر وغیرہ مستحب عبادات کے لئے اجتماع اور تداعی کو فقہائے کرام نے منع فرمایا ہے، اس لیے اجتماعی مجالسِ ذکر کو سنت یا مستحب نہیں کہا جاسکتا ،صوفیاءِ کرام کے ہاں اگر تعلیم کے لیے اجتماعی ذکر ہو تو تعلیم اور علاج کی حد تک اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، احادیث میں اجتماعی ذکر کے جو واقعات مذکور ہیں، وہاں اجتماع کا اہتمام اور تداعی کا التزام نہ تھا، بلکہ صرف نفسِ اجتماع اور اس کی مباح کیفیات پائی جاتی تھیں،جیسا کہ حضرتِ اقدس مدنی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے، التزام واہتمام اور دیگر مفاسد، قیوداتِ زائدہ نہ تھیں اس لیے ان کو بنیاد بنا کر مروَّجہ مجالسِ ذکر کو مستحب ومسنون قرار دینا صحیح نہیں ہے۔'' [معارفِ مدنی: ۴۴۹]

(۲۴)...... ہفت روزہ ''ضربِ مومن'' میں ''دارالافتاء والارشاد'' کا یہ فتویٰ شائع ہوا:

’’سوال:......ذکرِ جہر بہیئت ِاجتماعیہ ،دواماً کرنا،مع شرائط یعنی کسی نمازی ،نائم ، بیمار وغیرہ کو تکلیف نہ ہو،قرآن وحدیثِ نبوی اورامام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کے موافق جائز ہے یا ناجائز؟ اور جواس کو بدعت کہے وہ خود کیا ہے؟

جواب:...... تداعی کے ساتھ اجتماعی ذکرقرآن وحدیث اورصحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں، البتہ بعض اکابر علماء نے تزکیۂ نفس کی غرض سے دل جمعی اورحضورِ قلبی پیدا کرنے کے لئے ذکرِ جہری کو اختیار کیا ہے۔ اگر کچھ لوگ اتفاقاً یا وعظ سننے کی غرض سے جمع ہو جائیں اور ہر ایک اپنا اپنا ذکر کرے اور صورتاً ہیئت ِاجتماعیہ بن جائے، لیکن اس ہیئتِ کولازم یا سنت ومستحب نہ سمجھا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ، ان حدود کی رعایت ہوتواس کو بدعت کہنا صحیح نہیں، البتہ اگر کوئی شخص اس ہیئت میں ثواب سمجھے یا اس کو لازم یا مستحب سمجھے یا اس میں کسی اور بدعت کا ارتکاب کرے ،تو پھر بے شک یہ بدعت اور ناجائز ہے۔‘‘[آپ کے مسائل کا حل:۱/۱۶۰]

خلاصہ بحث:

دو درجن کے لگ بھگ اکابر اہل سنت دیو بند کے حوالہ جات سے خوب اچھی طرح واضح ہوگیا کہ مروجہ مجالس ذکر شرعاً ناجائز اور بدعت ہیں اوران سے اجتناب ضروری ہے۔ واللہ اعلم

☆......☆......☆......☆

اہل السنۃ والجماعۃ کے اتفاقی واجماعی عقیدہ ’’حیات النبی‘‘ کے بارے سینکڑوں اشعار پر مشتمل پہلی منظوم کتاب

حیات النبی ﷺ کی خوشبوئیں

حسب ارشاد: مناظر اسلام وکیل صحابہ واہل بیت حضرت مولانا علامہ عبدالستار تونسوی رحمہ اللہ

پسند فرمودہ: شیخ الحدیث حضرت مولانا حبیب الرحمٰن سومرو مدظلہ

نتیجہ فکر: شاعر صحابہ جناب انجم نیازی صاحب......صفحات: 192......قیمت: 120

عظیم فاتح، عظیم سپہ سالار

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ (منظوم)

شاعر صحابہ جناب انجم نیازی صاحب......صفحات: 224......قیمت: 140

رابطہ: دارالامین لاہور 0307-5687800

تعلیمی مجالس ذکر......حضرت امام اہل سنتؒ کی نظر میں!

بسم الله الرحمن الرحیم.نحمده و نصلی علی رسوله الکریم.امابعد!

ہمارے ہاں یہ بات تو مسلم ہے کہ ایسی مجلس ذکر جس میں مندرجہ ذیل اُمور ہوں، وہ بدعت ہے:

ا......اجتماعی ذکر (خواہ سراً ہو یا جہراً ہو) بصوتِ واحدٍ یا بالالفاظ واحد ہو۔

۲......اجتماعی ذکر کے لیے خاص وقت معین ہو۔اور اسی وقت کولازم یا زیادہ ثواب کا باعث سمجھا جاتا ہو۔

۳......اجتماعی ذکر کے لیے تداعی ہو۔

۴......اجتماعی ذکرکوقربت اور ثواب کا ذریعہ سمجھا جائے۔

۵......اجتماعی ذکر کے منکرین کو ملامت کا نشانہ بنایا جائے۔اور اجتماعی ذکر پر اصرار کیا جائے۔

ایسی مجلس جس میں یہ اُمور یا ان میں سے کوئی ایک بھی امر پایا جائے تو وہ بدعت بن جائے گی۔

بعض حضرات مروجہ مجالس ذکرکو تعلیم پر محمول کر کے حضرت لاہوری اور حضرت امام اہل سنت رحمہما اللہ کے حوالے سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ تعلیماً مجالس ذکر کا مستقل انعقاد کرنا درست ہے۔حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ہم حضرت لاہوری کی مجلس، ارشادات اور حضرت امام اہل سنت کے ملفوظات کی روشنی میں اس بات کی وضاحت کریں گے۔

حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی مجلس ذکر:

حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی مجلس ذکر کو سمجھنے کے لیے چند باتوں کا جاننا ضروری ہے تا کہ مروجہ مجالس ذکر اور حضرت لاہوری کی مجالس ذکر میں فرق واضح ہو جائے۔

(۱)......اجتماعی ذکر کی دو قسمیں ہیں:

۱۔اجتماعی ذکر حقیقی ۲۔اجتماعی ذکر صوری

اجتماعی ذکر حقیقی کا مطلب یہ ہے کہ ایک ہی انداز میں، ایک ہی آواز میں ایک ہی الفاظ کا ذکر کیا جائے۔ مثلا: لا الہ الا اللہ، سارا مجمع انہی الفاظ کو ایک آواز کے ساتھ ادا کرے۔

اور اجتماعی ذکر صوری کا مطلب یہ ہے کہ مجمع میں جتنے افراد موجود ہوں، وہ سب اپنا اپنا ذکر کریں۔ خاص الفاظ کی پابندی نہ ہو۔

محل اختلاف اور بدعت اجتماعی ذکر حقیقی ہے۔ آج کل جو مروجہ مجالس ذکر ہیں، ان میں یہی اجتماعی ذکر حقیقی ہوتا ہے۔

جبکہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی مجلس میں اجتماعی ذکر صوری ہوتا تھا۔ (یہ صاحبِ مضمون کی اپنی تحقیق ہے۔ ہماری تحقیق کے مطابق اجتماع حقیقی ہی ہوتا تھا، مگر تعلیم کی خاطر تھا۔[مرتب]) نیز حاضرین چلا چلا کر ذکر نہ کرتے تھے۔ بلکہ دھیمے سے نہایت خفیف اور دبی ہوئی آواز سے ذکر کرتے تھے۔

(۲)......دوسرا فرق مروجہ مجالس ذکر اور حضرت لاہوریؒ کی مجلس ذکر میں یہ ہے کہ مروجہ مجالس ذکر والے التزام کے قائل ہیں۔ حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی مجلس ذکر میں التزام نہیں تھا۔

اور دوام اور التزام میں فرق ہے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”دوام اور چیز ہے، التزام اور چیز ہے۔ التزام میں اعتقاد یا معاملہ کا لزوم یعنی ابہام یا اصرار ہوتا ہے۔ جس کی علامت یہ ہے کہ تارک پر ملامت کرتا ہے۔“

[امداد الفتاویٰ: ۴۸۶/۴، تحفۃ العلماء: ۶۰۴/۲]

اور یہ حقیقت ہے کہ قائلین مروجہ مجالس ذکر، تارکین پر ملامت کرتے ہیں، چنانچہ ایک صاحب لکھتے ہیں:

”افسوس بعض ناخلف شیطانی اثر سے ان مبارک مجالس کو بدعت کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے شر سے امت کو بچائے، ان کو بھی ہدایت دے۔“ [ماہنامہ زکریا، اپریل ۲۰۱۷ء، ص: ۲۶]

اور ایک اور صاحب لکھتے ہیں:

''جو لوگ عوام الناس کو (مروجہ [ناقل]) مجالس ذکر سے روکتے ہیں وہ کس قدر ظلم عظیم اور تباہ کن جرم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔'' [ذکر اللہ کے فضائل و مسائل: ۳۱۲]

اس سے معلوم ہوا کہ مروجہ مجالس ذکر کے قائلین کے اندر التزام ہے۔ جبکہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک التزام نہیں۔ مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''حضرت فرمایا کرتے تھے: یہ مجلس ذکر فرض، واجب یا سنت نہیں، اور نہ ہم کسی شخص پر اسے لازم قرار دیتے ہیں، اگر کوئی شریک نہ ہو تو ہم اسے مجبور نہیں کرتے۔ حضرتؒ نے ایک مرتبہ مجلس ذکر موقوف کرا دی تھی، مجلس ذکر موقوف کرنے کا ارادہ اس لیے تھا کہ لوگ اس کو فرض یا واجب نہ سمجھنے لگ جائیں۔'' [ہفت روزہ خدام الدین لاہور، ۱۰؍ جولائی ۱۹۹۸ء]

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی مجلس ذکر اور مروجہ مجالس ذکر میں بڑا فرق ہے۔

(۳)......اگر بالفرض مان لیا جائے کہ مروجہ مجالس ذکر بالجہر تعلیماً منعقد کی جاتی ہیں اور حضرت امام اہل سنت نور اللہ مرقدہ کے بقول تعلیماً مجالس ذکر بالجہر جائز ہیں اور حضرت لاہوریؒ کی مجلس ذکر تعلیم پر محمول ہے۔ تو حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ ہی کی تحریرات کی روشنی میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ مروجہ مجالس ذکر جائز نہیں۔

ا۔ چنانچہ حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ فتاویٰ بزازیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''یاد کرانے والے (یعنی امام) نے اگر اس ارادہ سے ماثر دعا بلند آواز سے کی تاکہ لوگ دعاء سیکھ لیں اور لوگوں نے بھی ساتھ جہر کیا تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن سیکھ چکنے کے بعد قوم کا جہر کرنا بدعت ہے۔'' [حکم الذکر بالجہر: ۶۷]

مزید فرماتے ہیں:

''تعلیم حاصل ہو چکنے کے بعد جہر بدعت ہے۔ اور آج کل جہر کرنے والے ثواب سمجھ کر کرتے ہیں، اور ان دونوں باتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔'' [حکم الذکر بالجہر: ۲۰۷]

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ کے نزدیک تعلیم کی ایک حد ہے، سیکھنے کے بعد جہر کو حضرتؒ بدعت سمجھ رہے ہیں۔ لیکن مروجہ مجالس ذکر بالجہر میں یہ چیز مفقود ہے،

دِن بدن یہ سلسلہ چلتا جا رہا ہے۔تو پھر کیسے مان لیں کہ مروجہ مجالس ذکر بالجہر محض تعلیم کی خاطر ہیں۔لہٰذا اِن حضرات کا حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ کے حوالے سے استدلال کرنا قطعاً درست نہیں۔

۲۔حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''حضرت لاہوریؒ کے پاس جب نئے نئے مرید آتے تھے تو جمعرات کے دن اونچی آواز سے ذکر کی تعلیم دیتے تھے۔مگر اتنی اونچی نہیں کہ کان کھا جائیں۔'' [ذخیرۃ الجنان: ۱۰۲/۷]

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

''کسی موقع پر پیر اپنے مریدوں کو جمع کر کے بلند آواز سے ذکر سناتا ہے،ان کو ذکر کا طریقہ آجائے،وہ جائز ہے۔[ذخیرۃ الجنان: ۳۴۶/۲۰]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رحمہ اللہ کا منشا یہ ہے کہ وقتی طور پر پیر، مرید کو بلند آواز سے ذکر بتائے تو جائز ہے۔اور حضرت لاہوری رحمہ اللہ کا بھی یہی طریقہ تھا۔لیکن مروجہ مجالس ذکر بالجہر میں یہ طریقہ بالکل بھی نہیں۔یہاں ہر جگہ، ہر موقع پر ذکر بالجہر ہی ہوتا ہے۔اور پرانے مرید اور عام افراد سب اس میں حصہ لیتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی تعلیمی مجالس اور مروجہ مجالس میں فرق ہے۔

۳۔حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جائز اور مستحب چیزوں پر اصرار کرنا بدعت ہے۔''[حکم الذکر بالجہر:۱۳۶]

اکابر اہل سنت دیوبند کے نزدیک تو مروجہ مجالس ذکر جائز نہیں، بدعت ہیں۔مگر مروجہ مجالس ذکر کے قائلین اِن مجالس کو ''مستحب'' کہتے ہیں، اور اس پر اصرار بھی پایا جاتا ہے۔اور طرح طرح کے فتوے لگائے جاتے ہیں۔مجالس ذکر کو روکنے والوں کو ظلم عظیم اور تباہ کن جرم کا مرتکب قرار دیا جا رہا ہے۔ناخلف اور شیطانی اثر والا قرار دیا جا رہا ہے۔یہ سب اصرار نہیں تو اور کیا ہے؟ اور یہی چیز حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ کے نزدیک بدعت ہے۔

☆......☆......☆......☆

شیخ الحدیث مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری مدظلہم [محدث: دارالعلوم دیوبند]

اجتماعی ذکر کرنا دیوبندیت نہیں، بدعت ہے

اِسی طرح سے ہمارے حلقے میں بعض بڑے بڑے حضرات لاؤڈ اسپیکر لے کر بیٹھتے ہیں اور ذکر کراتے ہیں، سب مریدین بیٹھے ہیں، وہ کہیں گے: لااِلہ الا اللہ۔ تو سب کہیں گے: لااِلہ الا اللہ۔ یہ بدعت ہے۔ کوئی بڑے سے بڑا آدمی کرواتا ہو، کسی کا نام نہیں لیتا، اِس طریقے سے ذکر کروانا یہ بدعت ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِسی پر نکیر کی۔ (کہ ایک شخص دوسروں سے کہہ رہا تھا[ناقل]) کہو بھئی: سبحان اللہ! سب کہہ رہے ہیں: سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ۔ اِسی پر نکیر کی تھی۔

یہ طریقہ میں نے آج سے پچیس (۲۵) سال پہلے برسٹن میں، ایک بزرگ تھے، مولانا اسماعیل وادی والا، میں بولٹن میں رمضان گزارتا تھا، برسٹن قریب ہے، وہ میرے پاس آتے تھے، میرے اُن سے تعلقات تھے، ایک مرتبہ میں برسٹن گیا، تقریر کرنے کے لیے، تو مسجد میں اُن کے دس بارہ مریدین تھے، اور وہ گول بیٹھے تھے، اور بیٹھ کر وہ ذکر کراتے تھے، لاالہ الا اللہ۔ تو سب کہتے تھے: لاالہ الا اللہ۔ پھر وہ حضرت کہتے تھے: لاالہ الا اللہ۔ تو سب کہتے تھے: لاالہ الا اللہ۔ یہ طریقہ غلط ہے۔ ذکر: یہ اِنفرادی عبادت ہے۔ اور سب بیٹھے ہوں، ایک وہاں بیٹھا ہو، ایک وہاں بیٹھا ہو، ایک وہاں بیٹھا ہو، (ہر کوئی) اپنا اپنا ذکر کررہا ہو، کرو! اجتماعی نہیں۔ اجتماعی ذکر کرواتا ہے، کوئی بڑے سے بڑا آدمی کرواتا ہے، چاہے کوئی مفتی کرواتا ہے، وہ غلط ہے۔ وہ دیوبندیت نہیں ہے۔ <u>پچاس (۵۰) سال سے تو میں اکابر دیوبند کو دیکھتا آرہا ہوں۔ اجتماعی ذکر کہیں نہیں تھا۔ اَب شروع ہورہا ہے، دیوبندیوں میں بھی اجتماعی ذکر شروع ہورہا ہے۔ یہ بدعت ہے۔ اِس سے بچنا چاہیے۔</u>

اتنا تو میں نے دیکھا ہے، ہمارے اکابر میں سے حضرت شیخ (شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا) قدس سرہ کے ساتھ جو لوگ اعتکاف کرتے تھے، وہ ظہر کے بعد ذکر کرتے تھے، ہر ایک اپنا اپنا ذکر کررہا ہے۔ یہ اجتماعی ذکر نہیں ہے، یہ تو ایک جگہ بیٹھے ہیں۔......

حضرت شیخ قدس سرہ کے ہاں یہ تو ہم نے دیکھا کہ مسجد میں پانچ سو سات سو آدمی ہیں، ہر ایک اپنا ذکر کر رہا ہے، دائیں سے کوئی مطلب نہیں، بائیں سے کوئی مطلب نہیں، کسی کا ذکر جلدی شروع ہوا، کسی کا بعد میں ختم ہوا۔ اس کی ہیئت اجتماعیہ نہیں ہے۔ ہیئت اجتماعیہ یہ ہے کہ: لاؤڈ اسپیکر لے کر پیر صاحب بیٹھے ہیں، (اور کہتے ہیں:) لاالہ الا اللہ۔ تو اَب سب کہتے ہیں ایک ساتھ: لاالہ الا اللہ۔

یہ ایک نئی بات ہے جو دیوبندیوں میں پیدا ہونی شروع ہو رہی ہے۔ میرے بھائیو! جہاں تک میری آواز پہنچے، وہاں تک پہنچاؤ یہ بات، کہ یہ غلط ہے، ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِسی پر تنقید کی۔ ☆☆☆☆

اکابر علماء دیوبند بالخصوص شیخ العرب والعجم حضرت مدنیؒ کے افکار و نظریات کا بے باک ترجمان

مجلّہ **صفدر**

بیاد: امام اہل سنت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

بفیضان: قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ

قیمت فی شمارہ: 40 | **اغراض و مقاصد** | زرسالانہ: 480

☆......مجلّہ ''صفدر'' اکابرِ دیوبند، بالخصوص شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے افکار و نظریات کا ''بے باک'' ترجمان ہے۔

☆......دورِ حاضر میں یہ قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ [تلمیذ و خلیفہ مجاز: شیخ مدنی رحمہ اللہ] اور امام اہل سنت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ [تلمیذِ شیخ مدنی رحمہ اللہ......خلیفہ مجاز: امام المفسرین مولانا حسین علی رحمہ اللہ] کے مسلک اور طرزِ عمل کا پابند ہے۔

☆......اس کا اولین مقصد قرآن وسنت اور فقہ حنفی کی تعلیمات کی صحیح تشریح...... تحفظ ناموسِ رسالت...... دفاعِ صحابہؓ و اہل بیتؓ...... مسلک اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند کی اشاعت و حفاظت ......اور فرقِ باطلہ ضالہ کا تعاقب ہے۔

مکان نمبر 4، گلی نمبر 82، محمود سٹریٹ، محلہ سردار پورہ، اچھرہ، لاہور

رابطہ: **0307-5687800_0312-0334-4612774**

مجلہ صفدر کے خاص نمبرات اور اہم مضامین

حقیقت میلاد نمبر......میلاد کے بارے میں اکابر اہل سنت کی تحریرات کا مفید مجموعہ...... قیمت:50

گوشۂ خاص......بیاد: شیر اسلام حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ......ش:۱۲/۱۳...... قیمت:30

گوشہ خاص......مشاجرات صحابہ اور اہل سنت کا مسلک اعتدال......مولانا مجیب الرحمٰن......قیمت:25

گوشہ خاص......''صفاتِ متشابہات اور سلفی عقائد'' اعتراضات کا جائزہ......مولانا مفتی عبدالواحد...25

مولانا زاہد الراشدی اور عمار ناصر کے نام مولانا مفتی محمد تقی عثانی مدظلہم کا مکتوب گرامی......ش:۴۴

مولانا راشدی کی الشریعہ اور عمار خان سے براءت: حقیقت کیا ہے؟......ش:۶۰/۶۱/۶۲...... قیمت:75

غامدی کا جوابی بیانیہ، از: شکیل عثمانی......ش:۶۴...... قیمت:25

آئین محمدی اور قانون غامدی......مولانا عبدالحق خان بشیر......شمارہ:۸۵...... قیمت:25

حدیث کلابِ حوأب اور قاضی طاہر ہاشمی، از: مولانا مجیب الرحمٰن......ش:۶۵ تا ۷۵...... قیمت:150

مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ اور مولانا نثار احمد حسینی......از: حمزہ احسانی......ش:۷۳...... قیمت:25

اُفکارِ علوی مالکی: حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ کی رائے اور مولانا نثار حسینی کی ناانصافی......ش:۷۳

رسالہ ''قضیہ کا خاتمہ'' کا تحقیقی جائزہ، مولانا نثار کی ناانصافیوں کی وضاحت......ش:۷۳

عریضہ بخدمت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، بابت عقیدہ امامت اور مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ...... قیمت:۲۵

عقیدہ امامت یقیناً ختم نبوت کے منافی ہے (پچیس سے زائد اکابر اہل سنت کے حوالہ جات)

عدالتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین (مولانا مفتی عبید الرحمٰن) ......شمارہ:۹۶...... قیمت:۲۵

حافظ محمد عدیل عمران کے......''صفدر'' میں شائع ہونے والے مضامین

۱......قادیانیوں کا معاشرتی بائیکاٹ کیوں؟......۵/صفحات:......شمارہ:۴۱......جولائی ۲۰۱۴ء

۲......صحابہ کرام کو کافر کہنے والے کا حکم......۶/صفحات:......شمارہ:۴۳......ستمبر ۲۰۱۴ء

۳......عمار خان: گستاخ رسول کے دفاع میں!......۷/صفحات:......شمارہ:۵۲......جون ۲۰۱۵ء

۴......اہل قبلہ کی تکفیر کیوں؟......۸/صفحات:......شمارہ:۵۴......اگست ۲۰۱۵ء

۵......غامدی سے متعلق ایک استفتاء......۳۴/صفحات......شمارہ:۵۴......اگست ۲۰۱۵ء

۶......نیکوں کی دعا اور کمزور لوگوں کا عقیدہ......۳/صفحات:......شمارہ:۷۷......مارچ ۲۰۱۷ء

۷......مسلم حکومتوں کے زوال میں روافض کا کردار......۸/صفحات:......شمارہ:۹۱......

۸......مسئلہ ختم نبوت اور شیعہ، لولاک کی خدمت میں......۱۵/صفحات:......شمارہ:۹۳

رابطہ:0334-4612774__0307-5687800

باب نمبر چار (۴)

مولانا حفیظ اللہ کی کتاب

”مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں“

کا تحقیقی جائزہ

۱......مجالس ذکر اللہ کے نام پر علمائے دیوبند کے خلاف سازشیں

خادم اہل سنت عبد الرحیم چار یاری غفرلہ

۲......مسلکِ اہل سنت کے خلاف سازشیں

حافظ عبد الوحید الحنفی مدظلہ

مؤلف نے بلاتحقیق اپنے ظن بلکہ وہم کی بنیاد پر اکابر علماء کو ''کبیرہ گناہ میں شمولیت کا مجرم'' ٹھہرادیا، اور مؤلف نے یہ سوچنے کی زحمت نہ کی کہ بڑے بڑے اصحابِ علم کو بلاتحقیق کبیرہ گناہ کا مرتکب قرار دینا، کیا **"ان بعض الظن اثم"** اور گناہِ کبیرہ کی فہرست میں نہیں آتا؟

مولانا حفیظ اللہ نے حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ پر اعتراضات کرکے اور اُن کو مسلکِ دیوبند کا غلط ترجمان قرار دے کر اپنا وقار کھودیا ہے۔

مولانا حفیظ اللہ اور ہزاروی گروپ المہند کو ماننے کا تو بڑا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں، بلکہ ''المہند'' کا نام اپنے غلط مقاصد کے لیے استعمال بھی کرتے ہیں، لیکن ''المہند'' ہی کے مصنف کی دوسری کتاب ''براہینِ قاطعہ'' کو ماننے کے لیے تیار نہیں، حالانکہ ''براہین قاطعہ'' حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ نے حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے حکم سے تالیف فرمائی تھی، اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو بھی اس کے مطالعہ کا مشورہ دیا تھا۔

مولانا حفیظ اللہ کے ہی ایک پیر بھائی، مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کے خلیفہ، اپنے آپ کو ''فقیہ العصر'' کہلوانے کے شوقین جناب مولانا مفتی اسماعیل ونجارہ صاحب نے تو حد ہی کردی اور یہاں تک کہہ دیا کہ: ''مفتی عبدالواحد صاحب تو بس ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہیں۔ وہ کوئی باقاعدہ مفتی تو نہیں۔'' نیز حضرت قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کے بارے میں مفتی اسماعیل صاحب نے کہا کہ: ''وہ چونکہ بس ہر کسی پر تنقید کرتے تھے، اِس لیے اُن کو دینی خدمات کی توفیق نہیں ملی۔'' اور یہ کہ: ''میں اُن کے مدرسے میں گیا تھا، وہاں کچھ بھی نہیں تھا، کتے بھونک رہے تھے۔'' اناللہ وانا الیہ راجعون

الحمد للہ ہمیں مولانا عاشق الٰہی رحمہ اللہ کی شریعت وطریقت سے متعلق تحریرات سے بھی مکمل اتفاق ہے، اور مروجہ مجالس ذکر کے بارے میں اُن کے موقف پر بھی پورا اِعتماد ہے۔ نیز اُنہوں نے مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کے بارے میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ والوں کو جو خط لکھا تھا، اس سے بھی مکمل اتفاق ہے۔ اور حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے سامنے اُنہوں نے آج کل کی بکثرت خلافتوں کے ''چکر'' کی جو توضیح فرمائی تھی، اُس سے بھی مکمل اتفاق ہے۔

خادم اہل سنت عبدالرحیم چاریاری غفرلہ

مجالس ذکر اللہ کے نام پر
علمائے اہل سنت دیوبند کے خلاف سازشیں

کتاب کے نام میں سازشوں کا لفظ:

اس کتاب کے مؤلف نے کتاب کا نام ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' رکھا ہے، جبکہ مروجہ مجالسِ ذکر کو مکروہ وممنوع قرار دینے والے حضرات نے شرعی وفقہی دلائل کی بنیاد پر اِن مروجہ مجالسِ ذکر کو ناجائز قرار دیا ہے، جن میں بڑے بڑے اصحابِ علم وفقہ اور اصحابِ طریقت علماء ومشائخ داخل ہیں، اور ان کے قول کی اصل بنیاد قرآن وسنت اور قیاس سے ماخوذ اصول اور بالخصوص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مستند روایت پر ہے، اور جب کسی مسئلہ میں کوئی موقف شرعی وفقہی دلائل کی بنیاد پر اختیار کیا جائے، تو اس کو سازشوں وغیرہ کا نام دینا سراسر نازیبا حرکت ہے۔

کیا مؤلف اور ان کے ہم نوا حضرات یہ کہنے کی جرأت کریں گے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے زمانہ میں اجتماعی ذکر کرنے والوں کو مسجد سے نکال کر اور ان کو متفرق فرماکر ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' کیں، بلکہ سازشوں کی بنیاد رکھی؟ ظاہر ہے کہ مؤلف کے دعوے اور عمل کے مطابق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی اسی زمرہ میں آتے ہیں۔

اس کے بعد پھر متعدد فقہائے کرام ذکر کے لیے تداعی واجتماع کے اہتمام اور مخصوص کیفیات کے التزام پر کراہت کا حکم لگاتے رہے، جن میں متعدد اکابرِ دیوبند مثلاً حضرت گنگوہی، حضرت سہارنپوری، حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی، حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی، حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی، حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی، اور مرشدی قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہم اللہ جیسے جلیل القدر اکابرِ اہل سنت دیوبند شامل ہیں۔

مروجہ مجالسِ ذکر کی شرعی حیثیت کو نئی تحقیق قرار دینا:

مؤلف نے کتاب کی وجہ تالیف کے ضمن میں لکھا ہے:

''تیسرا بڑا عیب اور خیانت یہ ہوئی کہ اس (کتاب یعنی ''تحفظ عقائدِ اہلِ سنت'') میں ایک حصہ نئی تحقیق کا شامل کیا گیا، جس کا نام رکھا ''مجالس ذکر اللہ اور ذکر بالجہر بدعت ہے''۔اس میں خالص ان لوگوں کے بناوٹی اور مخفی نظریات تھے، جو بالکل سلفیوں اور مماتیوں والے تھے، اور اِس عنوان سے اُن ہی کی خدمت کرنا مقصود تھا، انہوں نے اپنے گمراہ کن نظریات کو اکابرین علمائے دیوبند کے نام لگانے کی کوشش کی۔'' [مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں:۱۸]

۱......اولاً تو مروجہ مجالسِ ذکر اللہ پر نکیر کو ''نئی تحقیق'' قرار دینا ہی مؤلف کی کم علمی یا ناانصافی ہے کہ جس عمل پر نکیر کا آغاز صحابۂ کرامؓ کے دور میں ہو چکا تھا، اور تسلسل کے ساتھ اُمت کے فقہاء اس کو نقل کرتے رہے، اور یہ سلسلہ اکابر اہل سنت دیوبند تک جاری رہا، اور جاری ہے، یہ تحقیق کیونکر نئی ایجاد کہلائے جانے کی مستحق ہوسکتی ہے؟

۲......دوسری بات یہ ہے کہ مروجہ مجالسِ ذکر کی کراہت کے قائلین اکابرِ اُمت کے اِنکار کو ''خالص بناوٹی اور مخفی نظریات'' قرار دینا اور ان کو سلفیوں اور مماتیوں کے ساتھ جوڑنا اور اُن کی طرف گمراہ کن نظریات کی نسبت کرنا سراسر بہتانِ عظیم ہے۔

بھلا جن اکابر حضرات نے اپنی زندگیاں اور عمریں احیائے سنت اور ابطالِ بدعت کے لیے صرف کردیں، اگر وہی اکابر حضرات بدعتی اور گمراہ ہوگئے، تو پھر مؤلف اپنی نسبت کن اکابر کی طرف کریں گے؟

۳......تیسری بات یہ ہے کہ ہماری کتاب کے باب نمبر چھ(۶) کا نام ہے: ''مروجہ مجالس ذکر و درود کی شرعی حیثیت'' جبکہ مولانا حفیظ اللہ نے اس کا نام ''مجالس ذکر اللہ اور ذکر بالجہر بدعت ہے۔'' نقل کیا ہے، ہماری کتاب کے آٹھ (۸) ابواب میں سے کسی بھی باب کا یہ نام نہیں ہے جو مولف نے خود گھڑ کر ہماری طرف منسوب کیا ہے۔ اِس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مولانا حفیظ اللہ کی کتاب کی بنیاد ہی ''بہتان طرازی، غلط بیانی اور کوتاہ فہمی یا بے انصافی'' پر ہے۔

۴......چوتھی بات یہ ہے کہ قرآن وسنت سے ثابت صحیح نظریہ اگر کسی باطل مذہب نے اپنایا ہوا ہو تو اُس نظریے کو محض اِس وجہ سے نہیں چھوڑا جاسکتا کہ ''یہ تو فلاں فرقے کا نظریہ ہے۔''

اور نہ ہی کسی کو اُس درست نظریے کی بنا پر اُس فرقے کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً: سلفی اور مماتی ''ختم نبوت'' کے قائل ہیں، کیا مولانا حفیظ اللہ، صوفی اقبال صاحب اور مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ''اُن کا نظریہ ختم نبوت بالکل مماتیوں اور سلفیوں والا ہے؟'' ......اسی طرح بریلوی نبی کریم ﷺ کو قبر اطہر میں حیات تسلیم کرتے ہیں، کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ: ''صوفی اقبال صاحب، مولانا عبدالحفیظ مکی، مولانا ہزاروی وغیرہ کا عقیدہ حیات النبی بالکل بریلویوں والا ہے؟'' اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو اِسی طرح مجالس ذکر و درود کے بارے میں بھی اگر سلفیوں یا مماتیوں نے اکابر اہل سنت والا عقیدہ اپنا لیا ہے تو اس کی بنا پر کسی صحیح العقیدہ کو اُن کی طرف منسوب کرنا مغالطے کے سوا کچھ نہیں۔ اِس سے معلوم ہوا کہ مولانا حفیظ اللہ کی کتاب کی بنیاد ''مغالطہ دہی'' پر بھی ہے۔

اکابر کی طرف کبیرہ گناہ میں شمولیت کی نسبت:

مؤلف نے کتاب کی وجہ تالیف کے ضمن میں یہ بھی لکھا ہے:

> ''بندہ کو پریشانی تقریظات لکھنے والے علماء سے ہوئی، جنہوں نے ایسی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا، اور تقریظیں لکھیں، جو ایک شہادت کا درجہ رکھتی ہیں، بلا پڑھے اور بلا سوچے علامہ عبدالرحیم صاحب کی خدمات کو سراہتے ہوئے ایسے مضامین کی تائید کی ہے، جو کہ کبیرہ گناہ میں شمولیت کے مترادف ہے۔'' [مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں:۱۹]

۱......اگر مؤلف کے دل میں مذکورہ کتاب کی تقریظات لکھنے والے علمائے کرام سے اِس وجہ سے پریشانی لاحق ہوئی کہ اُنہوں نے غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا، اور اُنہوں نے بلا سوچے سمجھے تقریظات لکھ دیں، جو کبیرہ گناہ میں شمولیت کے مترادف ہے، تو مؤلف کی ذمہ داری تھی کہ وہ مذکورہ علماء کو اِس 'گناہ' کی نشاندہی کر کے 'توبہ' کی طرف متوجہ کرتے، لیکن مؤلف نے اِس کی زحمت تو نہ کی، نہ ہی اُن علمائے کرام سے اِس سلسلہ میں کوئی استفسار کیا، اور اس کے بجائے بلاتحقیق اپنے ظن بلکہ وہم کی بنیاد پر اُن کو ''کبیرہ گناہ میں شمولیت کا مجرم'' ٹھہرادیا، اور مؤلف نے یہ سوچنے کی زحمت نہ کی کہ بڑے بڑے اصحابِ علم کو بلاتحقیق کبیرہ گناہ کا مرتکب قرار دینا، کیا **''ان بعض الظن اثم''** اور گناہِ کبیرہ کی فہرست میں نہیں آتا؟

۲......دوسری بات یہ ہے کہ مولانا حفیظ اللہ صاحب اگر اِن حضرات اکابر اہل سنت

دیوبند کی تحریرات وتقریظات کو علوی مالکی اور اقبالی و ہزاروی چشمہ سے دیکھیں گے تو ظاہر بات ہے پریشانی ہی ہوگی۔ اور اگر حق اور انصاف کی نظر سے دیکھیں گے تو اِن شاء اللہ کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ اِس لیے اُن سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ اپنی نظر کا چشمہ تبدیل کر کے دیانت وصداقت کا چشمہ لگالیں، ان شاء اللہ سب کچھ ٹھیک نظر آئے گا۔

مروجہ مجالسِ ذکر کی مخالفت کو اکابر کا مقابلہ قرار دینا:

مؤلف نے کتاب کی وجہ تالیف کے ضمن میں یہ بھی لکھا ہے:

''اس کتاب پر مولانا محمد انور صاحب اوکاڑوی مدظلہ اور مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہ سومرو کی تقریظات بھی ہیں، جن سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات بھی مجالسِ ذکر کی مخالفت میں اپنے اکابر کے مقابلہ میں آ گئے۔ (حالانکہ ہمارا یقین ہے کہ ان کا نکتۂ نظر ایسا نہیں ہوگا)'' [مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں: ۲۰]

افسوس کی بات ہے کہ جو حضرات اکابر کے مسلک ومشرب کے ترجمان ہیں، اُن کو تو بلا دلیل اکابر کے مقابلہ میں آنے والا شمار کیا جا رہا ہے، اور جو حضرات اکابر کے مسلک ومشرب کو خلط ملط بلکہ تحریف کر کے سنت کے بجائے بدعات کا حامی قرار دیتے ہیں، جن میں مؤلف کے شیخ سرفہرست ہیں، اُن کو اکابر کے مقابلہ میں آنے کے زمرہ میں داخل نہیں کرتے، یہ ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' والی مثال ہے۔

قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ پر بے اعتمادی:

مرشدی قائد اہل سنت وکیلِ صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے، حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وخدمات کے ضمن میں اپنی حیات ہی میں مروجہ مجالس ذکر پر ایک مضمون تحریر فرمایا تھا، جس کو ہم نے اپنی کتاب ''تحفظِ عقائدِ اہلِ سنت'' کے باب نمبر ۶ میں ''مروجہ مجالسِ ذکر و درود شریف کی شرعی حیثیت'' کی سرخی کے ذیل میں شامل کیا ہے۔ مولانا حفیظ اللہ صاحب حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے اس مضمون کے متعلق لکھتے ہیں:

''راقم انتہائی حیران وپریشان ہے کہ علامہ عبدالرحیم صاحب.... نے پہلا مضمون حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کے نام سے شائع کیا ہے، جبکہ ہماری نظر میں یہاں

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کا نام استعمال کیا گیا ہے اور مضمون کسی معتبر خادم یا عزیز کا ہوسکتا ہے۔ یہ بات اس لیے عرض کی ہے کہ اس مضمون میں کچھ ایسی قابلِ اشکال باتیں ہیں، جو حضرت قاضی صاحب کی نسبت سے بہت بعید محسوس ہوتی ہیں یا پھر حضرت سے کوئی تسامح ہوا ہے۔ اور عشاق نے اسی طرح بلاسوچے سمجھے پھیلا دیا ہے۔'' [ص:۵۶]

ا......مؤلف مذکور کی یہ بہت بڑی بے باکی وجسارت ہے، کہ انہوں نے بلاتحقیق یہ الزام عائد کیا ہے۔ جبکہ واقعہ یہ ہے کہ مذکورہ مضمون حضرت قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ نے اپنی حیات میں ۱۷رجمادی اولیٰ ۱۴۱۹ھ، بمطابق ۹ر ستمبر ۱۹۹۸ء کو اپنے قلم سے خود تحریر فرمایا، جو پہلے ماہنامہ ''حق چاریار، لاہور، حضرت جہلمی نمبر، ج:۱۱شمارہ: ۷تا۱۱، جولائی تا نومبر ۱۹۹۸ء'' میں شائع ہوا۔

(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ''مردِ حق پرست، خطیبِ اہل سنت حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وخدمات'' مؤلفہ: قائد اہلِ سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ ناشر: دفتر جامعہ عربیہ اظہار الاسلام، مدنی جامع مسجد، چکوال)

بلکہ اِس مضمون سے پہلے بھی حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے ''روحانی مجالس، مجلس درود شریف، درود بالجہر کا حکم اور مستحب کے لیے تداعی کا حکم'' کے عنوان کے تحت یہی بات اختصار کے ساتھ تحریر فرمائی تھی جو حضرت رحمہ اللہ کے قسط وار مضمون کی پندرہویں قسط میں [ماہنامہ حق چار یار، اگست ۱۹۹۷ء میں] شائع ہوئی تھی۔

اس کے بعد حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ جنوری ۲۰۰۴ء تک حیات رہے، گویا ۱۹۹۷ء والے مضمون کی اشاعت کے بعد تقریباً سوا چھ (۶) سال اور ۱۹۹۸ء والے مضمون کی اشاعت کے بعد تقریباً پانچ (۵) سال حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ حیات رہے، اور قلم وکتاب سے اُن کا رشتہ بھی قائم رہا، اُن کے مضامین ''ماہنامہ حق چاریار'' میں بدستور شائع ہوتے رہے۔ اور اُن کی طرف سے اِن مضامین کی تردید کے بجائے تائید ہی سامنے آتی رہی۔ جو اِس بات کی ٹھوس اور مضبوط دلیل ہے کہ یہ مضامین حضرت رحمہ اللہ کے اپنے تھے، جو اُنہوں نے خود ہی تحریر فرمائے تھے۔ لہٰذا مولانا حفیظ اللہ صاحب کا یہ کہنا کہ: ''قاضی صاحب کا نام استعمال کیا گیا ہے۔'' بالکل غلط اور خلافِ حقیقت ہے۔ **یاللعجب ولضیعة الأدب.**

۲......نیز مولانا حفیظ اللہ صاحب کا یہ کہنا کہ ''حضرت (قاضی صاحب رحمہ اللہ) سے

کوئی تسامح ہوا'' یہ بھی غلط ہے، اِس لیے کہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے یہ بات بلا دلیل اور بلا حوالہ نہیں لکھی، بلکہ اکابر اہل سنت دیوبند کے حوالہ جات کے ساتھ لکھی ہے، لہٰذا اِنصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ مولانا حفیظ اللہ صاحب اِس بات کو اکابر اہل سنت دیوبند کا موقف تسلیم کرتے اور پھر اکابر دیوبند سے اپنا اختلاف ظاہر کرتے، یا پھر اس مضمون میں جن اکابر کے حوالے ہیں، اُن سب کے تسامح کا ڈھنڈورا پیٹتے اور اکابر دیوبند کے واضح اور غیر مبہم حوالہ جات کے ساتھ علمائے دیوبند کا اصل موقف ظاہر کرتے، لیکن اُنہوں نے کیونکہ کتاب کی بنیاد ہی منفی صفات پر رکھی ہے، اِس لیے وہ اِس قسم کی ناانصافیاں، غلط بیانیاں اور مغالطہ آمیزیاں شروع سے آخر تک کرتے چلے گئے ہیں۔

حضرت قاضی رحمہ اللہ نے اپنے مضمون میں تحریر فرمایا تھا کہ: ''مشائخ کا فعل حجت نہیں، اور بعض مشائخ کے تفرادت بھی ہوتے ہیں۔'' اِس پر اعتراض کرتے ہوئے مولانا حفیظ اللہ لکھتے ہیں:

''مشائخ کا فعل حجت نہیں، اور تفردات ہوتے ہیں۔''
اگر اکابر مشائخ کی زندگی سنت کے مطابق ہو، تو لوگوں کے لیے نمونہ کیوں نہیں بنے گی، اس جملہ کا مطلقاً ہونا بے معنیٰ ہے۔'' [مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں: ۶۰]

نیز لکھتے ہیں:

''حضرت مدنی کے نام پر کھانے والے اور محبتیں ظاہر کرنے والے ان سے بھی بدظن ہیں۔'' [مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں: ۶۳]

مزید لکھتے ہیں:

''باقی جو حضرت جہلمی کی خصوصیت بتائی ہے کہ ''وہ کبھی مجلس میں شریک نہیں ہوئے اور خود کبھی مجلس نہیں کرائی۔'' یہ کوئی کمال نہیں ہے بلکہ عیب اِس لیے ہے کہ اِس سے اپنے بزرگوں کے عمل کی مخالفت کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا۔ اِس میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ: بیعت اِس لیے کہ شیخ ولی اور متبع سنت ہے اور اُن کی اتباع اور اُن کی مجلس میں شریک اِس لیے نہیں ہوتے تھے کہ شیخ کو بدعتی سمجھا اور مرید نے اپنے آپ کو گویا شیخ سے افضل جانا۔ نیز یہ کہ حضرت جہلمیؒ نے اکابرین دیوبند کی پیروی کی اور مروجہ مجالس ذکر کے طریقہ پر مجلس ذکر نہیں کرائی۔ تو اپنے شیخ حضرت لاہوریؒ پر اعتراض ہوگیا اور شیخ کی مخالفت بھی، کیونکہ اجازت شیخ کا مقصد ہی سلسلے کے

کام کو بڑھانا اور خدمت خلق کا جذبہ رکھنا ہے اور امت کی اصلاح کے لیے فکر مند ہونا۔'' [مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں: ۶۴]

لگتا ہے کہ مؤلف موصوف نے اپنے تئیں ''مجالس ذکر اللہ کی خدمت'' سمجھتے ہوئے جس کام کا بیڑہ اُٹھایا ہے، وہ اُن کے بس کا نہیں ہے، بلکہ اگر اُن کے غلط نظریے اور غلط موقف سے ہٹ کر بھی دیکھا جائے تو اُن کے اندازِ تحریر، لب ولہجہ اور ناانصافی، مغالطہ آمیزی اور بہتان طرازی کی روش اختیار کرنے سے نقصان ہی ہوا ہے۔

نیز وہ جگہ جگہ اپنی کم علمی، لاعلمی اور ناواقفیت یا پھر تجاہل عارفانہ کا ثبوت دیتے ہیں۔ اور عجیب وغریب باتیں لکھ جاتے ہیں۔ حالانکہ قطب عالم حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات ''تذکرۃ الرشید'' میں ''بعض مسائل میں اعلیٰ حضرت کی موافقت نہ فرمانا، طریقت میں باعثِ الزام نہیں ہے'' کے ذیل میں لکھا ہے:

''تصوف کا یہ مسئلہ مسلم ہے کہ صاحبِ نسبت ہونے کے بعد منتہی کو شیخ کے ہر ہر فعل کا اتباع ایسا ضروری نہیں ہے جیسا کہ مبتدی کو ضروری ہے، چنانچہ سلف صالحین کی سوانح اس قسم کے واقعات اور بعض بعض مسائل میں مرید کا پیر کے فعل کو قابلِ اتباع نہ سمجھنے کی حکایات سے بھری پڑی ہیں۔''

[تذکرۃ الرشید: ۲/۱۸۴، در ذیل ''معنوی کمالات''، مکتبۃ الشیخ، محلہ مفتی، سہارنپور، انڈیا]

خود حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے جو فیصلہ ہفت مسئلہ کے متعلق مراسلت ومکاتبت ہوئی، اور اس میں اپنے اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے سے حضرت گنگوہی کو اختلاف تھا، اس میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا:

''امرِ ثانی کے باب میں اگرچہ سرِ دست آپ کو (حضرت شیخ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ سے) بوجہ فرطِ عقیدت ومحبت کے ناگوار گزرے، اور اس بندے کو گستاخ وبے ادب تصور کرو، مگر حق کہہ دینے میں مجھے یہ امر مانع نہیں، وہ یہ ہے کہ ...... اگر کسی کا شیخ کوئی امر خلافِ امرِ شرع کے فرماوے گا تو اس کا تسلیم کرنا جائز نہ ہوگا، بلکہ خود شیخ کو ہدایت کرنا مرید پر واجب ہوگا، کیونکہ ہر دو کا حق ہر دو پر ہے، اور شیوخ معصوم نہیں ہوتے، اور جب تک شیخ کسی مسئلہ کو جو بظاہر خلاف، شرعی ہو، بدلائلِ شرعیہ قطعیہ ذہن نشین نہ کردے، مرید کو اس کا قبول کرنا ہرگز روا

نہیں ،اس کی نظیریں احادیث سے بکثرت ملتی ہیں۔'' [تذکرۃ الرشید:۱/۱۲۲]

مزید تحریر فرمایا:

''ایسا بدستِ شیخ ہوجانا کہ مامور ومنہی کی کچھ تمیز نہ رہے، یہ اہلِ علم کا کام نہیں' **لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق** '' یہ امر بھی عام ہے،اس سے کوئی مخصوص نہیں،اور اگر کسی عالم نے اس کے خلاف کیا ہے،تو بہ سبب فرطِ محبت کے اور جنونِ عشقیہ کے کیا ہے،سو وہ قابلِ اعتبار نہیں۔'' [تذکرۃ الرشید:۱/۱۲۳]

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ ہفت مسئلہ اور مجلسِ مولود وغیرہ سے متعلق مراسلت کے سلسلہ میں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر فرمایا:

''عوام ،علماء کا اختلاف مسئلہ کو مجتہَد فیہ نہیں بناتا، بلکہ اس میں ایک ہی جانب حق ہوتی ہے کہ جو موافق قانونِ شریعت کے ہو،اور دوسری رائے باطل ہوتی ہے۔''

[تذکرۃ الرشید:۱/۱۲۹]

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سے مذکورہ مراسلت کے بعد حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے آخر میں یہ تحریر کیا:

''حضرت اعلیٰ کے ارشادات سے اس عمل کے جو مفاسدِ علمیہ وعملیہ عوام میں غالب ہیں، پیشِ نظر ہوگئے،اور ارادہ کرلیا کہ ہرگز ایسی مجالس میں شرکت نہ ہوگی ......

یہاں کے بعض علماء مجھ کو وہابی کہتے ہیں،اور بعض بیرونی علماء بھی یہاں آ کر لوگوں کو سمجھا گئے کہ یہ شخص وہابی ہے،اس کے دھوکہ میں مت آنا۔'' [تذکرۃ الرشید:۱/۱۳۵]

مولانا حفیظ اللہ صاحب بھی اُن محقق علماء وفقہاء کو جو شرعی وفقہی دلائل کی بنیاد پر اور اِن مجالس میں پائے جانے والے علمی وعملی مفاسد کے پیشِ نظر ان سے منع کرتے ہیں، اُن کو وہابی کے بجائے موجودہ دور کے سلفیوں کا لقب دیتے ہیں، اور یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ یہ سلفی حضرات ہیں، ان کے دھوکہ میں مت آنا۔ ظاہر ہے کہ مؤلف مذکور کا محقق علماء وفقہاء کے خلاف یہ طرزِ عمل ان علماء کے طرزِ عمل کے مشابہ ہے، جو حضرت تھانوی رحمہ اللہ جیسے اکابر حضرات کے خلاف اختیار کرچکے ہیں۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۷۷ کے ذیل میں فرماتے ہیں:

''اس میں ان رسوم کا ابطال ہے جو شریعت کے خلاف ہیں، گو مشائخ کی طرف منسوب ہوں،اور

اگر وہ مشائخ محققین ہیں تو ان کی طرف منسوب کرنے کی تکذیب کریں گے یا کسی عذرِ صحیح پر محمول کریں گے۔''

[مسائل السلوک من کلام ملک الملوک یعنی مسائلِ تصوف قرآن کی روشنی میں:۱۶۰]

ایک مقام پر سورۂ توبہ کی آیت نمبر۳۱/ کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں:

''اس میں نصوص کے مقابلہ میں تقلید کرنے کی مذمت ہے، جیسا جاہلوں کی عادت ہے کہ جب رسومِ منکرہ سے منع کیا جائے تو اپنے مشائخ سے تمسّک کرتے ہیں۔'' [مسائل السلوک:۲۲۷]

حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

وَاَمَّا رُسُوْمُ الصُّوْفِيَّةِ مِنَ السِّمَاعِ وَالْاَعْرَاسِ وَالْحَلَقَاتِ وَنَحْوِهَا فَلَا يُعْبَأُ بِهَا.

[اعلاء السنن:۱۸/۴۶۶، کتاب الذکر والدعاء]

''صوفیاء کی رسوم جیسے سماع، عرس اور حلقے اور ان جیسی دوسری رسمیں قابلِ اعتبار نہیں ہیں۔''

امام اہلِ سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ بات طے شدہ ہے کہ اجتہاد کے لئے چند نہایت ضروری شرطیں ہیں جن میں وہ نہ پائی جاسکیں، اُن کی بات ہرگز حجت نہیں ہوسکتی۔ اسی طرح محض صوفیوں کی باتیں بھی شرعاً کوئی حیثیت نہیں رکھتیں، اِلّا یہ کہ وہ شریعت کے موافق ہوں، چنانچہ علامہ قاضی ابراہیم الحنفی رحمہ اللہ (المتوفی فی حدود ۱۰۰۰ھ) لکھتے ہیں:

اور جو عابد و زاہد اہلِ اجتہاد نہیں، وہ عوام میں داخل ہیں، ان کی بات کا کچھ اعتبار نہیں۔ ہاں اگر ان کی بات اُصول اور معتبر کتابوں کے مطابق ہو تو پھر اس وقت معتبر ہوگی۔ (نفائس الاظہار ترجمہ مجالس الابرار:۱۲۷)'' [راہِ سنت:۶۱، بابِ اوّل]

ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

''حضراتِ صوفیاء کرام کی ایسی باتیں خود قابلِ تاویل ہوں گی، مثلاً اس جہر سے ادنیٰ جہر مراد لی جائے، یا تعلیم کی خاطر ہو اور اگر تاویل نہ ہوسکی تو ان کو معذور سمجھتے ہوئے ان کا قول ترک کردیا جائے گا، نہ یہ کہ ان پر مذہب کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے، مذہب کی بنیاد تو قرآن کریم و حدیث شریف اور حضراتِ ائمہ قضاء اور خصوصاً حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی بات اور فقہ حنفی کی مستند ترین کتابوں پر ہی رکھی جاسکتی ہے۔''

[حکم الذکر بالجہر:۱۹۷و۱۹۸، بابِ دہم، طباعتِ سوم ۱۴۱۷ھ]

اِن حوالہ جات کی روشنی میں مولانا حفیظ اللہ صاحب اپنا جائزہ لے سکتے ہیں، اور فیصلہ کرسکتے ہیں کہ وہ خود اِس الزام کے زمرہ میں آتے ہیں، جس کا وہ دوسروں کو الزام دے رہے ہیں، یا کوئی اور۔

مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہ پر تنقید:

''مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب کا تحفظ عقائدِ اہلِ سنت میں حصہ'' کے تحت لکھتے ہیں:

''اس کتاب میں حصہ ڈالنے والے ساہیوال (ضلع سرگودھا) کے ایک ''عظیم مفتی صاحب'' بھی ہیں، میری مراد مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب ہیں۔ جو حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ کے نہ صرف صاحبزادے بلکہ ''گدی نشین'' بھی ہیں، موصوف کو بھی ''ذکر بالجہر'' سے صرف اختلاف ہی نہیں نفرتِ شدیدہ بھی ہے۔ اس کے کئی اسباب ہوسکتے ہیں۔جن میں سے ایک دو کو بندہ عرض کیے دیتا ہے۔

سبب نمبرا، محبت وموانست بہ سلفیت:

مفتی صاحب کا سلفی نظریات والے احباب سے تعلق ومحبت بھی مجالسِ ذکر سے نفرت کا ذریعہ ہوسکتی ہے۔جن میں سے ایک مفتی رضوان صاحب بھی ہیں جن کا حقانیہ ساہیوال میں آنا جانا اور قیام ہوتا ہے۔

سنہ ۳۵/۱۴۳۴ھ میں جناب مفتی رضوان صاحب نامی مجتہد نے مدرسہ حقانیہ میں تین دن قیام کیا اوران تین دنوں میں درجہ تخصص کے طلباء کو کئی درس دیے،جن میں سے ایک درس میں حنفیوں کی معتبر کتاب فتاویٰ شامی کا خوب آپریشن کیا، جس سے طلبا کا اس بات پر ذہن پختہ ہوگیا کہ فتاویٰ شامی بالکل غیر معتبر کتاب ہے۔ دوسرے درس میں رفع یدین کی فضیلت واولویت پر دلائل دیے گئے، اس جماعت تخصص میں ہمارا بھی ایک شاگرد تھا۔اس نے ہمیں بتایا تو ہم نے اس طالب علم کی ذہن سازی کی، الحمدللہ اسے بات سمجھ آگئی۔ بندہ نے اس مدرسہ کے ایک بڑے استاذ جو ہمارے اچھے ساتھی بھی تھے، میری مراد حضرت مولانا ظفر اللہ صاحب مرحوم ہیں۔ ہم کئی مرتبہ ان کے مہمان بھی بنے۔ملنے کے لیے آنا جانا ہوجاتا تھا۔تو اُن سے اِس بات کی شکایت کی کہ ہمارے طلبا یہاں تخصص کرنے کے لیے آتے ہیں نہ کہ گمراہ ہونے کے لیے، تو انہوں نے فرمایا کہ بڑے مفتی صاحب کے مہمان بن کر آتے ہیں تو اُن سے کیا کہیں؟ حقیقت اللہ تعالیٰ جانتے ہیں۔لیکن کچھ دوستوں نے بتایا کہ مفتی رضوان پکا تقلید کا باغی ہے۔لیکن اُس

نے تقیہ کی چادر اوڑھ رکھی ہے۔ اور بہت سارے غلط نظریات موقع بموقع جاری کرتے رہتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

سبب نمبر دو: اظہارِ سلفیت:

بندہ نے مذکور مفتی صاحب (یعنی مفتی عبدالقدوس صاحب) کا ایک اور عمل دیکھا، جس سے بندہ یہ سمجھا کہ مفتی صاحب باطناً سلفی نظریات کی طرف میلان رکھتے ہیں۔'' [ص:۳۱،۳۲]

اس دوسرے سبب کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مؤلف مذکور نے حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہ کی طرف سے مولانا ظفر اللہ رحمہ اللہ کی تدفین کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء نہ کرنے کے عمل کو قرار دیا ہے۔

جہاں تک پہلے سبب کا تعلق ہے، تو اس کا جواب تو مفتی محمد رضوان صاحب نے اپنے مضمون میں دیدیا ہے۔ اور جہاں تک دوسرے سبب کا تعلق ہے، تو مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب کے مذکورہ عمل کو سلفی نظریات کی طرف میلان کا سبب قرار دینا غلط فہمی یا ناانصافی پر مبنی ہے۔

ا...... کیونکہ اولاً تو دعاء کے لیے ہاتھ اٹھانا ضروری نہیں، بلکہ بغیر ہاتھ اٹھائے بھی دعاء کرنا جائز ہے، دعاء کے وقت ہاتھ اٹھانا صرف دعاء کے آداب میں سے ہے، بعض حضرات نے قبر پر ہاتھ نہ اٹھانے اور ہاتھ اٹھائے بغیر دعاء کرنے کو ترجیح دی ہے، بالخصوص متبرک شخصیات کی قبر پر، یہی وجہ ہے کہ بہت سے فقہائے کرام کی عبارات میں میت کے لیے دعاء کرتے وقت ہاتھ اٹھانے کا صراحتاً ذکر نہیں پایا جاتا۔

اور بعض حضرات نے قبر پر دعاء کرتے وقت قبلہ کی طرف رخ کرکے ہاتھ اٹھانے کو ترجیح دی ہے، اور بعض حضرات نے قبر کی طرف رخ کرکے ہاتھ اٹھانے کی بھی گنجائش دی ہے۔

احسن الفتاویٰ میں ہے کہ:

''سوال: میت کو ثواب پہنچانے کے لئے قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: جائز ہے، کما ورد فی حدیث مسلم، البتہ بزرگوں کے مزار پر ہاتھ نہ اٹھائے، تاکہ اہلِ قبر سے مانگنے کا ایہام نہ ہو۔'' [احسن الفتاویٰ:۲۲۵/۴، باب الجنائز]

اور کفایتُ المفتی میں ہے کہ:

''مزار پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا مباح ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ یا تو مزار کی طرف منہ کرکے بغیر ہاتھ اٹھائے فاتحہ پڑھے، یا قبلہ رخ کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھ لے۔'' [کفایت

المفتی: ۴/۱۹۴، ۱۹۵، کتاب الجنائز، مطبوعہ: دارالاشاعت، کراچی، طباعت: جولائی ۲۰۰۱ء]

پس جب قبر پر ہاتھ اٹھائے بغیر بھی دعاء کرنے کا قول موجود ہے، تو اس پر عمل کرنے والے کو قبر پر دعاء کا منکر قرار دینا اور اس بنیاد پر سلفی نظریات کی طرف میلان رکھنے کا الزام عائد کرنا کتنی صداقت رکھتا ہے؟ محتاج بیان نہیں۔

۲......مولانا حفیظ اللہ صاحب نے مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہ کے بارے میں ''موصوف کو بھی ''ذکر بالجہر'' سے صرف اختلاف ہی نہیں نفرتِ شدیدہ بھی ہے۔'' لکھ کر مولانا ہزاروی کے خلیفہ ہونے اور جناب احمد رضا خان کے سلسلہ سے وابستہ ہونے کا ثبوت خود ہی دیدیا ہے، بلکہ ہزاروی خلافت کا حق ادا کردیا ہے۔ جناب احمد رضا خان صاحب اور اُن کی فکری ذریت کا بھی یہی طریقہ ہے کہ اذان سے متصل صلوۃ وسلام کے مانعین کو ''منکرین درود'' اور بعد فرض نماز اجتماعی ذکر کلمہ کے مانعین کو ''منکرین کلمہ'' قرار دیدیتے ہیں۔ بالکل اسی طرح مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی اور اُن کے ''مایہ ناز'' خلیفہ جناب مولانا حفیظ اللہ صاحب بھی ''مروجہ مجالس ذکر'' کے مانعین کو ''ذکر اللہ کا مخالف'' باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ دجل وفریب کے اس سلسلہ سے وابستگی نے ہی مولانا حفیظ اللہ صاحب کو اِس اقدام پر مجبور کیا ہے۔ حوالہ کے لیے دیکھیے ہمارا مضمون ''اکابر اہل سنت مولانا ہزاروی کی جارحیت کی زد میں'' شائع شدہ مجلّہ صفدر۔ (شمارہ: ۸۰/ اکتوبر ۲۰۱۷ء) یہ مضمون زیر نظر مجموعہ میں بھی شامل ہے۔

جہاں تک مولف کی طرف سے مولانا مفتی محمد رضوان صاحب کے جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا میں طلبہ کے بیان کا تعلق ہے، تو اس کی درج ذیل توضیح خود مولانا مفتی محمد رضوان مدظلہ نے ''ایک تحریر اور اس کا جواب'' کے عنوان سے اپنے ماہنامہ ''التبلیغ'' میں کردی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

۱......کتاب ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' کے مؤلف مولانا حفیظ اللہ کا انداز تحقیق کے اُصولوں کے مطابق نہیں بلکہ مختلف مقامات پر دعویٰ غلو ومبالغہ سے تجاوز کرکے غلط بیانی تک پہنچ چکا ہے، کئی مقامات پر متعدد ومستند اہلِ علم واکابر حضرات کے متعلق جھوٹے الزامات پائے جاتے ہیں۔

۲......مولانا مفتی رضوان صاحب کو جامعہ حقانیہ ساہیوال میں طلبہ وغیرہ سے خطاب

کرنے کے لیے جانے آنے کے زیادہ مواقع میسر نہیں آئے۔ لہٰذا مولانا حفیظ اللہ صاحب کا یہ کہنا کہ: ''مفتی رضوان صاحب کا جامعہ حقانیہ میں آنا جانا اور قیام ہوتا ہے۔'' غلط اور خلافِ واقعہ ہے۔

۳......علامہ شامی رحمہ اللہ کی مشہورِ زمانہ کتاب کے بارے میں مفتی رضوان صاحب کا فرمانا یہ ہے کہ: وہ اپنے فتاویٰ اور مضامین وغیرہ میں شامی کے حوالے دیتے رہتے ہیں۔ البتہ بعض علماء جو ہر مسئلے میں علامہ شامی رحمہ اللہ کی رائے کو ہی حرفِ آخر سمجھتے ہیں، مفتی رضوان صاحب کو اُن کی اِس بات سے اتفاق نہیں ہے۔ بلکہ دوسرے فقہاء علامہ ابن نجیمؒ وغیرہ پر بھی اعتماد کرنا چاہیے۔ لہٰذا مفتی رضوان صاحب کی اِس بات کو ''شامی کے آپریشن'' سے تعبیر کرنا مولانا حفیظ اللہ کی غلط بیانی ہے۔

۴......مفتی رضوان صاحب کے نزدیک رفع یدین نہ کرنا اولیٰ ہے۔ لہٰذا مولانا حفیظ اللہ کا اُن کی طرف رفع یدین کے اولیٰ ہونے کی نسبت کرنا خلافِ واقعہ ہے اور غلط بیانی ہے۔

۵......مفتی رضوان صاحب کے نزدیک غیر مجتہد پر تقلید واجب ہے، اور اُن کو اِس کے وجوب میں کوئی شبہ نہیں۔ لہٰذا مولانا حفیظ اللہ کی طرف سے مفتی رضوان صاحب کو ''پکا تقلید کا باغی'' کہنا غلط اور خلافِ واقعہ ہے۔

۶......مولانا حفیظ اللہ نے مفتی رضوان صاحب پر بلا تحقیق ''تقیہ'' وغیرہ کا الزام عائد کیا ہے، جبکہ خود بدگمانی، بدزبانی اور غلط بیانی جیسے جرائم کے مرتکب ہوئے ہیں۔

اور اس کے برعکس اقبالی، ہزاروی گروپ کی مالکی بدعات کو در پردہ ہوا دے رہے ہیں، اور اِس کو تقیہ کی فہرست میں شمار نہیں کر رہے، حالانکہ وہ چیزیں بالاتفاق بدعت ہیں۔ یہ بھی مولانا حفیظ اللہ کی ناانصافی اور مغالطہ دہی ہے۔

مکمل تحریر کے لیے دیکھیے [ماہنامہ التبلیغ، ادارہ غفران، راولپنڈی، بابت: اگست ۲۰۱۷ء]

اِمدادُ الاحکام کے فتویٰ کا حوالہ:

مولانا حفیظ اللہ نے ایک مقام پر یہ عنوان قائم کیا ہے: ''مفتی عبدالقدوس صاحب اپنے دادا جان کے فتوے کے خلاف''۔ پھر اس کے ضمن میں وہ لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا عبدالکریم گمتھلوی، مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب کے دادا جان ہیں، آپ کی نسبت گمتھلوی علاقے کی طرف ہے، حضرت گمتھلوی رحمہ اللہ، حضرت حکیم الامت

مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے با اعتماد خلفاء میں سے تھے، اس لیے حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے ان سے تحقیق وفتویٰ کا کام بھی لیا، تقریباً پانچ سو کے قریب فتاویٰ ان کے "امداد الاحکام" میں موجود ہیں، اَب ہم موجودہ مختلف فیہ مسئلہ کو ذکر کرتے ہیں۔

سوال: ہمارے اطراف میں ایک گروہ ایک پیر سے مرید ہوا ہے، پیر اور مرید سب کے سب ایسے طریقے پر ذکر کرتے ہیں کہ کرتے کرتے ناچنا شروع کردیتے ہیں، اور سر گھماتے گھماتے بے ہوش ہوجاتے ہیں، اور سب لوگ کہتے ہیں کہ یہ ذکرِ جلی ہے۔" [ص:۱۳۴]

پھر اس کے بعد مولانا حفیظ اللہ نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت مفتی عبدالکریم گمتھلوی صاحب رحمہ اللہ نے مذکورہ صورت کے جواب میں ذکرِ جہر کے جواز کی شرائط لکھ کر فرمایا کہ: "ذکرِ جہر حدِ شرع کے اندر شروع کر کے بے اختیار و بلا قصد کسی کیفیت یا حالت کے غلبہ سے تجاوز عن الحد ہوجائے، تو اس پر ملامت نہیں"۔ اور اجتماعی ذکر کی مذکورہ فتوے میں تردید نہیں کی گئی، جس سے اجتماعی ذکر کا جائز ہونا ثابت ہوا۔

حالانکہ مذکورہ فتوے سے مروجہ مجالسِ ذکر کا جواز ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ

۱......اولاً: تو سائل نے مندرجہ بالا تحریر کے بعد جو سوال کیا ہے، وہ درجِ ذیل ہے۔

"اب عرض کرتا ہوں کہ اس صورت پر ذکر کرنا شرعاً جائز ہے کہ نہیں؟ اور ذکرِ جلی کی حد کیا ہے؟، کونسی صورت پر کرنے سے جائز ہوگا، اور کونسی صورت پر ناجائز ہوتا ہے؟ اس مسئلہ کا مع دلیل جواب کا خواستگار ہوں۔" [امداد الاحکام: ۱/۳۲۰، کتاب الذکر و الدعاء و التعویذات]

مگر مولانا حفیظ اللہ نے سوال کے اِس حصہ کو ذکر ہی نہیں کیا، جبکہ جواب اُسی سوال کے متعلق ہوا کرتا ہے، جو سائل نے کیا ہو، اور سائل نے ذکرِ جلی کے متعلق سوال کیا ہے، کیونکہ پیر صاحب کے مریدین کا دعویٰ بھی یہی تھا کہ "یہ ذکرِ جلی ہے"۔ جب سوال ذکرِ جلی کی حد کے متعلق ہوا، تو جواب بھی اِسی شق کا دیا جائے گا۔

۲......ثانیاً: سوال میں اِس چیز کا ذکر ہی نہیں کہ پیر اور مرید سب کے سب اجتماعی انداز میں تداعی کے ساتھ ایک ذکر کا بصوتِ واحد التزام کرتے ہوں، البتہ صرف اتنا ذکر ہے کہ "پیر اور مرید سب کے سب ایسے طریقے پر ذکر کرتے ہیں" اور اس بات سے مذکورہ قیود ثابت نہیں ہوتیں، جبکہ مولانا حفیظ اللہ مذکورہ قیود پر مشتمل مجالسِ ذکر کا جواز ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ جب سوال میں

''اجتماعی انداز'' کا تذکرہ ہی نہیں تو پھر مولانا حفیظ اللہ کا دعویٰ اِس سے کیسے ثابت ہوگیا؟

میٹھا میٹھا ہپ ہپ کڑوا کڑوا تھوتھو:

۳......ثالثاً امداد الاحکام ہی کی اِسی جلد میں ایک سوال درجِ ذیل الفاظ میں مذکور ہے۔

''سوال: بعض جگہ بغرض ایصالِ ثواب میت کی تجہیز وتکفین سے قبل گٹھلیوں پر ایک لاکھ مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھواتے ہیں، اور اس کی تکمیل کے واسطے دوسرے شخصوں کے واسطے بلاوے بھی جاتے ہیں، ان میں بعض لوگ خود بھی میت یا اس کے احباب کے تعلق سے آجاتے ہیں اور کلمہ پڑھتے ہیں، نیز ختم کلام مجید کا بھی بغرض ثواب اسی طریقہ سے اہتمام کیا جاتا ہے، شرعاً جائز ہے یا نہیں؟'' [امداد الاحکام: ۱/۱۹۵، کتاب السنۃ والبدعۃ، مطبوعہ: دار العلوم کراچی]

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے اس سوال کا درجِ ذیل جواب ۱۵/رجب ۱۳۴۷ھ کو تحریر فرمایا:

''تمام بدعات اسی طرح جاری ہوگئی ہیں، لہٰذا یہ رسم واجب الترک ہے، جس کو پڑھنا ہو، بطورِ خود پڑھے، جمع ہوکر پڑھنا، یقیناً ذریعۂ مفاسد ہے۔'' [امداد الاحکام: ۱/۱۹۶]

امداد الاحکام کے اِس فتوے میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے سب سے پہلے تو یہ تحریر فرمایا کہ تمام بدعات اِسی طرح جاری ہوگئی ہیں، پھر اِس کے بعد فرمایا کہ مخصوص مقدار میں کلمۂ طیبہ پڑھنے اور اس کے لیے لوگوں کو جمع کرنے کی رسم واجب الترک ہے، اور جمع ہوکر پڑھنا یقیناً ذریعۂ مفاسد ہے، اس لیے جس کو پڑھنا ہو، بطورِ خود پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ کلمۂ طیبہ بھی ذکر کی ایک قسم ہے، جب اس کے لیے جمع ہونا یقیناً ذریعۂ مفاسد ہے، اور تمام بدعات اسی طرح جاری ہوئی ہیں، تو مروجہ مجالسِ ذکر میں بھی مخصوص ذکر جمع ہوکر بصوتِ واحد کیا جاتا ہے، اور اس کے لیے لوگوں کو جمع کیا جاتا ہے، تو مذکورہ فتوے کی رُو سے یہ رسم بھی واجب الترک قرار دی جائے گی۔

لہٰذا امدادُ الاحکام کے مذکورہ سوال وجواب سے مؤلف مذکور کی ان مجالسِ ذکر کا عدمِ جواز ثابت ہوا، جن میں مخصوص ذکر کے لیے لوگوں کو مدعو کیا جاتا ہے، اور بصوتِ واحد ایک ذکر کا التزام کیا جاتا ہے۔

لیکن چونکہ امدادُ الاحکام کا مذکورہ فتویٰ مولانا حفیظ اللہ کے خلاف تھا، اس لیے انہوں نے

اس فتوے کا ذکر ہی نہیں کیا، جبکہ یہ فتویٰ بھی امداد الاحکام کی اسی جلد میں ''کتاب السنۃ والبدعۃ'' کے تحت شائع ہوا ہے۔

امداد الفتاویٰ کے فتوے کا حوالہ:

مولانا حفیظ اللہ نے ''امداد الفتاویٰ'' جلد:۵ر کے ایک فتوے کا حوالہ دے کر بھی اپنے مدعا کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ امداد الفتاویٰ کا وہ فتویٰ خود حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ۸ر شعبان ۱۳۰۴ ہجری کو تحریر فرمایا، درج ذیل ہے۔

''سوال......طریقِ شاذلیہ میں ذکرِ جلی بافراط لوگوں کو لے کر، کھڑے ہوکر کرتے ہیں، جائز ہے یا نہیں؟

الجواب......ذکر دو قسم پر ہے، ماثور و غیر ماثور۔

ماثور تو وہ ہے، جس کو شارع علیہ السلام نے بالجہر یا بالخفاء معین کر دیا ہو، مثل اذان و اقامت و تکبیراتِ انتقالات وقرائت فی الصلاۃ وتشہد وتسبیحات وغیرھا۔

اس کا حکم تو اتفاقاً یہ ہے کہ جس طور معین کر دیا، اسی طرح چاہیے۔

غیر ماثور دو نوع ہے، جہر اور خفی۔

خفی بالاتفاق جائز ہے۔

جہر میں دو قول ہیں، بعض علماء کے نزدیک مشروع، بعض کے نزدیک غیر مشروع۔

غیر مشروع کہنے والوں کے دو قول ہیں، بعض کے نزدیک حرام، بعض کے نزدیک مکروہ۔

مشروع کہنے والوں کے تین قول ہیں۔

بعض کے نزدیک جہر اصل و افضل ہے، خفی رخصت۔

بعض کے نزدیک خفی عزیمت و افضل اور جہر رخصت۔

بعض کے نزدیک دونوں فی نفسہٖ مساوی ہیں، لیکن بعض وجوہ سے، بعض مواقع پر جہر افضل ہے، اور بعض وجوہ سے بعض مواقع پر خفاء اولیٰ ہے۔

(پھر قائلینِ حرمت و کراہت اور قائلینِ مجوزین وغیرہ کے دلائل تحریر کرنے کے بعد فرماتے ہیں)

اور اقوال بعض فقہاء کے بعض پر حجت نہیں ہو سکتے۔

یہ خلاصہ ہے اختلافِ اقوال کا، **والبسط فی المطولات**، راقم کی رائے ناقص میں قول مجوزین کا صحیح اور ان میں سے مفصلین کا قول راجح معلوم ہوتا ہے کہ سب آیات و احادیث و

اقوال علماء کے جمع ہو جاتے ہیں، **ان خیر الامور اعدلها۔**

مگر اس میں شرط یہ ہے کہ کسی نائم یا مصلی کو اذیت نہ ہو، اور جہر مفرط نہ ہو، اور اگر کسی شیخ نے جہرِ مفرط بتلایا ہو، تو علاوہ شرط عدمِ تاذی، جس پر ان کے ایک شرط اس میں یہ بھی ہے کہ جہر کے اسی افراط کو قربتِ مقصودہ نہ سمجھے، بلکہ مبنی بر مصالحِ خاصہ معتبرہ معلومہ عند المشائخ سمجھے۔

پس بعض ثبوت مشروعیت جہر کسی طور و ہیئت کے ساتھ مقید نہیں، بلکہ بوجہ اطلاقِ ادلّہ مطلق ہے، خواہ منفرد ہو یا مجتمع، حلقہ باندھ کر ہو، یا صف باندھ کر، یا کسی اور صورت سے، کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر، ہر طور سے جائز ہے۔[امداد الفتاویٰ:۵/۱۵۱ تا ۱۵۴، ملخصاً، کتاب السلوک]

مذکورہ سوال و جواب میں بھی خاص ذکر کے لیے تداعی اور سب کے لیے بصوتِ واحد ایک ذکر کے التزام کی قید مذکور نہیں، اور بغیر تداعی اور مذکورہ ہیئات وتخصیصات کی قیود کے بغیر منفرداً و مجتمعاً جواز کے ہم بھی قائل ہیں، شاذلیہ کے طریقہ کے متعلق مزید وضاحت آئندہ صفحات میں حضرت مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ کے فتوے میں آئے گی۔ اِن شاء اللہ

مذکورہ فتوے کے چالیس سال بعد ۱۹/ذیقعدہ ۱۳۴۶ھ کو حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ایک فتویٰ جہر کے متعلق جو تحریر فرمایا، وہ درجِ ذیل ہے:

''حنفیہ کے اقوال (ذکرِ جہر کے بارے میں) مختلف منقول ہے، امر محقق ومنقح یہ ہے کہ اگر کسی کو ایذا ہو، تو بالاختیار ناجائز اور مغلوبیت میں ناجائز نہیں، اور اگر ایذاء نہ ہو تو جہر کو قربتِ مقصودہ سمجھنا بدعت، وھو محمل نصوصِ الٰہی۔

اور اگر قربتِ مقصودہ نہ سمجھا جاوے، کسی باطنی مصلحت سے جس کو شیخ تجویز کرسکتا ہے، کیا جاوے، تو جائز ہے، گو اس میں افراط بھی ہو جاوے۔[امدادُ الفتاویٰ:۵/۱۹، کتاب السلوک]

اور اِس سے پہلے ۱۵/رجب ۱۳۴۷ھ کا فتویٰ امداد الاحکام سے ہی نقل کیا جاچکا ہے۔لہٰذا حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے متفرق حوالہ جات دیکھنے سے معلوم ہوا کہ حضرت رحمہ اللہ کے نزدیک اجتماعی طور پر آواز ملا کر ذکر کرنا جائز نہیں۔ جبکہ مولانا حفیظ اللہ یہی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

اس سلسلہ میں فقیہ العصر حضرت مولانا سیّد مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اجتماعی ذکر کرنے والوں کو اور اس طرح درود شریف پڑھنے والوں کو مبتدع فرمایا اور اس کی یہ وجہ یہ فرمائی کہ **ماعھدوا ذلک علی**

عہدہ ﷺ یعنی یہ کیفیت ذکر درود شریف پڑھنے کی آپ کے زمانہ مبارک میں نہ تھی اس احداث ہیئت جدیدہ کی وجہ سے اس طرح پڑھنے والوں کو مبتدع قرار دیا۔ اس سے واضح ہو رہا ہے کہ مسجدوں میں اجتماعی ذکر اور درود شریف پڑھنا بدعت ہے......

نفلی عبادات کے لیے تداعی اور اہتمام سے ان کی دعوت دینا مکروہ ہے اور مواظبتِ فعلی بھی تداعی میں داخل ہے، اس طرح اجتماع بغیر تداعی بھی مکروہ ہے......

اس ذکر و درود شریف کے پڑھنے میں اگر اجتماع ہوتا ہے تو اس کا حکم پہلے گذر چکا اور اچھی طرح واضح ہو چکا کہ یہ مکروہ اور بدعت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اجتماعی ذکر کرنے والوں اور درود شریف پڑھنے والوں کو مبتدع فرمایا اور ہیئت جدیدہ کے احداث کو اس کی علت قرار دیا، اس صورت میں یہ اجتماع اور احداث ہیئت جدیدہ دونوں موجود ہیں تو اس کا جواز کیسے ثابت ہوسکتا ہے۔

اور حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کی تاکید فرمانے سے اجتماعی ذکر کا ثبوت تو لازم نہیں آتا، انفراداً ذکر اللہ کی کثرت بتلائی جائے تو بھی مقصود حاصل ہے۔

جیسا کہ مظاہر علوم سہارنپور اور خانقاہ تھانہ بھون میں عمل تھا، یہی طرز خانقاہ رائے پور کا رہا ہے، ان خانقاہوں میں اجتماعی نہیں، بلکہ انفرادی ذکر کی ہمیشہ بکثرت تلقین ہوتی رہی اور اس پر عمل رہا اور مشائخ کے بعض طرق میں جو ذکر بالجہر مروج ہے یا تو شاذلیہ طریقہ میں اجتماعی ذکر مروج ہے وہ بطور علاج کے ہے وہ سنت نہیں ہے اس کو سنت سمجھنا بدعت ہے۔

جب اس طریقہ پر ذکر سے پہلے فضائل ذکر کا بیان ہوگا اس کے بعد اس طریقہ پر ذکر ہوگا تو لازماً سامعین اس ذکر کو ان فضائل کا مورد اور سنت سمجھیں گے اور حقیقت یہ ہے کہ اس طریقہ پر ذکر سنت نہیں ہے بلکہ کسی شیخ کا تجویز کردہ علاج ہے، اس مغالطہ سے بچانا ضروری ہے اور چونکہ یہ طریقہ ہمارے اکابر مذکورہ کے موافق نہیں اور نہ ہی یہ سنت ہے اگرچہ بعض سلسلوں میں رواج پذیر ہے، لیکن چونکہ اس میں سنت ہونے کا مغالطہ بھی ہوتا ہے اس لئے قابل ترک ہے، انفرادی طور پر ذکر اللہ کی خوب تلقین کی جائے اور حسب فرصت اس کی تعلیم دی جانی چاہئے۔

[حیاتِ ترمذی: ۴۳۸ تا ۴۴۲]

اِس سے معلوم ہوا کہ شاذلیہ کا طریقہ فقط علاج کے لیے ہے، اسے سنت سمجھنا بدعت ہے۔ جبکہ مولانا حفیظ اللہ اسی اجتماعی صورت کے ذکر کو مقصوداً و استحباباً ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ جو کہ

شرعاً درست نہیں ہے۔

مولانا مفتی عبدالشکور ترمذیؒ پر اعتراضات:

مولانا حفیظ اللہ نے صرف مفتی عبدالقدوس صاحب ترمذی کے فتوے پر ہی اعتراض نہیں کیا بلکہ اُن کے والد گرامی پر بھی مختلف اعتراضات کیے ہیں اور انہیں مسلکِ دیوبند کا غلط ترجمان قرار دے کر اپنا وقار کھودیا ہے۔

کیونکہ حضرت مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ کو جلیل القدر اکابر دیوبند نے مسلکِ دیوبند کا عظیم ترجمان قرار دیا ہے، اور مولانا حفیظ اللہ کے شیخ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی اور پورے علوی مالکی، اقبالی گروپ کو اکابرِ دیوبند نے مسلکِ دیوبند کا غلط ترجمان قرار دیا ہے۔

چنانچہ شیخ العرب والعجم حضرت مدنی رحمہ اللہ کے تلمیذ وخلیفہ مجاز، مرشدی قائدِ اہلِ سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ، حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ کی تالیف ''رسالہ اکابر کا مسلک ومشرب پر تحقیقی نظر'' کے پیشِ لفظ میں تحریر فرماتے ہیں:

''مولانا عزیز الرحمٰن صاحب، حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ کے معمولات کے پیشِ نظر محفلِ میلاد وغیرہ کو نہ صرف جائز بلکہ اس کی طرف دعوت دے رہے ہیں، کیونکہ جب حضرت حاجی صاحب ایسا کرتے تھے، تو ان کے مریدین ومتوسلین ایسا کیوں نہ کریں؟ اور یہی ہے رسالہ ''اکابر کا مسلک ومشرب'' کی اشاعت کا مقصد اور اسی مقصد سے دیوبندی حلقہ کو روشناس کرانے کے لیے حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی نے اس رسالہ کا مقصد لکھا ہے، لیکن مولانا عزیز الرحمان صاحب وغیرہ کا بیان کردہ ''مسلک ومشرب'' چونکہ حضراتِ اکابر دیوبند کے اصلی مسلک ومشرب کے خلاف ہے، اس لیے حضرت مولانا مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی زید فضلہم نے اس موضوع پر قلم اٹھایا، اور محکم دلائل و براہین سے تحقیقی انداز میں اس کا رد فرمایا ہے، اور آپ نے متعدد عنوانات قائم کر کے ہر مسئلہ کا **ماله و ما علیه** بیان فرمادیا ہے۔ **جزاهم الله خیر الجزاء**۔

ماشاء اللہ حضرت مفتی صاحب موصوف ایک راسخ العقیدہ سنی حنفی دیوبندی عالم ہیں، اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے سلسلہ طریقت میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان کے خلیفہ مجاز بھی ہیں، دیوبندی مسلک پر مضبوطی سے قائم ہیں، اور پوری ہمت واستقامت سے مسلکِ حق کا دفاع کر رہے ہیں۔ [تحفظ عقائد: ۶۵۲]

مولف مذکور کے شیخ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب اور ان کے ہم مشرب حضرات کے اَفکار کی تفصیل اور مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب کے رجوع کی تحقیق ہم نے مذکورہ کتاب میں ذکر کردی ہے، جس سے مولف نے سکوت میں عافیت سمجھی ہے، اور صرف مجلسِ ذکر کے باب پر کلام کرکے اپنے اور اپنے شیخ کے اَفکار پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے، جو اُن کے لیے زیادہ سود مند نہیں۔

''المہند'' سے راہِ فرار اور تداعی کا مسئلہ:

مولانا حفیظ اللہ نے **"المهند"** کا بھی پرزور انداز میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

یہ لوگ (یعنی ''تحفظ عقائدِ اہلِ سنت'' کتاب کے مولف و مصدّق) المہند سے راہِ فرار اختیار کرکے سلفیوں کو خوش کرنا چاہتے ہیں، اس لیے اپنے عقائد وضع کررہے ہیں، کیونکہ المہند سے اہلِ بدعت سے زیادہ ملحدین اور لامذہب لوگوں کو تکلیف ہے۔ [سازشیں: ۱۸]

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ **"المهند على المفند"** کے مؤلف فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ ہیں، اور ہم الحمد للہ اُن کی کتاب ''المہند'' کو بھی مکمل طور پر مانتے ہیں، اور اُنہی کی دوسری کتاب ''براہینِ قاطعہ'' کے مندرجات کو بھی دل جان سے تسلیم کرتے ہیں۔ ہم نے اپنی کتاب ''تحفظ عقائد اہل سنت'' کا انتساب جن اکابر کے نام کیا ہے، اُن میں ایک نام المہند و براہین قاطعہ کے مصنف حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کا بھی ہے۔

جبکہ مولانا حفیظ اللہ اور مالکی، اقبالی، ہزاروی گروپ المہند کو ماننے کا تو بڑا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں، بلکہ ''المہند'' کا نام اپنے غلط مقاصد کے لیے استعمال بھی کرتے ہیں، لیکن ''المہند'' ہی کے مصنف کی دوسری کتاب ''براہینِ قاطعہ'' کو ماننے کے لیے تیار نہیں، حالانکہ ''براہین قاطعہ'' حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ نے حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے حکم سے تالیف فرمائی تھی، اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو بھی اس کے مطالعہ کا مشورہ دیا تھا۔

مولانا حفیظ اللہ وغیرہ ''براہین قاطعہ'' کو اہمیت دینے کے لیے تیار نہیں، شاید اُن کو یہ خطرہ ہو کہ براہین قاطعہ کو اہمیت دینے سے علوی مالکی اور اقبالی فتنے کی جاری کردہ بدعات پر زد پڑے گی۔ کیونکہ براہینِ قاطعہ میں نوافل کے علاوہ ذکر وغیرہ کے لیے بھی تداعی کو بدعت قرار دیا گیا ہے۔

تداعی کا مسئلہ:

مولانا حفیظ اللہ نے اپنی کتاب میں ''تداعی کا مسئلہ'' کا عنوان قائم کر کے اس کے ضمن میں ''تداعی الی النوافل'' اور ''تداعی الیٰ مجالس الذکر'' میں فرق کر کے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ ''تداعی الی النوافل'' تو ناجائز ہے، اور ''تداعی الی مجالس الذکر'' جائز ہے۔

چنانچہ مولف لکھتے ہیں۔

''بعض لوگ ان کھلی کھلی شہادتوں کے باوجود مجالس ذکر سے متعلق تداعی کا مسئلہ چھیڑتے ہیں، اور لوگوں کے دلوں سے مجالسِ ذکر اللہ کی اہمیت کم کرنے کے لئے یہ کہتے ہیں کہ:

''اگر اتفاقی طور پر کچھ لوگ جمع ہو گئے تو اس طرح کی مجلسِ ذکر تو جائز ہے، مگر مجالسِ ذکر کا انعقاد اور اس کی طرف بلانا درست نہیں۔''

یہ اس قدر بے ہودہ بات ہے کہ اس کا جواب دینا ضیاعِ وقت کے مترادف ہے۔'' [ص:۱۰۷]

مولانا حفیظ اللہ نے یہ مضمون مولانا مفتی مختار الدین صاحب کربوغہ والوں کی کتاب سے استفادہ کر کے تحریر کیا ہے، چنانچہ بعینہٖ یہی عبارت مفتی مختار الدین صاحب کی کتاب ''ذکر اللہ کے فضائل و مسائل'' کے صفحہ ۳۳۸ و ۳۳۹، طبع محرم ۱۴۲۸ھ جنوری ۲۰۰۷ء میں ''تداعی کا مسئلہ'' کے ذیل میں موجود ہے۔

نوٹ:

مولانا مفتی مختار الدین صاحب کی مذکورہ بالا کتاب کچھ عرصہ قبل ہمیں دیکھنے کا اتفاق ہوا، اُس کا جو حصہ اجتماعی ذکر سے متعلق تھا، وہ تقریباً سارا ہی اکابر اہل سنت کے مسلک کے خلاف ہے، حضرت مفتی مختار الدین صاحب نے ذکر بالجہر اور اکٹھے بیٹھ کر اپنا اپنا ذکر کرنے (مجمع ذکر) اور اجتماعی ذکر بالجہر ان تینوں صورتوں کو ملا جلا دیا ہے، جس سے خلط مبحث ہو کر صورتِ حال غلط رُخ اختیار کر گئی ہے۔ اسی طرح تداعی کے معاملے انہوں نے جو موقف اختیار کیا ہے وہ اکابر اہل سنت کے بالکل خلاف ہے، اور جس موقف و قیاس کو انہوں نے غلط قرار دیا ہے، وہ اکابر اہل سنت کا واقعی مسلک ہے۔ اِن شاء اللہ ہم بشرط فرصت عنقریب مفتی مختار الدین صاحب کے نام اپنے عریضے میں اُن کی کتاب پر تبصرہ تحریر کریں گے۔ واللہ المؤفق

مولانا حفیظ اللہ اور ان کے ہم فکر حضرات تداعی کے مسئلہ کو نوافل کی جماعت کے ساتھ

خاص قرار دیتے ہیں، اور تداعی الی مجالس الذکر کو تداعی الی النوافل پر قیاس کرنے کو قیاس مع الفارق قرار دیتے ہیں، گویا ان کے نزدیک نوافل کے لیے تداعی ناجائز ہے اور مجالس ذکر کے لیے تداعی جائز (بلکہ مستحب) ہے۔ اور اس معاملے میں مجالس ذکر کو نوافل پر قیاس کرنا اِن کے نزدیک درست نہیں، بلکہ اس طرح کے قیاس کو حماقت اور سفاہت اور ضد و ہٹ دھرمی کے الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں، یہاں تک کہ ان کا کہنا ہے کہ: مروجہ صورت میں (تداعی کے ساتھ اور آواز ملا کر) اجتماعی ذکر بالجہر جائز بلکہ مستحب ہے۔ لہٰذا اِس کی کسی صورت یا فرد یا جز کو ناجائز یا حرام یا بدعت کہنا قرآن مجید اور شریعت مطہرہ کی رو سے ناجائز ہے۔ بلکہ ان کے نزدیک یہ ایک اعتقادی بدعت ہے۔

حالانکہ یہ لوگ جن اُمور کو کھلی شہادتیں قرار دیتے ہیں، ان میں تداعی اور جمع ہو کر بصوتِ واحد ایک ذکر کے التزام جیسی قیود کی کوئی دلیل مذکور نہیں، اور اصل تنازعہ انہی امور پر ہے، مطلق ومقید، عام وخاص میں فرق نہ کرنا اور صدہا جزئیات متفرع ہونے والے قواعد کو نظر انداز کر دینا درست نہیں۔ اور مذکورہ قیود پر مشتمل ذکر کو خود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تاریک بدعت قرار دے چکے ہیں، کیا یہ لوگ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بھی نعوذ باللہ قرآن مجید اور شریعتِ مطہرہ کے خلاف اور اعتقادی بدعت کا مرتکب قرار دینے کی جسارت فرمائیں گے؟

اس سے پہلے محفلِ میلاد اور دیگر بعض بدعات کی حمایت میں بھی بعض حضرات اسی قسم کی قیود کو نظر انداز کرنے کے باعث غلط فہمیوں میں مبتلا رہ چکے ہیں، جن کے رد پر ہمارے اکابر کے تحقیقی مضامین موجود ہیں۔

مولانا حفیظ اللہ کے شیخ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی مکی مالکی صاحب اور اکابر کے مسلک و مشرب کے عنوان کے تحت پہلے بھی خلطِ مبحث کی کوشش کر چکے ہیں، اور مجلسِ ذکر کے معاملہ میں بھی اپنے اکابر کی پیروی کے بجائے اہلِ بدعت کے پیروکار نظر آتے ہیں۔ پس جب یہ حضرات میلاد وغیرہ کے لیے بھی تداعی کے قائل ہیں، تو مجلسِ ذکر کے لیے تداعی کو کیسے ممنوع یا مکروہ مان سکتے ہیں۔

ہم یہاں چند فقہائے احناف اور اکابر دیوبند کے حوالہ جات ذکر کرتے ہیں، تاکہ معلوم

ہو سکے کہ انہوں نے ''نوافل کے لیے تداعی'' کے بارے میں کیا حکم بیان فرمایا ہے، آیا تداعی کو نوافل کے ساتھ خاص رکھا ہے، یا اس میں دوسری نفل عبادات خصوصا ذکر اذکار وغیرہ کو بھی داخل مانا ہے؟

چنانچہ امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عقدِ مجلسِ مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو، مگر اہتمام وتداعی اس میں بھی موجود ہے، لہٰذا اس زمانے میں درست نہیں۔ [فتاویٰ رشیدیہ، کامل مع تالیفاتِ رشیدیہ، صفحہ ۱۱۳]

دیکھیے! حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے مذکورہ حکم نوافل کے بجائے، مجلس مولود کے منعقد کرنے کے بارے میں فرمایا ہے، جس میں واضح طور پر مذکور ہے کہ اس میں کوئی دوسرا امر غیر مشروع نہ ہو، سوائے اہتمام وتداعی کے، قطع نظر اس سے کہ اس کو قربت سمجھا جائے یا نہیں، مگر پھر بھی درست نہیں، جس سے معلوم ہوا کہ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نوافل کے علاوہ ذکر کے لیے بھی اہتمام وتداعی کو مکروہ قرار دیتے ہیں۔

براہینِ قاطعہ میں ہی ایک مقام پر ہے:

''نفسِ ذکرِ مولود مندوب ومستحسن ہے، مگر صلوٰۃِ نفل اس سے اعلیٰ اور افضل ہے کہ عمدہ عبادات اور افضل القربات اور خیر موضوع ہے، مگر بایں ہمہ بوجہ تداعی واہتمام کے کہ یہ اس میں مشروع نہیں بدعت لکھتے ہیں، یہاں ذکرِ مولود بھی گو مندوب ہے مگر تداعی واہتمام اس کا کہیں سلف سے ثابت نہیں، بدعت ہووے گا، البتہ وعظ ودرس میں تداعی ثابت ہے، کیوں کہ وہ فرض ہے جیسا فرائضِ صلوات میں تداعی ضروری ہے۔'' [براہینِ قاطعہ: ۱۵۳]

اس عبارت میں نفسِ ذکر مولود، جو کہ مندوب ومستحسن ہے، اس کے لیے تداعی واہتمام کو مکروہ قرار دے رہے ہیں، اور صلاۃِ نفل پر اس کو قیاس کر رہے ہیں، جس سے معلوم ہوا کہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ، تداعی و اجتماعیت کے اہتمام کو نوافل کے ساتھ خاص نہیں سمجھتے، بلکہ دوسرے لازم نفلی عبادات مثل ذکرِ مندوب کو بھی اس میں داخل مانتے ہیں، البتہ وعظ و درس تبلیغ ہے، جس کا مقصد ہی دوسروں کو سنانا ہے، اور اس کا نفع متعدی ہے، جو اس سے خارج ہے، اگرچہ وعظ و درس کے تمام مضامین و جزئیات فرض نہ ہوں، لیکن تبلیغ کے فی الجملہ فرض ہونے سے اس طرح کے مضامین جزوی طور پر اس کلیہ کے تابع ہیں، لہٰذا یہ اعتراض

درست نہیں کہ ہر وعظ و درس فرض نہیں، بلکہ نفل و مندوب بھی ہے، پھر اس کے لیے تداعی کیوں جائز ہے۔

براہینِ قاطعہ میں ایک اور مقام پر ہے:

''اور بالاستقلال اس ذکر کو کسی نے منع نہیں کیا، مؤلف اپنے دماغ کا علاج کرے، تداعی اور اہتمام اس ذکر کے واسطے بالخصوصیت مکروہ کہتے ہیں مثل تداعی نوافل کے، اور یہاں مسجد میں مجمع اس قصیدہ کے واسطے جمع نہ ہوا تھا، بلکہ خود خدمتِ فخرِ عالم میں تھے۔'' [براہینِ قاطعہ: ۱۷۹]

براہینِ قاطعہ میں ہی ایک مقام پر ہے:

''ذکرِ فخرِ عالم علیہ السلام کا مطلق بلاکسی قید کے مندوب ہے، اور کسی ہیئت اور قیود سے مقید کرنا اس کا اگرچہ وہ قیود امورِ مباحہ یا مندوبہ ہی ہوں، مکروہ وبدعت ہے...... تداعی واہتمام وغیرہ اگر سب یا بعض جیسا مروج ہے؛ ذکر مولود کے ساتھ ہوویں گے، تو وہ محفل بوجہ ان قیود کے اطلاق سے نکل کر بدعت ہو جاوے گی۔'' [براہین: ۲۵۴]

مذکورہ عبارات میں ذکر کے لیے تداعی واہتمام کو صراحتاً مکروہ کہا گیا ہے۔

اِمداد الفتاویٰ میں ایک سوال وجواب درجِ ذیل طریقہ پر ہے کہ:

''سوال: سال کے اکثر حصوں میں بزرگوں کی ارواح کے ایصالِ ثواب کے لیے لوگوں کو جمع کر کے بلاکسی خاص انتظام واوقاتِ متعینہ کے قرآن شریف پڑھا جاوے تو جائز ہے یا نہیں، اگر جائز ہے تو اپنے دوست واحباب کو شمولیت کے لئے کہنا کیسا ہے؟

الجواب: یہ تداعی ہے غیر مقصود کے لیے جو بدعت اور مکروہ ہے۔ ۶/ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۴ھ''

[امداد الفتاویٰ: ۱/۵۳۹، ۵۴۰، باب الجنائز۔ ۴/۲۰۵ و ۲۰۶]

قرآن کی تلاوت بھی ذکر میں داخل ہے، اور نوافل کے علاوہ ہے، مگر اس کے لیے تداعی کو بدعت ومکروہ قرار دیا جا رہا ہے، اگر تداعی کو نوافل کے ساتھ خاص قرار دیا جائے، تو پھر اوپر کے فتوے میں تداعی کو قرآن مجید کی تلاوت کے لیے کیسے مکروہ قرار دیا گیا۔

امداد الفتاویٰ میں ہے:

''اس میں تداعی کا اہتمام جو تطوعات کے لیے مکروہ ہے، اسی بناء پر جماعتِ نافلہ کو مکروہ کہا ہے۔'' [امداد الفتاویٰ: ۵/۲۸۶، کتاب البدعات]

اِس فتوے میں حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے تطوعات کے لیے تداعی کے اہتمام کو مکروہ قرار دیا ہے، اور اسی بناء پر جماعتِ نافلہ کو مکروہ فرمایا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ حضرات کے نزدیک اصل قاعدہ تطوعات کے لیے تداعی کے اہتمام کے مکروہ ہونے کا ہے، اور اسی پر جماعتِ نافلہ کے تداعی کے ساتھ مکروہ ہونے کا مسئلہ متفرع ہے۔

بوادر النوادر میں ہے:

''اگر اور کوئی عارض موجبِ منع اس میں منضم ہوجاوے، مثلاً سماع خلافِ شرائط یا اختلاطِ امارد ونساء یا مجمع کے جمع کرنے کا اہتمام، مخصوص فساق وفجار کے شریک کرنے کا اہتمام یا شرکت کے بعد بلاضرورت ان کا احترام، یا احتمال فسادِ عقیدۂ عوام، تو ان عوارض سے پھر وہ بھی ممنوع ہوجاوے گا اور قطعاً وہ عرس واجب الترک ہوجاوے گا۔'' [بوادر النوادر: ۴۰۱، ستائیسواں نادرہ]

نیز مذکورہ کتاب ہی میں ہے کہ:

''نہ کوئی تاریخ معین ہے، نہ اجتماع میں تداعی یا اہتمام ہے۔'' [ایضاً: ۴۰۳]

مذکورہ عبارات میں غیر نوافل کے لیے تداعی اور مجمع کے جمع کرنے کے اہتمام کی علت کو مستقل طور پر مؤثر قرار دیا گیا ہے۔

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ ''مجالسِ ذکر'' کے نام سے اپنے مفصل ومدلل رسالے میں فرماتے ہیں:

''بدون تداعی اجتماعی ذکر جائز لغیرہ ہے......

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بہیئتِ اجتماعیہ جہراً ذکر کرنے والوں کو مبتدعین قرار دے کر ڈانٹ کر مسجد سے نکال دیا تھا۔

''مجالسِ ذکر کے مجوّزین (یعنی جائز قرار دینے والوں) نے اس (روایت) کے تین جوابات دیے ہیں (۱) اس اثر کا کتبِ حدیث میں کوئی ثبوت نہیں ملتا (۲) یہ جوازِ جہر سے متعلقہ احادیثِ صحیحہ صریحہ کے خلاف ہے (۳) ان لوگوں نے کوئی بدعت شامل کر لی ہوگی مثلاً اجتماع بالتداعی، امام وائتمام، باہم کوئی اور ارتباط، جہرِ مفرط وغیرہا۔

پہلا جواب (یعنی اس روایت کو غیر ثابت قرار دینا۔ ناقل) اس لیے صحیح نہیں کہ طبرانی نے متعدد اسانید سے (اور سننِ دارمی نے۔ ناقل) اس کی تخریج فرمائی ہے۔

علاوہ ازیں اکثر فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ''وَقَدْ صَحَّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ

تَعَالیٰ عَنۃُ ‘‘سے اس (روایت) کی تصحیح وتوثیق فرمائی ہے۔

دوسرے جواب (یعنی یہ کہ یہ روایت جہر کے جواز سے متعلق صحیح وصریح احادیث کے خلاف ہے۔ ناقل) میں رد بلاسبب ہے، اس لیے تیسرا جواب ہی متعین ہے۔

البدع والحوادث:

(۱)......جہر کو مستحب لعینہ سمجھنا (۲)......جہر کو بدون عوارض ذکرِ خفی سے افضل سمجھنا (۳)......مجالسِ ذکر کو جائزۃٌ لعینہا سمجھنا (۴)......**فَاعْتِقَادُ کَوْنِهَا مُسْتَحَبَّةً بِدْعَةٌ بِالْاَوْلٰی** (۵)......باہم امام اور مقتدیوں جیسا تعلق رکھنا، یعنی کوئی شخص مقتدیٰ بن کر ذکر کروائے دوسرے اس کی اقتداء کریں (۶)...... ذاکرین میں باہم کسی بھی قسم کا ربط (۷)......بذریعۂ تداعی دو تین افراد سے زیادہ کو جمع کرنا، نوافل کی جماعت میں دو تین سے زیادہ کا نفسِ اجتماع ہی بحکم تداعی ہے، مگر حلقِ ذکر میں یہ صورت بحکمِ تداعی نہیں۔

قولِ معاذ وعبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

(۸)......فرائض اور واجبات کی طرح التزام، یا اس کے تارک کو ملامت کرنا یا اس کی طرف غفلت کی نسبت کرنا یا اس کو طریقِ افضل کا تارک سمجھنا (۹)......دوسری تقییدات وتخصیصات (۱۰)......یہ اعتقاد کہ مجلسِ ذکر بدون ترکِ معاصی اصلاحِ قلب ونجات کے لئے کافی ہے (۱۱)...... حاجاتِ دنیویہ کے لئے اس اعتقاد سے مجالسِ ذکر منعقد کرنا کہ ارتکابِ کبائر کے باوجود اس سے کام بن جائے گا۔

قولِ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ "**اجلس بنا نؤمن ساعة**" (صحیح بخاری)

اس قسم کے الفاظ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہیں۔

اس سے ذکر کے لیے تداعی پر استدلال صحیح نہیں، اس لیے کہ اس سے مجلس علم مراد ہے۔

اگر مجلس ذکر تسلیم کرلی جائے، تو دعوۃ الواحد ہے تداعی نہیں۔‘‘ [احسن الفتاویٰ: ۹/۲۲۶]

حضرت مدنی رحمہ اللہ کے خلیفۂ اجل، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

’’حضرت لاہوری کی مجلسِ ذکر اور مروجہ مجالسِ ذکر میں (بھی) بڑا فرق ہے، اب تو مجالسِ ذکر خوب بلند آواز سے لاؤڈ اسپیکروں کے ذریعہ کی جاتی ہیں......

مجلسِ ذکر کے اشتہارات شائع ہوتے ہیں، اور لوگوں کو بلابلا کر مجلسِ ذکر میں شامل کیا جاتا ہے، حالانکہ کسی مستحب عبادت کے لئے (تداعی) لوگوں کو بلانا جائز نہیں (ملاحظہ ہو: براہینِ

قاطعہ از حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ)

بہر حال مروجہ مجالسِ ذکر بوجہ تداعی عام وغیرہ کے بدعت ہیں، ان کو ترک کرنا چاہئے۔"

[مردِ حق پرست ۔ماہنامہ حق چار یار اوکاڑوی نمبر۔تحفظ عقائد اہل سنت]

ایک فتوے میں حضرت مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"یہ تداعی اور اعلان ہی نفلی عبادت کے لئے اس کے منع کرنے کے لیے کافی ہیں کوئی اور مفسدہ ہو یا نہ ہو، احقر کے نزدیک تو کسی بزرگ کے انتقال پر مدارس میں اجتماعی قرآن خوانی بھی اس ذیل میں آتی ہے، اگر انتقال کے اعلان سے ہو، اور اگر پہلے سے کسی اور وجہ سے جمع ہیں تو پھر بھی بہتر تو یہی ہے کہ علیٰحدہ علیٰحدہ ہو کر قرآن کریم کی تلاوت کریں، تا کہ دیکھنے والوں کو اجتماع للقرآءۃ کا شبہ نہ ہو، لیکن اس صورت میں چونکہ اجتماع للقراءۃ نہیں ہے، اس لیے گنجائش معلوم ہوتی ہے، ترغیب کے لئے تو اجتماع ضروری نہیں ہے۔ انفراداً بھی قراءۃ کی جاسکتی ہے اور یہی ہمارے اکابر رحمہم اللہ کا معمول تھا، ترغیب کے جواز سے اجتماع کا جواز لازم نہیں آتا......

اس ذکر و درود شریف کے پڑھنے میں اگر اجتماع ہوتا ہے، تو اس کا حکم پہلے گذر چکا اور اچھی طرح واضح ہو چکا کہ یہ مکروہ اور بدعت ہے۔" [حیاتِ ترمذی: ۴۴۱، ۴۴۲]

محقق العصر ترجمان علمائے حق مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد مدظلہ فرماتے ہیں:

"ہم ممانعت کو مطلق بھی نہیں لیتے اور وہ مجالسِ ذکر جو تداعی کے بغیر ہوں اور جن میں اجتماعی ذکر کا التزام نہ کیا گیا ہو، ان مجالسِ ذکر کو جائز سمجھتے ہیں اور صرف ان مجالسِ ذکر کی تخصیص کرتے ہیں جن کے لیے تداعی کی گئی ہو یا جن میں اجتماعی ذکر کا التزام کیا گیا ہو۔ [ایضاً: ۱۳۶]

"ضربِ مومن" اخبار میں "دارالافتاء والارشاد" کی طرف سے درجِ ذیل فتویٰ شائع ہوا:

"سوال:...... ذکرِ جہر بہیئت ِاجتماعیہ، دواماً کرنا، مع شرائط یعنی کسی نمازی، نائم، بیمار وغیرہ کو تکلیف نہ ہو، قرآن وحدیثِ نبوی اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کے موافق جائز ہے یا ناجائز؟ اور جو اس کو بدعت کہے وہ خود کیا ہے؟

جواب:...... تداعی کے ساتھ اجتماعی ذکر قرآن وحدیث اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں، البتہ بعض اکابر علماء نے تزکیۂ نفس کی غرض سے دل جمعی اور حضورِ قلبی پیدا کرنے کے لئے ذکرِ جہری کو اختیار کیا ہے۔ اگر کچھ لوگ اتفاقاً یا وعظ سننے کی غرض سے جمع ہو جائیں اور ہر ایک اپنا اپنا ذکر کرے اور صورتاً ہیئتِ اجتماعیہ بن جائے، لیکن اس ہیئت کو لازم یا سنت و مستحب نہ سمجھا

جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، ان حدود کی رعایت ہو تو اس کو بدعت کہنا صحیح نہیں، البتہ اگر کوئی شخص اس ہیئت میں ثواب سمجھے یا اس کو لازم یا مستحب سمجھے یا اس میں کسی اور بدعت کا ارتکاب کرے، تو پھر بے شک یہ بدعت اور ناجائز ہے۔" [آپ کے مسائل کا حل: ۱/۱۶۰، ۱۶۱]

اَب اِن فقیہ اکابر دیوبند کے مندرجہ بالا حوالہ جات کے برعکس مولانا حفیظ اللہ کا یہ بے باکانہ دعویٰ ملاحظہ فرمائیں:

"ترمذی صاحب نے جو حوالے پیش کیے ہیں، وہ نفل نمازوں کے بارے میں ہیں، تداعی بالنوافل سے مراد ہی صلوٰۃ نفل کی تداعی ممنوع، مکروہ ہے، بعض لوگوں نے مطلق نفلی عبادات مراد لے لی ہیں، یہ کم سمجھی کی بنیاد پر ہے، اور تداعی کا ممنوع ہونا صلوٰۃ نفل کے لیے ہے۔ [ص: ۱۲۸]

اگر مولانا حفیظ اللہ کو فقہائے کرام و اکابرینِ عظام کی عبارات بعقیدتِ صحیحہ، بنظرِ انصاف ملاحظہ کرنے کی توفیق ہو جاتی، ہزاروی خول سے باہر نکل کر دیکھتے تو وہ ایسا دعویٰ ہرگز نہ کرتے۔

مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد مدظلہ پر اعتراض:

مولانا حفیظ اللہ "ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب کی سلفیت نوازی کی چند مثالیں" کے تحت لکھتے ہیں:

"ڈاکٹر (مفتی عبدالواحد) صاحب نے "کسی مامور بہ میں مفسدہ ہو، تو وہاں اصلاح دی جاتی ہے" کے تحت تین نظیریں پیش کی ہیں، جس کی وجہ سے سلفیت و غیر مقلدیت سے انہیں خوب داد ملے گی۔" [مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں: ۲۹]

مولانا حفیظ اللہ نے اقبالی/ ہزاروی گروہ کی محبت اور اِس فتنے کی غلط باتوں کی نشاندہی کرنے والوں کے بغض میں اس بات کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا کہ مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد مدظلہ کی مسلکِ دیوبند کے لیے علمی خدمات کیا ہیں؟ اور علماء و محققین میں اُن کا کیا مقام ہے۔ اور اُن کی غیر مقلدین اور سلفیین کے خلاف علمی خدمات کو بھی نظر انداز کر دیا، جو مطبوعہ شکل میں موجود ہیں۔ اور الٹا یہ کہہ دیا کہ "سلفیت و غیر مقلدیت سے خوب داد ملے گی۔"

مولانا حفیظ اللہ کے ہی ایک پیر بھائی، مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کے خلیفہ، اپنے آپ کو "فقیہ العصر" کہلوانے کے شوقین جناب مولانا مفتی اسماعیل ونجارہ صاحب نے تو حد ہی کر دی اور یہاں تک کہہ دیا کہ "مفتی عبدالواحد صاحب تو بس ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہیں۔ وہ کوئی باقاعدہ مفتی تو

نہیں۔‘‘ نیز حضرت قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کے بارے میں مفتی اسماعیل صاحب نے کہا کہ: ’’وہ چونکہ بس ہر کسی پر تنقید کرتے تھے، اِس لیے اُن کو دینی خدمات کی توفیق نہیں ملی۔‘‘ اور یہ کہ: ’’میں اُن کے مدرسے میں گیا تھا، وہاں کچھ بھی نہیں تھا، کتے بھونک رہے تھے۔‘‘ انا للہ وانا الیہ راجعون

افسوس کہ بغض اور ذاتیات کی مخالفت انسان کو پستیوں کی اس حد تک بھی گرا دیتی ہے۔ اِس طرح کی باتوں سے یہ لوگ اپنی نارِ بغض ہی ٹھنڈی کر سکتے ہیں، اور اپنی اصلیت لوگوں پر ظاہر کر بیٹھتے ہیں۔ بس! اِن باتوں سے نہ تو اہلِ حق کا مرتبہ کم ہوتا ہے، اور نہ ہی اِن لغویات کو کوئی دانش مند دلائل کا جواب تصور کرتا ہے۔

حضرت مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم موجودہ دور میں اہلِ حق کے علمی و فکری ترجمان ہیں، اور اُن کی بہت سی علمی و تحقیقی کتب شائع ہو کر علماء و عوام کے ہاں مقبولیت کا درجہ پا چکی ہیں، جن میں...... اسلامی عقائد...... فہم قرآن (تین جلد)......فہم حدیث (تین جلد)......مسائل بہشتی (دو جلد)......صفات متشابہات اور سلفی عقائد......اُصولِ دین ...... دینی کام کرنے والوں کے لیے راہ نما اُصول ......فقہ اسلامی (عائلی مضامین پر مدلل مضمون)......مریض و معالج کے اسلامی احکام ...... اسلامی صکوک ......سونے چاندی کے زیورات کے اسلامی احکام ......جدید معاشی مسائل کی اسلامائزیشن کا شرعی جائزہ ...... ڈاکٹر اسرار کے نظریات......تحفہ اصلاحی......تحفہ غامدی......تحفہ خیر خواہی......ہدیہ فکر (تنظیم فکر ولی اللّٰہی)......داستانِ عبرت......جوابِ نفیس......مقامِ عبرت...... عمار خان کا نیا اسلام اور اس کی سرکوبی وغیرہ شامل ہیں۔

مولانا حفیظ اللہ، مولانا مفتی عبدالوحد مدظلہ کے ذکر کردہ ایک حوالے کے متعلق لکھتے ہیں:

’’ڈاکٹر صاحب نے جو عبارت کفایتُ المفتی کی نقل کی ہے، اس میں حوالہ دیا ہے کفایت المفتی: ۱۲۱:۱۔ بندہ نے یہ حوالہ بہت تلاش کیا لیکن یہ عبارت کہیں نہیں ملی۔ کفایت المفتی: ۱۲۱/۴ مکتبہ دارالاشاعت سے شائع شدہ کفایت المفتی بندہ کے سامنے ہے، کئی مرتبہ پورا باب پڑھ لیا، پھر اپنے مدرسہ کے مفتی صاحب سے تلاش کروایا، یہ عبارت یا یہ حوالہ ہمیں کہیں نہیں ملا۔ اس لیے یہ عبارت بندہ ترک کر رہا ہے۔ اب اگر یہ حوالہ بطور دھوکہ کے نقل کیا تھا تو حسانی صاحب اور علامہ فیصل آبادی صاحب اس غلط حوالے کے ذمہ دار ہیں۔

کاش! ڈاکٹر صاحب سوال و جواب دونوں نقل کرتے، تو شاید کہیں یہ مسئلہ مل جاتا۔‘‘ [ص:۹۹]

اسی طرح مفتی جمیل صاحب کے نقل کردہ کفایت المفتی کے ہی ایک حوالے کے متعلق لکھتے ہیں:

''صفحہ:۵۹۷ر پر مفتی جمیل صاحب نے حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب کے حوالہ سے ذکر اللہ کی مخالفت پر مبنی حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کے قول سمیت ذکر کیا ہے، حوالہ دیا ہے کفایت المفتی ج:۴،ص ۱۲۱، یہ عبارت و دلیل اس میں کہیں بھی نہیں ملی۔ اگر چکوال کے لوگوں میں سے کوئی علماء ہوں تو انہیں چاہیے کہ چکوال کے مفتی صاحب سے کفایت المفتی دیکھ لیں پھر ہمیں بتا دیں شکریہ۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطاء فرمائے۔[سازشیں :۱۵۶، ۱۵۷]

مولانا حفیظ اللہ اور اُن کے مقرر کردہ مفتی صاحب کو اگر کفایت المفتی کا حوالہ نہیں ملا تھا تو ہم سے رابطہ کر لیتے، مختلف اوقات کی طباعتوں میں صفحات کے نمبروں میں کچھ فرق واقع ہو جاتا ہے، اس لیے ایسی صورت میں نہایت غور و فکر کے بعد ہی کوئی حکم لگانا چاہیے۔ ذیل میں ''کفایت المفتی'' کی وہ پوری عبارت مکمل حوالہ کے ساتھ ذکر کر دیتے ہیں۔ چنانچہ کفایت المفتی میں ہے کہ:

أخبر عبدالله بن مسعود بالجماعة الذين كانوا يجلسون بعد المغرب وفيهم رجل يقول كبروا الله كذا وكذا وسبحوا الله كذا وكذا واحمدوا الله كذا وكذا.

فيفعلون فحضرهم فلما سمع مايقولون قام فقال انا عبدالله بن مسعود فو الذى لا اله غيره لقد جئتم ببدعة ظلماء او لقد فقتم على اصحاب محمد عليه الصلاة والسلام علما (مجالسُ الابرار)

یعنی حضرت عبداللہؓ بن مسعود کو خبر دی گئی کہ ایک جماعت بعد مغرب بیٹھتی ہے، اور ان میں سے ایک شخص کہتا ہے کہ اتنی مرتبہ اللہ اکبر کہو، اور اتنی مرتبہ سبحان اللہ کہو اور اتنی مرتبہ الحمدللہ کہو۔

اور سب لوگ ایسا ہی کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس جماعت میں گئے، اور جب ان کی یہ باتیں سنیں، تو کھڑے ہوئے، اور فرمایا کہ میں عبداللہ بن مسعود ہوں، اور اس خدا کی قسم، جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں کہ تم لوگوں نے نہایت تاریک بدعت اختیار کی ہے، یا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے علم میں بڑھ گئے ہو۔

اس روایت سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ان لوگوں کا یہ فعل باوجودیکہ ذکرِ الٰہی اور تکبیر و تسبیح و تہلیل ہی تھا، مگر چونکہ اس کی وضع اور ہیئت ایسی مقرر کی گئی تھی جس کا ثبوت شریعتِ

مطہرہ سے نہیں تھا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک ناجائز اور بدعت تھا۔

اس پر بدعت کا حکم لگانے کی وجہ کیا تھی، صرف یہی کہ ذکر اللہ اگر چہ ہر وقت مطلوب اور محبوب ہے، مگر اس کے لئے یہ اہتمام واجتماع کرنا حدودِ شریعت سے تجاوز کرنا تھا، ہر شخص کو یہ اختیار حاصل ہے، کہ وہ بطورِ خود جس قدر چاہے ذکرُ اللہ کرے، لیکن یہ اختیار نہیں کہ ایک جدید اور نئی صورت اور ہیئت ایجاد کرے، اور پھر اسے طریقِ شرعی اور موجبِ ثواب اعتقاد کرے۔[کفایت المفتی: ۱۴۵/۴، کتاب الجنائز، چوتھا باب، فصل دوم: ماخوذ از مجموعہ: دلیل الخیرات فی ترک المنکرات، مطبوعہ: دارالاشاعت، کراچی]

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ فتویٰ میں اجتماعی ذکر کی اس صورت کو جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں مذکور ہے، ایک جدید اور نئی صورت وہیئت ایجاد کرنا قرار دیا، اور پھر اسے طریقِ شرعی اور موجبِ ثواب اعتقاد کرنے کی تردید فرمائی۔

اس سے بھی زیادہ وضاحت کفایت المفتی کے ایک اور فتویٰ سے ہوتی ہے، جو یہ ہے:

"حُکْمُ اِنْعِقَادِ الْمَحَافِلِ الْمَوْسُوْمَةِ بِحَلْقَةِ الذِّکْرِ

(یعنی حلقۂ ذکر کے نام سے منعقد ہونے والی محافل کا حکم)

سوال:......اِنَّ فِیْ دِیَارِنَا انْعَقَدَتْ مَحَافِلُ مُتَعَدِّدَةٍ فِیْ اَمَاکِنَ مُخْتَلِفَةٍ مَوْسُوْمَةٍ بِحَلْقَةِ الذِّکْرِ بَیْنَ مَعَاشِرِ الْمُسْلِمِیْنَ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّنْعَقِدُهَا فِیْ اُسْبُوْعٍ مَرَّةً وَمِنْهُمْ مَنْ یَّحْضُرُهَا فِیْ شَهْرٍ مَرَّةً فِیْهَا یَذْکُرُوْنَ اللهَ تَعَالٰی وَیُکَبِّرُوْنَهٗ وَیُسَبِّحُوْنَهٗ وَیُمَجِّدُوْنَ وَیُهَلِّلُوْنَ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ وَیَحْمَدُوْنَ وَیَتْلُوْنَ الْقُرْآنَ وَیُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَاَحْیَانًا یُقْرَاُ فِیْهَا الْمَوْلَدُ وَیُذْکَرُ وَغَیْرَ ذَالِکَ مِنَ الْاَوْرَادِ یَقْرَؤُوْنَ مُجْتَمِعِیْنَ وَالْغَرْضُ مِنْ ذَالِکَ اَنْ یُّؤَلِّفَ اللهُ تَعَالٰی بِهٰذِهِ الْبَرَکَاتِ بَیْنَ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَیُنَوِّرُ قُلُوْبَهُمْ بِنُوْرِ الْهِدَایَةِ فَیَفُوْزُوْا بِالْفَلَاحِ وَالنَّجَاحِ یَوْمَ الدِّیْنِ.

(ترجمہ سوال) ہمارے علاقے میں مختلف مقامات پر متعدد محفلیں قائم ہیں جن کو حلقۂ ذکر کہا جاتا ہے، بعض لوگ ایسی محفلیں ہفتہ میں ایک مرتبہ منعقد کرتے ہیں اور بعض مہینے میں ایک مرتبہ، ان محفلوں میں لوگ جمع ہوکر اللہ کا ذکر کرتے ہیں، اور تکبیر وتسبیح وتمجید بیان کرتے ہیں، کلمہ طیبہ، استغفار، تحمید کا ورد کرتے ہیں، تلاوت کرتے ہیں اور درود شریف پڑھتے ہیں، کبھی کبھی ان محفلوں میں مولود شریف اور دیگر اذکار بھی پڑھتے ہیں اور اس سے مقصد یہ ہے کہ ان اذکار کی

برکت سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے قلوب میں محبت والفت پیدا کردے اور نورِ ہدایت سے منور کردے تا کہ آخرت میں ان کی کامیابی کا سبب ہو۔

(جواب)......اِعْلَمُوْا رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِنَّہٗ لَاخَیْرَ اِلَّافِیْ اِتِّبَاعِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی ﷺ وَمَامِنْ رَجُلٍ اَحْدَثَ فِی الدِّیْنِ مَالَیْسَ مِنْہُ اِلَّایَکُوْنُ مَرْدُوْدًا عَلَیْہِ مَااَحْدَثَ وَمَامِنْ حَدَثٍ اِلَّا وَقَدْ یَرٰی الْمُحْدِثُ اَنَّہٗ اَحْدَثَ خَیْرًا فَیَضِلُّ وَیُضِلُّ وَقَدْ رَأٰی ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَوْمًا یَجْتَمِعُوْنَ فَیَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ تَعَالٰی،یُسَبِّحُوْنَ وَیُھَلِّلُوْنَ فَقَامَ فَقَالَ اَنَاابْنُ مَسْعُوْدٍ وَلَا اَرٰکُمْ اِلَّاقَدْ اَحْدَثْتُمْ مَاھٰکَذَا وَجَدْنَا اَصْحَابَ النَّبِیِّ ﷺ فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ ذَاکِرًا فَلْیَذْکُرِاللّٰہَ فِیْ نَفْسِہٖ وَفِیْ بَیْتِہٖ اَوْکَمَا قَالَ،وَاَنْکَرَ ابْنُ عُمَرَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَلٰی قَوْمٍ کَانُوْایَجْتَمِعُوْنَ فِی الْمَسْجِدِ لِصَلَاۃِ الضُّحٰی وَیَھْتَمُّوْنَ لَھَا کَالْفَرَائِضِ وَقَالَ اِنَّھَا بِدْعَۃٌ فَھٰذِہِ الْحِلَقُ الْمَسْئُوْلُ عَنْھَا مِنَ الْاَحْدَاثِ الَّتِیْ یَرٰی مُحْدِثُوْھَا اَنَّھَاخَیْرٌ وَّذَرِیْعَۃٌ لِّـلْاِصْلَاحِ وَمَاھِیَ اِلَّا وَبَالٌ وَنَکَالٌ اِذْ لَیْسَ لَھَا فِی الشَّرِیْعَۃِ الْاِسْلَامِیَّۃِ اَصْلٌ یُعْتَمَدُ عَلَیْہِ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ.

(ترجمہ جواب) جان لو خدا تم پر رحم فرمائے کہ بھلائی اگر ہے تو صرف رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں ہے اور جس آدمی نے دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو ہم تک نبی ﷺ سے نہیں پہنچی تو وہ اس کی ایجاد کی ہوئی بدعت اس پر رد کردی جائے گی ،یعنی نامقبول ہے اور ہر بدعت کا موجد یہی سمجھتا ہے کہ اس نے بڑا عمدہ اور مفید کام جاری کیا ہے اس غلط فہمی میں وہ خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے ،حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک جگہ دیکھا کہ کچھ لوگ جمع ہوکر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور تسبیح وتہلیل کرتے ہیں آپ نے کھڑے ہوکر فرمایا کہ میں ابنِ مسعود ہوں یہ جو کچھ تم کررہے ہو یہ تمہاری ایجاد کی ہوئی بدعت ہے ،ہم نے نبی ﷺ کے اصحاب کو کبھی ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا، پس تم میں سے جو شخص ذکر کرنا چاہے وہ چپکے چپکے اپنے دل میں کرے اور اپنے گھر میں جا کر کرے ''او کما قال'' اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو منع کیا جو نمازِ چاشت کے لئے مسجد میں جمع ہوتے تھے،اور اس کے لئے فرائض کی طرح اہتمام کرتے تھے،آپ نے فرمایا کہ اس طرح اہتمام کرنا اور جمع ہونا بدعت ہے۔

پس یہ حلقہائے ذکر جن کے متعلق دریافت کیا گیا ہے اسی قسم کی بدعات میں سے ہیں ،جن کے ایجاد کرنے والے ان کو عبادت سمجھتے ہیں، اور اصلاح کا ذریعہ جانتے ہیں ،حالانکہ یہ گناہ

اورموجبِ عذاب ہے کیونکہ شریعت میں اس (قسم کے حلقہائے ذکر کے اہتمام وانتظام) کا کوئی قابلِ اعتبار ثبوت نہیں ہے اور گمراہی سے بچنا اور سیدھا راستہ پانے کی توفیق خدائے بزرگ وبرتر ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔[کفایت المفتی مدلل مکمل، مع عنوانات:۲/۷۸ تا ص۸۰، کتاب السلوک والطریقۃ، مطبوعہ: دارالاشاعت کراچی]

سوال میں حلقۂ ذکر کی اور بعض لوگوں کے ہفتہ وار اور بعض کے ماہوار، ان حلقوں کے منعقد کرنے کی، نیز تکبیر، تسبیح، تمجید، کلمہ طیبہ، استغفار، تلاوت اور درود شریف پڑھنے کی وضاحت ہے اور ساتھ ہی اس کا مقصد بھی بتلایا گیا ہے، جس کا خلاصہ دلوں میں اللہ، اس کے رسول اور آخرت کی محبت کا پیدا ہونا اور اصلاح کا حاصل ہونا ہے، اور آج کل بھی مروجہ مجالس ذکر وحلقہائے ذکر کے متعلق بھی یہی امور ذکر کر رہے ہیں۔

لیکن حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ کی حدیث سے استدلال فرما کر، ذکر کے ان حلقوں کو واضح طور پر بدعت قرار دیا ہے، اور ان کو اصلاح کا ذریعہ جاننے کی تردید فرمائی ہے، اور ان کے گناہ اور عذاب کے موجب ہونے کا حکم لگایا ہے، اور اس طرح ذکر کرنے کے عدمِ ثبوت کا حکم لگایا ہے، اور اس طرح ذکر کی مجالس قائم ومنعقد کرنے کو گمراہی قرار دیا ہے، جبکہ مروجہ مجالسِ ذکر کے مدعی حضرات ان مجالس کو اصلاح کا ذریعہ خیال کرتے ہیں، جس کی حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب نے تردید فرمادی ہے۔

مولانا حفیظ اللہ صاحب نے کفایت المفتی کے مذکورہ دونوں فتاویٰ کو تو نظر انداز کردیا، اور اس کے بجائے کفایت المفتی کی جلد۲/ کے ایک اور سوال وجواب کو درج کر کے مروجہ مجالسِ ذکر پر دلیل پکڑی، جبکہ اسی کے ایک سوال وجواب کے بعد کفایت المفتی کا وہ سوال اور جواب بھی مذکور ہے، جو ہم نے اوپر نقل کیا، مگر مؤلف نے اس کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی، کیونکہ یہ ان کے مدعا کے خلاف تھا۔

چنانچہ مولانا حفیظ اللہ لکھتے ہیں:

''لوجی!.....علامہ عبدالرحیم صاحب ہم آپ کو کفایت المفتی سے سوال وجواب بحوالہ صحیح نقل کرتے ہیں۔شاید آپ کی توبہ کا ذریعہ بن جائے''۔[ص:۹۹]

ہم کفایت المفتی کا وہ پورا سوال وجواب مکمل حوالہ کے ساتھ نقل کرتے ہیں، جس سے

مولانا حفیظ اللہ نے مروجہ مجالسِ ذکر پر دلیل پکڑتے ہیں، تاکہ مسئلہ اچھی طرح واضح ہوجائے۔

''سوال: زید کہتا ہے کہ جلی ذکر حرام ہے۔ اور عمرو کہتا ہے کہ ذکر جلی جائز ہے۔

جواب: ذکر جلی جائز ہے اور مشائخِ صوفیہ کا معمول ومتوارث ہے اور احادیث کثیرہ سے اس کا ثبوت ہوتا ہے۔ جن مواقع میں کہ خود شریعت نے ذکر جلی فرمایا ہے، اس کے اندر تو کوئی کلام ہی نہیں کرسکتا، جیسے اذان، تکبیر، تلبیہ، حج، تکبیر، تشریق وغیرہ کہ یہ سب اذکار ہیں، اور جہر سے ثابت ہیں، ہاں جن مواقع میں کہ شریعت سے ثبوت نہیں، وہاں اگر کوئی وجہ عارضی مانع نہ ہو، تو نفسِ حکم یہی ہے کہ جائز ہے، اور اگر کوئی عارضی مانع موجود ہو، تو ناجائز ہوجائے گا موانعِ عارضیہ کی مثال یہ ہے کہ ذاکر کے جہر سے کسی سونے والے کو تکلیف ہو یا کسی نماز پڑھنے والے کی نماز میں خلل پڑتا ہو یا ذکر کرنے والا جہر کو ضروری یا لازم سمجھے وغیرہ، اور جہاں یہ موانع موجود نہ ہوں، وہاں ذکر جلی جائز مگر ذکر خفی اولیٰ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'' [کفایت المفتی مدلل مکمل، مع عنوانات: ۲/۷۷، کتاب السلوک والطریقۃ، مطبوعہ: دارالاشاعت کراچی]

اس فتویٰ میں حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان مواقع میں جہاں جہر کا ثبوت نہ ہو، اور کوئی عارضی مانع نہ ہو، تو جہر کو جائز قرار دیا، پھر عارض کی چند مثالیں پیش فرمائیں، لیکن اس کے باوجود ذکرِ خفی کو اولیٰ قرار دیا۔

جبکہ مؤلف مذکور عارض ومانع نہ ہونے کی صورت میں ذکرِ جلی کو اولیٰ قرار دینے کے مدعی ہیں، اور اس سے بڑھ کر جہاں اجتماعیت اور صوتِ واحد اور ایک ذکر کا التزام ہو، کا عارض ومانع ہو، وہاں بھی جواز بلکہ افضلیت کے قائل ہیں، جس کی حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ صراحتاً تردید فرماچکے ہیں۔

مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ بالا تینوں فتاویٰ کے پیشِ نظر یہ واضح ہوا کہ ان کے نزدیک عام حالات میں جبکہ کوئی عارض ومانع موجود نہ ہو، ذکرِ جلی جائز مگر خلافِ اولیٰ ہے، اور جہاں عارض ومانع موجود ہو وہاں ذکرِ جلی ناجائز ہے، اور جس طرح ان کے نزدیک ذاکر کے جہر سے کسی سونے والے کو تکلیف ہونا یا کسی نماز پڑھنے والے کی نماز میں خلل پڑنا یا ذکر کرنے والا جہر کو ضروری یا لازم سمجھنا وغیرہ داخل ہے، اسی طرح ان کے نزدیک اس طرح کا اجتماعی ذکر کہ جس میں ایک ذکر اور صوتِ واحد وغیرہ کا التزام ہو، وہ اس سے بڑھ کر بدعت واحداث کا

مانع ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

مروجہ مجالسِ ذکر کے مدعی حضرات کی طرف سے اس طرح کا خلطِ مبحث مختلف اوقات میں سامنے آتا رہتا ہے کہ مروجہ مجالس ذکر، جن میں ذکر بالجہر، تداعی، ایک ذکراور صوتِ واحد کے ساتھ مخصوص ذکر کا التزام اور اس سے بڑھ کر وجد ورقص وغیرہ جیسی کیفیات شامل ہوتی ہیں، ان کے مجموعہ کو ثابت کرنے کے لیے نفسِ ذکر بالجہر کے جواز کو دلیل بنا کر پیش کرتے ہیں، جبکہ نفسِ ذکر بالجہر کے جواز سے باقی کیفیات والتزامات کا جواز ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔

اور جب احادیث میں مذکور مجالسِ ذکر کا معاملہ آتا ہے، تو ان سے بھی جہر اور دوسری کیفیات والتزامات کے مجموعہ کے جواز پر استدلال کرتے ہیں، جبکہ اُصولی قاعدہ یہ ہے کہ جب دعویٰ خاص ہو، تو دلیل کا بھی خاص ہونا ضروری ہے، اور دعویٰ خاص کر کے اس پر عام دلیل پیش کرنا، یہ اہلِ بدعت کا طرزِ عمل ہے کہ مثلاً جب ان سے نماز کے بعد جہری واجتماعی ذکر اور اسی طرح اذان سے پہلے یا جمعہ کی نماز کے بعد مخصوص طریقہ پر صلاۃ وسلام اور تیسرے یا چالیسویں دن مخصوص طریقہ پر ایصالِ ثواب اور ختم وغیرہ کے دلائل کا مطالبہ کیا جاتا ہے، تو وہ ان خاص مواقع کے بجائے مطلق ذکر اللہ کی فضیلت، نفسِ جہر کے جواز اور مطلق درود شریف کی فضیلت اور مطلق ایصالِ ثواب وغیرہ کے فضائل ودلائل کو ذکر کر کے سہارا حاصل کرتے ہیں۔

لیکن جس طرح مذکورہ امور میں مطلق دلائل مخصوص مدعا کے لیے ناکافی ہیں، اسی طرح مروجہ مجالسِ ذکر میں بھی مطلق دلائل مخصوص مدعا کے لیے ناکافی ہیں۔

خیر الفتاویٰ کے فتوے کا حوالہ:

''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' نامی کتاب کے مؤلف صاحب ''حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب کا مدلل فتویٰ'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

''جامعہ خیر المدارس کے مفتی حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ، جو عصرِ حاضر کے بہت بڑے مفتی ہیں، انہوں نے مساجد میں جہرِ معتدل کے ساتھ اجتماعاً وانفراداً اور مجالسِ ذکرِ جہری کو، قرآن وسنت کے نصوص اور فقہائے اسلام اور علمائے کرام کے اقوال، فتاویٰ کے ساتھ مدلل ثابت کیا ہے، اور وہ فتوی خیر الفتاویٰ میں چھپ کر منظرِ عام پر آچکا ہے...... حضرت مفتی صاحب کا یہ جواب تقریباً تیرہ صفحات پر مشتمل ہے، یہاں ان سے صرف چند اقتباسات کو نقل

کر دیتا ہوں۔'' [مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں:۱۰۲]

اس کے بعد مولانا حفیظ اللہ نے اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لیے ''خیر الفتاویٰ'' سے چند اقتباسات نقل کیے ہیں۔

لیکن جس طرح کی مجلسِ ذکر کے وہ مدعی اور عامل ہیں کہ اس میں سب ذاکرین قصداً آواز ملا کر ذکر کرنے کا التزام کرتے ہیں، ایک شخص ذکر کہلواتا ہے، اور باقی مجمع اس کے پیچھے اسی کلمہ کو دہراتا ہے، اس طرح کی مجلسِ ذکر کو حضرت مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ نے بھی مذکورہ فتویٰ میں محلِ کلام قرار دیا ہے، مگر یہ اقتباس مولف مذکور کے مدعا کے خلاف تھا، اس لیے مولف نے اس کو نظر انداز کر دیا۔

چنانچہ ''خیر الفتاویٰ'' میں حضرت مولانا مفتی عبدالستارؒ اپنے تفصیلی فتوے میں تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انکار کرنا کسی ہیئتِ خاصہ کی بناء پر تھا، نفسِ اجتماعی ذکر پر نہ تھا، اجتماعی ذکر کی ایک شکل یہ ہے کہ سب ذاکرین قصداً آواز ملا کر ذکر کرنے کا التزام کریں، یا ایک کہلوائے اور باقی مجمع اس کے پیچھے اسی کلمہ کو دوہرائے، جیسے بچوں کو گنتی یا پہاڑے یاد کرائے جاتے ہیں۔

اجتماعی ذکر کی یہ دونوں صورتیں محلِ کلام ہیں، اور تیسری شکل یہ ہے کہ ذاکرین ایک جگہ مجتمع ہوں اور سب اپنا اپنا ذکر کریں، کسی دوسرے کے ذکر کی طرف قطعاً متوجہ نہ ہوں، وقت ومحل کی وحدت کے اعتبار سے یہ اجتماعی ذکر ہے لیکن نفسِ ذکر کے لحاظ سے انفرادی ہے، یہ درست ہے، پس ممکن ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انکار پہلی دوسری قسم کے بارے میں ہو جس کا آپ نے وہاں مشاہدہ کیا۔'' [خیر الفتاویٰ:۲/۷۰۹، ما یتعلق باحکام المسجد، مطبوعہ: جمادی الاخری ۱۴۱۱ھ/ جنوری ۱۹۹۱ء، مکتبہ الخیر، جامعہ خیر المدارس ملتان]

حضرت مفتی عبدالستار رحمہ اللہ نے مذکورہ فتویٰ میں اس طرح کی مجلسِ ذکر کو کہ جس میں سب ذاکرین قصداً آواز ملا کر ذکر کرنے کا التزام کریں، یا ایک شخص ذکر کہلوائے، اور باقی مجمع اس کے پیچھے اسی کلمہ کو دہرائے، اس کو محلِ کلام قرار دیا ہے، اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے انکار کو، ان صورتوں پر محمول ہونے کا امکان قرار دیا ہے۔

جبکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایات میں اس طرح کے ذکر پر انکار کی

تصریح بھی پائی جاتی ہے۔

اور اگر ذاکرین ایک جگہ مجتمع ہوں، اور سب اپنا اپنا ذکر کریں، کسی دوسرے کے ذکر کی طرف قطعاً متوجہ نہ ہوں، اس کو درست قرار دیا ہے۔

اب مولف خود واضح کریں کہ وہ کس طرح کی مجلسِ ذکر کو محلِ کلام سمجھتے ہیں، اور کس طرح کی مجلسِ ذکر کے جواز کے مدعی اور عامل ہیں؟

اسی طرح خیر الفتاویٰ میں لکھا ہوا ہے کہ: ''اسپیکر پر ذکر جائز نہیں۔'' ...... ''اور جہر مفرط ذکر میں ویسے ہی درست نہیں۔ کسی کو تکلیف ہو یا نہ ہو۔'' [خیر الفتاویٰ: ۱/۳۵۰] کیا مولانا حفیظ اللہ صاحب اور ہزاروی گروہ کو خیر الفتاویٰ کے اِس فتوے سے اتفاق ہے؟

مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ کے فتوے کا حوالہ:

نیز مولانا حفیظ اللہ نے ''خیر المدارس کے بانی حضرت مولانا خیر محمد صاحب کا فتویٰ'' کے عنوان کے تحت ''خیر الفتاویٰ'' کا ایک فتویٰ درج کیا ہے، جس میں امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے مسجد میں ذکرِ جہر کروانے کے سوال کے جواب میں یہ تحریر کیا گیا ہے کہ:

''جائز ہے، بشرطیکہ نہ کرنے والے پر نکیر نہ کیا جاتا ہو، اور اس کو عبادتِ مقصودہ نہ سمجھا گیا ہو'' [خیر الفتاویٰ: ۲/۱۳۸]

یہ فتویٰ نقل کر کے مولانا حفیظ اللہ نے لکھا ہے کہ:

''یاد رہے کہ یہ فتویٰ حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس صاحب کے دادا جان کے پیر بھائی اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے اجل خلیفہ اور خیر المدارس ملتان کے بانی و مہتمم و مفتی صاحب حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ کا ہے، اسے غور سے پڑھ لینا چاہئے، اور سوچنا بھی چاہئے، پرانے تمام اکابر ذکر اور مجالسِ ذکر کو جائز سمجھتے تھے، تو ہم کن اکابر کے نام لیوا ہیں؟ جو ہمیں ذکر اللہ اور مجالسِ ذکر اللہ سے بہت دُور کر رہے ہیں؟'' [ص: ۱۳۸]

۱...... جبکہ اولاً: تو یہ فتویٰ مفتی محمد اسحاق صاحب کا تحریر کردہ ہے، اور حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ نے اس کو ''الجواب صحیح'' فرمایا ہے۔

۲...... ثانیاً اس فتوے میں یہ قید لگائی گئی ہے کہ ''اس کو عبادتِ مقصودہ نہ سمجھا گیا ہو''۔

جبکہ مولانا حفیظ اللہ صاحب اپنی مجالسِ ذکر میں اجتماعیت اور دوسری قیود و کیفیات کے

مقصود ہونے پر زور دے رہے ہیں۔

۳......ثالثاً حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ کے پیر و مرشد حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ اور ان کے دیگر فقیہ خلفائے کرام اس طرح کے ذکر کے لیے تداعی اور دوسری قیود و کیفیات کو ناجائز قرار دے رہے ہیں، جس کی تفصیل الگ مقام پر کر دی گئی ہے۔

۴......رابعاً حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کی مروجہ مجلسِ ذکر کی امام اہل سنت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ، قائدِ اہل سنت، وکیلِ صحابہ مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ اور امین ملت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ نے توضیح فرمائی ہے۔

چنانچہ امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”(مجلس یا مسجد میں بلند آواز سے ذکر ممنوع ہے۔) ہاں! تعلیم کے لیے درست ہے جیسے قادری سلسلے میں کہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے پاس جب نئے نئے مرید آتے تھے تو جمعرات کے دن اونچی آواز سے ذکر کی تعلیم دیتے تھے۔ مگر اتنی اونچی نہیں کہ کان کھا جائیں۔ ویسے ذکر یعنی تعلیم کے علاوہ آہستہ ہے۔“ [ذخیرۃ الجنان فی دروس القرآن: ۷/۱۰۱]

اور مرشدی قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

انہوں (حافظ نثار احمد الحسینی ساکن حضرو، الارشاد کے مدیر) نے حضرت لاہوری کی مجلسِ ذکر کو بھی بطورِ حجت پیش کیا ہے، اور بعض دوسرے حضرات بھی پیش کرتے رہتے ہیں، اس کے جواب میں عرض ہے کہ:

(۱)......فعل مشائخ حجت نباشد۔

(۲)......بزرگوں کے بعض تفردات ہوتے ہیں، جو قابلِ اتباع نہیں ہوتے......

حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

حضرت فرمایا کرتے تھے کہ یہ مجلسِ ذکر فرض، واجب، یا سنت نہیں ہے......(ملاحظہ ہو: ہفت روزہ خدام الدین، لاہور، ۱۰ جولائی ۱۹۹۸، بحوالہ مجلسِ ذکر ۱۰ فروری ۱۹۶۶ء)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت لاہوری کی مجلسِ ذکر اور مروجہ مجالسِ ذکر میں (بھی) بڑا فرق ہے، اب تو مجالسِ ذکر خوب بلند آواز سے لاؤڈ اسپیکروں کے ذریعہ کی جاتی ہیں، چنانچہ میں نے مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی خطیب جامع مسجد صدیق اکبر، چوہڑ، راولپنڈی کی لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ مجلسِ ذکر کی کیسٹ سنی ہے، مجلسِ ذکر کے اشتہارات شائع ہوتے ہیں، اور

لوگوں کو بلا بلا کر مجلسِ ذکر میں شامل کیا جاتا ہے، حالانکہ کسی مستحب عبادت کے لئے (تداعی) لوگوں کو بلانا جائز نہیں (ملاحظہ ہو: براہینِ قاطعہ از حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ)

ایک دفعہ لاہور میں جمعیت علمائے اسلام کے اجلاس میں حاضری کے بعد منچن آباد ،ضلع بہاولنگر کے جلسہ میں شرکت کے لئے بذریعہ ریل مولانا عبیداللہ انور صاحب کے ساتھ گیا، راستے میں مولانا مرحوم سے میں نے کہا کہ یہ آپ نے کیا بنایا ہوا ہے کہ فلاں ماسٹر کو فلاں حافظ کو فلاں صوفی کو مجلسِ ذکر کی اجازت دیتے ہیں، تو انہوں نے فرمایا کہ خود حضرت لاہوری نے مرکز میں بھی مجلسِ ذکر ختم کردی تھی۔ پھر ہم نے عرض کر کے مجلسِ ذکر جاری کرائی۔ تو میں نے عرض کیا کہ حضرت کو اس کے مفاسد پر نظر ہوئی ہوگی، اور جو مروجہ مجالسِ ذکر کا حال ہے، اگر یہ حضرت کی زندگی میں ہوتا تو آپ مجلسِ ذکر سے دوسروں کو بھی روک دیتے۔ کیونکہ مفاسد کی وجہ سے امرِ مستحب بھی بدعت قرار دیا جاتا ہے، اور اب تو مجلسِ ذکر گویا کہ پیری مریدی کے لئے لازم سمجھی جاتی ہے۔ چنانچہ رسائل میں شائع ہوتا ہے کہ فلاں حضرت صاحب نے فلاں فلاں جگہ مجلسِ ذکر کرائی اور فلاں فلاں جگہ مجلسِ ذکر کرائیں گے۔

اکابرِ اہلِ سنت دیوبند قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس اللہ اسرارہم نے کبھی اجتماعی طور پر ذکرِ جہر کی مجالس منعقد نہیں کیں۔ اور نہ ہی ان کے خلفاء نے ایسی مجالس کرائی ہیں......

حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے خلفاء میں سے مولانا جہلمی رحمہ اللہ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ انہوں نے ذکر کے سلسلے میں بھی اکابر مشائخ اہلِ سنت دیوبند کے طرزِ عمل کی پیروی کی، اور کبھی بھی مروجہ مجالسِ ذکر کے طریقہ پر مجلسِ ذکر نہیں کرائی

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ۔"

[مردِ حق پرست ماہنامہ حق چار یار اوکاڑوی نمبر۔ تحفظ عقائد اہل سنت]

امین ملت، مناظر اسلام، فخر احناف، ترجمان دیوبند مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ فرماتے ہیں:

"میں نے خود حضرت کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ: حضرت! ہم بریلویوں کے جماعتی ذکرِ جہر کی مخالفت کرتے ہیں، لیکن حضرت خود بھی مجلس ذکر کرتے ہیں اور ذکر جہر کراتے ہیں۔ تو حضرت

(لاہوری) رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: ''ہم تعلیم کے لیے ذکر جہر کراتے ہیں۔'' [تحفظ عقائد:۱۲/۷]

حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی مجالس ذکر کے بارے میں ہم امام اہل سنت مولانا محمد سرفراز خان صفدر، قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین اور امین ملت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہم اللہ کی توضیحات کو قبول کرتے ہیں۔ اور اُن توضیحات کی روشنی میں مروجہ مجالس ذکر کو بدعت ہی سمجھتے ہیں۔ نیز اِن مجالس کو حضرت لاہوری رحمہ اللہ مجالس ذکر کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں۔ اگر مولانا حفیظ اللہ اور اقبالی / ہزاروی پارٹی میں دم ہے تو دلائل کے ساتھ مذکورہ بالا تینوں اکابر کی توضیحات کی تردید کریں۔

مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کے مجاز مولانا مفتی جمیل الرحمٰن مدظلہ پر اعتراض:

ہم نے اپنی مرتبہ کتاب ''تحفظ عقائد اہل سنت'' میں استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی جمیل الرحمٰن مدظلہ کے نام کے ساتھ ''مفتی'' اور ''مجازِ بیعتِ توبہ، قائدِ اہلِ سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ'' لکھا ہے، اِس کو جھوٹ کا عنوان دیتے ہوئے مولانا حفیظ اللہ لکھتے ہیں:

> ''پتہ نہیں علامہ عبدالرحیم صاحب کی مجازِ بیعت اور توبہ سے کیا مراد ہے؟ اور مولانا جمیل الرحمٰن صاحب کے مجاز ہونے کی ان کے پاس کون سی علامت ہے، اور کس دارالافتاء سے سندِ افتاء یا اجازتِ افتاء حاصل ہوئی ہے؟ [مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں:۱۸۲]

اگر مولانا حفیظ اللہ صاحب کو ''بیعتِ توبہ'' اور ''بیعتِ سلوک'' میں فرق اور مراد معلوم نہیں، تو ہم مولانا مفتی جمیل الرحمٰن مدظلہ کے اور اپنے شیخ جنہوں نے مولانا مفتی جمیل الرحمٰن مدظلہ کو ''بیعتِ توبہ'' کی اجازت دی، اُن کے اپنے قلم سے اِس کی وضاحت تحریر کر دیتے ہیں۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وفات سے ڈھائی ماہ پہلے مشاورت کے لیے اپنے احباب کو ایک مضمون تحریر کیا۔ مشاورت کے بعد اپنی وفات سے ایک ہفتہ قبل ۲۵/ذیقعدہ ۱۴۲۴ ہجری کو ایک وصیت نامہ تیار کرایا، جس میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے درجِ ذیل مضمون بھی لکھوایا، فرمایا:

> ''میرے بعد جماعتی کام کی ذمہ داری میرے بیٹے قاضی ظہور حسین کے سپرد ہے۔
> مدنی جامع مسجد، امدادیہ مسجد، جامعہ اظہار الاسلام کے مہتمم قاری جمیل الرحمٰن صاحب ہوں گے۔
> ناظمِ دفتر عبدالوحید صاحب حنفی اور ناظمِ مالیات سلیم اختر صاحب ہی رہیں گے۔''

اسی وصیت نامہ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی لکھوایا کہ:

''مشائخ کے نزدیک بیعت دو قسم کی ہوتی ہے، ایک بیعت توبہ، دوسری بیعت سلوک، بیعت توبہ کی اجازت ہر اس شخص کو دی جاتی ہے، جو متشرع اور مخلص ہو، خواہ نسبت باطنی اس کو حاصل نہ ہو، اور بیعت سلوک کی اجازت صاحب نسبت کو دی جاتی ہے، بندہ نے حسبِ ذیل حضرات کو بیعت توبہ کی اجازت دی ہے۔

نمبر۱۔ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب شیخ الحدیث پلندری آزاد کشمیر (اسم ذات کی کثرت سے ان کو بھی ان شاء اللہ نسبت حاصل ہوسکتی ہے)

نمبر۲۔ جناب مولانا فضل احمد صاحب مدرس جامعہ امدادیہ فیصل آباد، جو حضرت مولانا محمد امین شاہ صاحب مخدوم پور والوں کے داماد ہیں۔

نمبر۳۔ حضرت مولانا جمیل الرحمٰن صاحب تاجک حضرو حال مقیم چکوال۔

نمبر۴۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب بمقام جنہان ضلع حیدر آباد، موصوف کی استعداد اچھی ہے، احوال عمدہ ہیں، ان کو نسبت حاصل ہے، مگر ابھی رسوخ نہیں۔

اب میں مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کو بیعت سلوک کی اجازت دیتا ہوں۔

بیعت توبہ یا بیعت سلوک، مقصد یہ ہے کہ شیخ العرب والعجم حضرت مدنی قدس سرہٗ کے فیوضات سے لوگ مستفید ہوں، مذکورہ حضرات مکتوبات شیخ الاسلام سے راہنمائی حاصل کریں، اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کے ارشادات سے بھی استفادہ کرتے ہیں۔''

[نقوشِ زندگی، اکابر اہل السنّت کے یادگار واقعات تاریخی مکتوبات، حصہ اول، ص۸۳، ۸۴، ۸۵، مرتبہ: عبدالوحید حنفی، شائع کردہ: مرحبا اکیڈمی، چکوال، طباعت: 1436 ہجری]

مولانا منظور نعمانی اور رائے پور کا غلط حوالہ:

مولانا حفیظ اللہ نے اپنی کتاب میں ''تریاقِ ہدایت'' کا عنوان ڈال کر، مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمہ اللہ کا ایک مضمون نقل کیا ہے، جس میں وہ لکھتے ہیں:

''غالباً پہلا ہی دن تھا کہ حضرت رائے پوری قدس سرہٗ مغرب کی نماز سے فارغ ہوکر، خانقاہ کے صحن میں ایک پلنگ پر تشریف فرما تھے، از راہِ شفقت وعنایت مجھے (یعنی مولانا محمد منظور نعمانی کو) بھی اپنے ساتھ ہی بٹھالیا تھا، جہاں تک یاد ہے، کوئی تیسرا شخص اس وقت وہاں پر نہیں

تھا، قریب ہی خانقاہ کی سہ دری میں چند حضرات ''نفی اثبات'' کا اور بعض ان میں ''اسمِ ذات'' کا ذکر کر رہے تھے، یہ سب اچھے خاصے جہر کے ساتھ ذکر کرتے تھے، اور خاص طریقہ سے قلب پر ضرب لگاتے تھے، میں جہر وضرب کے اس طریقہ سے اپنے اندر انقباض محسوس کر رہا تھا۔''

[مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں: ۱۸۴، ۱۸۵]

اس مضمون کو لکھ کر مولف مذکور نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جس مجلسِ ذکر کے وہ مدعی اور اس پر عامل ہیں، اس پر رائے پور کی خانقاہ میں بھی عمل تھا۔

حالانکہ اگر وہ اس مضمون کو بغور ملاحظہ کر لیتے، یا اس میں ناانصافی اور مغالطہ دہی کا ارادہ نہ کرتے تو اسی میں ان کو جواب موصول ہو جاتا، کیونکہ اس مضمون میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ:

''حضرت رائے پوری قدس سرہٗ مغرب کی نماز سے فارغ ہوکر، خانقاہ کے صحن میں ایک پلنگ پر تشریف فرما تھے...... قریب ہی خانقاہ کی سہ دری میں چند حضرات ''نفی اثبات'' کا اور بعض ان میں ''اسمِ ذات'' کا ذکر کر رہے تھے''۔

جس سے صاف طور پر واضح ہے کہ حضرت رائے پوری رحمہ اللہ ان مریدین کے ساتھ ذکر میں شریک نہیں تھے، خود پلنگ پر تشریف فرما تھے، اور قریب ہی خانقاہ کی سہ دری میں چند حضرات ذکر کر رہے تھے، یعنی شیخ اپنے مریدین کو صوتِ واحد میں مقتداء بن کر ذکر نہیں کرا رہا تھا، دوسرے اس کی بھی تصریح ہے کہ ذکر کرنے والے چند حضرات تھے، ان میں بھی بعض ''نفی اثبات'' اور بعض ''اسمِ ذات'' کا ذکر رہے تھے، یعنی سب اپنے اپنے طور پر ذکر کر رہے تھے، یہ صورت نہیں تھی کہ سب ایک وقت میں ایک ہی ذکر کا التزام کر رہے ہوں، اور شیخ ان کو مقتداء بن کر ذکر کرا رہا ہو، اور نہ ہی اس بات کی صراحت ہے کہ وہ چند حضرات خانقاہ میں ذکر کرنے کے لیے حاضر ہوئے تھے، بلکہ بظاہر یہی ہے کہ وہ اپنی اصلاح کی غرض سے خانقاہ میں حاضر ہوئے تھے، اور حضرت رائے پوری رحمہ اللہ نے جن حضرات کو جس طرح کا ذکر تلقین فرمایا تھا، وہ حضرات اس طرح سے اپنا اپنا ذکر کر رہے تھے، یہ صورت درحقیقت اجتماعی نہیں تھی، اور نہ ہی ذکر کے لیے تداعی کی گئی تھی۔

جبکہ مولف جس مجلسِ ذکر کے مدعی ہیں، وہ مذکورہ تمام قیود و کیفیات پر مشتمل ہے، جبکہ

اصل بحث انہی قیود و کیفیات پر مشتمل مجلسِ ذکر کے بارے میں ہے۔

مفسر قرآن مولانا عبدالحمید سواتی رحمہ اللہ کا حوالہ:

مولانا حفیظ اللہ صاحب نے اپنی کتاب میں امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کے برادر صغیر، شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ کے تلمیذ و مرید مولانا عبدالحمید خان سواتی رحمہ اللہ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے:

''مولانا عبدالحمید سواتی رحمہ اللہ کا ذکر بالجہر سے گہرا تعلق ہے۔ آپؒ حضرت لاہوریؒ کی مجالس میں شریک رہتے تھے۔ یہ ذکر کی محبت اور حضرت مدنی رحمہ اللہ کی شاگردی کا فیض تھا۔ ....آپ اپنے اساتذہ اور مربی اکابر حضرت مدنیؒ اور حضرت لاہوریؒ کے اتباع میں ''ذکر بالجہر'' اور ''مجالس ذکر'' کے مؤید رہے۔'' [سازشیں:٦٧]

جبکہ حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''شریعت کا عام قانون اور ضابطہ یہی ہے کہ ذکر خفی ہی کیا جائے۔ البتہ بعض مقامات پر ذکر بالجہر کا ثبوت ہے، مثلا: اذان و اقامت، ایام تشریق کی تسبیحات اور ایام حج کا تلبیہ یا غزوات کے موقع پر تکبیر بلند کرنا وغیرہ۔ عام حالات میں ذکر خفی ہی اصل دستور ہے۔ ایک تو اس میں ریاء سے بُعد ہوگا۔ اور دوسرے لوگوں کے لیے تشویش کا باعث بھی نہ ہوگا۔ مشائخ کرام نے بعض حالات میں ذکر بالجہر کی تلقین کی ہے، جبکہ وساوس اور خطرات سے چھٹکارا نہ ہوتا ہو۔ طرداً للشیطان یا قلب کے جمود کو توڑنے کے لیے اور جسم میں اثر اور حرارت پیدا کرنے کے لیے ذکر بالجہر کی تلقین کرتے ہیں۔ یہ سب علاج کے درجہ میں ہے۔ ضابطہ نہیں۔ **فافهم**۔'' [حاشیہ فیوضات حسینی المعروف تحفۂ ابراہیمیہ:١٠٨]

''مخفی ذکر کے متعلق حضور علیہ السلام کا ارشاد مبارک ہے: ''**خیر الذکر الخفی**''۔ ..بہتر ذکر وہ ہے جو پوشیدہ ہو۔....قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ذکر کا دوسرا مرتبہ 'لسانی' یعنی زبانی ذکر کا ہے۔ اس میں افضل بات یہی ہے کہ ذکر آہستہ کرے۔''

[معالم العرفان:١٩٦/٨۔١٩٩]

''لسانی ذکر کے بارے میں قانون یہ ہے کہ ذکر بالجہر اور ذکر بالسر دونوں درست ہیں۔ مگر فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ: ذکر بالجہر اُس وقت روا ہوگا جب کہ دوسروں کے لیے باعث اذیت نہ ہو۔ اگر کوئی آدمی پاس سویا ہوا ہو، کوئی شخص بیمار ہے یا کوئی مطالعہ میں مصروف ہے تو

ذکر بالجہر مکروہ ہوجاتا ہے۔ البتہ جہاں کسی دوسرے شخص کے معمولات میں نقص نہ آتا ہو، وہاں ذکر بالجہر درست ہوگا۔'' [معالم العرفان:۸/۱۶۷]

''بعض بزرگان دین اپنے اپنے سلسلہ کے مطابق ابتداء میں ذکر بالجہر کراتے ہیں۔ یہ دل کی قساوت کو دُور کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ اور اس لیے بھی کہ جسم میں حرارت پیدا ہو۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت مولانا حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے ارشاد کے مطابق میں مکہ اور مدینہ میں جب ذکر کرتا تھا تو جسم میں حرکت و حرارت پیدا ہوتی تھی۔ اور میں باہر چلا جاتا تھا اور جھاڑیوں میں بیٹھ کر ذکر کرتا تھا۔ تاکہ یہ سلسلہ بھی قائم رہے اور دوسرے لوگوں کے لیے باعث اذیت بھی نہ ہو۔'' [معالم العرفان:۸/۱۶۷]

معلوم ہوا کہ حضرت صوفی سواتی رحمہ اللہ کے نزدیک ''جہر'' علاج وغیرہ کے لیے ہوتا ہے۔ ضابطہ نہیں۔ اصل دستور ذکر خفی ہے۔ جب حضرت صوفی سواتی رحمہ اللہ کے نزدیک محض جہر بھی فقط علاج کے لیے ہے، تو اجتماعی ذکر بالجہر اور اس کی مجالس تو بدرجہ اولیٰ اس حکم میں ہونگی۔

حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی رحمہ اللہ کا حوالہ:

مولانا حفیظ اللہ صاحب نے اپنی کتاب میں ایک سے زائد مقامات پر مولانا عاشق الٰہی بلندشہری رحمہ اللہ کے حوالہ جات بھی پیش کیے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا عاشق الٰہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''شریعت و طریقت دو الگ الگ چیزیں نہیں ہیں۔ طریقت، شریعت کی خادم ہے۔ ..... نفس کو پاک کرنے کی تدبیریں مشائخ کرام بتاتے ہیں... ذکر اللہ کی کثرت اور اس میں دل کا لگنا..... سلاسل تصوف متعدد ہیں، مشائخ بھی بہت ہیں.... نفس کی رگیں گھس جانے کے بعد تواضع کی شان پیدا ہوتی ہے.... مقصود اصلی شریعت پر چلنا ہے، شریعت کو چھوڑ کر طریقت کی کوئی حیثیت نہیں.... اگر کسی نے پاس انفاس کی مشق کرلی یا بعض سلاسل کے جو اسباق ہیں پورے کرلیے، لیکن فرائض واجبات کو پامال کرتا رہا اور اس دھوکہ میں رہا کہ مجھے 'وصول' ہوگیا، وہ نفس اور شیطان کے سخت دھوکہ میں ہے۔''۔ [کام کی باتیں:۱۵۱]۔'' [مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں:۵۴]

''حضرت مولانا عاشق الٰہی بلندشہری صاحبؒ ذکر کے دلائل دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''نمبر۱: آیت مبارکہ: یا ایھا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا، وسبحوہ بکرۃ و اصیلا۔ یعنی اے ایمان والو! تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کرو اور صبح شام اس کی تسبیح کرتے رہو!'' کام

کی باتیں:۱۳۱۔" [سازشیں:۱۷۱]

الحمد للہ ہمیں مولانا عاشق الٰہی رحمہ اللہ کی مذکورہ تحریرات سے بھی مکمل اتفاق ہے، اور مروجہ مجالس ذکر کے بارے میں اُن کے موقف پر بھی پورا اِعتماد ہے۔ نیز اُنہوں نے مولانا عزیزالرحمٰن ہزاروی کے بارے میں جامعہ حقانیہ والوں کو جو خط لکھا تھا، اس سے بھی مکمل اتفاق ہے۔ اور حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے سامنے اُنہوں نے آج کل کی بکثرت خلافتوں کے "چکر" کی جو توضیح فرمائی تھی، اُس سے بھی مکمل اتفاق ہے۔

اَب مولانا حفیظ اللہ صاحب یہ بتائیں کہ اُن کو مولانا عاشق الٰہی رحمہ اللہ کی تمام تحریرات سے اتفاق ہے یا نہیں؟

حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی کتاب 'اعلاء السنن' کا حوالہ:

مولانا حفیظ اللہ صاحب نے 'تداعی' کے بارے میں علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی کتاب اعلاء السنن کی کچھ عبارات نقل کی ہیں، ہم الحمد للہ اُن عبارات سے متفق ہیں۔ نیز اُن عبارات سے مولانا حفیظ اللہ صاحب کا موقف ثابت نہیں ہوتا۔ ہم مولانا حفیظ اللہ صاحب کی خدمت میں 'اعلاء السنن' کی ہی ایک مختصر عبارت پیش کرتے ہیں۔ مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وأما رسوم الصوفية من السماع والأعراس والحلقات و نحوها فلا يعبأ بها."

[إعلاء السنن ، کتاب الذکر والدعاء:۱۸/۳٦٦] ترجمہ: صوفیاء کرام کی رسوم جیسے سماع، عرس اور حلقے اور ان جیسی دوسری رسمیں قابل اعتبار نہیں ہیں۔

صوفیاء کے ہاں جو حلقے قائم ہوتے ہیں، وہ ڈھول باجے کے نہیں، ذکر کے نام پر ہی قائم ہوتے ہیں۔ اور علامہ عثمانی رحمہ اللہ نے ان کے غیر معتبر ہونے کا قول کیا ہے۔ مولانا حفیظ اللہ صاحب ارشاد فرمائیں کہ وہ علامہ عثمانی رحمہ اللہ کی اِس تحریر سے اتفاق کرتے ہیں یا نہیں؟ (یاد رہے کہ علامہ عثمانی رحمہ اللہ کی اِس تحریر سے مولانا حفیظ اللہ صاحب کے شیخ مولانا ہزاروی اور اُن کے شیخ صوفی اقبال صاحب کے 'نظریہ عرس' پر بھی زَد پڑ رہی ہے۔)

مروجہ مجالس ذکر کے جواز کے قائلین کے لیے فیصلہ کن ضابطہ:

گزشتہ صفحات میں پیش کردہ اکابر اہل سنت دیوبند کے ٹھوس اور بے غبار حوالہ جات سے

روزِ روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ مروجہ مجالس ذکر جمہور اکابر اہل سنت دیوبند کے نزدیک جائز نہیں، بلکہ بدعت ہیں۔ اِس کے باوجود مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی، مولانا نثار احمد الحسینی اور مولانا حفیظ اللہ وغیرہم اگر اِس بات پر مُصر ہوں کہ: ”نہیں! یہ بدعت نہیں۔“ تو ہم اُن کو ایک اور پہلو کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مروجہ مجالس ذکر جن کے لیے تداعی ہوتی ہے، اور مجلس کو مستحب سمجھا جاتا ہے، ایسی مجالس اکابر اہل سنت دیوبند کے نزدیک بدعت ہیں۔ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کے نزدیک بدعت نہیں۔ تو مولانا ہزاروی وغیرہ کے نظریے اور اقرار کے مطابق زیادہ سے زیادہ اتنی بات ہے کہ: مروجہ مجالس ذکر کے بدعت ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف ہے۔

بالفرض ایک منٹ کے لیے اگر اُن کی یہ بات تسلیم کر بھی لی جائے تو ایسے عمل کے بارے میں علماء نے ایک ضابطہ بیان فرمایا ہے، یعنی اگر کسی عمل کے بدعت ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف ہو جائے تو پھر کیا کرنا چاہیے! حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ کے قلم سے پڑھیے!

امام اہل سنت، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”پیش کردہ دلائل سے بحمد اللہ سنت اور بدعت کی حقیقت اور اس کا حکم واضح سے واضح تر ہوگیا ہے۔ لیکن اگر بالفرض کسی کوڑمغز اور کم فہم کو اشتباہ باقی رہے یا عوام الناس جو اس قسم کے مسائل میں فریقین کے دلائل کا موازنہ کر کے صحیح رائے قائم کرنے سے قاصر ہوں تو ان کے لیے صحیح راہِ عمل صرف یہی ہے کہ وہ ایسے مشکوک اور مشتبہ کام کے پاس ہی نہ جائیں۔ اور اگر کسی چیز کے بدعت اور سنت یا (بدعت اور) مستحب (یا بدعت) اور مباح ہونے میں شبہ ہو تو اس سے بچنا ہی ان کے لیے صحیح راہِ عمل ہے۔ اور باتفاق علماء اُن کے لیے یہی طریقہ صحیح راہ نمائی کے لیے بالکل کافی ہے۔“ [راہ سنت: ۱۵۴، ط: ۲۰۰۷ء]

اور شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”جب کسی فعل کے سنت و بدعت ہونے میں تردد ہو جائے تو ترکِ سنت فعلِ بدعت سے بہتر ہے۔ البحر الرائق [۲/۲۱] اور ردالمحتار [۱/۶۴۲] میں ہے: ”إذا تردد الحكم بين سنة و بدعة كان ترك السنة راجحا علىٰ فعل البدعة. ترجمہ: جب کسی حکم میں تردد ہو جائے کہ یہ سنت ہے یا بدعت ہے تو سنت کا ترک کر دینا بہ نسبت بدعت کرنے کے راجح ہے۔“

اِس قاعدہ سے اُن تمام اُمور کا حکم معلوم ہو جاتا ہے جن کے سنت اور بدعت ہونے میں اختلاف ہو۔ بعض اسے سنت بتاتے ہوں اور بعض بدعت۔'' [اختلاف امت اور صراط:۱/۱۲۵]

لہٰذا مروجہ مجالس ذکر کے قائلین سے مؤدبانہ دست بستہ درخواست ہے کہ اگر وہ واقعی دِل و جان سے اکابر اہل سنت دیوبند کا مسلک و مشرب قبول کرنا چاہتے ہیں اور سو فیصد دیوبندیت کے دامن میں ہی رہنا چاہتے ہیں تو وہ اکابر کے اس موقف کو تسلیم کرلیں کہ مروجہ مجالس ذکر تداعی وغیرہ کی وجہ سے بدعت ہیں۔

اور اگر اکابر اہل سنت دیوبند کا یہ نظریہ اُن کو پسند نہیں تو مذکورہ بالا ضابطہ کے مطابق کم از کم درجہ یہ ہے کہ اِن مجالس کا اہتمام وانعقاد اوران میں شرکت سے ضرور احتراز فرمائیں۔ واللہ یھدی إلی الحق

☆......☆......☆......☆

ذکر و اعتکاف میں مروجہ بدعات

تالیف: شیخ الحدیث **مولانا محمد صدیق** رحمہ اللہ [شیخ الحدیث: جامعہ خیر المدارس ملتان]

مقدمہ: سلطان العلماء مولانا علامہ خالد محمود صاحب مدظلہم

باب ۱: مقیاس السنۃ والبدعۃ: قرون مشہود لھا بالخیر، اجماع صحابہ حجت ہے، خیر القرون کا تعامل بھی حجۃ ہے، چوتھی دلیل شرعی قیاس ہے، بدعت کی معرفت کے اصول، صحابہ کرامؓ کا فیصلہ

باب ۲: تداعی کے ساتھ مجالس ذکر: ذکر خفی کی افضلیت کے دلائل، مجالس ذکر کی صورتیں اور ان کا حکم، مجلس ذکر، حضرت لاہوری رحمہ اللہ اور مجلس ذکر، ذکر جہر کا مقصد، اکابر اہل السنّت والجماعت

باب ۳: اجتماعی اعتکاف: اعتکاف انفرادی و اختیاری مستقل عبادت ہے، معتکف کو بلند آواز کی ممانعت، اجتماعی اعتکاف اور مجمع میں فرق، حضرت حاجی امداد اللہؒ، حضرت گنگوہیؒ، حضرت نانوتویؒ، حضرت رائے پوریؒ، حضرت شیخ الہندؒ، حضرت سہارنپوریؒ و حضرت تھانویؒ، حضرت مدنیؒ، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ، حضرت شیخ کا اعتکاف اجتماعی نہ تھا، حضرت شیخ کے ایک اجتماع کی روئیداد، اعتکاف کی مجلس میں نعت خوانی، تحقیق واقعہ۔ مفتی سید عبدالشکور ترمذیؒ، مفتی محمد شفیع مرحوم کا ایک ملفوظ، مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کا ملفوظ **خاتمہ**: بدعت سے بچنے کا ضابطہ

صفحات: ۲۰۷...... قیمت: ۳۵ (نٹ)...... ناشر: دار الامین لاہور 0307-5687800

حافظ عبدالوحید حنفی صاحب زید قدرہ[ناظم دفتر: جامعہ عربیہ اظہار الاسلام، چکوال]

مسلک اہلِ سنت کے خلاف سازشیں

از چکوال......۲۲/رجب المرجب ۱۴۳۸ھ......۲۰/اپریل ۲۰۱۷ء

شب جمعرات۔ بعد العشاء

منجانب: حافظ عبدالوحید الحنفی

بخدمت جناب مولانا حفیظ اللہ صاحب، حفظہ اللہ تعالیٰ

مدرس: جامعہ دار العلوم ربانیہ، بستی ریاض المسلمین، اڈا چھلور ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلائیں۔ آمین،

آپ کی تصنیف ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا جس پر اجمالی طور پر کچھ عرض کرنے کی جسارت کر رہا ہوں، امید ہے کہ آپ اس کا مطالعہ کر کے خوش ہوں گے کہ آپ کی اس تصنیف کا سنجیدگی سے مطالعہ کرنے کے بعد عوام اہلِ سنت کے کیا تاثرات ہیں، اسلام کی قرآن وسنت کی روشنی میں کیا تعلیمات ہیں۔ آپ اس کو ایک بار غور سے پڑھیں گے تو فائدہ ہوگا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

قرآن آپ سے کیا کہتا ہے:

۱......اللہ تعالیٰ نے اس آخری امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ و التحیۃ کے لیے جو کامل اور جامع دین قیامت تک کے لیے بذریعہ وحی عطا فرمایا ہے اس کا نام اسلام ہے۔

فرمایا: اِنَّ الدِّینَ عِندَ اللّٰہِ الاِسلَام.[پ:۳/سورۂ آلِ عمران، آیت:۱۹]

بے شک اللہ کے ہاں دین اسلام ہے۔

۲......فرمایا:

اَلیَومَ اَکمَلتُ لَکُم دِینَکُم وَ اَتمَمتُ عَلَیکُم نِعمَتِی وَ رَضِیتُ لَکُمُ الاِسلَامَ دِینًا.

[پ: ۶ رسورۃ المائدہ، آیت: ۳] آج کے دِن کامل کر دیا میں نے تمہارے لیے دین تمہارا، اور پوری کر دی میں نے تم پر نعمت اپنی اور میں نے اسلام کو تمہارا دین پسند کرلیا۔

اسلام کے معنیٰ:

اسلام سلم سے بنا ہے۔ جس کے لغوی معنیٰ ہیں۔ اطاعت کرنا۔ گردن جھکا دینا۔ تسلیم کرنا۔ ماننا۔ا۔ اسلام کا معنیٰ ہی اللہ کے حکم کے سامنے گردن جھکا دینا یا گردن رکھ دینا ہے۔ [قائدہ اللغات]

۲۔ الاسلام: اللہ کے حکم کے سامنے بلاچوں وچرا سر جھکا دینا۔ [المنجد: ۴۴۸]

۳۔ المسلم: دینِ اسلام کا پیرو۔ [المنجد: ۴۸۸]

دین کا لغوی معنیٰ:

دین نظامِ زندگی کو کہتے ہیں۔ الدین سے مراد وہ خاص نظام زندگی جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے وضع فرمایا ہے۔ اور تکمیل دین کرتے ہوئے صحابہ کرامؓ سے فرمایا گیا کہ: ''تمہارا دین'' مکمل کر دیا۔ اور میں نے اسلام کو ''تمہارا دین'' پسند کرلیا۔

آنحضرت ﷺ کی یہ مقدس جماعت صحابہؓ کی شان ہے کہ تکمیلِ دین پر اِس دینِ اسلام کی نسبت صحابہ کرامؓ سے کرتے ہوئے بتا دیا کہ: ''صحابہ کرام کا دین وہی ہے'' جو اسلام ہے۔ فرمایا: اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِھِمْ فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَ اخْشَوْنِ. [پ: ۶ رسورۃ المائدہ، آیت :۳] (آج مایوس ہو گئے ہیں کافر لوگ ''تمہارے دین سے''۔)

یہ خطاب صحابہ کرامؓ سے ہے یعنی براہِ راست صحابہ کرامؓ کو خطاب فرماتے ہیں۔

دین وہ ہے جو صحابہ کرامؓ نے براہِ راست حضور ﷺ سے لیا اور صحابہؓ سے آگے چلا۔ دین تو اللہ کا ہے لیکن اس آیت میں فرمایا: ''تمہارا دین''۔ یعنی جو اللہ کا دین ہے اَب صحابہؓ کے سپرد ہے، اللہ کی یہ امانت صحابہؓ کے سپرد ہے۔ صحابہؓ کا دین وہی ہے جو اللہ کا دین ہے، جو اللہ کا دین ہے وہی صحابہؓ کا دین ہے۔ یعنی جس دین کو صحابہؓ نے مانا ہے، جس پر صحابہؓ نے عمل کیا ہے۔ وہ اللہ کا دین ہے۔ اس لیے جو صحابہؓ کے دین کا منکر ہے وہ اللہ کے دین کا بھی منکر ہے۔

فرمایا: آج کافر لوگ ''تمہارے دین'' سے مایوس ہو گئے ہیں۔ گویا ایک تو جماعت،

صحابہ کرامؓ کی ہے جو حضور ﷺ کے ساتھ ہیں۔ اور ایک جماعت کافروں کی ہے جو حضور ﷺ کے دشمن ہیں۔ دو ہی دھڑے ہیں۔

اہل السنۃ و الجماعۃ یہ کہتے ہیں کہ: سارے صحابہ کرامؓ، حضور ﷺ کی جماعت ہیں۔ درجہ جدا جدا ہے۔ اور اللہ سب سے فرما رہے ہیں: مِنْ دِيْنِكُمْ (تمہارے دین سے) اس کے بعد فرمایا: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ. (آج میں نے ''تمہارا دین'' کامل کر دیا)

اب یہ آیت ہے: ''آیت تکمیلِ دین'' یہ خوش خبری اور بشارت ہے۔ یہ دلیل ہے اہل السنۃ و الجماعۃ کی کہ جو دین ان صحابہؓ نے رکھا، جس کی آگے تبلیغ کی وہ دین اللہ کی طرف سے ہے۔ دین اصلی وہ ہے جو صحابہؓ کو ملا ہے اور آج تک بلکہ قیامت تک رہے گا۔ اِس لیے صحابہ کرامؓ کے دین کو تم مان لو تو اللہ کے دین کو تم نے مان لیا۔ صحابہ کرامؓ کو نہ مانا اور صحابہؓ کے دین کو نہ مانا تو اللہ کا دین جو ہے اس کا تم نے گویا انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہارے لیے میں نے اپنا دین مکمل کر دیا۔

قرآن میں حضور ﷺ کی مخالفت اور صحابہ کو چھوڑنے کا انجام:

وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآئَتْ مَصِيْرًا. [پ:۵/آیت:۱۱۵،سورۃ النساء]

اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے اور مومنوں کے راستے کے سوا اور راستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے، ہم اُسے اُدھر چلنے دیں گے اور قیامت کے دن جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بُری جگہ ہے۔

يُشَاقِقِ کا معنیٰ: دشمنی کرے یا مخالفت کرے

اس کا مصدر مشـاققۃ ہے جو الشق سے بنا ہے۔ الشَقّ کے معنیٰ ہیں جانب اور پہلو۔ یہاں مراد یہ ہے کہ جس جانب رسول اللہ ﷺ ہیں، اس کے خلاف جانب میں چلے یا رسول اللہ ﷺ کا راستہ چھوڑ کر اپنا الگ راستہ بنائے۔

نُوَلِّهٖ کا معنیٰ: ''ہم اس کو چلنے دیں گے۔''

اس کا مصدر ''تولیت'' ہے جس کے معنیٰ ہیں والی بنانا، حاکم بنانا اور کوئی چیز کسی کے قبضے

میں دینا۔

یعنی یہاں اختیار دینے کے معنوں میں مستعمل ہوا ہے۔ تَـوَلّٰـی بھی اِسی مصدر سے بنا ہے۔ جو اس نے اختیار کیا یا جس راستہ پر وہ چلا اُسے چلنے دیں گے۔ اور قیامت کے دن جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بُری جگہ ہے۔

ظاہر ہے آیت میں ''المؤمنین'' سے مراد وہی اہلِ ایمان ہیں جو نزول آیت کے وقت موجود تھے، جو قرآن کے اوّلین مخاطب ہیں۔ مجموعی حیثیت سے رسول اللہ ﷺ کے بعد جماعت صحابہؓ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قطعی وحی میں وہ شرعی مقام عطا فرمایا ہے جو انبیاء کرامؑ کے بعد کسی اور کو نصیب نہیں ہوا کہ ان کی اتباع باعثِ رضائے الٰہی ہے اور ان کی مخالفت، موجب غضبِ خداوندی ہے۔

سنتِ رسول اللہ وسنتِ خلفائے راشدین:

اس آیت کی تفسیر میں امام ابنِ ابی حاتمؒ نے امام مالکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ: حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرمایا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدینؓ نے کچھ سُنتیں قائم فرمائی ہیں۔ ان کو اپنانا کتاب اللہ کی تصدیق، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو کمال تک پہنچانا اور اللہ تعالیٰ کے دین کو وقت دینا ہے۔

کسی کو ان میں تغیر وتبدل کرنے اور ان کے خلاف دیکھنے کا حق نہیں۔ جو ان کی اقتداء کرے وہ ہدایت یافتہ ہے۔ جو ان سے مدد لے وہ مدد کیا گیا ہے۔ جس نے ان کی مخالفت کی، اس نے مومنوں سے مختلف راستہ اپنایا۔ اللہ تعالیٰ اسے اس طرف پھرنے دیتا ہے جس طرف وہ منہ کرے، اللہ اسے جہنم میں داخل کرتا ہے جو بُرا ٹھکانہ ہے۔'' [جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی:۱۰/۹۔ ابواب الفتن ......تفسیر درِ منثور:۲/۶۰۴۔ تفسیر آیت ہذا]

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

نیک باتوں پر عمل کرنا تو اچھا کام ہے یہ بھی دیکھیں کہنے والا کون ہے، کیا نام ہے

حدیث ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَ مَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الجَنَّۃِ (ترمذی شریف) جس نے میری سنت کو پسند کیا اُس نے مجھ کو دوست رکھا۔ جس

نے مجھ کو دوست رکھا، وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

جو صحابہؓ کی طرح ایمان لائیں، ہدایت پر ہوں گے:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ فَسَیَكْفِیْكَهُمُ اللّٰهُ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ.[پ:۱/البقرہ، آیت:۱۳۷]

''سو اگر وہ بھی اسی طریق سے ایمان لے آئیں، جس طریق سے تم ایمان لائے ہو، تو وہ ہدایت پر ہوں گے۔ اور اگر وہ اس طرح ایمان لانے سے روگردانی کریں تو بے شک وہ مخالفت میں ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان کے شر سے بچانے کے لیے آپ کو کافی ہے۔ وہی ہر بات کو سُننے والا اور ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔''

اس آیت میں اٰمَنْتُمْ سے مراد وہی جماعتِ رسول اللہ کے افراد ہیں جو ایمان و ہدایت میں دوسروں سے سبقت حاصل کر چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمانِ کامل کو ان لوگوں کے ایمان کے لیے ایک معیار قرار دیا ہے، جو ابھی تک ایمان نہیں لائے۔ اِس آیت سے ثابت ہوا کہ اصحاب رسول اللہ درجہ بدرجہ دوسروں کے لیے ''معیارِ حق و ایمان'' ہیں، جن کے ایمان کو صحیح اور معیاری تسلیم کیے بغیر کسی کو ایمان نصیب نہیں ہوسکتا۔

[سنی موقف، مؤلفہ: مولانا قاضی مظہر حسینؒ، چکوال:۳۰]

حضور ﷺ کے صحابہؓ کے پیرو اہل السنۃ والجماعۃ ہیں:

امام ابونصر نے ''ابانہ'' میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہؐ نے آیت پڑھی:

یَّوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ.[پ:۳/سورہ آل عمران، آیت:۱۰۶]

(اُس روز کہ بعضے چہرے سفید ہو جائیں گے اور بعضے چہرے سیاہ ہوں گے۔ اُن سے کہا جائے گا کیا تم لوگ کافر ہو گئے اپنے ایمان لانے کے بعد، تو سزا چکھو، بہ سبب اپنے کفر کے۔)

پھر فرمایا: اہل سنت اور اہلِ جماعت کے چہرے روشن ہوں گے اور اہلِ بدعت اور اہلِ

ہوا کے چہرے سیاہ ہوں گے۔[تفسیر درِ منثور، امام جلال الدین سیوطیؒ، تفسیر آیت ھذا]

نتیجہ:

اِن سب آیات و احادیث کو مدّنظر رکھتے ہوئے عقائد و عبادات، تصوف و سلوک میں بھی ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ کون سا عقیدہ اور عمل ہمارا سنت اور شریعت کے مطابق ہے جو کہ اختیار کرنا ہے اور کون سا عمل بدعت اور ہوائے نفس پر ہے جس سے بچنا ہے۔

مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں کتاب اور تحقیقی جائزہ:

جناب حفیظ اللہ صاحب! آپ نے حال ہی میں جو ایک کتاب ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' لکھی ہے اور پھر اس کو مولانا مفتی ابوداؤد صاحب نے چھپوا کر اپنے حلقۂ احباب میں اس کی اشاعت کی ہے۔ اپریل ۲۰۱۷ء کے شروع میں کسی نے بتایا کہ ایک کتاب شائع ہوئی ہے جو چکوال میں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مدظلہ ہزاروی کے مرید مولانا محمد عتیق صاحب کے پاس پہنچ گئی ہے۔ لیکن سننے میں آیا کہ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مدظلہ نے اس کی اشاعت (تقسیم) سے اُن کو روک دیا ہے۔ اس لیے انہوں نے اپنے پیر و مرشد کی ہدایت کے مطابق عمل کیا اور اس کتاب کو تقسیم نہیں کیا۔ اگر اِسی طرح ہے تو ماشاء اللہ! اُنہوں نے اطاعت مِرشد کے تحت بہت ہی اچھا کیا ہے۔

۱۶/اپریل ۲۰۱۷ء کو ایک ساتھی فیصل آباد سے تشریف لائے تو اُن سے کتاب کا نسخہ مل گیا۔ اَب یہ نسخہ میرے سامنے ہے۔ سنجیدگی سے اس کا مطالعہ کیا تو دل میں یہ خیال آیا کہ اِس کتاب کی روشنی میں مولانا حفیظ اللہ صاحب سے بذریعہ خط و کتابت سنجیدگی کے ساتھ کیوں نہ تبادلۂ خیالات کر لیا جائے۔ اِس طرح علم میں اضافہ اور برکت ہی ہوگی اور دونوں طرف سے جو شکوک وشبہات ہیں، وہ اگر اللہ نے چاہا تو دور ہو سکتے ہیں۔

(۱)......آپ کی کتاب کے ناشر مفتی ابوداؤد صاحب نے عرضِ ناشر کے تحت لکھا ہے:

''تحفظِ عقائد اہل سنت'' کے نام سے معنون ایک کتاب کچھ عرصہ قبل موصول ہوئی اور اس کے مندرجات کے بارے میں کئی جانب سے استفسار کیا گیا۔ ہم نے اپنے استاذ محترم استاذ الحدیث حضرت مولانا حفیظ اللہ صاحب دامت برکاتہم سے اس کی ''وضاحت طلب'' کی اور

درخواست کی کہ اس پر کوئی ایسی تحریر ہو جائے جسے پڑھ کر مشوش ذہنوں کو سکون نصیب ہو جائے۔ اور اپنے روحانی سلسلہ کے خلاف جو پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے، اس کے متعلق کچھ وضاحت ہو جائے۔" [مذکورہ کتاب]

تبصرہ:

یہاں مفتی ابوداؤد صاحب نے جو الفاظ لکھے ہیں: "اپنے روحانی سلسلہ کے خلاف" تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ الگ کوئی نظریاتی سلسلہ ہے، جس کے خلاف کوئی کتاب لکھی گئی ہے۔

(۲)......آگے لکھتے ہیں:

"اس دور میں بعض مفتیان کرام کی اصول سے ہٹ کر فتویٰ بازی میں بے اعتدالی کا بڑھ جانا ہے۔ حالانکہ اُصول فتویٰ میں ایک بات یہ بتائی جاتی ہے کہ: کسی مسلمان کے کلام میں ننانوے احتمالات کفریہ اور ایک احتمال درست عقیدے کی جانب جا رہا ہو تو اس احتمال کو مدنظر رکھ کر اس شخص کو مسلمان تسلیم کیا جائے گا اور بقیہ احتمالات چھوڑ دیے جائیں گے۔" [مجالس ذکر کے خلاف سازشیں: ۷]

تبصرہ:

یہ بات انہوں نے درست کہی ہے۔ اِس لیے مناسب ہے کہ سنجیدگی کے ساتھ کتاب "تحفظِ عقائد اہل سنت" کا مطالعہ کر کے "شق" وار وضاحت کر دی جائے تاکہ اصل عقیدہ کی وضاحت ہو جائے اور غلط احتمالات کی وضاحت کے ساتھ ساتھ مسلک اہل سنت بھی واضح کر دیا جائے۔ تاکہ غلط فہمیاں دور ہو جائیں، یعنی دلائل سے دلائل کا جواب دیا جائے۔ سخت لفظ لکھنے سے جواب دینا کوئی طریقہ اکابر علمائے اہل سنت کا نہیں ہے۔ جس کو اللہ علم دے، اس کی عزت کرنی چاہیے۔

(۳)......مفتی ابوداؤد صاحب آگے لکھتے ہیں:

"کسی بھی کلام میں متکلم جو مراد اپنی کلام کے بارے میں بتائے، اس کا اعتبار کرنا ہی مفتی کے لیے صحیح اور بہتر ہوتا ہے۔ نہ کہ غیر متکلم اپنی طرف سے احتمالات گھڑ گھڑ کے حکم لگاتا جائے اور ان خود وضع شدہ احتمالات کی بنا پر کسی کو اسلام سے اور کسی کو اہل سنت سے خارج کرنے لگے۔ اس

دورِ پُرفتن میں اِن اُصولی باتوں سے بہت بے اعتدالی برتی جا رہی ہے۔ اور ذاتیات اور حسد و عداوت کو فتویٰ بازی کر کے اپنے سینوں کو تسکین پہنچائی جا رہی ہے۔ اللہ جل شانہٗ اپنے اکابرین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین'' [مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں:۸]

تبصرہ:

ماشاء اللہ! یہ اچھا جذبہ ہے۔ اس صورت میں سنجیدہ گفتگو سے ہی وضاحت ہو سکتی ہے۔ اور کسی بھی کلام میں متکلم جو مراد اپنی کلام کے بارے میں بتائے عند اللہ وہی معتبر ہو گی۔

(۴)...... مفتی ابو داؤد صاحب آخر میں لکھتے ہیں:

''تمام قارئین سے گذارش ہے کہ کتاب ھٰذا کو پڑھ کر دعا فرمائیں اور کوشش کے باوجود اگر کوئی کتابت و تصحیح یا حوالہ کی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی فرما دیں، ہم آپ کے مشکور ہوں گے۔ جزاکم اللہ خیراً''

تبصرہ:

(۱)...... چونکہ قارئین میں، کتاب کے مطالعہ سے، بندہ راقم الحروف عبدالوحید الحنفی بھی آ جاتا ہے۔ اِس لیے بھی حق بنتا ہے کہ مطالعہ کے بعد اپنے تأثرات اور مفید چیزوں کی نشاندہی کر دوں۔ تاکہ مصنف اور ناشر کو جو غلط فہمیاں ہوئی ہیں وہ دور کر سکیں۔ اور آخرت کے محاسبہ سے بچ جائیں۔ کیوں کہ جھوٹ، غیبت اور بہتان تین ایسے گناہ ہیں کہ جن کے ذمہ یہ لگائے جائیں، اگر وہ غلط ہوں تو جب تک وہ معاف نہ کرے، عند اللہ معافی دینے کا ضابطہ تو نہیں ہے۔ ہاں اللہ اپنے فضل سے معاف کر دیں تو وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔ واللہ الہادی.

(۲)...... دونوں طرف کے دلائل کا بغور مطالعہ کیا جائے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ: ایک فریق سنت کو اپنانے پر زور دے کر بدعت سے بچانا چاہتا ہے۔ دوسرا فریق ذکر اللہ کے نام سے ایک کام شروع کر چکا ہے، اَب وہ یہ عمل چھوڑنے کو تیار نہیں۔ نیت خواہ اچھی ہو لیکن خلاف سنّت کام کرنے میں خطرہ ہی خطرہ ہے۔

کتاب تحفظِ عقائد اہل سنت پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا حفیظ اللہ صاحب لکھتے ہیں:

''قضیہ کا پس منظر:

غالباً ۱۹۹۴ء میں ایک اختلاف سامنے آیا کہ حضرت اقدس قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے کچھ خلفائے کرام نے حنفی اتحاد کے عنوان سے کچھ ایسے پہلوؤں کا ذکر کیا، جس سے اہل بدعت کو فائدہ پہنچنے کا اندیشہ تھا۔ تو اس پر علمائے اہل سنت کے مفتیان کرام نے مخلصانہ گرفت کی اور حضرت شیخ کے خلفاء کرام کو تنبیہ کی کہ جو مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ بجائے غیروں سے اتحاد کے اپنوں میں بھی اختلاف وانتشار کا ذریعہ بن گیا ہے۔

تو حضرت شیخ کے خلفاء کرام دامت فیوضھم نے اس حقیقت کو دل و جان سے قبول فرما کر اپنے اس نرم گوشے کو ترک کر دیا۔ اور ''قضیہ کا خاتمہ'' کے عنوان سے ان پہلوؤں سے جس سے اہل بدعت کو مشابہت کا احتمال ہوتا تھا رجوع فرما کر رسالہ کو شائع کر کے اپنے بڑے پن کا ثبوت دیا۔ اور اپنے اکابرین کی سوچ وفکر کی آبیاری کی۔......الخ''

تبصرہ:

(۱)...... ماشاء اللہ آپ نے درست لکھا ہے۔ واقعی یہ انہوں نے اپنے بڑے پن کا ثبوت دیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائیں اور ہم سب اہل السنۃ والجماعۃ کو اپنے فضل وکرم سے اہل بدعت کی سازشوں سے محفوظ رکھیں اور آخری سانس تک متبع شریعت وسنت میں شمار کر کے آخرت میں اہل السنۃ والجماعۃ میں اٹھائیں۔ آمین

(۲)......مولانا حفیظ اللہ صاحب! اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی حفاظت میں رکھیں۔ آگے جو آپ نے لکھا ہے اس میں آپ کو بہت بڑی غلط فہمی ہوئی اور آپ نے بغیر تحقیق کے یہ لکھ دیا:

''کچھ آدمیوں نے ۲۰۰۲ء تا ۲۰۰۳ء سے اپنا وتیرہ بنا لیا، جن میں ڈاکٹر عبدالواحد صاحب، مفتی عبدالقدوس صاحب، مفتی جمیل الرحمٰن صاحب اور ایک نو مولود مجتہد جو امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کا پوتا کہلاتا ہے۔ جس نے گاہے بگاہے کسی مضمون کے بہانہ سے پرانے قضیے کو چھیڑ کر حضرت اقدس حضرت ہزاروی دامت برکاتھم اور فضیلت الشیخ مولانا عبدالحفیظ مکی دامت برکاتھم پر کیچڑ اچھالنے کو عادت بنا لیا۔...... آٹھ سو سے زیادہ صفحات کی ایک کتاب مرتب کی جس کا نام رکھا: ''تحفظِ عقائدِ اہل سنت''۔''

(۳)......مولانا حفیظ اللہ آگے لکھتے ہیں:

''جبکہ اس نام پر خود بڑا اشکال یہ ہے کہ جن بزرگوں کے مضامین کو جمع کیا گیا تھا، جب اُن میں سے کسی ایک نے بھی ان مضامین کا نام یہ نہیں رکھا اور نہ ہی اس نام سے کوئی مناسبت موجود ہے۔''

تبصرہ:

یہ تو آپ نے عجیب فلسفہ لکھا ہے۔ کتاب کا نام مرتب کسی پہلو کو سامنے رکھ کر رکھتا ہے۔ اِس کام میں تو انہوں نے بہت جامعیت کا پہلو لیا ہے۔ اِسی پہلو کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تو حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب مدظلہٗ نے رجوع کیا اور ''قضیہ کا خاتمہ'' مولانا نثار احمد صاحب الحسینی صاحب نے رسالہ لکھ کر خلاصہ لکھا تھا۔ جس سے مقصود ''تحفظ عقائد اہل سنت'' ہی تو تھا۔

(۴)......کتاب المہند علی المفند :مولانا حفیظ اللہ صاحب لکھتے ہیں:

بلکہ عقائد کی متفقہ کتاب ''المہند علی المفند'' موجود ہے، جس پر تمام اہل سنت کا اتفاق ضروری ہے۔''[مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں:]

تبصرہ:

یہ آپ نے درست لکھا ہے، اس کتاب پر تمام اکابر علمائے دیوبند کے تائیدی دستخط موجود ہیں۔ اور ادارہ اسلامیات لاہور سے جو اس کا نسخہ شائع ہوا، اس میں تفصیل سے حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ نے اکابر علمائے دیوبند کا تعارف اور اس کتاب کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔ اور واقعی تمام اہل السنۃ والجماعۃ علمائے دیوبند کا اس پر اتفاق بھی ہے۔

(۵)......آگے آپ لکھتے ہیں:

''یہ لوگ المہند سے راہ فرار اختیار کر کے سلفیوں کو خوش کرنا چاہتے ہیں، اِس لیے اپنے عقائد وضع کر رہے ہیں۔ کیوں کہ ''المہند'' سے اہل بدعت سے زیادہ ملحدین اور لا مذہب گروہوں کو تکلیف ہے۔''

تبصرہ:

یہ آپ کی اپنی رائے ہے اور ان حضرات پر بہتان ہے۔ کسی ایک مذکورہ شخصیت نے کسی جگہ ''المہند'' کتاب سے راہِ فرار اختیار نہیں کی۔ اگر کی ہے تو حوالہ تحریر فرمایا جائے تا کہ ہم اِن سے

پوچھیں کہ: کیوں راہِ فرار اختیار کیا ہے؟

اور یہ بھی سراسر الزام اور بہتان ہے کہ یہ لوگ سلفیوں کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ دل کا حال سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ الحمدللہ ہمارا یہی حُسن ظن ہے کہ یہ حضرات یہی عقائد و نظریات رکھتے ہیں جو ''المہند'' میں اکابر نے رکھے ہیں اور اس کتاب سے اہل بدعت اور ملحدین اور لامذہب گروہوں کو یکساں تکلیف ہے۔

(٦)......آگے آپ لکھتے ہیں:

''اس نام پر دوسرا عیب یہ ہے کہ انہوں نے سلفیوں کی خدمت کرتے ہوئے یہ ظاہر کیا ہے کہ اہل سنت کا عقیدہ ہی اختلاف کو اچھالنا ہے اور جھوٹ بولنا اور بہتان باندھنا ہے۔نعوذ باللہ من ذالک'' [ایضاً:١٨]

تبصرہ:

اِس عبارت میں بھی صاف بہتان ہے۔کسی کا دِل چیر کر کیا کسی نے دیکھ لیا ہے کہ اِس سے سلفیوں کی خدمت مقصود ہے؟ یہ الزام ہے۔ انہوں نے سرورق پر وضاحت سے یہ لکھا ہے: بسلسلہ دفاع شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا سہارنپوریؒ......اکابرین اہل سنت کا حقیقی مسلک و مشرب المعروف...... ''تحفظ عقائد اہل سنت''

آپ کی مذکورہ تصنیف کے مقدمہ میں مفتی ابوداؤد صاحب نے بھی یہ فتویٰ دیا ہے، یعنی تحریر فرمایا ہے: ''اصول فتاویٰ میں ایک بات یہ بتائی جاتی ہے کہ کسی مسلمان کے کلام میں ننانوے احتمالات کفریہ اور ایک احتمال درست عقیدے کی جانب جا رہا ہو، اسی ایک احتمال کو مدنظر رکھ کر اس شخص کو مسلمان تسلیم کیا جائے اور بقیہ احتمالات چھوڑ دیے جائیں گے۔

کسی بھی کلام میں متکلم جو مراد اپنی کلام کے بارے میں بتائے، اس کا اعتبار کرنا ہی مفتی کے لیے صحیح اور بہتر ہوتا ہے۔نہ کہ غیر متکلم اپنی طرف سے احتمالات گھڑ گھڑ کے حکم لگاتا جائے۔'' [ص:٧]

اس لیے ''تحفظِ عقائد اہل سنت'' کے کلام کی من مانی تفسیر، اللہ نہ کرے کہیں جھوٹ بولنے اور آپ کے بہتان باندھنے کے شمار میں نہ آجائے۔نعوذ باللہ من ذالک یہ بھی خیال میں

رہے۔

(۷)......آگے آپ لکھتے ہیں:

''تیسرا بڑا عیب اور خیانت یہ ہوئی کہ اس میں ایک حصہ نئی تحقیق کا شامل کیا گیا۔ جس کا نام رکھا ''مجالس ذکر اللہ اور ذکر بالجہر بدعت ہے'' ......الخ''

تبصرہ:

یہاں پھر عنوان تحریر کرنے میں بھی مصنف سے سخت خیانت ہوگئی ہے۔ یہ نام اصل کتاب میں نہیں ہے، بلکہ وہاں یہ الفاظ تحریر ہیں: ''مروجہ مجالس ذکر کی شرعی حیثیت'' (تحفظ عقائد اہل سنت باب ۶ ص ۱۱۷) اس سے صاف صاف ظاہر ہے کہ آپ نے غلط الزام لگایا ہے۔ یہ آپ کے الفاظ ہیں، فریق ثانی کے نہیں ہیں۔

(۸)......آگے آپ لکھتے ہیں:

''اس میں خالص ان لوگوں کے بناوٹی اور مخفی نظریات تھے جو بالکل سلفیوں اور مماتیوں والے تھے۔ اور اس عنوان سے انہی کی خدمت کرنا مقصود تھا، انہوں نے اپنے گمراہ کن نظریات کو اکابرین علمائے دیوبند کے نام لگانے کی کوشش کی۔'' [ایضاً:۱۸]

تبصرہ:

یہاں پھر بہتان لگایا گیا ہے جو کہ قابلِ رجوع ہے۔ جب یہ عنوان ہی نہیں بلکہ عنوان یہ ہے ''مروجہ مجالس ذکر کی شرعی حیثیت'' تو اب شریعت کے میزان پر دیکھا جائے گا کہ شریعت میں ذکر اللہ کس طرح کرنے کی تاکید ہے اور درود شریف کہاں کہاں کس طرح پڑھا جانا سنّت کے مطابق ہے۔ اگر اس عنوان کے تحت اکابر کی تحریرات یکجا جمع کر دی گئیں تو یہ ایک بہت بڑی خدمت ہے کہ ہم اہل بدعت کی بدعات سے بچ کر سنّت کے مطابق اپنے اپنے جائز مقام پر ذکر اللہ کثرت سے کریں اور درود شریف پڑھ کر ثواب حاصل کریں۔

سنت کے مطابق شریعت کی روشنی میں ذکر اللہ کرنے اور درود شریف پڑھنے سے کوئی نہیں منع کرتا۔ اس میں سلفی، مماتی، ناراض ہوں یا نہ ہوں، یہ ان کی اپنی صوابدید ہے۔ اہل سنت تو ذکر اللہ فقط اللہ کی رضا کے لیے سنتِ رسول اللہ ﷺ کے مطابق ہر مقام پر کرتے چلے آرہے ہیں

اور قیامت تک کرتے جائیں گے۔

(۹)......آگے آپ نے مولانا عبدالرحیم صاحب پر ذاتی الزام لگایا ہے یا بہتان لگایا ہے یا اُن کے بارے میں جھوٹ بولا ہے، یہ سب قیامت کے دن سامنے آجائے گا۔ہمیں تو قرآن میں حکم ہے کہ:وَّ لَا تَجَسَّسُوۡا وَ لَا یَغۡتَبۡ بَّعۡضُکُمۡ بَعۡضًا......الخ۔[الحجرات:۱۲]

ہم نہ اُن کے بارے میں تبصرہ شرعاً کرنے کا حق رکھتے ہیں اور نہ آپ کے بارے میں کچھ کہہ سکتے ہیں۔کتاب کی اشاعت کے لیے اُن کے پاس رقم کہاں سے آئی؟ جیسا کہ آپ نے لکھا ہے:''علامہ عبدالرحیم صاحب کی یہ دوسری بڑی کتاب ہے جو مفت تقسیم کی گئی ہے۔اتنی رقم کہاں سے آرہی ہے؟ یہ ایک سوالیہ نشان ہے۔''

اس کا جواب میرا تو یہ ہے کہ مجھے مفت نہیں ملی بلکہ میں نے قیمتاً کم وبیش اس کے کئی نسخے لیے اور پھر مجھ سے بھی قیمت دے کر ہی احباب نے لیے۔شاید آپ کو انہوں نے مفت بھیج دیا ہو۔ممکن ہے کہ تحفظ عقائد اہل سنت کے جذبہ سے کسی نے اُن سے خرید کر آگے علمائے اہل سنت کو عقائد کے تحفظ کے جذبہ سے قربانی مالی دی ہو تو یہ اُن کا ذاتی معاملہ ہے۔جس کے بارے میں ہم سے سوال نہیں ہوگا۔

(۱۰)......آگے آپ نے لکھا ہے:

''جب راقم نے اس میں''مخالفتِ مجالس ذکر'' والا حصہ دیکھا تو فوراً محسوس کیا کہ اس کا جواب لکھا جانا چاہیے۔کیوں کہ اس میں اتنے جھوٹ اور تلبیسات جو ہمارے اکابر کے سر تھوپنے کی کوشش کی گئی ہے، انہیں ظاہر کیا جائے۔لہٰذا عزم بالجزم کرلیا کہ اس کا تعلق چوں کہ عمل سے ہے، اس لیے اس حصہ کا جواب دینا بہت ضروری ہے۔تو اپنے بزرگوں سے اجازت لیے بغیر خفیہ طور پر اس کام کو شروع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اہل اللہ کی دعاؤں کا ذریعہ بنائے۔''[ص:۱۸]

تبصرہ:

یہاں بھی آپ نے پھر لکھا ہے کہ''مخالفتِ مجالس ذکر'' یہ عنوان بھی آپ کا اپنا ہے۔ حالاں کہ یہ صاف بہتان اور الزام اور جھوٹ ہے۔حقیقت یہ ہے کہ تمام علمائے اہل السنۃ والجماعۃ

ذکر اللہ کی مخالفت نہیں کرتے، صرف وہ اتنا عرض کرتے ہیں کہ ذکر اللہ تو روح کی غذا ہے۔ کسی کو دکھانے کی چیز نہیں، ذکر روزانہ جتنا کر سکو، کرو۔ صرف اتنا خیال رکھو کہ سنت اور شریعت کی حدود کے اندر رہ کر کرو۔ تاکہ اہلِ بدعت کی طرح ایک طرف تو ذکر اللہ کرتے پائے جاؤ لیکن دوسری طرف سنت و شریعت کی حدود سے بالا ہو کر مروجہ مجالس کرتے نظر آؤ۔ اور سنت کے خلاف عمل کر کے ذکر اللہ کر کے اللہ و رسول ﷺ کے باغی کہلاؤ۔ کیوں کہ ذکر اللہ وہی عند اللہ مقبول اور محبوب ہے جو آں حضرت ﷺ کی تعلیمات کے مطابق ہو۔ اور یہ علمائے حق کا فریضہ ہے کہ وہ امت کو بتائیں اور سمجھائیں کہ ذکر اللہ کس طرح کریں۔ مثلاً ہر علاقہ میں اہل بدعت کی بدعات الگ الگ ہیں، لیکن وہ ذکر اللہ کے نام سے کرتے ہیں۔ ہمارے علاقہ میں جب جنازہ اٹھا کر قبرستان کی طرف لوگ چلتے ہیں تو جنازہ کے آگے ایک ٹولی اجتماعی شکل میں کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے گھر سے جنازہ گاہ تک چلتی ہے۔ اہل سنّت کے عقیدہ کے برعکس یہ ذکر جہر کرتی ہے۔ جب کہا جائے کہ دل میں ذکر اللہ کرو تو جواب کیا دیا جاتا ہے کہ یہ ذکر اللہ کے مخالف ہیں۔

یہاں بھی جب یہ کہا جاتا ہے کہ ذکر اللہ تو کثرت سے کرو لیکن مروجہ مجالس ذکر کی شکل میں تداعی کے ذریعہ لوگوں کو جمع کر کے جہر سے ذکر اللہ نہ کرو۔ تو جواب دیا جاتا ہے کہ ''مجالسِ ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' ہو رہی ہیں۔ اب اس کو جھوٹ، بہتان، الزام نہ کہا جائے تو اور کیا نام رکھا جائے۔

تصوف و سلوک میں مرشد کی اجازت کے بغیر جو یہ کتاب خفیہ شائع کی گئی ہے، آپ کی غلطی ہے۔ اس میں آپ سے بہت بڑی بھول ہوگئی ہے۔ اگر آپ یہ کتاب اشاعت سے قبل حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی مدظلہ کو دکھا دیتے تو اس میں بھی شاید کوئی بہتری ہوتی۔ جو چیزیں اس میں آپ کے قلم سے جذبات میں غلط الزامات، بہتان اور جھوٹ یعنی سُنی سنائی باتیں جو غلط بھی درج ہوگئی ہیں۔ موت سے پہلے پہلے آپ کو اللہ اپنے فضل سے توبہ اور رجوع کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین

(۱۱)......وضاحت کے عنوان سے آپ نے آگے لکھا ہے:

''باقی رہی یہ بات کہ ہماری کاوش سے ''مسلک بدنام ہوگا'' تو اس چیز کا ذمہ دار فریقِ

اوّل ہے۔ جنھوں نے پے درپے بزرگوں پر حملے کیے ہیں۔ چوں کہ زیادتی کی ابتدا کرنے والا یہی گروہ ہے اور اصول یہ ہے کہ زیادتی کی ابتداء کرنے والا ہی مجرم ہوتا ہے نہ کہ دفاع کرنے والا تو ہم اس الزام سے بری ہیں۔"

تبصرہ:

آپ قضیہ کے پس منظر میں یہ تسلیم کر چکے ہیں کہ: "حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے کچھ خلفاء کرام نے حنفی اتحاد کے عنوان سے کچھ ایسے پہلوؤں کا ذکر کیا جس سے اہل بدعت کو فائدہ پہنچنے کا اندیشہ تھا......الخ"

اس سے تو ظاہر ہو گیا کہ ابتداء کن کی طرف سے سہواً ہوئی اور دفاع کن بزرگوں نے کیا۔ ظاہر ہے اب دفاع دونوں جانب سے جاری ہے۔ اور حقیقت اور الزام کا تذکرہ اپنے اپنے حوصلہ اور نظریہ کے تحت جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کوئی صورت ایسی بنا دیں کہ سب اہل السنۃ والجماعۃ کو ایک اور نیک کر دیں اور اہلِ بدعت کی سازشوں سے سب کو محفوظ کر دیں۔ اور قرآنی حکم وَ اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ. [الحج: ۳۰] (اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو) پر عمل کی توفیق دیں۔

(۱۲)......آگے آپ لکھتے ہیں:

"البتہ بندہ کو پریشانی تقریظات لکھنے والے علماء سے ہوئی جنہوں نے ایسی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا اور تقریظیں لکھیں جو ایک شہادت کا درجہ رکھتی ہیں۔ بلا پڑھے اور بلا سوچے علامہ عبدالرحیم صاحب کی خدمت کو سراہتے ہوئے ایسے مضامین کی تائید کی ہے جو کہ گناہ کبیرہ میں شمولیت کے مترادف ہے۔" [مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں: ۹]

تبصرہ:

آپ کا یہ بھی ایک الزام اور بہتان اور جھوٹ ہے کہ بلا پڑھے اور بلا سوچے انہوں نے خدمات کو سراہا ہے۔ کیا یہ الزام بھی گناہ کبیرہ میں شمولیت کے مترادف نہیں آتا۔ مذکورہ احباب سے آپ نے یہ الزام لگانے سے قبل کیا فون یا خط کے ذریعے پوچھ لیا تھا کہ کیا آپ نے یہ تقریظیں بغیر پڑھے اور سوچے لکھی ہیں تو پھر اس الزام اور بہتان کا آخرت میں آپ کے پاس کیا جواب ہو گا؟

(۱۳)......آگے آپ لکھتے ہیں:

''ان میں سے مفتی عبدالقدوس ترمذی کی تقریظ سے ایک اقتباس درج ذیل ہے:

''اب ضرورت تھی کہ مسلک حق کے تحفظ اور احقاق حق اور ابطالِ باطل کے فریضہ کی ادائیگی کے لیے ان تمام مضامین و مقالات کو یکجا شائع کیا جائے۔ یہ خدمات حق تعالیٰ نے ہمارے مکرم ومحترم مولانا عبدالرحیم صاحب سے لی کہ انہوں نے مختلف عنوانات کے تحت ان مقالات کو جمع کر دیا ہے۔حق تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائے۔ انہیں جزائے خیر دے اور گم گشتگان راہِ ہدایت کے لیے ان کو موجب ہدایت بنائیں۔آمین۔'' [تحفظ عقائد اہل سنت:۶۵]

تبصرہ:

حضرت مولانا عبدالقدوس ترمذی صاحب کوئی معمولی شخصیت نہیں۔ یہ جامعہ اشرفیہ کے فاضل ہیں اور حضرت مولانا عبدالشکور صاحب ترمذیؒ کے فرزند ہیں جو کہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے خلفاء میں سے تھے اور آپ کے دادا حضرت مولانا عبدالکریم گمتھلویؒ ہیں جو کہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے با اعتماد خلفاء میں سے تھے۔ اس لیے حکیم الامت نے اُن سے تحقیق وفتویٰ کا کام بھی لیا۔تقریباً ۵۰۰/ کے قریب فتاویٰ ان کے امداد الاحکام میں موجود ہیں۔آپ نے ان کی شخصیت کا تعارف اپنی مذکورہ کتاب کے ص ۱۳۴/ پر کراتے ہوئے یہی لکھا۔

تقریظ مفتی جمیل الرحمٰن صاحب:

آپ نے مذکورہ کتاب کے ص:۱۹/ پر مذکورہ عنوان سے لکھا ہے:''جن کے بارے لکھا ہے کہ وہ قائد اہل سنت سے مجاز بیعت توبہ ہیں۔فرماتے ہیں:

فاضلِ جلیل حضرت مولانا عبدالرحیم نے رد بدعات اور مروجہ مجالس ذکر کی شرعی حیثیت کے متعلق تحقیقی جائزہ کے نام سے مجموعہ مرتب و مدوّن فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اصلاح عقائد و اعمال کی توفیق اور سنتوں پر عمل اور بدعات سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔''[تحفظ عقائد اہل سنت:۵۹]

دیگر تقاریظ:

آپ نے مذکورہ کتاب کے ص:۲۰/ پر آگے یہ لکھا ہے کہ:

''اس کتاب پر مولانا محمد انور صاحب اوکاڑوی مدظلہٗ اور مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہٗ سومرو کی تقریظات بھی ہیں۔ جن سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات بھی ''مجالسِ ذکر'' کی مخالفت میں اپنے اکابر کے مقابلہ میں آگئے (حالاں کہ ہمارا یقین ہے کہ ان کا نکتہ نظر ایسا نہیں ہو گا)۔''

تبصرہ:

آپ نے جو یہ جملہ لکھا ہے کہ: ''یہ حضرات بھی مجالس ذکر کی مخالفت میں اپنے اکابر کے مقابلہ میں آگئے۔'' یہ سراسر بہتان، جھوٹ اور الزام ہے۔

یہاں آپ نے تقریظات کے الفاظ نہیں لکھے، اگر وہ آپ نقل کر دیتے تو حقیقتِ حال قارئین کو یہاں ہی سے معلوم ہو جاتی۔ چوں کہ آپ کے نظریہ سے یہ تقریظ مدلل انداز میں ٹکراتی تھی اس لیے یا کسی اور وجہ سے تحریر نہیں کر سکے۔ اِس لیے بندہ کو اصل کتاب دیکھنے کی ضرورت پیش آئی۔ جب اصل تقریظ پڑھی تو ایک لفظ بھی ایسا نہیں نکلا جس سے مجالس ذکر کی مخالفت میں اپنے اکابر کے مقابلہ میں یہ آئے ہوں۔ بلکہ تقریظ مولانا انور اوکاڑوی میں یہ لکھا ہے کہ:

قارئین کرام! دینوں میں سب سے سچا دین اسلام ہے۔ اس کی سچائی کے دلائل نصف النہار کے سورج کی طرح روشن ہیں۔ اور اسلامی فرقوں میں ناجی فرقہ اہل السنۃ والجماعۃ کا ہے۔ جس طرح اسلام ہمیشہ سے چلا آرہا ہے، اسی طرح اہل السنۃ والجماعۃ کا گروہ بھی ہمیشہ سے چلا آرہا ہے۔ اسلام کو مٹانے کی بہت کوششیں کی گئیں لیکن وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ (اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو کامل کرنے والے ہیں) کا وعدہ کرنے والی ذات نے سب کوششیں ناکام کر دیں۔

ان کوششوں میں ایک سب سے بڑی کوشش یہ ہے کہ اسلام کا نام لینے والوں میں سے کچھ لوگ ایسے پیدا کر دیے جائیں کہ جو اسلام کے نام پر ہر غیر اسلامی عقیدہ کی اشاعت کریں۔ تاکہ مسلمان عوام ان عقائد کفریہ کو اسلام سمجھ کر قبول کر لیں۔

لیکن لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ کی پیشگوئی کے مطابق اس طائفہ منصورہ نے پوری محنت کر کے کفریہ عقائد کو اسلامی عقائد سے ممتاز کر دیا۔ اور عوام کو کفریہ عقائد سے متاثر ہونے سے بچایا۔ اسی طرح بعض لوگوں نے اہل سنت کہلا کر ہر بدعت کو سنت کے عنوان سے

اہل سنت میں رائج کرنے کی جب کوشش کی تو اسی طائفہ منصورہ نے اپنی جانیں دے کر سنت اور بدعت میں حد فاصل کو دلائل سے عوام کے سامنے واضح کیا۔ اور مسلک اہل سنت کی حفاظت کی۔ متحدہ پاک و ہند میں ''دیوبندیت'' اسی طائفہ منصورہ کا دوسرا نام ہے۔ مگر پاکستان بننے کے بعد اسی نام سے بدعات کو رواج دینے کی کوشش کی گئی۔

کہیں حیات انبیاءؑ اور وسیلہ کو مطلقاً شرک کہا جانے لگا۔ کہیں روضۂ اطہر کی زیارت کی نیت سے سفر کو حرام کہا جانے لگا۔ تو وقت کے اکابر نے اعلان کیا کہ ان لوگوں کا اہل السنۃ والجماعۃ علمائے دیوبند سے کوئی تعلق نہیں۔ لوگ ہوشیار رہیں، نقالوں سے بچیں۔ کچھ لوگوں نے حبّ حضرت معاویہؓ سے ''یزیدیت'' اور بغض اہل بیت کو رواج دینا چاہا تو اکابر نے ان کا بھی ناطقہ بند کر دیا۔ اسی طرح ماضی قریب میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے بعض متوسلین نے بعض اہل بدعت سے نسبت قائم کر کے دیوبندی عوام میں بدعات کو رائج کرنا شروع کیا تو وقت کے اکابر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ، حضرت مولانا مفتی عبدالشکور صاحب ترمذیؒ، حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحبؒ (خلیفہ مجاز حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ) حضرت اقدس سید انور حسین نفیس نور اللہ مرقدہ، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی (خلیفہ مجاز حضرت شیخ الحدیثؒ) اور ان جیسے بیسیوں اکابر نے ان کی تردید میں مضامین لکھے اور عوام کو بتایا کہ یہ نظریات اکابرین دیوبند کے نہیں۔ مگر کچھ اخلاف نے خلافتوں کے چکر میں پڑ کر ان مضامین کو اکابر کی کتب سے نکال دیا، جو انتہائی گھٹیا حرکت ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل کے ناشرین نے جناب علوی مالکی کے بارے تمام بحث خارج کر دی ہے۔) حدیث پاک میں ہے: البرکۃ مع اکابرکم یعنی برکت تمہارے اکابر کے ساتھ ہے۔

اس لیے اکابر کے نظریات جو جمہور امت کے مزاج سے ملتے ہوں، ان کی حفاظت ضروری ہے۔ تاکہ آنے والی امت کے لیے مشعل راہ بنیں۔ انہیں نظریات کی حفاظت کے لیے مولانا عبدالرحیم (چار یاری) صاحب نے اکابر کے مضامین کو یکجا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائیں اور اہل سنت کے لیے ثابت قدمی اور اہل زیغ کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔ آمین ......کتبہ محمد انور اوکاڑوی ......۱۲/ ذی الحجہ۱۴۳۶ھ''[تحفظ

عقائد:۵۴]

اس تقریظ میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس سے ثابت ہو کہ یہ مجالس کی مخالفت میں اپنے اکابر کے مقابلہ میں آ گئے۔

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سومرو کی تقریظ اس تقریظ میں بھی کوئی ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ یہ ''مجالس ذکر'' کی مخالفت میں اپنے اکابر کے مقابلہ میں آ گئے۔ ان پر بھی یہ سراسر بہتان اور الزام ہے اور یہ نظریہ بھی ان کے بارے میں رکھنا غلط ہے۔ بلکہ ان کی تقریظ میں یہ الفاظ بھی ہیں:

''حضرات اکابر علمائے دیوبند کثرھم اللہ تعالیٰ کی انتھک محنت اور جدوجہد سے دین متین صحیح صورت میں امت تک پہنچا۔ اکابر علمائے دیوبند نے ساری زندگی فتنوں کے تعاقب اور باطل کی سرکوبی میں گزاری۔ دجل وفریب کے پردے چاک کیے، بدعات ورسوم کی چادروں کو تار تار کیا اور شریعت حنیفیة السمحة البیضاء کے روشن چہرے سے امت کو واقف کیا۔

لیکن باطل کبھی اپنی عیاریوں، چالبازیوں اور دجل سے باز نہ آیا۔ سب سے بڑی چال یہ کہ مراکز اسلامیہ اور حرمین شریفین کے اردگرد رسوم و بدعات کا جال بچھانے کی کوشش کی۔ جس کا سب سے بڑا مقصد مراکز توحید کو کمزور کرنا تھا۔ ان فتنوں کا بانی (زمانہ قریب میں) محمد بن علوی مالکی تھا۔ دیوبندی کہلانے والے بعض صوفیاء جن کے دھاگے کی ایک گرہ کمزور تھی اُن کو محمد بن علوی مالکی نے اپنے قریب کر کے آہستہ آہستہ بڑے مکر سے ان کو بدعات کا داعی بنا دیا۔

آج کون نہیں جانتا کہ صوفی محمد اقبال صاحب اور ان کے رفقاء نے بقاعِ مقدسہ (حرمین شریفین) میں کیا کیا بدعات شروع کر دی ہیں۔ اور یہ سب کچھ دیوبندیت کے نام سے ہو رہا ہے۔ اس فتنے کے سدباب کی بڑی تفصیل ہے۔ البتہ اس وقت حضرت مولانا عبدالرحیم چاریاری زید مجدہٗ اور دیگر رفقاء اس فتنے کی سرکوبی کے لیے سرگرم ہیں۔ زیرنظر مضامین کا مجموعہ مولانا عبدالرحیم چاریاری زید مجدہٗ کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو نافع و مقبول اور ذخیرہ آخرت بنائے اور یہ مجموعہ رد بدعات کے سلسلے میں آخری کیل ثابت ہو۔

حبیب الرحمٰن سومرو......۱۵رمحرم ۱۴۳۶ھ......۱۸رنومبر ۲۰۱۴ء'' [تحفظ عقائد]

تبصرہ:

اس تقریظ میں بھی حقیقی صورت حال بیان کی گئی ہے۔ اور شریعت وسنت کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔

مقام تاسف:

آپ نے آگے مقام تاسف کے عنوان سے لکھا ہے کہ:

''اس کتاب کے صفحہ:۱۵ر پر ''رجوع کی شرائط'' کے عنوان میں لکھا ہے کہ: مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب (دامت برکاتہم) سے قطع تعلق کیا جائے اور اجتماعی ذکر بالجہر اور تداعی کا سلسلہ ختم کیا جائے۔

یہی عبارت ص:۷۰ر پر بھی لکھی گئی ہے اور اس کو علماء کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ کتاب کو چھپے ہوئے دو سال ہو چکے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ مؤیدین و تقاریظ والے علماء بھی اس میں شریک ہیں۔'' [سازشیں:۲۰]

تبصرہ:

''تحفظ عقائد اہل سنت'' ص:۵۰ر پر اصل عبارت اس طرح ہے:

''مولانا ہزاروی مدظلہ کا رجوع نامہ قبول نہ کرنے کی وجوہات'' کے تحت درج ہے:

(۱)...... انہوں (مولانا ہزاروی صاحب) نے علوی مالکی صاحب کے نظریات کے بارے میں کوئی صراحت نہیں فرمائی کہ اُن کا کیا حکم ہے۔

(۲)...... اُن نظریات کی بناء پر علوی مالکی صاحب کا کیا حکم ہے۔

(۳)...... اصلاح مفاہیم اور ''اکابر کا مسلک ومشرب'' میں درج نظریات کی تغلیط بھی یقینی طور پر نہیں کی۔ بلکہ ''اگر'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔

(۴)...... اُن نظریات کی حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کی طرف نسبت کی تغلیط بھی نہیں کی۔

(۵)...... اُن نظریات کے مقابل اکابر دیوبند کا واقعی اور حقیقی موقف ومسلک کیا ہے؟ یہ بھی نہیں بیان کیا۔

(۶) ......اُن نظریات کے مؤیدین حضرات بالخصوص مولانا ملک عبدالحفیظ مکی صاحب سے قطع تعلق بھی نہیں کیا۔ حالاں کہ مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب تا حال اسی مؤقف پر قائم ہیں کہ علوی مالکی صاحب نے جو کچھ لکھا بالکل صحیح لکھا ہے۔ چناں چہ چند سال قبل حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دھرم کوٹی مدظلہم کے سوال پر انہوں نے یہی جواب دیا تھا۔

(۷) ......''اجتماعی ذکر بالجہر'' ان کے ہاں تسلسل سے ہو رہا ہے۔ جو اکابر دیوبند کے ہاں جائز نہیں۔

(۸) ......اس اجتماعی ذکر بالجہر کے لیے تداعی کا سلسلہ بھی مسلسل جاری ہے۔''

''رجوع نامہ قبول کرنے کی شرائط'' کے تحت ''تحفظ اہل سنت'' ص:۱۵؍ پر یوں تحریر ہے:

''مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی کے رجوع نامہ کو قبول کرنے کی شرائط درج ذیل ہیں۔

(۱)......علوی مالکی کے نظریات کے بارے صراحتاً فرمائیں کہ ان کے نظریات اہل السنّت والجماعت کے خلاف تھے۔

(۲)......اُن کے نظریات کی بنا پر خود علوی مالکی صاحب بدعتی اور اہل السنّت والجماعت سے خارج ہیں۔

(۳)...... اصلاح مفاہیم اور اکابر کا مسلک و مشرب میں درج نظریات یقینی طور پر غلط اور اکابر دیوبند کے نظریات کے خلاف ہیں۔

(۴)......اُن نظریات کی حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کی طرف نسبت بھی درست نہیں۔

(۵)...... اُن نظریات کے مقابل دیوبند کا واقعی اور حقیقی موقف و مسلک بھی بیان کیا جائے یا کم از کم ان تمام بزرگوں کے نام لکھ کر ان کے مؤقف سے مکمل اتفاق کا اظہار کیا جائے، جنہوں نے اس قضیہ میں علوی مالکی نظریات کی مخالفت اور مسلکِ دیوبند کی ترجمانی کی۔

(۶) ......اُن نظریات کے مؤیدین حضرات بالخصوص مولانا ملک عبدالحفیظ مکی صاحب سے قطع تعلق کیا جائے۔

(۷)......اجتماع ذکر بالجہر اور تداعی کا سلسلہ ختم کیا جائے۔

یہ عریضہ اور رجوع نامہ کی عبارت لے کر مولانا عبدالرحیم چار یاری پہلے مولانا نثار احمد الحسینی صاحب پھر مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔لیکن دونوں حضرات ان شرائط کے مطابق رجوع کے لیے تیار نہ ہوئے بلکہ بار بار یہی جملہ دوہراتے رہے کہ ہم نے جو کچھ لکھنا تھا ''قضیہ کا خاتمہ'' میں لکھ دیا۔اس سے زیادہ مزید کچھ لکھنے کے لیے ہم تیار نہیں۔(یعنی علوی مالکی نظریات کو غلط کہنے،علوی مالکی پر کوئی حکم لگانے،اُس کے نظریات سے بالتصریح اعلان برأت کرنے اور اکابر دیو بند کا حقیقی مسلک ومشرب بیان کرنے وغیرہ شرائط کے لیے ہم بالکل تیار نہیں)۔'' [تحفظ: ۵۰،۵۱]

مولانا حفیظ اللہ کا قول آپ نے لکھا ہے کہ:

''عرض یہ ہے کہ اپنے شیخ کے دیے ہوئے کام کو نہ کوئی چھوڑتا ہے، نہ چھوڑ سکتا ہے۔پھر ایسا شیخ جو ظاہراً بھی جنت میں مدفون ہو اور باطناً بھی جنتی ہونے پر شواہد ہو (بھلا ان کے طریق کے بارے میں کوئی ایسا سوچ بھی سکتا ہے؟)''

تبصرہ:

یہ بات آپ نے درست کہی ہے کہ اگر وہ مذکورہ نظریات کے پیش نظر رکھنے کے باوجود شیخ کو نہیں چھوڑ سکتا تو اس کے رجوع کرنے کے بارے میں کہ وہ رجوع کرے گا،سوچنا بھی فضول ہے۔ہاں اگر اللہ دِل میں ڈال دیں کہ فعلِ مشائخ حجت نہیں، حجت شریعت میں کتاب وسنت ہیں۔بزرگوں کے تفردات جو کتاب وشریعت وسنت کے برعکس ہوں، حجت نہیں ہوتے۔

دینِ اسلام میں حجت قرآن وسنت کی پیروی ہے۔جو تفردات قرآن وسنت کے برعکس نہ ہوں، اُن تفردات میں جمہور فقہاء کے قول کو اختیار کیا جاتا ہے، یہی شرعی حکم ہے۔چناں چہ ہم روزانہ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد وتر میں یہ پڑھتے ہیں: وَ نَخْلَعُ وَ نَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ. (اور الگ کرتے اور چھوڑتے ہیں اُس شخص کو جو تیری نافرمانی کرے)

اللہ ورسول کی اطاعت فرض ہے:

آپ نے لکھا ہے کہ:

''اور ظلم پر ظلم یہ ہے کہ اخوان طریقت کے درمیان قطع تعلق کی شرط کیا معنی رکھتی ہے۔''

تبصرہ:

قطع تعلقی ہی سے واضح ہوتا ہے کہ یہ شخص اُس کے نظریات سے متفق نہیں۔ اور صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنۡ تَشَبَّهَ بِقَوۡمٍ فَهُوَ مِنۡهُمۡ .[مسند احمد۔ ابو داؤد]

جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اُس قوم میں سے ہے۔

عقائد و اعمال میں اہل السنۃ و الجماعۃ کے عقائد و اعمال کے مطابق عقیدہ رکھنے اور عمل کرنے والا قیامت کے روز سفید چہرے کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ اور اہلِ بدعت سے عقائد و اعمال میں مشابہت رکھنے والا سیاہ چہرہ کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ جیسا کہ شروع میں آیت اور حدیث میں آپ پڑھ چکے ہیں۔

يُعۡرَفُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ بِسِيۡمٰهُمۡ فَيُؤۡخَذُ بِالنَّوَاصِيۡ وَ الۡاَقۡدَامِ[الرحمٰن:۴۱]

گنہگار لوگ اپنے چہرے سے پہنچان لیے جائیں گے، پھر پکڑا جائے گا پیشانی کے بالوں سے اور قدموں سے۔

اس لیے اہل بدعت کو یہاں چھوڑیں گے اور اہل سنت کے ساتھ عمل میں مشابہت اختیار کریں گے تو ان شاء اللہ قیامت کے دن نورانی چہروں کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہر بدعت سے بچائے اور ہر سنت پر عمل کی توفیق نصیب کریں۔ آمین

ضروری وضاحت:

آپ نے درمیان میں اپنا دکھ درد خوب دل کھول کر بیان کیا ہے۔ یہ آپ کا حق ہے۔ آخر میں آپ نے تسلیم کیا ہے کہ: آپ کا جو انداز تحریر ہے علمی وقار کے خلاف ہے۔ علماء پر اس طرح کے بے ہودہ الفاظ چسپاں کرنا نہ شرعاً جائز ہیں نہ ہی آپ کے مرشد کو پسند آئے ہوں گے۔

(۱)......''اس کتاب میں جو طرز و انداز اختیار کیا گیا ہے یہ ہمارے اکابرین رحمہم اللہ کا نہیں ہے۔ ہمارے اکابرین رحمہم اللہ کا طرز یہ تھا کہ وہ مسئلہ اور اس کی وضاحت و دلائل کو ذکر فرما دیتے۔ کسی خاص فرد یا جماعت کو نشانہ نہیں بناتے تھے۔......اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ طریقہ اس کتاب میں کیوں چھوڑا گیا؟

دراصل بات یہ ہے کہ دس پندرہ سال سے ہمارے مشائخ کرام کا نام لے کر طعن و تشنیع اور ذاتیات بنا کر بُرا بھلا کہا جا رہا تھا اور زخم پر زخم لگائے جا رہے تھے تو راقم نے ذاتی طور پر یہ صرف دفاعی کوشش کی ہے۔ جس پر مجھے تو اپنے شیخ مدظلہٗ کی ناراضگی کا خطرہ بھی ہے۔"

[مجالس ذکراللہ کے خلاف سازشیں: ۴۸]

تبصرہ:

حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

مومن کی تین نشانیاں ہیں۔ (پہلی) جب بولتا ہے، سچ بولتا ہے۔ (دوسری) جب وعدہ کرتا ہے، تو پورا کرتا ہے۔ (تیسری) جب اس کے ہاں امانت رکھی جائے، تو اس میں خیانت نہیں کرتا۔

اور منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ (۱) جب بولتا ہے، جھوٹ بولتا ہے۔ (۲) جب وعدہ کرتا ہے، تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔ (۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔

اور مسلم شریف میں چار خصلتیں بیان کی گئی ہیں ان میں (۴) یہ ہے کہ جب جھگڑا کرے تو آپے سے باہر ہو جائے۔ دوسری حدیث میں وَ لَا تسخر بأحدٍ من الناس کسی کا مذاق مت اُڑا۔

اس فرمان نبوی ﷺ کی روشنی میں علمی بحث میں سنجیدگی ہی مومن کو زیب دیتی ہے۔ غصہ میں بعض اوقات تکبر، غرور، غیبت، چغلی اور جھوٹ بھی زبان سے انتقامی طور پر نکل جاتا ہے اور یہ سب چیزیں شیخ کو معلوم ہوں تو واقعی اُن کو ناراض ہونا چاہیے۔

تصوف و سلوک میں تو اصلاح نفس میں یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ خارش زدہ کتّے کو بھی اپنے سے اچھا سمجھو اور اگر کُتّے سے بھی اپنے آپ کو اچھا سمجھے تو وہ تصوف کی لائن میں کچھ بھی شمار نہیں ہوتا۔ اصلاح نفس غصے کو مارنے اور اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھنے سے ہوتی ہے۔

آپ نے غصے میں اکابر کی اولاد کو وہ سنائی ہیں کہ شیطان بھی کان پکڑتا ہوگا، اور ہنستا ہو گا اور اللہ کے ہاں مذکورہ شخصیات میں اگر کوئی بھی ولی اللہ شمار ہوتا ہو تو پھر اس کا مسئلہ تو خطرناک شکل اختیار کر لے گا۔ کیوں کہ حدیث قدسی ہے کہ: عن ابی هريرةؓ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اِنَّ الله

عَزَّوَجَلَّ قَالَ: مَنْ عَادیٰ لِیْ وَلِیًّا، فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالحَرْبِ. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد یہ منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ اعلان جنگ کرتا ہوں۔

جو اللہ کے ولی کو تکلیف پہنچائے، اللہ کا اُس سے اعلان جنگ ہے۔ اور جب بادشاہ اعلانِ جنگ کرتا ہے تو جس سے وہ اعلانِ جنگ کرتا ہے اُس کی عزیز ترین چیز کو قبضہ میں لیتا ہے۔ اگر اللہ اعلان جنگ کرتا ہے تو انسان کے سینے میں عزیز ترین چیز ''ایمان'' ہے۔ ایسے موقع ایمان کے سلب ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

اللہ نے یہی حکم دیا ہے:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ [الحجرات :۱۱] اے مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے، ممکن ہے وہ لوگ ان سے بہتر ہوں)

آپ کے شاید علم میں نہیں ہوگا بندہ راقم الحروف ۱۶/جنوری ۱۹۷۰ء بروز جمعہ راولپنڈی میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ سے بیعت ہوا تھا اور اسی موقع پر حضرت مولانا محترم عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی مدظلہٗ بھی حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ سے بیعت ہوئے تھے۔ اس نسبت سے ہم دونوں پیر بھائی ہیں۔ بلکہ حضرت ہزاروی مدظلہٗ جب ملاقات کرتے ہیں تو بندہ سے یہ کہتے ہیں کہ ہم دونوں پیر بھائی ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کے انتقال کے بعد بندہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ سے بیعت ہو گیا۔ اور مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی مدظلہٗ، حضرت صوفی محمد اقبال صاحبؒ سے بیعت ہو گئے تھے۔ اس کے بعد اختلافی دلائل پر مضامین دونوں طرف سے شائع ہونے شروع ہو گئے۔

۱۹۹۲ء میں بندہ حرمین شریفین کے مبارک سفر پر جب مدینہ منورہ حاضر ہوا تو تقریباً ۱۰/ روز روزانہ حضرت صوفی محمد اقبال صاحبؒ کی مجلس میں حاضر ہوتا رہا۔ اُس وقت تک ابھی دونوں بزرگوں کا اختلاف کُھل کر ظاہر نہیں ہوا تھا۔ جب مکہ معظّمہ بندہ حاضر ہوا تو وہاں کم و بیش تین ماہ تک قیام رہا۔ اس دوران مولانا ملک عبدالحفیظ صاحب مکیؒ کی قیام گاہ پر حاضری بھی ہوئی۔ ملاقات ہوئی اور ''ذکر بالجہر کی مجلس'' کا آنکھوں دیکھا منظر دیکھا۔ اس لیے جب اختلاف تداعی کے ساتھ

ذکر بالجہر کی مجالس قائم کرنے کے بارے میں دونوں طرف سے دلائل سامنے آئے تو مسئلہ سمجھنے میں دیر نہ لگی۔

کیوں کہ حضرت قاضی مظہر حسین صاحبؒ کا موقف یہ تھا کہ ذکر اللہ تو کریں۔ مسنون تسبیحات سالکین کو بتاتے تھے اور اسم ذات کی کثرت کرنے کی بھی تاکید کرتے تھے۔ لیکن تداعی کے ساتھ ذکر کرنے کے لیے ''مجالس ذکر'' کے نام سے مجلس منعقد کر کے ''ذکر بالجہر'' کرنے کو فقہ حنفی کی روشنی میں بدعت قرار دیتے تھے۔

اصل اختلاف ذکر اللہ سے منع کرنے کا ہرگز نہیں ہے۔ اختلاف یہ ہے کہ ذکر اللہ سنت طریقہ کے مطابق انفرادی طور پر ذاکرین اپنی اپنی جگہ کریں جو کہ مسنون طریقہ ہے۔ اس طریقہ پر کوئی مجالس ذکر میں بیٹھ کر اپنا اپنا انفرادی ذکر کرے تو جائز ہے۔ ہر روز جیسا کہ مساجد میں نمازی اذان سے قبل یا بعد آ کر اپنی اپنی جگہ کوئی نوافل میں، کوئی تلاوت میں لگ جاتا ہے، کوئی ذکر خفی کرتا ہے، لیکن انفرادی طور پر کرتا ہے۔ کسی نے نہیں روکا، ایسی ''مجالس ذکر'' کا کوئی مخالف نہیں۔ ہاں نماز کے بعد جو بریلوی حضرات ''اجتماعی ذکر بالجہر'' کرتے کراتے ہیں، اکابر دیوبند سب اس کو بدعت کہتے ہیں۔ اس میں کسی نے یہ نہیں کہا کہ یہ جائز ہے، کیوں کہ یہ ''خلاف سنت'' ہے۔

آپ نے اپنے دلائل جو دیے ہیں، ان پر مزید اگر آپ کا جواب آیا تو عرض کر دیا جائے گا۔ کیوں کہ اس پر کتابیں کئی شائع ہو چکی ہیں۔ دونوں طرف کے دلائل سب کو معلوم ہو چکے ہیں اب تکرار ضروری نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا نصیب کریں۔

قولِ فیصل کتاب ''آفتابِ سنت'' و کتاب ''احیاءِ سنت'' میں تفصیل سے لکھ دیا ہے۔ یہ دونوں کتابیں بھی ارسال کر رہا ہوں۔ واللہ الھادی

والسلام

خادم اہل سنت عبدالوحید الحنفی

۲۲/رجب ۱۴۳۸ھ بعد العصر

۲۰/اپریل ۲۰۱۸ء بروز جمعرات

جوابی مکتوب مولانا حفیظ اللہ صاحب بنام عبدالوحید الحنفی

محترم ومکرم جناب مولانا عبدالوحید حنفی صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مزاج بخیر۔

بندہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے امتحانات کی نگرانی سے جمعرات شام گھر پہنچا تو آنجناب کا شفقت نامہ بمعہ چند کتب موصول ہوا۔ جس کو جلدی سے دیکھا اور آنجناب کی جوابی تاکید کو اور جوابی لفافہ کو دیکھ کر فوراً شکریہ ادا کرنے کی غرض سے خط لکھ رہا ہوں۔ اوّلاً تو آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے کتاب کو پڑھا۔ اور اصلاح کی نیت سے آپ نے کچھ امور کی نشاندہی کی ہے۔ بندہ کی درخواست یہ ہے کہ بقیہ امور بھی جو قابلِ اصلاح سمجھتے ہیں، ان کی نشاندہی بھی فرما دی جائے۔ تو ان شاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں قابل اصلاح پہلوؤں کی اصلاح کر دی جائے گی۔ اس ماہ مصروفیات بہت زیادہ ہیں، کچھ تعلیمی اور گھریلو امور ہیں۔ ان شاء اللہ فرصت ملتے ہی آپ کی کتب کا مطالعہ کر کے مزید شکریہ ادا کروں گا۔

والسلام.....محتاج دعا حفیظ اللہ.....دارالعلوم ربانیہ پھلور ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ.....۲۸/اپریل ۲۰۱۷ء

غیر مقلدین کے ۱۳۰/اعتراضات کا علمی وتحقیقی جائزہ

فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع

تالیف: وکیل احناف مولانا مفتی رب نواز حفظہ اللہ

نظر ثانی: خادم اہل سنت عبدالرحیم چاریاری غفرلہ

پسند فرمودہ

مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی، مولانا منیر احمد منور، مولانا حبیب الرحمٰن سومرو، مولانا مفتی جمیل الرحمٰن مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی، مولانا مفتی محمد اعظم ہاشمی، مولانا جمیل الرحمٰن عباسی مدظلہم

صفحات: ۵۱۲..... قیمت: ۲۰۰/روپے علاوہ ڈاک خرچ

مولانا شکیل احمد میرٹھی غیر مقلد کے ۱۹/مولانا عبیدالرحمٰن محمدی غیر مقلد کے ۵۲/پروفیسر طالب الرحمٰن غیر مقلد کے ۱۷/اور مولانا محمد قاسم خواجہ غیر مقلد کے ۴۲/اعتراضات کا علمی وتحقیقی جائزہ

ناشر: جامعہ حنفیہ، فیصل آباد.....ڈاک سے منگوانے کے لیے 0334-4612774

باب نمبر پانچ (۵)

مولانا حفیظ اللہ کی کتاب

''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں''

طبع دوم کا تحقیقی جائزہ

۱......مولانا حفیظ اللہ صاحب کی کتاب کا دوسرا ایڈیشن

خادم اہل سنت عبد الرحیم چاریاری غفرلہ

۲......مکتوبات حنفی

حافظ عبد الوحید الحنفی مدظلہ

آپ نے اپنی کتاب کے پہلے اور دوسرے ایڈیشن میں میرے علاوہ باقی حضرات مثلاً: حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ، حضرت مفتی عبدالواحد مدظلہم، حضرت مفتی انور اوکاڑوی مدظلہم، حضرت سومرو مدظلہم، حضرت ترمذی مدظلہم اور حضرت مفتی جمیل الرحمٰن مدظلہم وغیرہ کے بارے میں جتنے بھی منفی کلمات لکھے ہیں، (جن میں: پنج تنی پارٹی، اثنا عشری پارٹی، پندرھویں صدی کا فتنہ، مقطوع الالف اجماع والے، مقطوع الیاء مفتی، کیا پدی کیا پدی کا شوربہ، غلط لوگ، پروپیگنڈے میں شریک، مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کی ذات کو مجروح بنانے والے، حسد پن کی آبیاری کرنے والے، منکرین ذکر اللہ، سلفیوں کے منشور والے، مسلک دیوبند کے دشمن، خائن، سلفیت نواز، قوم کو گمراہ کرنے والے، چہرے تو خوش نما ہیں جسم ہیں داغ دار، الفاظ پُرکشش ہیں معنوں میں کچھ نہیں۔ عجیب مفتی، سلفیوں کی گود میں جانے والے، شیطان کا گروہ، شیطان کے ساتھی، جن پر شیطان مسلط ہوگیا، الزام تراشیاں کرنے والے، پیر بھائیوں سے بدظن، بزرگوں کا نام بے ادبی سے لینے والے، بزرگوں پر کیچڑ اُچھالنے والے، نفاق میں مبتلا ہونے والے، تہمت لگانے والے، جھوٹ بولنے والے، طریق شیطان پر چلنے والے، چمگادڑ سورج کو چڑانے نکلا ہے، اکابر پر تقیہ کا شبہ کرنے والے، اکابر کو بزدل ثابت کرنے والے، مانگی یہ دعا الٰہی ان کو چشم بصیرت دیدے۔ یہی ہیں عقل کے اندھے انہیں نورِ ہدایت دیدے، متعصب، تبرائی، سلفیوں اور مماتیوں کو خوش کرنے والے، اپنے اکابر کو گالی دلوانے والے، غیروں کے ایجنٹ، دھوکے باز، ہٹ دھرم، متکبر وغیرہ شامل ہیں۔)

یہ سب ''مبارک القابات'' ایک بڑے کاغذ (چارٹ) پر خوشخط لکھوا کر نیچے علوی مالکی بدعات کی ترویج و تشہیر کرنے والے جناب صوفی محمد اقبال صاحب مرحوم اور ان بدعات سے تاحال براءت کا اعلان نہ کرنے والے مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کا نام لکھوا کر: جامعہ ربانیہ پھلور، سکھر اور حضرو والے اقبالی حضرات اپنے اپنے کمروں میں فریم لگوالیں، اور صبح دوپہر شام اس چارٹ کی زیارت فرمایا کریں۔ اگر بندہ کی اِس بات پر غصہ آنے لگے تو "موتوا بغیظکم" کی ایک تسبیح پڑھ لیا کریں۔ اِن شاء اللہ افاقہ ہوگا۔ اِس سے آرام نہ آئے تو دوبارہ رابطہ فرمالیں۔ اللہ شافی! اللہ کافی!

خادم اہل سنت عبدالرحیم چار یاری

مولانا حفیظ اللہ صاحب کی کتاب کا دوسرا ایڈیشن

ہماری زیر نظر کتاب ''علماء دیوبند کے خلاف سازشیں'' حتمی ترتیب کے مرحلہ سے گزر چکی تھی، صرف فہرست پر صفحات نمبر لگانا باقی تھے کہ اچانک مولانا حفیظ اللہ صاحب کی کتاب کا دوسرا ایڈیشن موصول ہوا۔ سرسری طور پر دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ اُنہوں نے چند چیزوں کا اضافہ کیا ہے جن کی وضاحت کی ضرورت ہے۔ اِس لیے اِس کتاب کی اشاعت کو مؤخر کر دیا۔ مگر مسلسل عوارض نے ایسا جکڑا کہ پھر موقع نہ مل سکا۔ اَب ایک لمبے عرصے کے بعد فرصت ہاتھ آئی تو کچھ لکھنے بیٹھا ہوں۔

قارئین چند چیزیں مدنظر رکھیں۔

۱۔ پہلی یہ کہ زیر نظر کتاب مولانا حفیظ اللہ صاحب کی کتاب کے پہلے ایڈیشن کو مدنظر رکھ کر ترتیب دی گئی تھی۔ لہٰذا اِس کے مضامین ومشمولات کو اُسی کے تناظر میں دیکھا اور پرکھا جائے۔

۲۔ دوسری یہ کہ اِس کتاب میں شامل تقاریظ بھی اُسی حصہ پر لی گئی تھیں جو پہلے ایڈیشن کو سامنے رکھ کر مرتب ہوا تھا۔ اَب دوسرے ایڈیشن پر جو معروضات پیش خدمت کرنے کا ارادہ ہے، اِس کے بعد نئے سرے سے تقریظات کا حصول مزید تاخیر کا باعث ہوگا۔

۳۔ تیسری یہ کہ: کتاب کے دوسرے ایڈیشن پر محترم جناب حافظ عبدالوحید حنفی صاحب نے تبصرہ فرمایا اور مولانا حفیظ اللہ صاحب کو ارسال کر دیا۔ وہ مکمل تبصرہ بھی شامل اشاعت ہے۔

۴۔ چوتھی بات یہ کہ: حافظ عبدالوحید حنفی صاحب کی تحریر کے بعد بھی ہم نے کچھ چیزوں کی وضاحت کو ضروری سمجھا۔ لیکن اس کے باوجود طوالت کے خوف سے بہت سی لایعنی باتوں کو نظر انداز بھی کر دیا گیا ہے۔ منصف مزاج کے لیے اِس قدر بھی، اِن شاء اللہ کافی ہے۔ اور مریض حسد وعناد کے لیے سیکڑوں صفحات بھی بے کار ہیں۔

اَب ہم نمبروار طبع دوم کے متفرق حصوں پر تبصرہ کریں گے۔ واللہ المؤفق

۱)......ہزاروی گروہ کی کاوش:

مولانا حفیظ اللہ صاحب کی کتاب کے پہلے ایڈیشن میں مولانا نثار احمد الحسینی کی چالاکیاں اور مولانا حفیظ اللہ کی غلط بیانیاں واضح دکھائی دے رہی تھیں، دوسرے ایڈیشن میں ان دونوں کے ساتھ سکھر کے جناب عبدالرشید صاحب کی کارستانیاں بھی شامل ہوگئیں۔ لہٰذا اِس ایڈیشن کو ''ہزاروی گروہ'' یا ''اقبالی حضرات'' کی مشترکہ کاوش بلکہ بدعات کے محافظ تین سینوں کے مشترکہ بغض وحسد کا اِظہار کہنا بے جا نہ ہوگا۔

۲)......کتاب کا نام:

ہم نے مولانا حفیظ اللہ صاحب کی کتاب کا جواب ''علماء دیوبند کے خلاف سازشیں'' کے نام سے تیار کیا۔ جس کا اشتہار کتاب کی اشاعت سے قبل ماہنامہ صفدر میں شائع ہوا۔ ہزاروی گروہ نے ہماری جوابی کتاب کا نام دیکھ کر جلدی سے دوسرے ایڈیشن میں اپنی کتاب کا نام بڑھا لیا ہے، جس سے اُن کی بے چارگی واضح ہے۔ مزید وضاحت حافظ عبدالوحید حنفی صاحب کے مکتوب میں دیکھ لی جائے۔

۳)......غلطیوں کا اقرار مگر عادتِ بد برقرار:

اقبالی حضرات لکھتے ہیں:

''پہلی طبع میں کئی جگہ غلطیاں تھیں۔'' [ص:۱۴]

بہت اچھا ہوتا کہ اقبالی حضرات یہ بھی واضح فرمادیتے کہ کس قسم کی غلطیاں تھیں۔ مگر اُنہوں نے اِس سے پہلو تہی میں ہی عافیت سمجھی ہے۔ قارئین ہماری اِس کتاب سے بخوبی جان چکے ہوں گے کہ اُن غلطیوں میں غلط بیانیاں بھی تھیں، بہتان تراشیاں بھی، دھوکے بھی تھے اور فریب بھی، اکابر کے نام پر فراڈ بھی تھا اور اکابر پر الزامات کی بوچھاڑ بھی، حقائق سے اِنکار بھی تھا اور علوی مالکی افکار کے حوالے سے راہِ فرار بھی۔ اور اِس کے علاوہ بھی بہت کچھ۔ ظاہر ہے کہ ایسی غلطیوں کی صراحت سے پہلو تہی ہی سود مند تھی۔ سو کرلی۔ مگر چند ایک غلطیوں کی اصلاح کے علاوہ باقی تمام اُسی طرح باقی ہیں، بلکہ بڑھ گئی ہیں۔

۴)......غلطیوں کا مع سود اِعادہ:

غلطیوں کے اقرار کے بعد چاہئے تو یہ تھا کہ اِقبالی حضرات طبع دوم میں نہ صرف یہ کہ طبع

اول کی اغلاط کی اصلاح فرماتے بلکہ اضافہ جات میں ایسی کسی غلطی کا اِعادہ بھی نہ کرتے۔ مگر ''عادت سر کے ساتھ جاتی ہے۔'' کے پیشِ نظر وہ رہ نہیں سکے اور اُن غلطیوں کا بڑھ چڑھ کر اعادہ کر ڈالا۔ اب دیکھتے ہیں طبع سوم میں وہ کیا گل کھلاتے ہیں۔

۵)......''حنفی اتحاد'' کا عنوان غائب:

مولانا حفیظ اللہ صاحب نے اپنی کتاب کے پہلے ایڈیشن میں' علوی مالکی اَفکار کی اشاعت کرنے والے ''بزرگوں'' کی نامسعود کاوشوں کو''حنفی اتحاد'' کا عنوان دیا تھا۔ جسے دوسرے ایڈیشن میں ہزاروی گروہ نے خاموشی سے حذف کر دیا ہے۔ گویا اُنھوں نے یہ تسلیم کرلیا ہے کہ وہ کوششیں ''حنفی اتحاد'' کے لیے نہیں بلکہ کسی اور مقصد کے لیے تھیں۔ ورنہ یہ عنوان حذف کرنے کا کیا مقصد؟

شاید ''حنفی اتحاد'' کے نام پر ''منفی اتحاد'' کی پہلی اینٹ رکھی گئی تھی، جس میں علوی مالکی اَفکار اور اِقبالی بدعات کی ترویج کا راستہ ہموار کرنے کی کوشش کی گئی۔ یوں اَکابر دیوبند کے نام لیواؤں میں تفرقہ ڈال کر وحدت امت کو پارہ پارہ کر دیا گیا۔

٦)......احمد رضا خان اور علوی مالکی کی حقیقی جانشینی:

اقبالی حضرات نے حسبِ سابق جناب احمد رضا خان بریلوی اور محمد بن علوی مالکی کی حقیقی جانشینی کا پورا پورا ثبوت دیتے ہوئے وہی طرز و اَنداز اختیار فرمایا ہے جو اُن کے روحانی آباء اِس سے قبل اختیار کر چکے ہیں۔ مثلاً: اُنھوں نے مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کی لکھی گئی ایک تحریر پر اکابر کی تائیدی تحریرات نقل کی ہیں۔ حالانکہ ''قضیہ کا خاتمہ کا تحقیقی جائزہ'' کے نام سے ان تحریرات کی مکمل وضاحت کی جاچکی ہے۔ اگر ہماری وضاحتی تحریر سے ہزاروی گروہ کی تسلی نہیں ہوئی تو اُن کو چاہیے تھا کہ اس تحریر کا مکمل جائزہ لیتے اور اس پر تبصرہ کرتے، مگر ظاہر ہے کہ ان کے روحانی آباء کے لیے بھی یہ ممکن نہیں تھا کہ اہل سنت کے دلائل کا جواب دے سکیں، اِن کے لیے بھی ناممکن ہے۔ اِس لیے وہ ''رضاخانی جمع علوی مالکی'' اُسلوب پر پوری ''استقامت'' کے ساتھ قائم و دائم ہیں۔ اِس سے قبل یہی طریقہ واردات اِقبالی حضرات نے کتاب ''تحفظ عقائد اہل سنت'' کے بارے میں اختیار کیا، کہ عرس، میلاد وغیرہ عنوانات پر اپنے موقف کو پوشیدہ رکھتے ہوئے سات

ابواب میں سے صرف ایک باب ''مجالس ذکر'' پر گفتگو کا ذکر کیا، مگر دوسرے ابواب کی ایک دو باتوں کو بھی درمیان میں لے آئے۔

اول اختلاف: علوی مالکی اَفکار......ثانوی اختلاف: اقبالی بدعات

اِس طریقہ واردات سے ان کا مقصد اور واحد مقصد یہ ہے کہ اَصل موضوع سے توجہ ہٹا کر مجالس ذکر اللہ کے نام پر دھوکہ دہی کی جا سکے۔ حالانکہ اِقبالی حضرات سے ہمارا اَول اختلاف علوی مالکی اَفکار کا ہے، اور ثانوی اختلاف اِقبالی بدعات کا ہے۔ کیونکہ اقبالی بدعات بعد میں شروع ہوئیں۔ لہٰذا وہ اس قسم کی مکاریاں اختیار کر کے اصل عنوان سے توجہ ہٹانے کی جتنی مرضی کوششیں کر لیں، اِن شاء اللہ شیخ محمد بن علوی مالکی اور جناب احمد رضا خان کی طرح ان کو بھی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔

۷)......مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کے رجوع سے متعلق دوٹوک بات:

مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب کے رجوع نامہ کا 'اقبالی حضرات بہت ڈھنڈورا پیٹتے ہیں، ہم قارئین کی خدمت میں اس کا خلاصہ پیش کرتے ہیں اور نتیجہ اہل اِنصاف پر چھوڑتے ہیں۔ مولانا ہزاروی کی پہلی تمام تحریرات کا خلاصہ یہ ہے کہ:

''عرس اور میلاد منانا، تعیین وقت کے ساتھ ایصال ثواب کرنا وغیرہ اکابر دیوبند بلکہ چودہ سو سالہ اہل السنۃ والجماعۃ کا تحقیقی مسلک ومشرب ہے۔''

جبکہ بعد والی تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ:

''میں اکابر دیوبند کے مسلک کو حق سمجھتا ہوں۔ اور اس کے علاوہ ہر چیز کو غلط۔''

قارئین کرام! دونوں تحریروں کو جوڑیئے، اور منصفانہ نتیجہ نکال کر ہزاروی گروہ اور اُن کے پیشوا کی دیانت کو داد دیجیے۔!!

مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کی خلافت......اقبالی حضرات سے ایک سوال:

اِس مقام پر اقبالی حضرات سے ایک سوال کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ: کیا وجہ ہے کہ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب، شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ سے خلافت کے حصول کے مدعی ہیں، لیکن صوفی اقبال مرحوم کے واسطہ کے بغیر اس کا ٹھوس ثبوت تا حال پیش نہیں کر سکے!؟

جبکہ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے تلمیذ خاص حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ اپنی تحریرات میں فرما چکے ہیں کہ مولانا ہزاروی کو حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ سے اجازت و خلافت حاصل نہیں۔ اور حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ ہی کے خلیفہ و خادم خاص حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ نے بندہ کے سامنے فرمایا تھا کہ: ''(ان کو خلافت حاصل نہیں) بس تماشہ بنایا ہوا ہے۔'' مولانا عاشق الٰہی رحمہ اللہ اپنے ایک مکتوب گرامی میں لکھتے ہیں:

''مکرمی ومحترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب، مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب دام مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔

گزارش آنکہ عزیز الرحمٰن ہزاروی کوئی مؤلف ہے۔ انہوں نے ایک رسالہ بنام ''اکابر کا مسلک ومشرب'' لکھا ہے۔ وہ آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوگا۔

اس میں کوشش کی گئی ہے کہ دیوبندیت میں بریلویت داخل کرائی جائے اور بریلویوں کی بہت سی چیزوں کو گوارہ کر لیا جائے۔......

یہاں مدینہ منورہ میں احقر نے حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کے متعلقین سے تحقیق کی تو انہوں نے اس کی خلافت ہی کو مشکوک قرار دے دیا۔ بہر حال آپ اپنی شرعی ذمہ داری قبول کریں۔

والسلام......محمد عاشق الٰہی بلند شہری......۱۰/۱۰/۱۴۱۵ھ''

(مطبوعہ: ماہنامہ حق چار یار، جولائی ۱۹۹۵ء)

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے خلیفہ و خادم خاص مولانا اسماعیل بدات رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ہزاروی صاحب کی خانقاہ ''شریف'' کے متعلق آپ نے تعریفوں کے جو پل باندھے ہیں، تو ماشاء اللہ آپ اس کا عملی نمونہ موجود ہیں، ویسے بھی پاکستان میں خانقاہوں اور پیروں کی کیا کمی ہے؟ بس لفظ ''شریف'' لگا دیا اور خانقاہ بن گئی، جبکہ اصل معاملہ نیتوں کا ہے، ارشاد نبوی ہے: ''إنما الأعمال بالنیات'' رہا خلافت کا مسئلہ تو اس کے متعلق حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ جہاں تک ہمیں معلوم ہے حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کی طرف سے مولوی عزیز الرحمٰن کو براہ راست اجازت نہیں ہے، البتہ آپ لوگوں کے پاس اس کا کوئی ثبوت ہے یا حضرت شیخ قدس سرہ کا کوئی گرامی نامہ ہے، یا کوئی مشاہداتی گواہ ہے، تو اس کو منظر عام پر لایا جائے، تاکہ شکوک وشبہات ختم ہوں۔'' [مطبوعہ: ماہنامہ حق چار یار، دسمبر ۱۹۹۵ء]

یاد رہے کہ اِس سلسلے میں صوفی محمد اقبال صاحب مرحوم کا واسطہ اِس لیے نا قابل اعتبار ہے کہ انہوں نے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کی وفات کے بعد شیخ محمد بن علوی مالکی سے تعلق جوڑ لیا تھا۔ لہٰذا علوی مالکی اَفکار اور اقبالی بدعات کی ترویج کرنے والوں کے حق میں صوفی اقبال صاحب کا حوالہ قطعاً نا قابل قبول ہے۔

جبکہ مولانا عزیز الرحمٰن کا واسطہ اور تعلق حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے بجائے زیادہ تر صوفی اقبال صاحب سے ہی رہا۔ چنانچہ مولانا ہزاروی خود لکھتے ہیں:

''حضرت صوفی صاحب زید مجدہم بھی راولپنڈی تشریف لائے، ایک ہفتہ یہاں قیام کیا۔ ....وہاں سے دوبارہ راولپنڈی تشریف لائے اور واپس مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ اَب احقر کی مکاتبت حضرت صوفی صاحب سے ہوگئی۔ اور اس میں سہولت بھی ہوگئی۔ اور جو بات حضرت اقدس مرشدی قدس سرہ سے پوچھنی ہوتی پوچھ کر جواب عنایت فرماتے۔...... حضرت صوفی صاحب مدظلہم نے بندہ کی نالائقی و نااہلی کو بندے کی محرومی کا ذریعہ نہیں بننے دیا۔...... حرمین پاک کا یہ سفر بھی نصیب ہوگیا۔ ۱۸/ دن رہائش تو حضرت صوفی صاحب کے پاس رہی، لیکن باقاعدگی سے مجالس شیخ میں حاضری ہوتی رہی۔..... پوری کارگزاری حضرت صوفی صاحب مدظلہ کو روانہ کی...... جمعہ ادا کرکے مدینہ طیبہ پہنچا۔ ۱۰/ جمادی الثانی ۵/اپریل تک کا یہ بیس روزہ قیام حضرت صوفی صاحب زید مجدہم کے پاس رہا...... حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کے وصال کے بعد ۱۴۰۲ھ کا رمضان خاص اہمیت کا حامل ہے، اِس لیے کہ اس ماہ میں حضرت صوفی صاحب پہلی مرتبہ شرکت کے لیے راولپنڈی تشریف لائے، اور پورے ماہِ مبارک میں ہماری مسجد صدیق اکبر میں معتکف رہے۔...... رمضان ۱۴۰۳ھ، ۱۴۰۴ھ حضرت صوفی صاحب نے راولپنڈی میں ہی گزارے۔'' [حضرت شیخ الحدیث اور ان کے خلفاء: ۲۵۷/۳]

معلوم ہوا کہ مولانا ہزاروی کے بقول بھی اُن کا زیادہ تر تعلق صوفی اقبال صاحب سے رہا، اور حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ سے مکاتبت وغیرہ میں بھی صوفی صاحب ذریعہ بن گئے تھے۔ نیز مولانا ہزاروی کو جو اجازت نامہ موصول ہوا، وہ بھی صوفی اقبال صاحب کا تحریر کردہ ہے۔ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی تحریر نہیں ہے۔ لہٰذا وہ اجازت نامہ قابل بھروسہ نہیں۔ کیا اقبالی حضرات، علوی مالکی اَفکار اور اقبالی بدعات کی ترویج میں حصہ لینے والوں کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے مولانا ہزاروی کی خلافت کا کوئی ٹھوس ثبوت پیش کرسکتے ہیں؟

۸)......مولانا زاہدالراشدی کا قضیہ:

اقبالی حضرات نے مولانا زاہدالراشدی صاحب کا تذکرہ بھی کیا کہ:

عبدالرحیم نے جانشین امام اہل سنت مولانا زاہدالراشدی پر بھی فتویٰ بازی کی۔[ملخصاً،ص:۲۰]

حالانکہ انہی اقبالی حضرات میں سے مولانا نثار احمد صاحب بھی یہ ''خدمت'' انجام دے چکے ہیں، ملاحظہ ہو! مولانا نثار احمد لکھتے ہیں:

''زاہدالراشدی صاحب اور ان کے صاحبزادہ عمار خان ناصر صاحب کا معاملہ چند سالوں سے پریشان کن ہے۔ ان کے ماہنامہ ''الشریعہ''، اخباری کالم، اور دیگر مطبوعہ مواد سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ:

۱۔ یہ حضرات فکری آزادی کے علمبردار ہیں۔

۲۔''الشریعہ'' اور ان کا ماحول فکری آزادی کی تربیت کر کے اسے پروان چڑھا رہا ہے۔

۳۔اسلاف اور اکابر اہل سنت کے مسلمات سے انھیں اختلاف ہے۔

۴۔اسلاف کی تحقیق پر انھیں اعتماد نہیں۔

۵۔اسلاف اور اکابر کی عملی کوششیں چاہے ان کا تعلق سیاست سے ہو یا معاشرتی اصلاحی پہلو سے، یہ لوگ اس کے اتباع کو گھٹیا نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور موجودہ دور میں ان کے اتباع کو ناکافی سمجھتے ہیں۔

۶۔امت کے ہر کس و ناکس کو بغیر کسی علمی جانچ پرکھ کے یہ لوگ مذہبی معاملات میں نہ صرف گفتگو کی اجازت دیتے ہیں (بلکہ) رائے اور فیصلہ کا اختیار بھی دیتے ہیں۔

۷۔حکومتی ڈھانچہ کو چاہے علمی اور عملی طور پر جیسے بھی افراد پر مشتمل ہو، مجتہدین کا درجہ دیتے ہیں۔

۸۔اکابر علمائے دیوبند اور بالخصوص امام اہل سنت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اور مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی رحمہ اللہ کی تحقیقات اور رائے کو محض اپنے مقصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ جو پسند ہو پیش کرتے ہیں، جو نہ بھائے بڑی استادی سے اسے سرکا دیتے ہیں۔

۹۔اسلاف، اکابر کے محض رائے کے اختلاف کو اپنے اصولی اختلاف کے لیے ڈھال بناتے ہیں۔

۱۰۔ باطل عنوانات: مودودیت، پرویزیت، غامدیت وغیرہ سے چند مسائل میں اختلاف کرکے اسے انہی کی فکر کو پھیلانے کے لیے اشتہار بناتے ہیں۔

زاہدالراشدی صاحب اور عمار خان ناصر صاحب کی انھی خصوصیات کی وجہ سے حکومتی حلقے، ایجنسیاں اور جدیدیت کے نام پر فکری آزادی پھیلانے والے ادارے ان کی پذیرائی کر رہے ہیں۔

حضرت امام اہل سنت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ سے اتنے زیادہ قریبی نسبی تعلق کے باوجود ان کی اس روش سے ہر ایک حیران ہے۔ مگر یہ کوئی حیرانی کی بات نہیں۔ انھیں اپنے گھر سے نہ کچھ سیکھنے کا موقع ملا ہے، نہ ان کے ہاں اس کی اہمیت ہے۔ زاہدالراشدی صاحب اپنے شعورِ مطالعہ کی ابتداء سے جماعت اسلامی اور اہلحدیث غیر مقلدین کے قریب رہے اور ان کے مواد کے مطالعہ سے فیض یاب ہوئے۔ اسی نہج پر ان کا شعور جوانی سے بڑھاپے کی منزل تک پختہ ہو کر کمر خمیدہ ہوا، اور اسی ڈھانچہ میں انھوں نے صاحبزادہ صاحب کی تربیت کی اور نجانے دیوبندیت کے نام پر کتنے ناصر تیار کیے۔

اگر چہ انھیں تسلیم نہیں، مگر ان کے لیے افتخار اور اعزاز حضرت امام اہل سنت کی نسبت ہی ہے۔ اگر اس نسبت سے انھیں الگ کیا جائے تو سرسید سے لے کر غامدیت تک کی فہرست میں ان کا شمار محض ایک نشان ہی ہوگا۔ انھوں نے امام اہل سنت رحمہ اللہ سے کچھ حاصل کیا ہوتا تو زاہدالراشدی صاحب کو مودودیت سے متاثر ہونے اور عمار خان ناصر صاحب کو غامدی کے تلمذ کی کیا ضرورت تھی؟ اور زاہدالراشدی صاحب کو اس اقرار کے باوجود کہ: ''عمار غامدی سے متاثر ہے۔'' اس کی سرپرستی کی کیا تک بنتی ہے؟

زاہدالراشدی صاحب اور ان کے صاحبزادہ صاحب سے زیادہ افسوسناک معاملہ ''نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ'' کا ہے۔ اکابر اہل سنت کے مسلک اور حقانیت کا ترجمان ادارہ اور تربیت گاہ آج زاہدالراشدی صاحب کی فکری آزادی کے دفاع کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔ زاہدالراشدی صاحب کے دفاع کے ساتھ یہاں علماء کی جو کھیپ تیار کی جارہی ہے، اس کے لیے بھی خطرہ ہے کہ وہ بھی اسی فضا سے مسموم نہ ہو جائے۔

امام المحدثین حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم نے اس فتنہ پر بروقت تنبیہ فرما کر اپنے اکابر کی مسند کا حق ادا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو رجوع الی الحق کی

توفیق نصیب فرمائے۔ آمین......

نثار احمد الحسینی، حضرو، اٹک، ۱۲ربیع الاول ۱۴۳۵ھ۔ ۱۴ر جنوری ۲۰۱۴ء"

۹)......خیانت کا عدم اقرار، غلط بیانی کا اعادہ:

مولانا حفیظ اللہ کی کتاب کے پہلے ایڈیشن میں ہماری کتاب "تحفظ عقائد اہل سنت" کے ایک باب کا نام...... "مجالس ذکر اللہ اور ذکر بالجہر بدعت ہے۔"...... درج کیا گیا تھا، جو یقیناً بدترین خیانت اور جھوٹ ہے۔ اقبالی حضرات نے دوسرے ایڈیشن میں اس کے الفاظ تبدیل کیے، مگر غلط بیانی سے باز نہیں آئے، اور لکھ دیا کہ:

"اور حکم لگایا کہ: ذکر بالجہر بدعت ہے۔" [ص:۲۱]

یہ یقیناً غلط بیانی ہے، کیونکہ مطلق ذکر بالجہر کے بدعت ہونے کے نہ ہم قائل ہیں اور نہ ہم نے ایسا کہا۔ مگر اقبالی حضرات نے چونکہ عملاً "رضاخانی + علوی مالکی گٹھ جوڑ زندہ باد!" کا نعرہ مستانہ لگا دیا ہے۔ اِس لیے اَب اُن کی یہی روش ہے۔

۱۰)......یقین اُمید میں تبدیل ہوگیا:

"مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں" کے پہلے ایڈیشن میں لکھا تھا:

"اس کتاب پر مولانا محمد انور صاحب اوکاڑوی مدظلہ اور مولانا حبیب الرحمٰن مدظلہ سومرو کی تقریظات بھی ہیں۔ جن سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات بھی "مجالس ذکر" کی مخالفت میں اپنے اکابر کے مقابلے میں آگئے۔ (حالانکہ ہمارا یقین ہے کہ ان کا نکتہ نظر ایسا نہیں ہوگا۔)" [ص:۲۰]

اِس میں "مجالس ذکر کی مخالفت" اور "اکابر کے مقابلے" کا تذکرہ تو رضاخانی وعلوی مالکی نسبت کے اثر کی وجہ سے ہے۔ حقیقت میں یہ کہنا چاہتے تھے کہ: ہمیں یقین ہے کہ اوکاڑوی صاحب اور سومرو صاحب بھی ہماری "اقبالی بدعات" کے حامی ہوں گے۔" مگر طبع دوم میں یہ یقین "امید" سے بدل گیا اور یوں لکھا:

"امید ہے کہ ان کا نکتہ نظر ایسا نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب" [ص:۲۲]

کیا ہی اچھا ہوتا کہ ہزاروی گروہ اِس یقین کے "اُمید" میں بدلنے کی وجہ بھی لکھ دیتا۔ بہرحال حضرت مفتی انور اوکاڑوی مدظلہم اور حضرت سومرو مدظلہم کی تازہ تحریرات دیکھ کر اِن شاء اللہ

یہ اُمید بھی دَم توڑ جائے گی۔ ع اے بسا آرزو خاک شد!

۱۱)......تقریظ کی اقسام کا ڈھکوسلا:

طبع اول میں مولانا حفیظ اللہ نے اکابر کی کتب پر تقریظات کی عدم موجودگی کا جھوٹ بولا تھا۔[ص:۲۱،طبع اول] جس کا صاف اقرار کرنے کے بجائے دوسرے ایڈیشن میں اقبالی گروہ نے کچھ الفاظ تبدیل کرنے کے بعد''وضاحت'' کا عنوان قائم کر کے تقریظ کی خودساختہ قسمیں بیان کی ہیں۔[ص:۲۴] ہمارا اِقبالی گروہ سے سوال یہ ہے کہ: جناب محمد بن علوی مالکی نے مولانا عبدالحفیظ مکی مرحوم کو استعمال کرتے ہوئے اکابر اہل سنت سے اپنی کتب پر جو تقاریظ لی تھیں، وہ کس شمار میں آتی ہیں؟ اور مولانا ہزاروی مدظلہ نے علوی مالکی کی کتاب پر جو تقریظ لکھی تھی وہ تقریظ کی کون سی قسم ہے؟

۱۲)......بندہ ناچیز پر مزید کرم نوازی اور اکابر اہل سنت پر زبان درازی:

ہزاروی گروہ کے بغض وحسد سے بھرے سینے برسوں سے ہمارے مرشد، شیخ الاسلام حضرت مدنی کے تلمیذ وخلیفہ مجاز قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کے خلاف لاوہ اُبال رہے تھے، اور حضرت قائد اہل سنت کی''اقبالی فتنہ کے خلاف کاوشوں'' پر تلملا رہے تھے، مگر بس نہیں چل رہا تھا کہ بھڑاس نکال سکیں۔ حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے دنیا سے جانے کے بعد ہم نے اکابر اہل سنت کی تحریرات کی اشاعت شروع کی تو اقبالی حضرات کے پرانے زخم تازہ ہوگئے اور سارا غصہ مجھ غریب پر نکلنے لگا۔ اِس لیے کہیں تو بندہ ناچیز کے بارے میں لکھتے ہیں:

''فیصل آبادی غیر مقلد ہوگیا۔'' [ص:۱۰۰]

اور کہیں:

''رافضی گمراہ نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے۔'' [۹۷]

وغیرہ وغیرہ۔

بندہ ناچیز ان تمام الفاظ کو نقل کرنے کے بجائے اپنی بات دوہراتا ہے کہ: میری ذات کے بارے میں اقبالی حضرات نے جو کچھ بھی کہا، وہ معاف ہے۔ مگر اکابر اہل سنت پر جو زبان درازی کی، اُسے قطعاً معاف نہیں کیا جاسکتا۔ اِس لیے بندہ جواباً ہزاروی گروہ کی خدمت میں عرض گزار ہے کہ:

آپ نے اپنی کتاب کے پہلے اور دوسرے ایڈیشن میں میرے علاوہ باقی حضرات مثلاً:
حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ، حضرت مفتی عبدالواحد مدظلہم، حضرت مفتی انور اوکاڑوی مدظلہم، حضرت سومرو مدظلہم، حضرت ترمذی مدظلہم اور حضرت مفتی جمیل الرحمٰن مدظلہم وغیرہ کے بارے میں جتنے بھی منفی کلمات لکھے ہیں، (جن میں: پنج تنی پارٹی، اثنا عشری پارٹی، پندرھویں صدی کا فتنہ، مقطوع الالف اجماع والے، مقطوع الیاء مفتی، کیا پدی کیا پدی کا شوربہ، غلط لوگ، پروپیگنڈے میں شریک، مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کی ذات کو مجروح بنانے والے، حسد پن کی آبیاری کرنے والے، منکرین ذکراللہ، سلفیوں کے منشور والے، مسلک دیوبند کے دشمن، خائن، سلفیت نواز، قوم کو گمراہ کرنے والے، چہرے تو خوش نما ہیں جسم ہیں داغ دار، الفاظ پُرکشش ہیں معنوں میں کچھ نہیں۔ عجیب مفتی، سلفیوں کی گود میں جانے والے، شیطان کا گروہ، شیطان کے ساتھی، جن پر شیطان مسلط ہوگیا، الزام تراشیاں کرنے والے، پیر بھائیوں سے بدظن، بزرگوں کا نام بے ادبی سے لینے والے، بزرگوں پر کیچڑ اُچھالنے والے، نفاق میں مبتلا ہونے والے، تہمت لگانے والے، جھوٹ بولنے والے، طریق شیطان پر چلنے والے، چمگادڑ سورج کو چڑانے نکلا ہے، اکابر پر تقیہ کا شبہ کرنے والے، اکابر کو بزدل ثابت کرنے والے، مانگی یہ دعا الٰہی ان کو چشم بصیرت دیدے۔ یہی ہیں عقل کے اندھے انہیں نورِ ہدایت دیدے، متعصب، تبرائی، سلفیوں اور مماتیوں کو خوش کرنے والے، اپنے اکابر کو گالی دلوانے والے، غیروں کے ایجنٹ، دھوکے باز، ہٹ دھرم، متکبر وغیرہ شامل ہیں۔)

یہ سب ''مبارک القابات'' ایک بڑے کاغذ (چارٹ) پر خوشخط لکھوا کر نیچے علوی مالکی بدعات کی ترویج وتشہیر کرنے والے جناب صوفی محمد اقبال صاحب مرحوم اور ان بدعات سے تاحال براءت کا اعلان نہ کرنے والے مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کا نام لکھوا کر: جامعہ ربانیہ پھلور، سکھر اور حضرو والے اقبالی حضرات اپنے اپنے کمروں میں فریم لگوالیں، اور صبح دوپہر شام اس چارٹ کی زیارت فرمایا کریں۔ اگر بندہ کی اِس بات پر غصہ آنے لگے تو "موتوا بغیظکم" کی ایک تسبیح پڑھ لیا کریں۔ اِن شاء اللہ افاقہ ہوگا۔ اِس سے آرام نہ آئے تو دوبارہ رابطہ فرمالیں۔ اللہ شافی! اللہ کافی!

۱۳)......مجلّہ صفدر اور اقبالی حضرات:

اِقبالی حضرات لکھتے ہیں:

''یہ فتنہ تشہیری مہم کے لیے مختلف جرائد و رسائل کا سہارا ڈھونڈتا ہے، جس میں بڑا حصہ مجلّہ الضرار جس کا نام اُنہوں نے مجلّہ صفدر رکھا ہوا ہے۔'' [ص:۳۹]

قارئین کرام! ہمارے مرشد قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کا دفاعِ صحابہ اور ردِ رفض کے میدان میں تحریری و تقریری کام محتاجِ تعارف نہیں، حضرت رحمہ اللہ کے پاس بعض رافضیوں کے دھمکی آمیز خطوط آتے تھے، جن میں بعض اوقات گالیاں بھی ہوتی تھیں۔ حضرت رحمہ اللہ پڑھ کر مسکرا دیتے اور فرماتے تھے: ''اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا کام صحیح نہج پر جاری ہے، جس سے تکلیف ہو رہی ہے۔'' یہی حال ہمارا ہے۔ ہمیں اقبالی گروہ کی اندرونی کیفیت کا بخوبی احساس ہے۔ اور ہم حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی عادت کے مطابق ان کی ایسی حرکتوں پر مسکرا دیتے ہیں کہ: ''الحمد للہ ہمارا کام صحیح نہج پر جاری ہے۔''

باقی رہی بات مجلّہ ''صفدر'' کی، تو ہم اپنی طرف سے کچھ کہنے کے بجائے بعض اکابر اہل سنت کی آراء ''صفدر'' کے بارے میں درج کر دیتے ہیں، جو ''صفدر'' کے متفرق شماروں میں شائع ہوئیں۔ ان سے قارئین کو اندازہ ہو جائے گا کہ ''صفدر'' کیا ہے۔

مجلّہ صفدر کی اشاعت کا نواں سال شروع ہے۔ یعنی آٹھ سال مکمل ہو چکے۔ جب چار سال مکمل ہوئے تھے تو ''صفدر'' نے اپنی تحریرات کا ایک اجمالی خاکہ پیش کیا تھا، ملاحظہ ہو:

''مجلّہ صفدر کی چار جلدوں میں تقریباً ۳۲۱ر مضامین و مقالات اور منظوم کلام شائع ہوئے۔ جن میں سے ۳۰ر اصلاحی، ۵۵ر سوانحی، ۱۳ر حالات حاضرہ پر، ۱۶ر تعارفی، ۱۹ر منظوم کلام، ۱۴ر ملفوظاتی اور ۱۱ر متفرق مضامین شامل ہیں۔ ردِ فرق باطلہ کے باب میں ۶ر مضامین قادیانیت، ۱۱ر رافضیت، ۱۵ر مودودیت، ۱۱ر مماتیت، ۳ر یزیدیت، ۱۳ر بریلویت، ۵۵ر غیر مقلدیت اور ۲۸ر عمار خانیت کے بارے میں شائع ہوئے۔ ان کے ساتھ ساتھ ۲۱ر مضامین مولانا زاہد الراشدی مدظلہم کے طرزِ عمل اور پالیسی سے متعلق بھی ہیں۔'' [صفدر، شمارہ:۴۶، ص:۲]

اقبالی حضرات کو اِن میں سے کون سے عنوان سے پریشانی لاحق ہوئی، یہ تو وہی بتا سکتے ہیں۔

مجلّہ ''صفدر'' کا آغاز، اکابر اہل سنت کی دعائیں:

مناظر اسلام حضرت مولانا علامہ محمد عبدالستار تونسوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ آپ کے رسالے کو دن دوگنی، رات چوگنی ترقی سے نوازے، اسے خوب پھیلائے، عام کرے اور اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین۔[شمارہ:۴۶]

حکیم العصر، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اللہ تبارک وتعالیٰ اس رسالہ کو اہل السنۃ والجماعۃ (علماء دیوبند) کے افکار ونظریات کا ترجمان بنا کر اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اسے قبولیت عامہ نصیب کرے، آپ کے قلم میں برکت عطا کرے، اور آپ کو ہمیشہ اپنے اکابرین کے نقش قدم پر مضبوطی سے قائم رہنے اور ان کے عقائد وافکار کی اشاعت وحفاظت اور ان کے مشن کو تادم آخر جاری وساری رکھنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین[شمارہ:۴۶]

مجلّہ صفدر اکابر اہل سنت کی نظر میں!

وکیل صحابہ واہل بیت، محقق اہل سنت مولانا محمد نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ماشاء اللہ بہت اچھا رسالہ نکال رہے ہیں۔''[شمارہ:۴۶]

حکیم العصر شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ایک ہی رسالے کا انتظار کرتا ہوں، وہ ہے صفدر۔''[شمارہ:۴۶]

وکیل احناف مولانا مفتی رب نواز حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

ہم نے الحمد للہ مجلّہ صفدر کے مدیر کو حسد سے پاک پایا ہے وہ دوسرے رسالہ والوں سے نہ صرف یہ کہ حسد نہیں رکھتے بلکہ ان سے تعاون بھی کرتے ہیں۔''[صفدر، شمارہ:۴۶، ص:۸]...... یہ مجلّہ کبھی کسی مصلحت کا شکار نہیں ہوا۔ ہر حال میں اکابر علمائے دیوبند کا ترجمان رہا ہے۔...... مجلّہ کے مدیر صاحب اکابر کے مسلک کے خلاف کسی بات کو شائع نہیں ہونے دیتے۔[ص:۹]

مولانا محمد احمد حافظ[مدیر: ماہنامہ وفاق المدارس] لکھتے ہیں:

رسالے کا مطالعہ کیا اور ''عرض خادم'' پڑھ کر خوشگوار حیرت ہوئی، اللہ تعالیٰ کی شانِ بے نیازی کا عجیب وغریب مشاہدہ بھی۔ حضرت اقدس مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کے پوتوں میں اگر ایک بڑھ چڑھ کر مسلک اہل حق پر تیشہ زن ہے تو دوسرے دفاعِ مسلک اہل حق میں مصروف

عمل ہیں۔ یہ بھی نصیب کی بات ہے۔[شمارہ:۴۶]

شیخ الحدیث مولانا مفتی ارشاد الحق مدظلہم لکھتے ہیں:

''مجلّہ ''صفدر'' کی پوری انتظامیہ بہت بہت مبارک باد کی مستحق ہے۔''[شمارہ:۴۶]

شیخ الحدیث مولانا منیر احمد منور مدظلہم فرماتے ہیں:

''مجلّہ صفدر کا بہت بے تابی سے انتظار رہتا ہے۔ اللہ پاک آپ کی خدمات کو قبول ومنظور فرمائے۔''[شمارہ:۴۶]

مولانا محمد اسلم معاویہ ڈیرہ اسماعیل خان لکھتے ہیں:

آپ ماشاء اللہ جوانی میں ہی حق کی اشاعت کے لیے کوشاں ہیں۔ یہی تو قبولیت کی نشانی ہے۔[شمارہ:۴۶]

مجلّہ صفدر، فتنہ غامدی نمبر:

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فتنہ غامدی نمبر کی جلد اول پہنچ گئی، جزاکم اللہ خیرا کثیرا کثیرا۔آمین

جس اہتمام اور تفصیل کے ساتھ اِس فتنے کی سرکوبی اِس (خاص) نمبر میں کی ہے، باطل کی تردید کے حوالے سے اِس کی مثال نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی سعی و کوشش کو حسن قبول عطاء فرمائیں۔

حضرت خواجہ خان محمدؒ کے خلیفۂ مجاز حضرت مولانا محبّ اللہ مدظلہم تحریر فرماتے ہیں:

عرض یہ ہے کہ تمہاری محنتوں کا نتیجہ، مجلّہ صفدر کا ''فتنہ غامدی نمبر'' اللہ تعالیٰ قبول فرماویں، اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارے اعزاز کے لیے اور تمہیں معزز بنانے کے لیے یہ بہت بڑا واسطہ ہے۔

شیخ طریقت مولانا عبدالقادر ڈیروی رحمہ للہ رقم طراز ہیں:

''مرسلہ مجلّہ صفدر پر اِجمالی نظر ڈالنے سے احساس ہوا ہے کہ آپ حضرات نے قابلِ قدر کام کیا ہے۔''

مولانا مفتی ساجد الرحیم، ساہیوال لکھتے ہیں:

سادہ لوح یا ''زیادہ پڑھے لکھے'' لوگوں کو گمراہی کی دلدل میں دھکیلنے والے ''اسلام کے ٹھیکیداروں'' کی سرکوبی بھی دین اسلام کی ایک عظیم خدمت ہے، جس کا ماشاء اللہ آپ بھی ایک

حصہ ہیں۔

مولانا قاضی محمود الحسن اشرف مدظلہم فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر نور اللہ مرقدہ اور قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ کی ترجمانی کرنے والوں کو استقامت نصیب فرمائے۔

مولانا عبدالغفار تونسوی مدظلہم لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ ''مجلّہ صفدر'' کی مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ عالی میں قبول فرمائے۔

مولانا مفتی محمد نعیم، مفتاح العلوم حیدر آباد لکھتے ہیں:

آپ اِبطالِ باطل اور احقاقِ حق کا فریضہ باحسن وجوہ ادا فرما رہے ہیں۔ اور علمائے حقہ کی طرف سے فرضِ کفایہ ادا فرما رہے ہیں۔

مولانا غلام محمد صادق مدظلہم لکھتے ہیں:

''مجلّہ صفدر'' کے اصحابِ اہتمام وانتظام کی مساعی جمیلہ اور خدماتِ جلیلہ نہ صرف قابلِ تحسین بلکہ قابلِ اتباع وتقلید ہیں۔''

طوالت مقصود نہیں، بس یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ اِقبالی حضرات ''مجلّہ صفدر'' کو ''مجلہ الضرار'' قرار دے کر در اصل اپنی بھڑاس نکال رہے ہیں۔ مجلّہ صفدر کے اربابِ انتظام سے ہماری گزارش ہے کہ وہ اقبالی گروہ کی کرم نوازیوں پر یہ شعر پڑھتے ہوئے گزر جایا کریں ؎

ولقد أمر علی اللئیم یسبنی

فمضیت ثمہ قلت لایعنینی

۱۴)......گمراہ افراد وطبقات کی نشاندہی، کیا اکابر دیوبند کا طریقہ نہیں؟

اقبالی حضرات لکھتے ہیں کہ:

''ہمارے اکابر رحمہم اللہ کا طرز یہ تھا کہ وہ مسئلہ اور اس کی وضاحت و دلائل کو ذکر فرما دیتے، کسی خاص فرد یا جماعت کو نشانہ نہیں بناتے تھے۔'' [ص:۴۱]

حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین، صحابہ کرام، ائمہ مجتہدین سے لے کر اکابر علمائے دیوبند اور ان کے حقیقی جانشینوں تک یہ سلسلہ بحمد اللہ پوری طرح جاری وساری ہے کہ

گمراہ افراد وطبقات کی پوری صراحت کے ساتھ نشاندہی کی جاتی ہے تا کہ عوام الناس اُن سے اپنے ایمان وعمل کی حفاظت کر سکیں۔ کیا ابوالاعلیٰ مودودی اور جماعت اسلامی کی گمراہی کو نشان زد نہیں کیا گیا؟ کیا جمعیۃ اشاعۃ التوحید و السنہ اور مولانا عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری کا نام لے کر اُن کے اَفکار کا رد نہیں کیا گیا؟ کیا غیر مقلدین اور سلفی حضرات کی جماعتوں اور افراد کے نام لے کر تنقید نہیں کی گئی؟ کیا روافض وخوارج اور خمینی وعباسی کا نام لے کر فتاویٰ نہیں جاری کیے گئے؟ کیا غلام احمد پرویز، جاوید احمد غامدی اور عنایت اللہ مشرقی وغیرہ کے نام لے کر اُن کے خلاف فتاویٰ جاری کرنے والے اکابر اہل سنت دیو بند نہیں ہیں؟

بحمد اللہ ہم تو حضرت نانوتوی، حضرت گنگوہی، حضرت شیخ الہند، حضرت تھانوی، حضرت کشمیری، حضرت مدنی اور شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہم اللہ وغیرہم کو اپنا فکری، علمی اور روحانی پیشوا سمجھتے ہیں۔ اور اِن حضرات کا طریقہ تو یہی تھا۔ اقبالی گروہ ارشاد فرمائے کہ اُس کے اکابر کون ہیں جو گمراہ افراد یا جماعتوں کا نام نہیں لیتے؟

۱۵)......''خلافتوں کے شوقین'': سلاسل وشجرات میں ''ضلال مبین'':

اقبالی گروہ میں سے مولانا نثار احمد صاحب مختلف بزرگوں سے مانگ مانگ کر خلافتیں جمع کرنے کے شوقین ہیں۔ کچھ عرصہ سے وہ اِس تگ ودَو میں لگے ہوئے ہیں کہ کسی طریقہ سے میرا نام ''مدنی روحانی سلسلہ'' میں بھی آجائے۔ اِس بناوٹی الحاق کے لیے اُنھوں نے گہری سوچ بچار کے بعد جو طریقہ واردات اختیار کیا ہے، وہ یہ ہے کہ بعض ایسے حضرات جو شیخ العرب والعجم حضرت مدنی رحمہ اللہ کے تلامذہ یا مرید وغیرہ تو ہیں، لیکن اُن سے مجاز نہیں، اُن کو حضرت مدنی رحمہ اللہ کا خلیفہ مجاز باور کرانے کی کوشش کررہے ہیں۔ اور اُنہی میں بعض حضرات سے اجازت وخلافت حاصل کرنے میں مولانا نثار صاحب کامیاب ہوچکے ہیں، لیکن ظاہر ہے کہ اِس طرح کی چالاکیاں بالآخر دم توڑ ہی دیتی ہیں۔ کتاب ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' کے دوسرے ایڈیشن میں مولانا نثار صاحب کی یہ عیاری صفحہ ۵۰/ پر دیکھی جاسکتی ہے۔ اس کی حقیقت محترم حافظ عبدالوحید حنفی صاحب کے مکتوب میں ملاحظہ فرمالی جائے۔

۱۶)......حضرو کا حاسد سینہ، جس میں بھرا ہوا ہے کینہ:

مولانا نثار صاحب کو حضرت مفتی جمیل الرحمٰن مدظلہم [مجاز بیعت: حضرت قائد اہل سنتؒ]

سے خدا واسطے کا بیر ہے، اِس لیے جب کہیں اُن کو اپنی کسی حرکت کی وجہ سے خفت اٹھانی پڑے، وہ اُس کا غصہ حضرت مفتی صاحب پر نکالنے کی کوئی ترکیب سوچنے لگ جاتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ مولانا نثار صاحب نے مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ کو عقیدہ حیات کے حوالے سے اِعتماد میں لیا، پھر اُن سے مانگ کر خلافت حاصل کی۔ مولانا نے اپنی کتب حضرت رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کیں، مگر مروجہ مجالس ذکر کی تائید میں لکھی گئی تحریرات پیش کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔ لیکن حضرت رحمہ اللہ کو نثار صاحب کے بعض نامناسب اَفکار و اَعمال کا علم ہوا تو اُنہوں نے اپنی خلافت واپس لے لی۔ اِس پر مولانا نثار صاحب کا تلملانا لازمی اَمر تھا، اور مفتی جمیل الرحمٰن صاحب پر غصہ نکالنا اُن کی عادت۔ چنانچہ اُنہوں نے سوچا کہ: ''میری ہانڈی تو ہاتھ سے گئی، اِن کی بھی ٹوٹ جائے۔'' بس اِسی مقصد کی خاطر وہ حضرت مفتی صاحب کی خلافت کو مشکوک بنانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں، مگر ؏ ''پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔''

مزید وضاحت کے لیے محترم حافظ حنفی صاحب کا مکتوب ملاحظہ فرمایئے! ہم یہاں اختصار کے ساتھ چند وجوہات درج کرتے ہیں، جن کی بنا پر مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ نے مولانا نثار حسینی صاحب سے خلافت واپس لے لی تھی۔

۱......مولانا نثار احمد صاحب رضاخانی نظریات کے حامل شیخ محمد بن علوی مالکی کی تعریف و توصیف کرتے ہیں۔ اور اُن سے اجازتِ حدیث کو تحدیثِ نعمت کے طور پر بیان کرتے ہیں۔

۲......شیخ محمد بن علوی مالکی کی بدعتی نظریات پر مشتمل کتاب ''اصلاح مفاہیم'' کی تائید میں ایک عدد ''مکاشفہ'' بھی مولانا نثار صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر چکے ہیں۔

۳......شیخ محمد بن علوی مالکی کے بدعتی اَفکار کو حلقہ اہل سنت دیوبند میں پھیلانے والے جناب صوفی محمد اقبال صاحب مرحوم سے بھی مولانا نثار صاحب خلافت یافتہ ہیں۔

۴...... نیز مولانا نثار صاحب اِس قضیے میں طرفین میں سے کسی ایک کے بارے میں بھی سوءِ ظن کو سوءِ خاتمہ کا سبب سمجھتے ہیں۔ یعنی جن اکابر نے شیخ محمد بن علوی مالکی یا جناب صوفی اقبال صاحب کے خلاف لکھا ہے، مولانا نثار صاحب کو اُن کے سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ہے۔ حالانکہ اُن اکابر میں امام اہل سنت مولانا محمد سرفراز خان صفدر، قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین،

شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی، فقیہ العصر مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی، فقیہ وقت مولانا مفتی عبدالستار، استاذ المحدثین مولانا سلیم اللہ خان رحمہم اللہ اور مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم جیسے اساطین علم وفضل اور شریعت وطریقت کے جامعین شامل ہیں۔

۵......مولانا نثار صاحب مجالس ذکر بالجہر اور ان کے لیے تداعی کے نہ صرف قائل ہیں بلکہ تداعی کو مستحب سمجھتے ہیں۔ اور اس سلسلے میں مختلف تحریرات لکھ کر شائع وتقسیم کر چکے ہیں جس میں اکابر اہل سنت دیوبند سے الگ موقف اپنایا ہے۔ اور اپنی اِن تحریرات کی حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ کو خبر تک نہیں ہونے دی۔

۶......مولانا نثار صاحب مختلف اکابر سے مطالبہ کر کے خلافتوں کے انبار جمع کرنے اور فخر کے طور پر ان کا اظہار کرنے کے شوقین ہیں۔[دیکھیے: سوانح علمائے چھچھ:۱۸۳......مردِ باصفا:۴۳۰]

۷......خلافت راشدہ کے حوالے سے مولانا نثار احمد صاحب جمہور اہل سنت کے خلاف موقف رکھتے ہیں۔ اور قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ سے مولانا نثار صاحب اِس وجہ سے سخت ناراض تھے کہ حضرتؒ اِس عقیدے میں متصلب تھے اور اِس کی اہمیت کی بنا پر اِس کے پرچار میں اپنی زندگی وقف کیے ہوئے تھے۔ مولانا نثار صاحب نے قاضی صاحب رحمہ اللہ کے بارے میں یہاں تک لکھ دیا کہ وہ: ''صحابہ کرام پر تنقید وتنقیص کے نشتر چلانے کے مرتکب ہیں۔'' (معاذ اللہ!) [تفصیل کے لیے مجلّہ صفدر شمارہ:۳۷،اور ''تحفظ عقائد اہل سنت''

]

۱۷)......عبدالرحیم کا جھوٹ یا عزیز الرحمٰن کا فراڈ:

اقبالی گروہ نے مولانا عزیز الرحمٰن کے حوالے سے یہ تاثر دیا ہے کہ وہ رجوع کر چکے ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کہ: ''مولانا ہزاروی نے کسی بھی چیز کی وضاحت نہیں فرمائی، نہ محمد بن علوی مالکی اور اس کے اَفکار کا حکم، نہ عرس ومیلاد کی بابت اپنا موقف۔'' غلط اور جھوٹ ہے۔[ص:۶۱]

بندہ عرض گزار ہے کہ اگر یہ میرا جھوٹ ہے تو آپ تینوں حضرات بلکہ پورا ''اقبالی فتنہ'' مل کر مولانا عزیز الرحمٰن کی کوئی ایک تحریر دکھا دیں کہ جس میں اُنہوں نے شیخ محمد بن علوی مالکی اور اس کے اَفکار کا حکم لکھا ہو۔ عرس اور میلاد کو اکابر دیوبند کے مسلک کے مطابق صریح الفاظ میں

بدعت تسلیم کیا ہو۔مگر ؏ نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

باقی رہا یہ کہنا کہ:

''مجلس مولود، عرس، استمداد اور ندائے غیب وغیرہ جتنے بھی مسائل میں دیوبندی بریلوی اختلاف ہے، میں ان تمام مسائل میں بحمد اللہ اپنے اکابر علمائے دیوبند اور اولیائے دیوبند ہی کو حق پر سمجھتا ہوں۔ اور انہی کا متبع ہوں۔ اور ان کے مسلک کے خلاف ہر چیز کو غلط سمجھتا ہوں۔'' [ص:۱۸]

یہ محض فراڈ ہے۔ کیونکہ صوفی محمد اقبال مرحوم نے ان مسائل کے بارے میں بریلوی مسلک کو اکابر دیوبند کا مسلک و مشرب بتایا تھا، مولانا عزیز الرحمٰن نے اُن کی تائید کی تھی۔ اَب مولانا عزیز الرحمٰن یہ بتائیں کہ صوفی محمد اقبال صاحب نے اِن مسائل میں جو مسلک، اکابر دیوبند کی طرف منسوب کیا تھا مولانا عزیز الرحمٰن اُسے اکابر دیوبند کا مسلک سمجھتے ہیں یا جو اکابر دیوبند کا حقیقی مسلک ہے اُسے؟ جب تک وہ اِس کی وضاحت نہیں کریں گے اِسے ''ہزاروی فراڈ'' ہی قرار دیا جائے گا۔ کیونکہ جب پہلے یہ کہا کہ:

''اکابر دیوبند عرس کے قائل تھے، میلاد منانے کے قائل تھے۔ وغیرہ''

اور بعد میں کہا کہ:

''اکابر دیوبند کے مسلک کے خلاف ہر چیز کو غلط سمجھتا ہوں۔''

اِس سے کیا سمجھ میں آتا ہے؟

۱۸)......اذکروا محاسن موتاکم:

اقبالی گروہ نے ''اذکروا محاسن موتاکم'' کا عنوان درج کرکے کچھ بے سروپا باتیں درج کی ہیں۔ ہم اِس عنوان کی مطابقت سے ایک گزارش یہاں کرنا چاہتے ہیں کہ یہ ارشاد تمام مُردوں کے بارے میں نہیں۔ چنانچہ دارالعلوم دیوبند کے موجودہ شیخ الحدیث اور محدث حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری دامت برکاتہم لکھتے ہیں:

''(علماء کہتے ہیں کہ:) جس شخص کا انتقال ہوگیا اس کی صرف خوبیاں بیان کی جائیں اور اس کی برائیوں سے باز رہا جائے۔ اور یہ بات صحیح ہے۔ کیونکہ اگر وہ بدکار تھا تو اس نے اپنی برائی کا بدلہ پالیا، اب اس کی برائی کرنے سے کیا فائدہ؟ مگر اس صورت میں حدیث میں ایک

استثناء ہے، اور وہ یہ ہے کہ گمراہوں کی غلطیاں جن سے ملک وملت کو نقصان پہنچ سکتا ہے، ان کا تذکرہ کرنا ضروری ہے۔ جیسے مودودی صاحب کے اَفکار کی غلطیاں بیان کرنا ضروری ہے۔ اگر نہیں بیان کریں گے تو لوگ گمراہ ہوں گے۔ البتہ ان کی ذاتی زندگی میں کوئی خرابی ہو تو اس کو نہ چھیڑا جائے، مگر ان کی افکار کی غلطیاں بیان کرنا ضروری ہے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض گزرے ہوئے لوگوں کی برائیوں کا تذکرہ کیا ہے۔'' [تحفة الألمعي:۴۲۴/۳]

لہٰذا جب مودودی وغیرہ کے اَفکار کا رد اُن کا نام لے کر کیا جاسکتا ہے تو ذکر اللہ کے بارے میں جو بدعات ہمارے ہاں صوفی محمد اقبال مرحوم نے رائج کرائیں، اُن کے ضمن میں صوفی محمد اقبال مرحوم کا نام بھی لیا جاسکتا ہے۔ اور اقبالی بدعات کی ترویج کرنے والوں کا نام بھی۔

۱۹)......مجلّہ صفدر کی آڑ میں حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ پر تنقید:

ہم نے گزشتہ صفحات میں عرض کیا ہے کہ اقبالی گروہ کا سینہ مرشدی قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کے بغض وحسد سے بری طرح بھرا ہوا ہے۔ جس کا اِظہار جا بجا ہوتا رہتا ہے۔ ایک نمونہ یہاں بھی ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں:

''مجلّہ الضرار المعروف مجلّہ صفدر کے ایک سال کے شماروں میں جن علماء پر تبرا کیا گیا ہے، بطورِ نمونہ باحوالہ چند ایک نام لکھے جاتے ہیں: مولانا ہزاروی، حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا اللہ وسایا۔ مولانا زاہد الراشدی، حضرت لاہوریؒ کے مرکز میں حق وباطل کا امتزاج، اس میں مسلک دیوبند کی ترجمان ونمائندہ تمام جماعتوں کے قائدین حضرات کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ حافظ غلام حبیب صاحب اور ان کے بیٹوں پر تبرا کیا گیا ہے۔'' [ص:۶۹، ملخصاً]

مولانا حافظ غلام حبیب رحمہ اللہ کے فرزندان اور حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے مرکز کے بارے میں جو تحریر ہے وہ حضرت قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ رحمہ اللہ کی ہے۔ ظاہر ہے حضرت رحمہ اللہ کی تنقید کو ''تبرا'' کہنا بغض وعداوت کی کھلی نشانی ہے۔

رہے مولانا زاہد الراشدی صاحب! اُن کے بارے میں گزشتہ صفحات میں مولانا نثار حسینی صاحب کا ''تبرا'' ملاحظہ فرمالیں۔

شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہم، مولانا عبدالرزاق اسکندر مدظلہم اور مخدوم مکرم

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ سے جو گزارشات مجلّہ صفدر میں کی گئی تھیں، اُن کا خلاصہ درج ذیل ہے:

مولانا اللہ وسایا صاحب سے شکوہ!

ا۔بہت سے اکابر اہل سنت (مثلاً:پانچویں صدی کے حنفی عالم امام ابوشکور محمد بن عبدالسعید رحمہ اللہ، پانچویں صدی ہی کے شافعی عالم شیخ ابوالحسن علی رحمہ اللہ، امام قرطبی رحمہ اللہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ، شیخ محمد البرزنجی شافعی رحمہ اللہ، حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ، حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ، حضرت قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ، امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ، مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ، مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمہ اللہ، مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ، مولانا عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ، مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ، مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ، مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی رحمہ اللہ، مولانا سید نورالحسن شاہ بخاری رحمہ اللہ، مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ، مولانا علامہ عبدالستار تونسوی رحمہ اللہ، مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ، مولانا مفتی عبدالستار رحمہ اللہ، مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ، علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ، مولانا مہر محمد رحمہ اللہ اور علامہ خالد محمود، مولانا عبدالحق خان بشیر مدظلہم وغیرہم) نے روافض کے ''عقیدہ امامت'' کو ''عقیدہ ختم نبوت'' کے منافی قرار دیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ اپنے ائمہ کو معصوم، موحیٰ الیہ مانتے ہیں۔اور یہ نبوت کی دلیل ہے۔گویا وہ اپنے بارہ ائمہ کو نبی مانتے ہیں۔

جبکہ مولانا اللہ وسایا صاحب لکھتے ہیں: ''وہ ان کو نبی نہیں مانتے۔''......نیز لکھتے ہیں: ''غیر نبی کے لیے دعویٰ معصومیت کو غلط کہیں کہ یہ عقیدہ غلط ہے، لیکن اس سے دعویٰ نبوت، یا نبوت کے اجراء کی دلیل لانا تو غلط ہے۔'' [ماہنامہ لولاک: ۴۸/رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ/ستمبر ۲۰۰۹]

ظاہر ہے کہ اِس میدان کے ماہر اکابر کی اتنی بڑی تعداد کی بات کو غلط کہنا بذات خود غلط ہے۔روافض کے ایک دعویٰ سے بیسیوں اکابر اہل سنت دلیل لا رہے ہیں۔مولانا اللہ وسایا مدظلہم فرماتے ہیں: اُن کے دعوے سے دلیل لانا غلط ہے۔اقبالی گروہ بتائے کہ وہ اس بارے میں مولانا اللہ وسایا کی تائید کرتا ہے یا مذکورہ بالا اکابر اہل سنت کی؟

۲۔مولانا اللہ وسایا صاحب نے بعض رافضیوں کے نام کے ساتھ علامت ترحم لگائی

ہے۔ جس پر ہم نے ان سے شکوہ کیا ہے۔ اقبالی حضرات بتائیں کہ ان کا کیا موقف ہے؟ کیا کسی اثنا عشری رافضی کو ''رحمۃ اللہ علیہ'' کہنا جائز ہے؟

۳۔ مولانا اللہ وسایا صاحب نے سپاہِ صحابہ اور روافض کے قائدین کی اخلاقیات کا باہم تقابل کرتے ہوئے روافض کی تعریف اور قائدین سپاہِ صحابہ پر تنقید کی ہے۔ ہم اقبالی حضرات سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ بھی روافض کی تعریف میں مولانا اللہ وسایا کے ساتھ ہیں؟

ضمناً ایک سوال ہزاروی گروہ سے یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنی کتاب میں بندہ کے نام کے ساتھ: ''چاریاری'' کی نسبت نہیں لگائی بلکہ ہمیں ''پنج تنی'' اور ''اثنا عشری'' قرار دیا۔ تو ذرا یہ واضح فرمادیں کہ آپ کو ''حق چاریار'' اور ''چاریاری'' نسبت سے کیا چڑ ہے؟

نیز کیا آپ کے نزدیک پانچ وقت کی نماز پڑھنے والا ہر مسلمان ''پنج تنی'' ہوگا؟

اور سلطان العلماء حضرت علامہ خالد محمود مدظلہم اپنی تالیف ''دوازدہ احادیث'' اور شیخ الحدیث مولانا منیر احمد منور مدظلہم اپنی کتاب ''بارہ مسائل'' کی وجہ سے ''اثناعشری'' کہلائیں گے؟

۴۔ مولانا اللہ وسایا نے ماہنامہ ''لولاک'' کے ''حکیم العصر نمبر'' میں حضرت حکیم العصر رحمہ اللہ کے ذوق ومزاج کی بہت سی باتوں کو جگہ دینے سے اِنکار کردیا ہے۔ اقبالی حضرات بتائیں کہ ''حکیم العصر نمبر'' میں مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمہ اللہ کے ذوق ومزاج کو ترجیح ہونی چاہیے تھی یا مولانا اللہ وسایا کے ذوق کو؟

مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ العالی ہمارے انتہائی قابل احترام بزرگ ہیں اور عرصہ دراز سے ہمارے اُن کے ساتھ دوستانہ مراسم ہیں۔ اللہ پاک اُن کو اپنی حفظ واَمان میں رکھیں۔ ہر شر اور غلط فکر وعمل سے اُن کی پوری پوری حفاظت فرمائیں۔ اور اُن سمیت ہم سب کو تادم آخر اکابر اہل سنت دیوبند کی پوری اتباع نصیب فرمائیں۔ اور ذاتی تعلقات کے بجائے مسلک ومشرب کو ترجیح دینے والا بنائیں۔ آمین۔

مگر دوستی یاری کا یہ مطلب تو نہیں کہ مولانا اللہ وسایا مدظلہ ہمارے بیسیوں اکابر کی بات کو بے دھڑک غلط کہہ دیں اور ہم مولانا کی بات کو قبول کرلیں!!

شیخ الحدیث مولانا عبدالرزاق اسکندر مدظلہم کی خدمت عالیہ میں گذارش:

مولانا اسکندر مدظلہم حضرت امام اہل سنت اور مولانا یوسف لدھیانوی رحمہما اللہ کے خلیفہ

مجاز ہیں۔ حضرت امام اہل سنتؒ اور حضرت لدھیانویؒ، شیخ محمد بن علوی مالکی کو بدعتی اور ان کی کتاب کو اکابر دیوبند کے مسلک و مشرب کے خلاف سمجھتے تھے۔ جبکہ مولانا عبدالرزاق اسکندر مدظلہم کی شیخ علوی مالکی کی کتاب پر تقریظ تھی، جس سے رجوع کا ہمیں علم نہیں تھا۔ اور مولانا نثار حسینی اُن کے نام پر شر پھیلا رہے تھے۔ اِس لیے ہم نے حضرت اسکندر مدظلہم سے درخواست کی تھی کہ اپنی اس تقریظ کی بابت کچھ وضاحت فرمادیں۔

مگر چند ماہ قبل حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہم کی تحریر سے معلوم ہوا کہ حضرت اسکندر مدظلہم بھی اپنی تقریظ سے رجوع فرما چکے ہیں۔ الحمدللہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ.

لہٰذا پروپیگنڈہ مشینری کا یہ حربہ بھی بری طرح ناکام ہوگیا۔

مخدوم مکرم مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہم:

مولانا اسکندر مدظلہم سے جو وضاحت درکار تھی، اور مولانا اللہ وسایا مدظلہم سے ہمیں جو شکوے تھے، وہ مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہم کی خدمت میں عرض کیے تھے، جسے اِقبالی گروہ نے ''تبرا'' قرار دیا ہے۔

قارئین کی معلومات کے لیے عرض ہے کہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے خلیفہ اجل شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ نے اپنے شیخ و مرشد کی جانشینی اور علماء دیوبند کی ترجمانی کا حق ادا کرتے ہوئے علوی مالکی فتنہ کی بابت دوٹوک اور واضح موقف اختیار فرمایا تھا۔ اور علوی مالکی افکار کو غلط قرار دیا تھا۔ حضرت کا یہ موقف ماہنامہ بینات میں شائع ہوا۔ جو بعد میں ان کی مشہور زمانہ کتاب ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کا حصہ بنا۔ جب تک جانشین شہید اسلام مولانا سعید احمد جلال پوریؒ حیات رہے، تب تک وہ تحریرات ''آپ کے مسائل'' میں شامل رہیں۔ جب حضرت جلال پوری شہیدؒ دنیا سے رخصت ہوگئے تو مولانا یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کے فرزندان نے علوی مالکی اَفکار اور اقبالی بدعات کی ترویج کرنے والوں سے متاثر ہوکر اپنے والد گرامی کی اُن تحریرات کو ''آپ کے مسائل'' سے حذف کردیا۔ چنانچہ ''آپ کے مسائل'' کے موجودہ نسخوں میں وہ تحریرات شامل نہیں ہیں۔ حضرت لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کی تحریرات کو ان کی

کتاب سے نکالنا اقبالی گروہ اور فرزندانِ حضرت شہید اسلام کی بدترین خیانت ہے۔اس خیانت کی جس قدر مذمت کی جائے، کم ہے۔

اقبالی حضرات کو معلوم ہو ہی چکا ہوگا کہ اُنہوں نے بعض اکابر کا کندھا استعمال کرتے ہوئے شیخ محمد بن علوی مالکی سے متعلق مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کی جن تحریرات کو مٹانے کی کوشش کی تھی، الحمد للہ مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب نے وہ تحریرات ایک مرتبہ پھر ''نقد و نظر'' میں شائع فرمادی ہیں۔ فجزاه الله عنا وعن سائر أهل السنة والجماعة.

کوئی بعید نہیں کہ جیسے اِقبالی گروہ نے قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کی تنقید کو ''تبرا'' قرار دیا ہے، ایسے ہی وہ حضرت لدھیانوی رحمہ اللہ کی علوی مالکی پر تنقید کو بھی ''تبرا'' قرار دے دیں۔اور مولانا اعجاز مصطفیٰ مدظلہم کو اس تبرے کی اشاعت کا ذمہ دار!

۲۰)......اِقبالی گروہ کی بدترین خیانت:

''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' طبع دوم کے صفحہ ۱۷ر پر عنوان ''سلفیت و مماتیت کا حق ادا کردیا۔'' کے تحت لکھا ہے کہ:

''سلفیوں اور مماتیوں سے کتنی ہمدردی رکھتے ہیں؟ صفحہ ۲۶ر شمارہ:۳۷ر پر لکھا ہے:

مولانا نثار کو چاہیے کہ مماتیوں اور غیر مقلدوں کے خلاف اپنی تمام سرگرمیاں روک دیں اور جو کچھ مواد وغیرہ شائع ہوا ہے، اسے ضائع کردیں۔(خوب حق نمک ادا کر رہے ہیں؟؟؟)'' [۱۷:]

اَب قارئین، مجلّہ ''صفدر'' شمارہ:۳۷ر کی مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں!

اور اگر مولانا نثار صاحب جامعۃ الرشید کے ذمہ داران کی بات ماننا چاہتے ہیں تو وہ یاد رکھیں کہ جامعۃ الرشید والے تو موجودہ حالات میں مسلکی حوالے سے کسی بھی عنوان پر کوئی چیز شائع کرنے کے حق میں نہیں ہیں۔ بلکہ احسن الفتاویٰ سے مماتیوں کے خلاف دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ بھی خارج کرچکے ہیں۔ لہٰذا مولانا نثار صاحب کو چاہیے کہ مماتیوں اور غیر مقلدوں کے خلاف اپنی تمام سرگرمیاں فوراً روک دیں اور جو کچھ مواد شائع کرچکے ہیں اُسے ضائع کردیں۔ تاکہ جامعۃ الرشید کی پالیسی پر پورا پورا عمل ہوسکے۔ اور اگر وہ یہ نہیں کرسکتے یا نہیں کرنا چاہتے تو جامعۃ الرشید کے ذمہ داران کے نام کا ڈھنڈورا بھی نہ پیٹیں۔'' [صفدر، شمارہ:۳۷، ص:۲۶]

مذکورہ بالا دَجل سے قارئین کو بھی اِقبالی گروہ کی اندرونی کیفیت کا بخوبی اندازہ ہوگیا

ہوگا۔ مگر اِس میں ان کو معذور سمجھنا چاہیے، کیونکہ جناب احمد رضاخان بریلوی کا طرز وطریقہ شیخ محمد بن علوی مالکی اور صوفی محمد اقبال مرحوم کی وساطت سے اِن میں پیوست ہوگیا ہے۔ لہٰذا مخصوص رضاخانی صفات اِن کی طبیعت کا حصہ بن گئی ہیں۔

۲۱)......مجلّہ ''صفدر'' کے ٹائٹل اقتباسات:

مجلّہ صفدر کے قارئین جانتے ہیں کہ: شمارے میں شامل مضامین میں سے کسی بھی مضمون کا کوئی اہم اقتباس ٹائٹل پر نقل کرکے اس مضمون اور صفحہ نمبر کا حوالہ دے دیا جاتا ہے۔ مکمل عبارت دیکھنے کے لیے قارئین مطلوبہ مضمون وصفحہ دیکھ لیتے ہیں، جس سے لکھاری کا علم ہوجاتا ہے۔

اِقبالی گروہ نے ''صفدر'' کے شمارہ نمبر۳۷ر کا ٹائٹل اقتباس اور مضمون کا عنوان نقل کرکے اسے ''تلبیس اور دھوکہ بازی'' قرار دیا ہے۔ کہ: ''ہر دیکھنے والا سمجھے گا کہ یہ عبارت مولانا سلیم اللہ خان صاحبؒ کی ہے۔'' [ص:۷۱] حالانکہ اگر دیکھنے والا اپنی آنکھوں کے ساتھ ''عقل'' بھی استعمال کرے گا تو اسے معلوم ہوجائے گا فلاں مضمون وصفحہ میں مکمل عبارت موجود ہے، جس کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اور مضمون دیکھنے سے لکھاری کا علم بھی ہوجائے گا۔

۲۲)......اِقبالی گروہ کا ایک اور فراڈ:

مجلّہ ''صفدر'' شمارہ ۳۷ر کے صفحہ نمبر ۴۷ر پر مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ کی درج ذیل عبارت ہے:

> ''دوسرے: اِن لوگوں نے اجازت وخلافت کو اتنا ارزاں کردیا کہ ایسا لگتا ہے کہ اس کے لیے کسی علمی استعداد اور عملی اہلیت کی ضرورت ہی نہیں۔ اگر ایک طرف ''مولوی الیاس گھمن'' ان کا خلیفہ ہے تو دوسری طرف ''طفیل ہاشمی'' جیسا متجدد بھی خرقہ خلافت پہنے ہوئے ہے۔ بزرگوں کی نسبتِ ارشاد کی ایسی پامالی بھی علامات قیامت ہی میں سے معلوم ہوتی ہے۔''

اِقبالی گروہ نے مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ کی اِس عبارت کو بندہ ناچیز کی طرف منسوب کرکے اپنی بھڑاس نکالنے کی کوشش کی ہے۔ لکھتے ہیں:

> ''علامہ عبدالرحیم صاحب کی تنقیص اپنے شیخ پر کس انداز میں ہے، دیکھیے شمارہ ۳۷، مجلّہ الضرار ص:۴۷ پر لکھتے ہیں: ''ان لوگوں نے اجازت وخلافت کو اتنا ارزاں ....'' [ص:۷۴]

نیز اِس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ مولانا نثار صاحب نے اپنے شیخ مولانا سلیم اللہ خان

رحمہ اللہ، جن سے اُنہوں نے مانگ کر خلافت حاصل کی تھی، اُن کو بھی معاف نہیں کیا۔ اور اُن کی ایک عبارت کو بندہ ناچیز کی طرف منسوب کر دیا۔

۲۳)......رحمۃ للعالمین کانفرنس چکوال، سنی کانفرنس بھیں:

ہمارے مرشد قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کے آبائی گاؤں بھیں ضلع چکوال میں ''سنی کانفرنس'' کے نام سے دو روزہ سالانہ کانفرنس عرصہ دراز سے محرم الحرام کے آخری عشرہ میں منعقد ہوتی ہے۔ نیز مدنی جامع مسجد چکوال میں ''رحمۃ للعالمین کانفرنس'' کے نام سے سالانہ جلسہ ۱۲/ربیع الاول کو منعقد ہوتا ہے۔ دونوں جلسوں میں توحید، رسالت، عظمت صحابہ اور متفرق عنوانات پر بیانات ہوتے ہیں۔ نہ ہی اس تاریخ کے انتخاب کو مستحب سمجھا جاتا ہے، اور نہ خاص میلاد شریف کا ذکر کیا جاتا ہے۔ بلکہ عمومی طرز کا جلسہ ہوتا ہے، جیسے باقی جلسے ہوتے ہیں۔

اِقبالی گروہ نے ان دونوں اجتماعات کے اشتہارات کے عکس بھی کتاب میں لگائے ہیں۔ [ص:۱۰۵، ۱۱۰] اور اِس سلسلے میں اُنہوں نے کوئی نیا کارنامہ نہیں سرانجام دیا بلکہ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کے ایک اعتراض کو ہی دوہرایا ہے، جس کا جواب حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ دے چکے ہیں۔ اور ''تحفظ عقائد اہل سنت'' میں شامل ہے۔ ملاحظہ ہو:

> ''ذکر ولادت نبوی مندوب ہے اور اس کے لئے تداعی اور اہتمام ناجائز ہے، لیکن وعظ و تقریر اور تبلیغی جلسوں کا یہ حکم نہیں ہے کیونکہ ان کا تعلق تبلیغ دین سے ہے۔ مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہی نے اپنے مکتوب میں تحریک خدام اہل سنت کی طرف سے ''سنی کانفرنس بھیں''...... ''رحمت للعالمین کانفرنس چکوال'' اور دوسرے جماعتی تبلیغی دوروں کو ''محفلِ میلاد'' پر قیاس کر کے اعتراض کیا ہے، جو صحیح نہیں۔ کیونکہ کانفرنس اور جلسہ کے عنوان سے کوئی شخص بھی ''عرس'' اور ''انعقادِ محفلِ میلاد'' مراد نہیں لیتا۔ اکابر علمائے دیوبند بھی جلسے کرتے رہے ہیں۔ جمعیت علمائے ہند کی بڑی بڑی کانفرنسوں سے شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے خطاب کیا ہے۔ دیو بند میں صد سالہ عظیم الشان اجتماع بھی ہوا تھا۔ اس میں تداعی بھی تھی اور اشتہارات بھی تھے۔ لیکن اس کے باوجود ان حضرات نے نہ کبھی کسی بزرگ کا عرس کیا ہے نہ ہی مجالس میلاد منعقد کی ہیں۔ ان دونوں میں فرق ہے۔ سمجھنے کی کوشش کریں۔'' [تحفظ عقائد: ۴۰۸]

یہ وضاحت حضرت رحمہ اللہ نے مولانا ہزاروی کے نام جوابی مکتوب میں لکھی تھی جو

شعبان ۱۴۱۵ھ میں لکھا گیا۔ اور ماہنامہ حق چار یار فروری ۱۹۹۵ء میں شائع ہوا۔ اِقبالی گروہ کو اِس وضاحت کا بخوبی علم ہے، اس کے باوجود خالص رضاخانی طریقہ کے مطابق عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے لایعنی اعتراض کو دوبارہ ذکر کر دیا۔ ظاہر ہے کہ جب تک دھوکہ اور فریب نہ کیا جائے، رضاخانی سلسلہ سے تعلق رکھنے والی اقبالی روح کیسے خوش ہوگی؟

۲۴)......عرس کا اشتہار، حقیقتِ حال:

اقبالی گروہ نے اپنی کتاب طبع دوم کے صفحہ نمبر ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳/ پر کھیوڑہ کے ایک عرس کے تین اشتہارات کا عکس بھی دیا ہے، جن میں مولانا عبداللطیف جہلمی، مولانا عبدالحمید فاروقی، مولانا قاری خبیب احمد عمر، مولانا عبیداللہ بھکر رحمہم اللہ، فرزند امام اہل سنت مولانا عبدالحق خان بشیر مدظلہم اور جناب صوفی محمد ارشاد حسین چاریاری صاحب مدظلہ کے نام بھی شامل ہیں۔ اور یہ سب حضرات تحریک خدام اہل السنۃ والجماعۃ سے تعلق رکھتے ہیں۔

عوام الناس کو خدام اہل سنت سے بدظن کرنے کے لیے اِن اشتہارات کی فوٹو کاپیاں ایک عرصہ تک جناب مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی بذات خود تقسیم فرماتے رہے ہیں۔ پھر یہ مشن سکھر کے جناب عبدالرشید صاحب اور حضرو کے جناب نثار حسینی صاحب نے سنبھال لیا۔ اَب ٹوبہ کے جناب حفیظ اللہ بھی اِس ''کارِ خیر'' میں شامل ہو چکے ہیں۔

۱۔ حالانکہ پہلی بات یہ ہے کہ مولانا عبدالحق خان بشیر مدظلہم کے بقول عرس کے نام پر ہونے والے اس اجتماع میں مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی خود بھی شریک ہوئے۔ مگر اپنے نام والے اشتہار کو پردۂ راز میں رکھا، اور دیگر اشتہارات کو عام کیا۔ اِس فرق کی وجہ سوائے دھوکہ کے اور کیا ہوسکتی ہے؟

۲۔ اہل علم جانتے ہیں کہ عُرس اُس اجتماع کو کہتے ہیں جو کسی بزرگ کی تاریخ وفات کے دن سالانہ منعقد ہوتا ہے۔ چنانچہ ''فیروز اللغات'' میں عُرس کی تعریف یہ کی گئی ہے: ''عرس: کسی بزرگ یا مرشد کی سالانہ فاتحہ کی مجلس جو تاریخ وفات پر ہو۔'' [ص: ۸۹۳] اِقبالی گروہ نے عرس کے نام پر ہونے والے جس اجتماع کے اشتہارات دیئے ہیں، مذکورہ بالا تعریف کے مطابق وہ ''عرس'' نہیں تھا۔ کیونکہ ایک اشتہار ۱۹۸۷ء کا ہے جس پر اجتماع کی تاریخ ۲۳/ اگست ۸۷ء

بمطابق ۲۷ رذوالحجہ لکھی ہوئی ہے۔ اور یہ ساتواں سالانہ اجتماع تھا۔ جبکہ دوسرے اشتہار کے مطابق دسوں اجتماع مؤرخہ ۶ رنومبر ۱۹۹۰ء کو بروز منگل منعقد ہوا۔ اور تیسرا اِجتماع جو کہ بارہواں سالانہ تھا، مؤرخہ ۷ رنومبر ۹۲ء کو منعقد ہوا۔

شمسی وہجری تقویم سے دلچسپی رکھنے والے جانتے ہیں کہ ایک سال میں تقریباً دس دن کا فرق دونوں تاریخوں میں واقع ہوجاتا ہے۔ اِس اعتبار سے مذکورہ بالا تاریخیں نہ تو قمری لحاظ سے ایک ہیں، نہ شمسی لحاظ سے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ اجتماع عرس نہیں تھا۔

۳۔ جہاں تک تعلق ہے قرآن خوانی وغیرہ عنوانات کا، تو مولانا عبدالحق مدظلہم کے بقول مولانا ہزاروی خود اِس بات کا اقرار فرما چکے ہیں کہ وہ اُس اجتماع میں بذات خود شریک ہوئے، وہاں مروجہ عرسوں والی کوئی بھی رسم نہیں تھی، صرف علماء کے بیانات ہوئے اور آخر میں دعائے خیر۔

۴۔ باقی رہی یہ بات کہ: ''عُرس'' کا عنوان کیوں اختیار کیا گیا؟ تو ظاہر بات ہے کہ اِس کی وضاحت وہی حضرات کرسکتے ہیں، جو وہاں کے مقامی حالات سے پوری طرح واقف ہیں۔ اور صورتِ حال یہ ہے کہ جن علماء ومشائخ کے نام ان اشتہارات میں موجود ہیں، اُن میں سے جن سے ہماری واقفیت ہے وہ سب کے سب دنیا سے جا چکے ہیں، صرف امام اہل سنت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کے فرزند ارجمند مولانا عبدالحق خان بشیر مدظلہم حیات ہیں۔ ہم نے اُن سے اِس بابت معلوم کیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ:

''مجھ سے ایک جاننے والے صاحب نے کھیوڑہ کے اُس پروگرام کے لیے وقت لیا تھا، میں اس سے قبل کبھی وہاں نہیں گیا تھا، اِس لیے احتیاطاً میں نے اُن صاحب سے پوچھ لیا کہ اور کون کون علماء ہیں؟ اُنہوں نے اپنے ہم مسلک علماء کے نام لیے۔ میں مطمئن ہوگیا۔ میری رہائش اُس وقت گکھڑ میں حضرت والد ماجد رحمہ اللہ کے ساتھ ہی تھی۔ مقررہ تاریخ کو میں تیار ہوکر گھر سے نکلنے لگا، حضرت والد ماجد رحمہ اللہ کے کمرے کے سامنے سے گزرا تو اُنہوں نے مجھے بلایا اور پوچھا کہاں جارہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ: کھیوڑہ! تو اُنہوں نے ڈانٹا اور فرمایا: میں زندگی بھر عرس کی مخالفت کرتا اور تم عرس میں تقریر کرنے جارہے ہو؟ یہ بات سن کر میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ ساتھ ہی والد ماجد رحمہ اللہ نے وہ اشتہار بھی دکھادیا، جس میں عرس کا عنوان واضح تھا۔ (یہ اشتہار وہاں کے کسی صاحب نے اُن کو بذریعہ ڈاک بھیجا تھا اور شکوہ

بھی کیا تھا۔) میں نے حضرت والد مکرم رحمہ اللہ کو حلفیہ بیان دیا کہ: واللہ میرے علم میں قطعاً یہ بات نہیں تھی کہ یہ عرس کا اجتماع ہے۔ میں تو عام جلسہ سمجھا تھا۔ مجھے دعوت دینے والے میرے واقف ہیں، اُن سے اُمید نہیں تھی کہ وہ مجھے کسی عرس کے لیے کہیں گے۔ نیز چند ہم مسلک معتبر علماء کا نام بھی لیا گیا تھا، اِس لیے میں نے حاضری کی حامی بھر لی تھی۔ بہر حال! اَب میں نہیں جاؤں گا۔ اور میں اُس اجتماع میں نہیں گیا۔

بعد میں صورتِ حال کا علم ہوا کہ دارالعلوم دیوبند کے ایک فاضل مولانا محمد اکرم رحمہ اللہ نے وہاں ایک عظیم الشان وسیع و عریض مسجد قائم فرمائی تھی۔ سوءِ اتفاق سے اُن کے فرزند بریلویت کی طرف مائل ہو گئے۔ لیکن مسجد کا انتظام چونکہ دیوبندیوں کے پاس تھا۔ اِس لیے اُنہوں نے مولانا اکرم رحمہ اللہ کے فرزند اور بریلوی طبقہ سے مسجد کی حفاظت کے لیے اپنے طور پر یہ طریقہ سوچا کہ یہاں کے ماحول کے مطابق ہم اپنے جلسہ کے لیے ''عرس'' کا عنوان اختیار کر لیتے ہیں۔ بیانات صرف علماء دیوبند کے ہوں گے۔ اور کسی قسم کی کوئی خرافات بھی نہیں ہوں گی۔ یوں مسجد کی حفاظت ہو جائے گی۔

(غالباً وہاں کے ایک مشہور پیر مقصر شاہ صاحب کے عرس کے موقع پر زیادہ خطرہ تھا، کہ اس موقع پر اہل بدعت مسجد پر قبضہ نہ کر لیں۔ چنانچہ مسجد انتظامیہ نے اپنے جلسے کو اُن پیر صاحب کے عرس کے نام سے منسوب کر دیا۔ تا کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ [ناقل])

عرس کا عنوان اختیار کرنا اگر چہ غلط تھا، لیکن مسجد انتظامیہ کا اپنا فیصلہ تھا۔ جس سے اُنہوں نے قبل از وقت ہمیں آگاہ نہیں کیا۔ نہ ہمیں اشتہار بھیجا۔ اِس لیے ہم نے شرکت کا وعدہ کر لیا۔''

قارئین کرام! صاحبزادہ امام اہل سنت کی اس گفتگو سے معلوم ہو گیا کہ مسجد انتظامیہ نے اپنے جلسہ کو عرس کا نام دے دیا۔ اور مدعوین کو قبل از وقت آگاہ بھی نہیں کیا۔ اور آئندہ یہ عنوان اختیار نہ کرنے اور اسے ختم کرنے کا وعدہ بھی کیا۔ مگر دوسری اور تیسری مرتبہ بھی یہ عنوان ختم نہ ہو سکا۔ ظاہر بات ہے ایسی صورتِ حال میں مدعوین کو موردِ الزام ٹھہرانا بالکل غلط اور سراسر ناانصافی ہے۔

۵۔ اِس کے باوجود کہ وہ کوئی عرس نہیں تھا بلکہ صرف سالانہ جلسہ تھا، البتہ مسجد کے تحفظ اور اہل بدعت کے شر سے بچنے کے لیے صرف عنوان عرس کا تھا، مگر کسی قسم کی کوئی خرافات و بدعات

نہیں تھیں۔ مگر چونکہ عنوان ''عرس'' کا تھا، اِس لیے حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے اپنے جماعتی احباب کو اس اجتماع میں شرکت سے منع فرمادیا۔ اور اس ممانعت کے بعد شرکت کرنے والے صاحب کو جماعت سے الگ کردیا۔ اور معذرت اور توبہ نامہ کے بعد ان سے درگزر کیا اور اُن کی معذرت ماہنامہ حق چار یار میں باقاعدہ شائع بھی ہوئی۔ اس کے بعد خدام اہل سنت کے کسی بھی ذمہ دار نے اس اجتماع میں شرکت نہیں کی۔ تفصیل کے لیے حافظ عبدالوحید حنفی صاحب کی تحریر دیکھیے۔

ہمارا غالب گمان یہ ہے کہ یہ مکمل صورتِ حال مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب اور اُن کے اجازت یافتہ اقبالی حضرات کے علم میں ہوگی، مگر اِس کے باوجود طنز و تشنیع کا نشانہ بنانا رضاخانی طرز و طریقہ نہیں تو اور کیا ہے؟

۲۵)...... جامعہ نصرۃ العلوم کا فتویٰ اور حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ کا ملفوظ:

اقبالی گروہ نے طبع دوم کے صفحہ ۱۲۵ پر جامعہ نصرۃ العلوم کا ایک فتویٰ اور حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ کا ایک ملفوظ بھی نقل کیا ہے۔

۱۔ فتوے کے حوالے سے تو خیانت کے ثبوت کے لیے مولانا نثار صاحب کی کتاب کا نام ہی کافی ہے۔ کیونکہ اُنہوں نے جو استفتاء بھیجا تھا، اس میں بہت سی شرائط ذکر کی تھیں، لیکن ان فتاویٰ کی اشاعت کے وقت وہ استفتاء شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کرگئے۔ نیز جوابی فتاویٰ میں بھی قطع و برید سے کام لیا تھا۔ جس کے نمونے ہم نے اپنے مضمون میں پیش کردیئے ہیں۔ جو زیر نظر مجموعہ میں شامل ہے۔

۲۔ ویسے بھی نصرۃ العلوم کے اس فتوے میں جہر و اخفاء کی بات ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ذکر سری و جہری دونوں طرح درست ہے۔ اس سے کسی کو کیا اختلاف ہوسکتا ہے۔

۳۔ اور حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ کے ملفوظ سے بھی مروجہ مجالس ذکر کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ کیونکہ اس میں صرف اتنی بات ہے کہ: ''صوفیاء کے سلاسل کے اذکار بدعت نہیں۔''

حضرت امام اہل سنتؒ پر بہتان:

۴۔ باقی رہا اقبالی گروہ کا یہ کہنا کہ: ''اِس کی تائید امام اہل السنۃؒ کے عمل سے بھی ہوتی

ہے جو ''الشریعہ'' میں موجود ہے کہ مولانا عبید اللہ انور صاحبؒ کی مجلس ذکر میں شریک ہوئے جو گوجرانوالہ میں منعقد ہوئی۔ اس میں کوئی نکیر نہیں فرمائی۔'' [ص:۱۲۵]

تو اِس سلسلہ میں اقبالی گروہ کے لیے مولانا زاہد الراشدی صاحب کی ایک عبارت پیش کی جاتی ہے، جن پر کئی سال قبل ''تبرا'' کرنے کے بعد اَب اُن کو اِقبالی گروہ نے ''جانشین امام اہل سنت'' تسلیم کرلیا ہے۔ [دیکھیے طبع دوم، ص:۲۸] مولانا زاہد الراشدی لکھتے ہیں:

''حضرت والد محترمؒ نقشبندی سلسلہ میں حضرت مولانا حسین علیؒ سے بیعت اور مجاز تھے اور میرا بیعت کا تعلق حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ سے تھا جو قادری راشدی سلسلہ کے شیخ تھے۔ ان کے ہاں مجلس ذکر ہوتی تھی اور اس میں ذکر بالجہر بھی ہوتا تھا۔ حضرت والد محترمؒ کے نزدیک اجتماعی طور پر ذکر بالجہر بدعت شمار ہوتا ہے اور اس مسئلہ پر ان کی مستقل کتاب بھی ہے۔ وہ ذکر میں جہر کو بعض شرائط کے ساتھ تعلیماً تو جائز کہتے تھے، مگر اس کے مستقل معمول کو وہ درست نہیں سمجھتے تھے۔ میرا معمول یہ تھا کہ جب تک حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ حیات رہے، ان کی مجلس ذکر میں شرکت کے لیے شیرانوالہ لاہور بھی جاتا رہا اور وہ گوجرانوالہ میں کبھی تشریف لاتے تو یہاں بھی ان کی مجلس ذکر میں شریک ہوتا تھا۔ ایک بار اتفاق سے گکھڑ کی کسی مسجد میں حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ تشریف لائے اور مجلس ذکر ہوئی تو میں بھی شریک ہوا۔ اس سے ایک روز بعد اس مسئلہ پر حضرت والد محترمؒ سے میرا درج ذیل مکالمہ ہوگیا:

انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ ''تم بھی ہو ہو کرنے گئے تھے؟''

میں نے ہاں میں جواب دیا تو فرمایا کہ ''سر بھی ہلاتے رہے ہو؟''

میں نے اس کا جواب بھی اثبات میں دیا تو فرمایا کہ ''تم نے میری کتاب نہیں پڑھی؟''

میں نے عرض کیا کہ ''پڑھی ہے'' تو فرمایا کہ: پھر تمہارا کیا خیال ہے؟

ظاہر بات ہے کہ میں ان سے کسی مباحثہ یا مناظرہ کی گستاخی نہیں کر سکتا تھا، اس لیے میں نے بات ٹالنے کے لیے یہ عرض کر دیا کہ ''آپ نقشبندی ہیں، ہم قادری ہیں۔ نقشبندیوں کے ہاں ذکر میں جہر نہیں ہے اور قادری جہر کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔''

فرمایا: ''بڑے بے وقوف ہو۔ کیا میں نے کتاب اس لیے لکھی ہے؟'' [ماہنامہ الشریعہ، خاص نمبر]

ظاہر ہے کہ اجتماع، تداعی وغیرہ سے متعلق سوال کو محض ''جہر'' پر محمول کر کے مولانا راشدی کا اسے نقشبندی اور قادری سلسلہ کی طرف منسوب کر دینا نا اِنصافی نہیں تو اور کیا ہے؟ اسی کو

حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ نے ''بے وقوفی'' قرار دیا۔

نیز معلوم ہوا کہ حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ نے مولانا عبید اللہ انور رحمہ اللہ کی مجلس ذکر میں مولانا راشدی کی شرکت کو بھی برداشت نہیں کیا چہ جائے کہ خود شرکت کرتے۔ لہٰذا حضرت امام اہل سنت کی طرف اِس بات کی نسبت کرنا اُن پر اِقبالی گروہ کا بہت بڑا بہتان ہے۔

۵۔ حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ کی اپنی تحریرات اور اُن کے اپنے الفاظ میں شائع شدہ تفسیر ذخیرۃ الجنان کے سیکڑوں حوالے بھی اس بات کی گواہی کے لیے کافی ہیں کہ: حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ اجتماعی ذکر بالجہر کو تعلیم کے علاوہ ناجائز اور بدعت سمجھتے ہیں۔ حوالہ جات گزر چکے ہیں۔

۲۶)...... حقیقت کھل گئی، برہان مل گئی:

اقبالی حضرات ''حقیقت کھل گئی، برہان مل گئی'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

> ''حضرت قاضی صاحبؒ نے اپنے تعلق والے مخلص عالم مولانا الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ کو لکھا کہ: ''حضرت مولانا احمد علی لاہوری مدظلہ کی خدمت میں زیادہ حاضری کی کوشش کیا کریں۔ اور مجلس ذکر کا التزام بھی رکھیں۔'' فائدہ: اَب اس مکتوب سے بات بالکل واضح ہوگئی کہ قاضی صاحب اپنے مرید سے مجلس ذکر میں شرکت اور التزام پابندی کا فرما رہے ہیں۔'' [۱۲۷]

حالانکہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی مجالس ذکر اور مروجہ مجالس ذکر میں متعدد فرق ''صفدر'' میں شائع ہو چکے ہیں۔ ہم یہاں بھی نقل کیے دیتے ہیں:

۱...... حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی مجلس صرف تعلیم کے لیے ہوتی تھی۔ اَب ایسا نہیں۔

۲...... اُس کے لیے تداعی بالکل نہیں ہوتی تھی۔ جبکہ اَب تداعی کی جاتی ہے۔

۳...... اُس 'مجلس' کو سنت یا مستحب قرار نہیں دیا جاتا تھا۔ جبکہ اَب قرار دیا جاتا ہے۔

۴...... وہ نئے مریدین کے لیے ہوتی تھی۔ جبکہ اَب تو غیر مریدین کے لیے بھی مجلس ہوتی ہے۔

۵...... اُس میں جہر مفرط سے منع کیا جاتا تھا۔ اب لاؤڈ اسپیکر لگایا جاتا ہے۔

۶...... اُن مجالس ذکر کے دوران حضرتؒ خود وضاحت فرماتے تھے کہ یہ مجلس تعلیماً ہے۔ اور ذکر کا طریقہ سکھایا جاتا تھا۔ اور یہ وضاحت بھی ہوتی تھی کہ اگر ہم اسے سنت قرار دیں اور سب

پر لازم کریں اور شمولیت نہ کرنے والوں کو برا سمجھیں تو یہی مجلس بدعت بن جائے گی۔ جبکہ اب ایسا نہیں۔

۷......آخر عمر میں ایک مرتبہ حضرت رحمہ اللہ نے مجلس ذکر موقوف بھی فرمادی تھی۔

۸......وہ مجلس صرف حضرت کی خانقاہ کی حد تک تھی، اب ہر بیان کے بعد ہوتی ہے۔

معلوم ہوا کہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی مجالس ذکر اور مروجہ مجالس ذکر میں زمین آسمان سے بھی زیادہ فرق ہے۔

حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی مجالس ذکر کو نہ پہلے ہم نے بدعت کہا تھا، نہ اَب کہتے ہیں۔ مگر حضرت لاہوری کے نام پر ''اقبالی طرز'' کی بدعت کو حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے بھی بدعت فرمایا تھا، ہم بھی بدعت سمجھتے ہیں۔ اکابر اہل سنت دیوبند کی تحریرات وفتاویٰ کی رو سے بھی یہ بدعت ہی ہیں۔ لٰہذا مروجہ مجالس ذکر کو حضرت لاہوری کی مجالس ذکر پر قیاس کرنا دھوکے اور فریب کے سوا کچھ نہیں۔ اور حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی مجلس میں شرکت کا فرمایا تھا نہ کہ اقبالی طرز کی بدعتی مجالس میں شرکت کا۔

۲۷)......بشارت الدارین کے حوالے سے ایک بہتان:

اقبالی حضرات لکھتے ہیں:

> ''حضرت قاضی صاحبؒ کے خدام بھی اپنے نظریات پھیلانے میں اَب ان کی کتب میں تحریفات اور تبدیلی تک سے بھی گریز نہیں کر رہے۔ نام حضرت قاضی صاحبؒ کا، ہاتھ خدام کا۔ دیکھیے بشارت دارین کے پرانے اور نئے نسخوں میں فرق اور داد دیجیے ان نئے نظریات کے حاملین کو۔'' [ص:۱۲۸]

ہم بارہا عرض کر چکے ہیں کہ: ہزاروی گروہ کو اَصل بغض تو حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ سے ہے۔ جیسا کہ کئی نمونے بھی گزر چکے ہیں، ایک نمونہ یہاں بھی ملاحظہ فرماتے چلیں! لکھتے ہیں:

> ''البتہ اگر کوئی پنجاب سے جاتا تو بتاتا کہ جس کا نام لے رہے ہیں وہ آہستہ بھی سنتا ہے۔ جہر کی کیا ضرورت؟؟؟'' [ص:۱۵۱]

اِس عبارت میں حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ پر چوٹ کی گئی ہے۔ کیونکہ اُنہوں نے

ہی اکابر اہل سنت کے حوالے سے یہ بات نقل فرمائی تھی۔ اسی طرح ایک اور مقام پر ہزاروی گروہ لکھتا ہے:

''حضرت مدنی کے نام پر کھانے والے اور ان سے محبتیں ظاہر کرنے والے ان سے بھی بدظن ہیں۔'' [ص:۱۲۱]

اور یہ بات اقبالی حضرات نے قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کے مضمون پر تنقید کرتے ہوئے لکھی ہے۔ معلوم ہوا کہ اَصل بغض تو اُنہی سے تھا۔ خدام تو اُن کے مشن کو سنبھالنے اور جاری رکھنے کی وجہ سے مبغوض ومحسود قرار پائے۔

بہر حال ہزاروی گروہ نے حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی کتاب ''بشارت الدارین'' کے حوالے سے جو بات لکھی ہے وہ بالکل غلط اور نرا بہتان ہے۔ اِسی لیے کوئی نمونہ پیش نہیں کیا کہ کہیں بیچ چوراھے بھانڈا نہ پھوٹ جائے۔ اِس پر لعنة الله على الكاذبين کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے۔

۲۸)......عذابِ قبر، خدام اہل سنت کا نظریہ اور ہزاروی گروہ کا بہتان:

طبع دوم کے صفحہ ۱۲۸ر پر ہزاروی گروہ نے مماتیوں کا ایک نظریہ ''خدام اہل سنت'' کی طرف منسوب کیا ہے، کہ: ''عذاب قبر صرف روح کو ہوتا ہے۔ جسم کو نہیں ہوتا۔'' ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ بالکل غلط اور اہل السنۃ والجماعۃ کے خلاف ہے۔ اور ایسے عقیدہ کا حامل شخص اہل سنت سے خارج ہے۔ جیسا کہ دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ ہے۔ ماہنامہ ''حق چاریار'' اور مجلّہ ''صفدر'' میں اس عقیدے کے دفاع میں متعدد مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ لہٰذا ''خدام اہل سنت'' کی طرف اِس نظریے کی نسبت کرنا رضاخانی، علوی مالکی اور اقبالی اثرات کا نتیجہ تو ہوسکتا ہے حقیقت نہیں۔

۲۹)......سومرو صاحب کا نظریہ مماتیت...... یا ہزاروی گروہ کی جہالت وسفاہت:

ہزاروی گروہ کو قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ سے تو بغض ہے ہی، اُن کے متوسلین ومتعلقین جو اُن کے نقش قدم پر ہیں، اُن سے بھی بے انتہاء بغض ہے۔ چنانچہ ہزاروی گروہ نے حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے خلیفہ اجل جامع شریعت وطریقت شیخ الحدیث حضرت مولانا حبیب الرحمٰن سومرو مدظلہم کے ایک بیان کے اقتباس کو ''مماتی نظریہ'' قرار دینے کی

ناکام کوشش کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

”...نظریہ مماتیت: .. فیصل آبادی اپنی پارٹی سمیت دِل و جان کے ساتھ حضرت سومرو صاحب کی مٹھی میں ہیں اور حضرت سومرو صاحب ہی اب گروہ کے روح رواں ہیں۔ دیکھیے سومرو صاحب کا نظریہ۔”اصل انسان جس کا نام تھا، وہ اس کے وجود سے نکل گیا۔ اصل چیز روح تھی، یہ جسم نہیں تھا۔ یہ جسم اگر اصل انسان ہوتو پھر مٹی میں کیوں دباتے ہیں؟ اصل انسان اور چیز تھی، وہ جسم سے نکل گئی تو اِسے مٹی میں دفن کر دیا۔ جسم محض روح کی سواری ہے۔ روح کا مکان اعلیٰ علیین یا اسفل السافلین اور جسم مٹی میں ہے۔ (مجلّہ صفدر، شمارہ نمبر: ۸۵)

فائدہ: مماتیوں سے اہل السنۃ والجماعۃ کا اختلاف ہی یہی ہے۔ ... جب اصل نظریہ اس پارٹی کا ظاہر ہو گیا تو بات سمجھنا بالکل آسان ہو گئی۔“ [ص:۱۲۹]

الجواب:

۱۔ ہزاروی گروہ نے عبارت نقل کرنے میں خیانت سے کام لیا ہے۔ جو عبارت نقل کی گئی ہے وہ ایک مقام کی نہیں، متفرق صفحات سے جملے کشید کر کے ایک مسلسل عبارت بنادی گئی ہے۔ جو یقیناً جناب احمد رضا خان صاحب کا طریقہ واردات ہے۔ صفدر کا شمارہ ۸۵/ دیکھا جاسکتا ہے۔

۲۔ اس عبارت کی وضاحت خود حضرت سومرو دامت برکاتہم نے تحریر فرمادی ہے۔ جو حافظ عبدالوحید حنفی صاحب کے مکتوب میں شامل ہے۔ اُمید ہے ہزاروی گروہ کو اور خصوصاً مولانا حفیظ اللہ صاحب کو اُس سے افاقہ ہوگا۔

۳۔ حضرت سومرو دامت برکاتہم نے قرآن مجید اور حدیث نبوی سے اپنی بات کو ثابت کیا ہے۔ ہم اکابر اہل سنت دیوبند میں سے بھی ایک حوالہ پیش کر دیتے ہیں جو اتفاقاً سامنے آ گیا۔ حکیم العصر شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اصل انسانیت کا مدار تو روح پر ہے، اور بدن اللہ تعالیٰ نے روح کو زمین پر ظاہر کرنے کے لیے ایک کثیف جسم پردہ کے طور پر دیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی عادت شریفہ ہے کہ روغن بادام کو ایک پردہ میں بھیجا، آم کے رس کو ایک پردہ میں بھیجا۔ اسی طرح روح لطیف ہے، اسے بھی اللہ تعالیٰ نے ایک پردہ میں بھیجا۔ تاکہ انسان اپنے آلات کے ذریعے سے عمل کرے اور کمالات حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ بدن اور روح میں سے اصل روح ہے۔ اور بدن اس کی

ضرورت کے لیے ایک سواری کے طور پر ہے۔ اِس بات کو سمجھانے کے لیے میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں روح ہمارے اندر موجود ہے تو ہمارا بدن انسان کہلاتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اس سے روح نکال لیتے ہیں تو اب وہ انسان نہیں رہتا، انسان کی لاش ہوتی ہے۔ لہٰذا روح نکل جانے کے بعد بدن کو (اِس دنیا میں) محفوظ نہیں رکھا جاتا۔ بلکہ انسان کے شرف کے طور پر اس کو ادب واحترام کے ساتھ زمین میں لوٹا دیا جاتا ہے۔ کہ جس سے یہ بنا تھا ادھر ہی لوٹ گیا۔"

[خطباتِ حکیم العصر: ۱۰۱/۸]

اَب دیکھتے ہیں کہ ہزاروی گروہ "مولانا عبدالمجید کا نظریہ مماتیت" کب شائع کرتے ہیں!

۳۰)......حضرت مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ کا حوالہ:

ہزاروی گروہ نے حضرت مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ کا حوالہ بھی دیا ہے، جس کی حقیقت گزر چکی ہے۔ طبع دوم میں مزید لکھتے ہیں:

"اور اگر فتویٰ موجود بھی ہو تو اس گروہ کی دلیل نہیں بن سکتا، کیونکہ مفتی کفایت اللہ صاحب کا خود جہری ذکر کرنا اور تصوف کی مجالس ذکر کو جائز کہنا ہوگیا۔ اذا تعارضا تساقطا۔"

[مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں: ۱۵۰]

اور اگلے صفحہ پر لکھا ہے کہ حضرت سہارنپوریؒ نے حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب سے فرمایا:

"اخیر شب میں ذکر کرنا جہر کے ساتھ، کہ میرے گھر تک آواز آئے۔ گھر بالکل قریب تھا۔"

بتائیے! تلبیس و مکر ہے یا نہیں؟ اختلاف تو ہے: "اجتماعی صورت میں آواز ملا کر ذکر کرنے کا"، اور حوالہ دیا جارہا ہے "جہری ذکر کا"۔ یہ ہے بالکل خالص تلبیس، بغیر کسی ملاوٹ کے۔ ملاوٹ ثابت کرنے والے کو نقد انعام۔ حضرت مفتی انور مدظلہم نے اپنی تقریظ میں درست ہی لکھا ہے کہ: امید ہے مؤلف آئندہ یہ طرزِ استدلال چھوڑ دیں گے، بشرطیکہ صادق سیالکوٹی جتنی حیا ہو۔ اَب دیکھتے ہیں کہ: اقبالی حضرات میں صادق سیالکوٹی جتنی حیا باقی ہے یا۔۔۔!!

۳۱)......جھوٹ کے عنوان کا خاتمہ:

کتاب "مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں" طبع اول میں تین جھوٹ کا عنوان باندھا گیا تھا۔ جس کی وضاحت گزر چکی ہے۔ طبع دوم میں "جھوٹ" کا عنوان ختم کر کے حقیقتِ حال،

دوسری بات اور تیسری بات کا عنوان لگایا گیا ہے۔[ص:۲۱۱] مزید توضیح محترم حافظ عبدالوحید حنفی صاحب کے مکتوب میں دیکھ لی جائے۔ البتہ دوسری بات کے تحت مولانا نثار حسینی صاحب کا حضرت مفتی جمیل الرحمٰن مدظلہم سے بغض وحسد' گٹر کے پانی کی طرح اُبلتا ہوا صاف نظر آ رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ اِس کا علاج اَب ہمارے پاس نہیں ہے۔

۳۲)......مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ پر بہتان:

ہزاروی گروہ نے اپنی عادت بد کے مطابق حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ وغیرہ اکابر کو بھی ''اقبالی بدعت'' کا حامی باور کرانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''پشاور کے مولوی فقیر محمد صاحب اور کراچی کے مفتی محمد شفیع صاحب اور حکیم اختر صاحب وغیرہ تو ذکر اللہ کی مجالس کے قائل اور عامل ہیں۔''[ص:۲۵۵]

حالانکہ اِن اکابر میں سے کوئی بھی مروجہ مجالس ذکر کا قائل نہیں تھا۔ جن میں اجتماع کو مقصود و مستحب سمجھا جاتا ہو۔ جامعہ خیر المدارس ملتان کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق رحمہ اللہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''اسی طرح ان اشغال کو جمعیت خاطر کا ذریعہ سمجھ کر کرے تو درست ہے، عبادتِ مقصودہ سمجھ کر کرے تو بدعت ہے۔ یہی حکم ذکر اللہ میں جہر کرنے کا ہے اگر جہر سے ذکر دفعِ وساوس اور جمعیت خاطر کے حصول کی تدبیر سمجھ کر کرے تو درست ہے خود جہر کو طاعتِ مقصودہ سمجھے تو بدعت ہے۔''[مجالس مفتی اعظم:۳۱۵،از: مفتی عبدالرؤف سکھروی]

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تو محض ''جہر'' کو مقصود سمجھنے کو بھی ''بدعت'' فرما رہے ہیں، چہ جائے کہ ''اجتماعی ذکر بالجہر'' کے قائل ہوں۔ یقیناً یہ اُن پر بہتان ہے۔

۳۳)......دارالعلوم دیوبند اور دیگر مدارس کے فتاویٰ:

اقبالی گروہ نے دارالعلوم دیوبند کا ایک فتویٰ بھی نقل کیا ہے، جس میں لکھا ہوا ہے:

''البتہ عوارض کی وجہ سے بعض اوقات ممانعت کی جاتی ہے، مثلاً: کسی خاص ہیئت، وضع، و تاریخ وغیرہ جن کا ثبوت شرعی نہیں ہے، ان کا التزام کرنا... یا ایسی آواز ملا دینا کہ جس سے غنا کا شائبہ ہو۔''[ص:۲۵۷]

اور قارئین جانتے ہیں مروجہ مجالس ذکر میں خاص ہیئت کا التزام بھی کیا جاتا ہے اور آواز ملانے سے غنا بھی پیدا ہوتا ہے۔ جس سے کانوں کو سرور ملتا ہے۔ لہٰذا اِس فتوے کی رو سے بھی مروجہ مجالس کی ممانعت ہوگی۔

نیز کیا ہی اچھا ہوتا کہ ہزاروی حضرات دارالعلوم دیوبند کا وہ فتویٰ بھی درج فرمادیتے جو مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کے ایک مرید نے حاصل کیا ہے۔ جس کے استفتاء میں اُنہوں نے صاف لکھا ہے کہ: ''یہ ساری ترتیبیں تعلیم وعلاج کے لیے ہیں۔ سنت سمجھ کر نہیں کی جاتیں۔''

اسی طرح مولانا نثار احمد حسینی صاحب نے کافی عرصہ قبل جو استفتاء مختلف مقامات پر ''عبدالرحمٰن حضروی'' کے نام سے بھیجا تھا، اور جوابات کو قطع و برید اور خیانت کے ساتھ شائع کیا تھا، اس میں بھی اُنہوں نے تعلیم و ترغیب سمیت متعدد قیودات لگائی تھیں۔ جن کی وجہ سے استفتاء شائع ہی نہیں کیا تھا۔

دارالعلوم دیوبند کا ایک اور فتویٰ دیکھیے! جو مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کے نام سے شائع ہونے والی کتاب ''ذکر اللہ کے حلقے'' میں موجود ہے۔

''مختلف صوفیاء کرام ذکر کے جو طریقے متعین کرتے ہیں اور اجتماعی طور پر اس کی تعلیم دیتے ہیں تو اس کا مقصد محض علاج نفس ہے۔ یہ طریقے کوئی شرعی چیز نہیں۔'' [حلقے: ۳۹۷]

معلوم ہوا کہ اجتماعی ذکر محض علاج کے لیے درست ہے۔ جیسا کہ اکابر اہل سنت دیوبند کا مسلک ہے۔ یہ کوئی شرعی چیز نہیں۔ لہٰذا اسے شرعی چیز سمجھنا یعنی سنت رمستحب قرار دینا غلط ہے، جیسا کہ ہزاروی گروہ کا موقف ہے۔

اِسی طرح جامعہ فاروقیہ کراچی کا جو فتویٰ ہزاروی گروہ نے نقل کیا ہے، اُس میں لکھا ہوا ہے: ''یہ ساری ترتیبیں تعلیم اور علاج کے لیے ہیں، سنت سمجھ کر نہیں کی جاتیں۔'' [ص: ۲۵۹] اور جامعہ اشرفیہ کے منقول فتوے میں بھی ہے کہ: ''اس میں کوئی ناجائز امر یا بدعت شامل نہ ہو، مثلاً: ان ترتیبات کو ہی مقصود (مستحب [ناقل]) سمجھنا۔ ان کو واجب یا سنت سمجھنا۔'' [ص: ۲۶۳]

گویا ان فتاویٰ جات سے یہ معلوم ہوا کہ مجالس ذکر کو مستحب سمجھنا، یا تعلیم وعلاج کے علاوہ ان کا مستقل معمول بنانا بدعت ہے۔ جبکہ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی، اور اقبالی گروہ ان کو مقصود اور مستحب بلکہ سنت غیر مؤکدہ قرار دیتے ہیں۔ اور تعلیم وعلاج کی کوئی قید بھی نہیں لگاتے۔

لہٰذا اپنے نقل کردہ فتاویٰ کی روشنی میں بھی یہ حضرات بدعت کے ہی مرتکب قرار پائے۔ ع لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا۔

مروجہ مجالس ذکر بالجہر ...... جامعۃ الرشید کا فتویٰ:

مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کے معتمد جناب نثار احمد حسینی صاحب نے امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اور دیگر اکابر کے نام پر فراڈ اور جھوٹ کے ذریعے جن علماء اور اِداروں سے نام نہاد ''رجوع'' کی تائید حاصل کی، اُن میں جامعۃ الرشید بھی شامل ہے۔ مولانا نثار حسینی اور اُن کے پورے اقبالی گروہ کے لیے جامعۃ الرشید کا ایک فتویٰ پیش خدمت ہے: ملاحظہ ہو!

''ذکر میں ''جہر'' اور ''اجتماع'' صرف منصوص مواقع (جن جن مواقع پر قرآن اور حدیث میں صراحت کے ساتھ منقول ہے۔) ثابت ہے، ان خاص مواقع کے علاوہ ذکر میں اخفاء (آہستہ کرنا) اور انفراد (تنہا کرنا) اولیٰ و افضل ہے۔ خاص منصوص مواقع کے علاوہ ذکر میں ''جہر'' اور ''اجتماع'' کو بعض اہل علم نے تو مطلقاً منع فرمایا ہے، جبکہ بعض دیگر نے چند شرائط کے ساتھ اس کی اجازت دی ہے۔

''جہری'' ذکر کی شرائطِ جواز:

۱۔ جہرِ مفرط (زیادہ بلند آواز سے) نہ ہو۔

۲۔ جہر کو مستحب نہ سمجھے۔

۳۔ جہر کو اخفاء سے مطلقاً افضل بھی نہ سمجھے، البتہ عوارض کی وجہ سے افضل جانے تو کوئی حرج نہیں، جیسا کہ ان عوارض کا ذکر آگے آتا ہے۔

۴۔ جہری ذکر سے کسی کی عبادت (نماز، تلاوت وغیرہ) یا آرام و نیند یا علمی مصروفیت (مطالعہ و تکرار وغیرہ) میں حرج اور خلل نہ ہو۔

''اجتماعی'' ذکر کی شرائطِ جواز:

۱۔ بذریعہ تداعی دو، تین سے زیادہ افراد جمع نہ کیے جائیں۔

۲۔ اجتماعی ذکر کو جائز یا مندوب لغیرہ سمجھا جائے۔

۳۔ اجتماع اور مجلس کو سنت یا مستحب نہ سمجھا جائے۔

۴۔ اہل مجلس میں باہم امام اور مقتدیوں جیسا تعلق نہ ہو، یعنی کوئی ایک شخص ذکر کروائے اور باقی دوسرے اس کی اقتداء (پیروی) کریں۔

۵۔خود ذاکرین میں بھی ذکر کے حوالے سے کوئی ربط اور تعلق نہ ہو۔

۶۔ اس کا فرائض و واجبات کی طرح التزام اور پابندی یا اس کے تارک (نہ کرنے والے) پر ملامت یا اس کی طرف غفلت کی نسبت وغیرہ نہ کی جائے۔

۷۔کسی قسم کی تقییدات اور تخصیصات (حدود و قیود کا اضافہ) بھی نہ ہوں۔

۸۔گناہوں اور نافرمانیوں کو چھوڑے بغیر، محض مجالس ذکر کے انعقاد، یا ان میں شرکت کو اصلاحِ قلب ونجات کے لیے کافی نہ سمجھا جائے۔

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محافل ذکراللہ کو ریاض الجنہ (جنت کے باغات) فرمانے کی چار تفاسیر منقول ہیں:

۱۔مساجد......۲۔مجالس علم......۳۔مجالس ذکر......۴۔حلق ذکر

اکثر شراح حدیث کے مطابق ''حلق ذکر'' عام ہے، جو مجالس علم وتسبیح وغیرہ سب کو شامل ہے۔ جبکہ مشہور تابعی حضرت عطاء اور بعض دیگر فقہاء رحمہم اللہ کے نزدیک حلق ذکر اور مجالس ذکر سے مراد بھی ''مجالس علم'' ہی ہیں۔ گویا تسبیح وتہلیل وغیرہ سب اذکار کی مجالس ذکر کے جواز اور ندب میں اختلاف ہے۔

حاصل یہ کہ خاص منصوص ومنقول مواقع میں ذکراللہ کے لیے اجتماع مقصود ومطلوب اور عبادت کا جزء ہونے کی وجہ سے بلاشبہ باعث اجر وثواب ہے۔ اور ان کے علاوہ دیگر مواقع پر ذکراللہ کے لیے ''اجتماع'' بھی اکثر اہل علم کے نزدیک فی الجملہ جائز بلکہ مندوب ہے، بشرطیکہ مذکورہ بالا شرائط کے مطابق ہو۔ اور اگر شرائط کی پابندی نہ کی جائے تو پھر یہ بدعت کے زمرے میں شامل ہو جائے گا۔ اور جن آثار میں ایسی مجالس کے بدعت ہونے کا ذکر ملتا ہے، ان کا مصداق بھی یہی صورت ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل ان مجالس ذکر کے بارے میں تھی، جن میں ذکراللہ محض عبادت اور تقرب الی اللہ کے طور پر کیا جائے۔

البتہ وہ مجالس ذکر جن میں ذکراللہ محض عبادت اور تقرب الی اللہ کے طور پر نہ ہو بلکہ ذکر سے مقصود اِصلاحِ باطن، امراضِ باطنہ کا ''علاج'' اور مریدین کے توجہ میں ارتکاز و یکسوئی پیدا کرنا مقصود ومطلوب ہو، جیسا کہ اشغالِ صوفیہ میں یہی مقصود ہوتا ہے، تو یہ قسم فی نفسہ جائز ہے، اس کا بدعت ہونے سے کوئی تعلق نہیں، اس لیے کہ یہ احداث للدین (کسی شرعی مقصد کے

حصول کے لیے کوئی نیا طریقہ اختیار کرنا) ہے۔ جبکہ بدعت احداث فی الدین (دین کے کسی حکم یا عبادت میں اضافے اور زیادتی کرنے کو) کہا جاتا ہے۔

البتہ آج کل چونکہ عموماً عوام بلکہ بعض خواص بھی ''اذکار'' و''اشغال'' میں فرق نہیں کرپاتے، نیز ان مجالس اشغال سے اہل بدعت کی مجالس ذکر کی تائید بھی ہوتی ہے۔ اور آگے چل کر ایسی چیزوں کو بجائے خود ایک عبادت کے طور پر کیا جانے لگتا ہے اور ''تداعی'' کے ساتھ اس کا التزام ہونے لگتا ہے، اس لیے مشائخ کو عوام الناس میں بالعموم اور مساجد میں بالخصوص حتی الامکان ان مجالس سے بھی احتراز کرنا چاہیے۔ اور جہاں حکمتِ مذکورہ (اصلاح وتربیت سالکین) کے پیش نظر اس کی ضرورت ہو تو متعلقہ حدود کی رعایت کے ساتھ وقتاً فوقتاً اس کی حقیقت اور ''شرعی حیثیت'' اور حدود سے متعلقین کو بھی آگاہ کرتے رہنا چاہیے۔ (مزید تفصیل اور دلائل کے لیے رسالہ ''مجالس ذکر'' [مندرجہ احسن الفتاویٰ، جلد۹] از فقیہ العصر مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور ''حکم الذکر بالجہر'' اور ''اخفاء الذکر'' از امام اہل سنت علامہ سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ اور عربی رسالہ "سباحة الفكر" از علامہ لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ ملاحظہ ہو۔)

نواب الدین...... دارالافتاء: جامعۃ الرشید کراچی......۲۵ محرم ۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: سعید حسن، ۲۵/۱/۳۷ھ

الجواب صحیح: آفتاب احمد، ۲۶/۱/۱۴۳۷ھ

مہر دارالافتاء......فتویٰ نمبر ۵۵/۵۴۶۰۸......۲۰۱۵ء/۱۱/۸

وکیل صحابہ و اہل بیت، حضرت مولانا علامہ عبدالستار تونسوی رحمہ اللہ کا موقف:

حضرت مولانا عبدالحمید تونسوی مدظلہم لکھتے ہیں:

''ہم یہاں اس بات کی وضاحت ضروری سمجھتے ہیں کہ حضرت والا (مولانا عبدالستار تونسوی) ذکر بالجہر کے عامل نہیں، اور نہ ہی ذکر بالجہر کی مجالس منعقد کرتے ہیں۔ بلکہ ذکر خفی کے عامل ہیں، جیسا کہ کتاب وسنت سے اس کا ثبوت ہے۔ مجلس ذکر کے اشتہارات و اعلانات اور مستحب عبادت کے لیے تداعی کو حضرت بالکل درست نہیں سمجھتے۔ اور ہمارے اکابر کا بھی یہی طریقہ رہا ہے۔'' [نقوش زندگی: ۳۲۵] (یہ تحریر حضرت رحمہ اللہ کی زندگی میں شائع ہوئی تھی۔)

دارالعلوم کراچی کا ایک فتویٰ:

مولانا ہزاروی کے نام سے شائع ہونے والی کتاب میں دارالعلوم کراچی کا یہ فتویٰ بھی درج ہے:

"خلاصہ یہ ہے کہ ذکر اللہ باعث ثواب ہے۔ اس کے جتنے طریقے صوفیاء کے ہاں مروج ہیں وہ اپنی ذات کے اعتبار سے جائز ہیں۔ لیکن سنت سمجھنا بھی غلط ہے۔ اور انہیں مطلقاً بدعت کہنا بھی غلط ہے۔ ہاں! اگر کوئی شخص ذکر اللہ کے ان مخصوص طریقوں کو سنت سمجھے گا تو اس کے حق میں یہ بدعت ہوں گے۔" [ذکر اللہ کے حلقے: ۴۱۱]

معلوم ہوا کہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے حق میں اجتماعی ذکر جائز تھا، کیونکہ وہ اسے سنت نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ صرف تعلیم کی خاطر کراتے تھے۔ جبکہ ہزاروی گروہ کے حق میں بدعت ہے، کیونکہ وہ اسے مقصود اور سنت سمجھتے ہیں۔

دارالعلوم دیوبند کا تازہ فتویٰ:

قارئین مکرم! اکابر اہل سنت کے حق موقف کے حوالہ جات اور فتاویٰ کی فہرست بہت طویل ہے۔ ہم آخر میں مرکز رُشد و ہدایت دارالعلوم دیوبند کے ایک تازہ فتوے کو نقل کر کے اپنی بات سمیٹتے ہیں۔

سوال: "کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

بعض علاقوں میں ذکر کی مجالس کا خوب غلغلہ چل نکلا ہے، اور ماہانہ یا ہفتہ واری تاریخ متعین کر کے ذکر کی مجالس منعقد کرائی جاتی ہیں۔ اور ان مجالس میں شرکت کی دعوت کے لیے اشتہارات و بینر وغیرہ کے ذریعہ خوب تشہیر کی جاتی ہے۔

پھر مجلس ذکر کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ شیخ بآواز بلند کلماتِ ذکر کی تلقین کرتا ہے۔ اس کے بعد مجمع اجتماعی طور پر شیخ کے ادا کردہ کلمات کو دوہراتا ہے۔

بعض علماء نے ان مجالس کی مذکورہ کیفیت پر اعتراض کیا تو قائلین کی جانب سے جواب دیا جاتا ہے کہ: ذکر کا یہی طریقہ اسلاف سے منقول ہے۔ اور دیوبند، سہارنپور و رائے پور وغیرہ کی خانقاہوں میں بھی یہی طریقہ رائج ہے۔

جبکہ اعتراض کرنے والے علماء کا کہنا ہے کہ: اشتہارات و اعلانات کے ذریعہ تداعی کے ساتھ ذکر بالجہر کی اجتماعی مجالس کو اکابر دیوبند نے بدعت قرار دیا ہے۔ اور دیوبند، سہارنپور و رائے پور وغیرہ خانقاہوں میں کہیں بھی یہ مذکورہ طریقہ رائج نہیں ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا پورے اہتمام و تداعی کے ساتھ ذکر کی مذکورہ مجالس منعقد کی جاسکتی ہیں؟ نیز کیا اکابر علماء دیوبند نے اس طرح کی مجالس کو بدعت قرار دیا ہے۔ اور دیوبند،

سہارنپور وغیرہ میں بھی محافل ذکر کا یہی طریقہ رائج ہے؟

چونکہ اس صورت حال کی وجہ سے بعض جگہ کافی انتشار کی کیفیت پیدا ہوچکی ہے، اس لیے صاف وصریح جواب عنایت فرما کر مشکور ہوں۔

والسلام......ابوحنظلہ عبدالاحد قاسمی، سجان گڑھ، راجستھان......جمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ

بسم الله الرحمن الرحيم. الجواب و بالله التوفيق

اسلاف سے اجتماعی ذکر بطور علاج وتربیت ثابت ہے، اِس طور پر کہ لوگ اپنا اپنا انفرادی ذکر کریں، لیکن یہ طریقہ کہ شیخ کے ادا کردہ کلمات کو مجمع دہرائے ثابت نہیں، اس لیے یہ طریقہ صحیح نہیں۔ اسی طرح اشتہارات وبینروغیرہ کے ذریعہ تشہیر کرنا بھی مناسب نہیں۔ فقط، واللہ اعلم

حبیب الرحمٰن عفااللہ عنہ......مفتی دارالعلوم دیوبند......۵/ جمادی الاولی ۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح......وقارعلی غفرلہ......۵/ جمادی الاولی ۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح......محمد نعمان سیتاپوری غفرلہ......۱۴۴۰/۵/۸ھ"

بات صاف ہوگئی:

دارالعلوم دیوبند کے مذکورہ بالا فتوے سے بھی یہ بات بالکل صاف ہوگئی کہ اکابر اہل سنت دیوبند کے ہاں مجالس ذکر کا جو معمول تھا، اُس کی صورت یہ تھی کہ بلاتداعی یکجا بیٹھ کر اپنا اپنا ذکر کرتے تھے۔ آواز ملا کر ذکر کرنے کا طریقہ اکابر کے ہاں رائج نہیں تھا۔ لہٰذا اس طریقے کو معمول بنانا درست نہیں۔

۳۴)......حامیان مروجہ مجالس ذکر سے مطالبہ:

مروجہ مجالس ذکر کے حامیان اقبالی و ہزاروی گروہ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ: اجتماعی مجالس ذکر بالجہر کے بارے میں آپ کا موقف یہ ہے کہ:

۱......آواز ملا کر ذکر بالجہر کرنا اور اس کے لیے مجلس قائم کرنا مطلقاً سنت ہے۔

۲......ایسی مجالس کے لیے تداعی بھی سنت ہے۔

لہٰذا آپ اکابر اہل سنت سے اِن دونکات کی صراحت ثابت کردیں تو آپ کا موقف درست۔ ورنہ آپ سمجھ لیں آپ کا اختیار کردہ موقف کم از کم دیوبندیت نہیں۔ الحمدللہ ہم نے اکابر دیوبند سے ثابت کردیا کہ مروجہ مجالس ذکر تداعی وغیرہ کی وجہ سے بدعت ہیں۔ واللہ اعلم☆☆

حافظ عبدالوحید حنفی صاحب حفظہ اللہ، چکوال

مکاتیب حنفی (حافظ عبدالوحید الحنفی، مدنی مسجد چکوال)

مولانا حفیظ اللہ صاحب کے نام مکتوب نمبر۲:

از: چکوال

۱۸؍ربیع الاول ۱۴۴۰ھ......۲۷؍نومبر ۲۰۱۸ء......بروز منگل صبح: ۸؍بجے

بخدمت جناب مولانا حفیظ اللہ صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہماری بخشش فرمائیں اور خطائیں معاف فرمائیں اور اپنے صالحین بندوں کی پیروی میں صراطِ مستقیم پر چلنے کی سعادت نصیب فرمائیں اور مسلک امام ابوحنیفہؒ کی تقلید میں چلنے کی توفیق عطا فرمائیں اور اپنی رضا کی دولت سے نواز کر آخرت میں سرخرو فرمائیں آمین۔

بندہ نے آپ کو چند کتب ''احیاء سنت''، ''آفتابِ سنت''، ''اتباعِ سنت'' وغیرہ ارسال کی تھیں۔ امید ہے کہ آپ نے مطالعہ کر لی ہوں گی۔

(۲)...... چند دن قبل کسی ساتھی نے بتایا کہ آپ نے اپنی تصنیف ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' کا نیا ایڈیشن بعض ترامیم و اضافہ جات کے ساتھ شائع کیا ہے۔ یہ نسخہ ابھی تک میرے پاس نہیں پہنچا۔ اگر ممکن ہو سکے تو ایک نسخہ بھجوا دیں۔ اس کے مطالعہ سے ممکن ہے علم میں اور اضافہ ہو۔ اور نجات کے لیے اس میں مفید باتیں ہوں۔ کیونکہ موت تک یہ علمی سفر فتنوں سے بچ بچا کر اللہ کی رضا کے حصول کے لیے اتباعِ سنت میں طے کرنا ہے۔

اور صراطِ مستقیم کے ساتھ دونوں طرف اردگرد ۷۲؍راستے بھی ساتھ ساتھ ہی صراطِ مستقیم سے پھسلانے کے لیے فتنوں کی صورت میں جا رہے ہیں اور ان فتنوں سے سوائے اللہ تعالیٰ کی خصوصی نصرت و مدد کے بچنا ناممکن ہے۔

اس لیے اللہ ہی سے دعا ہے کہ وہ ہم کو مسلکِ اہلِ السنۃ والجماعۃ سے آخری سانس تک وابستہ رہنے کی سعادت نصیب کریں اور فتنوں سے محفوظ رکھیں۔ آمین

(۳)...... چند دن قبل حضرت مولانا حکیم مسعود الرحمٰن صاحب کا ایک اصلاحی مکتوب بندہ کے نام آیا تھا۔ اس پر بندہ نے کچھ تحریر کر کے وہ عریضہ ان کو ارسال کیا تھا۔ علم میں اضافے کے لیے ایک نقل آپ کے مطالعہ کے لیے بھی ارسال ہے۔

دعاؤں میں یاد رکھیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی رضا نصیب کریں۔ آمین۔ اور متقین کی دوستی قیامت کے دن کام آئے گی۔

والسلام...... خادم اہلِ سنت عبد الوحید حنفی...... نیا محلہ بھون روڈ چکوال ضلع چکوال

0336-0551357

مولانا حفیظ اللہ صاحب کے نام مکتوب نمبر ۳:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلیٰ طَرِیْقِ اَھْلِ السُّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ بِفَضْلِہِ الْعَظِیْمِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلیٰ رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ عَلیٰ خُلُقٍ عَظِیْمٍ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ خُلَفَائِہِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلیٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ. اما بعد!

از چکوال:

۴ر ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ...... مطابق ۱۱ر دسمبر ۲۰۱۸ء...... بروز منگل ۱۰ر بجے شب

جناب محترم حضرت مولانا حفیظ اللہ صاحب مدظلہ [استاد الحدیث جامعہ دار العلوم ربانیہ پھلور]

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔

(۱)...... بندہ نے ایک عریضہ ۱۸ر ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۷ر نومبر ۲۰۱۸ء کو ارسال کیا تھا۔ اُمید ہے کہ آپ کو مل گیا ہو گا۔ جس کے ساتھ ایک مکتوب کی نقل بھی ارسال کی تھی جو کہ حضرت مولانا حکیم مسعود الرحمٰن صاحب مدظلہ ٹیکسلا کو لکھا گیا تھا۔

(۲)...... آپ کی کتاب ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' کا جدید ایڈیشن ایک ساتھی نے بھیج دیا ہے، مطالعہ سے علم میں اضافہ ہوا اور کئی نئی باتیں آپ نے تحریر کی ہیں جو آپ کی

تحقیق میں آپ کے مطالعہ میں آئیں۔ اس طرح علمی تحقیق سے جانبین کو حق تلاش کرنے اور حق کے راستہ میں حائل رکاوٹیں دُور کرنے میں مدد ملے گی۔

(۳)......آپ نے جدید طباعت کے ص۲۱۲ ر پر درست لکھا ہے کہ:

حدیث مبارکہ میں موجود ہے کہ:

''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ سنی سنائی باتوں کو پھیلا دے۔''

[مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں: ۲۱۲]

علماء کی شان یہ ہونی چاہے کہ وہ تحقیق کے بعد کوئی واقعہ یا روایت نقل فرمائیں تا کہ ان کی قلم یا تحریر سے کوئی ایسی روایت نہ تحریر ہو جو سچی نہ ہو اور جس راوی سے جھوٹی بات، یا دیدہ دانستہ روایت جھوٹ پر مبنی ثابت ہو جائے وہ راوی تو ''کذاب'' راویوں میں شمار ہو جاتا ہے اور اس سے پھر اس کی سچی روایت بھی محدثین قبول نہیں کرتے جس کا کذب ثابت ہو جائے۔

آپ نے بالکل درست لکھا ہے کہ علماء کی شان یہ ہے کہ وہ کوئی بھی روایت ہو پہلے تحقیق کریں پھر اگر سچی ہونے کا صدفی صد یقین ہو جائے تو پھر آگے روایت نقل کریں کیونکہ علماء کی بیان کردہ روایات آگے تاریخ کا حصہ بنیں گی۔

اگر غلط روایت یا جھوٹ پر مبنی روایت نقل کریں گے تو قیامت تک جو اس روایت کو سچا جانیں گے گناہ گار بھی ہوں گے اور آخرت میں بھی کذاب لوگوں میں بھی شمار ہوں گے، پھر اگر بغیر توبہ اور رجوع کیے دنیا سے جائیں گے تو آخرت میں پچھتائیں گے اور اپنے جرم کی سزا پائیں گے۔ غلط بات سے اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں رجوع کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

(۴)......تبصرہ بر کتاب:

طبع جدید میں آپ نے کتاب کے عنوان میں جدید اضافہ کرتے ہوئے یہ تحریر فرمایا ہے:

''قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ ان کے خلفاء کرام اور اکابر علمائے دیوبند کی روحانی ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' حقیقتاً روحِ علمائے حق کے خلاف سازش ہے۔'' [ٹائٹل]

جانبین کے دلائل کا مطالعہ کرنے کے بعد تحقیق میں یہ آیا ہے کہ:

قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ یہ چاہتے تھے کہ علماء اور مشائخ کو ذکر اللہ کی ترغیب عوام الناس کو دینی چاہیے۔ اور یہ ترغیب اس طرح مشائخ دیں کہ وہ ذکر اللہ کثرت سے کریں لیکن ''سنت'' کے مطابق کریں اور ذکر اللہ اس طرح کریں جس طرح سرورِ کائنات رحمت للعالمین ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ذکر کرنے کا طریقہ سکھایا ہے اور پھر صحابہ کرامؓ نے وہ طریقہ اپنایا ہے اور پھر اپنے شاگردوں کو ذکر اللہ کرنے کی تعلیم دی ہے۔

کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ. [بخاری:۱/۱۷۳، مسلم:۲/۷۷، وغیرہما] ہمارے دین میں جس نے نئی بات گھڑ لی وہ مردود ہے۔

اس لئے شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ نے حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کے سوال کے جواب میں بھی فرمایا اور نصیحت کی کہ:

دل تو یہ چاہتا ہے کہ یہ سلسلہ کسی طرح جاری ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ مدد فرمائے۔ اور خدا کرے کہ آپ ہی کے ذریعہ سے یہ سلسلہ چلے۔ اس کا لحاظ ضروری ہے کہ بدعتی صورت پیدا نہ ہو، مثلاً یہ کہ ایک حلقہ میں سب کا ذکر نہ ہو۔ علیحدہ علیحدہ نشستیں تجویز کریں۔ اس کو آپ خود ہی اچھی طرح سمجھتے ہیں۔

ایک نشست یعنی بالکل اجتماعی صورت یہاں بھی نہ ہو۔ مدرسہ قدیم میں جیسے متفرق لوگ کرتے رہتے ہیں۔ اس میں مضائقہ نہیں۔

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ نے دوسرا یہ سوال پوچھا کہ:

بعض لوگ کسی سے بھی بیعت نہیں۔ ان سب کے لیے احقر پریشان ہے کہ کیا کرے؟ بغیر بیعت کے ذکر جہر مناسب ہے یا نہیں؟

حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کا جواب: ''مناسب نہیں''۔

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ نے تیسرا یہ سوال پوچھا کہ:

سوم کلمہ، درود شریف، استغفار میں تو غالباً مضائقہ نہ ہو گا؟

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے جواب دیا: ''جہر سے نہ ہو''۔ [تربیت

السالکین:۱۵٦۔۱۵۷]

(۵)......حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ کی نصیحت کا حاصل:

اس نصیحت سے واضح ہو گیا کہ حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ یہ چاہتے تھے کہ مشائخ ذکر اللہ کی ترغیب دیں اور لوگوں کو ذکر کرنے کی تعلیم دیں لیکن اس کا لحاظ ضروری ہے کہ بدعتی صورت پیدا نہ ہو۔

اگر حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کی نصیحت اور تعلیم کے مطابق اُن کے خلفاء سالکین کو ذکر کی تعلیم دیں اور وہ انفرادی ذکر کریں تو کسی کو بھی اختلاف اور اعتراض نہیں ہے۔

دونوں طرفوں کے نظریات پڑھنے کا خلاصہ یہ نکلتا ہے۔

(٦)......ذکر اللہ کے خلاف سازش کا ثبوت نہیں ملا:

تحقیق پر یہ واضح ہوا کہ کوئی بھی مشائخ میں ایسا شیخ نہیں ملا جو اپنے مریدین میں ذکر نہ بتلاتا ہو۔ سب مشائخ مسنون تسبیحات ہر ایک مرید ہونے والے کو بیعت کرتے ہوئے ذکر بتلاتے ہیں کہ یہ یہ تسبیحات صبح و شام اتنی مقدار میں روزانہ پڑھیں اور پھر ساتھ ہی اسمِ ذات اور نفی اثبات کی تسبیحات بھی بتلاتے ہیں اور درود شریف پڑھنے کی تاکید کرتے ہیں۔

تحقیق میں یہ بھی ثابت ہوا کہ مولانا عبد الرحیم صاحب چار یاری طریقت میں حضرت مولانا سید امین شاہ صاحب مخدوم پوریؒ کے مرید ہونے کے ساتھ ساتھ مجاز بھی ہیں اور وہ خود بھی اپنے شاگردوں کو تسبیحات ستہ کی روزانہ ذکر کرنے کی تعلیم دیتے ہیں اور نفی اثبات اور ذکر اسم ذات کی پابندی کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اس طرح یہ بات بھی غلط ثابت ہو گئی کہ وہ مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازش کر رہے ہیں۔ وہ حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کے ارشاد کے مطابق یہی کہتے ہیں:

''اجتماعی ذکر (ذاکرین کے اکٹھے بیٹھنے) میں بظاہر تو کوئی اشکال نہیں ہے۔ ایک جگہ جمع ہو کر اپنے اپنے معمولات کا ذکر کرتے رہیں یہ کئی نوع سے موجب تاثیر ہے۔

لیکن حلقہ (آواز ملا کر ذکر) کے متعلق اپنے اکابر سے کچھ پسندیدگی کے الفاظ سننے میں نہیں آئے۔'' [مکتوباتِ شیخ الحدیث: ۲/۴۹۴]

اس لیے تداعی کے ساتھ مجالس ذکر بالجہر نہ کریں۔

اس تحقیق میں یہ ثابت ہو گیا کہ جانبین میں کوئی بھی مجالس ذکر اللہ کے خلاف نہیں۔ ہاں ایک جانب سے یہ تقاضا شدت سے پایا گیا کہ مجالس ذکر کی کوئی صورت سنت کے خلاف نہ بنائی جائے اور سنت اور شریعت کے بتائے ہوئے طریقہ پر ذکر کیا جائے اور کرایا جائے۔ جانبین کی جانب سے جاری کردہ تعلیمات کے تناظر میں مطالعہ کرنے پر یہ تحقیق ہوئی کہ حقیقتاً روحِ علمائے حق کی جو ذاکرین کو تعلیم دے رہے ہیں وہ قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحبؒ کی ارشاد فرمودہ صورت وہی ہے جو اکابر علمائے دیوبند نے دی ہے کہ ذکر کرتے ہوئے اس کا لحاظ ضروری ہے کہ بدعتی صورت پیدا نہ ہو۔ وہ اسی صورت میں ہے جو حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ، حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الواحد صاحبؒ، حضرت مولانا مفتی عبد القدوس صاحبؒ، حضرت مولانا مفتی جمیل الرحمٰن صاحبؒ، حضرت مولانا محمد امین شاہ صاحب مخدوم پوری صاحبؒ وغیرہ نے صورت بتلائی ہے کہ:

مجالس ذکر اللہ میں سنت کے مطابق ذکر اللہ کی مسنون تسبیحات انفرادی شکل میں پوری کی جائیں تاکہ بدعتی صورت پیدا نہ ہو۔ اور روحانی علاج بھی ہو جائے گا اور ذکر اللہ سے روحانی ترقی سنت کی اتباع بھی ہو جائے گی اور اس صورت میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے گی اور عند اللہ یہ ذکر مقبول ہو جائے گا۔

(۷)......ضروری تصحیح:

کتاب کے ص ۲۱۲ / پر خلفاء مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ میں جو مولانا سعید یوسف صاحب سے روایت نقل کی گئی ہے کہ وہ درست نہیں۔ بندہ نے خطوط لکھ کر اُن سے وضاحت چاہی تھی، لیکن ان کا جواب نہیں آیا۔ مولانا سعید یوسف صاحبؒ کو جو عریضہ لکھا تھا اس کی نقل ارسال ہے۔

(۸)......اشتہارات عرس کی حقیقت:

آپ نے اپنی کتاب کے ص ۱۱۰ / پر سنی کانفرنس بھیں کے اشتہار کا عکس شائع کیا ہے اور ص ۱۱۱، ۱۱۲ اور ۱۱۳ / پر پیر مقصر شاہ صاحب کے عرس کے اشتہارات کا عکس شائع کیا ہے اور اوپر لکھا

ہے کہ: نقش اول صبح کو دیکھیں، نقشِ ثانی دوپہر کو دیکھیں اور نقشِ ثالث شام کو دیکھیں۔
یہ آپ نے تو خدا جانے کس مقصد کے لئے شائع کیے ہیں۔ عرس کے جواز کے ثبوت میں یا عدم جواز کے دلائل میں یہ اشتہارات کا عکس شائع کیا ہے۔ البتہ اس کے بارے میں جو صوفی ارشاد صاحب کا معذرت نامہ ہے وہ آج سے ۲۱ر سال پہلے ہم نے ''ماہنامہ حق چار یار، لاہور'' جلد ۱۰ ر شمارہ نمبر ار میں بعنوان ''معذرت نامہ منجانب صوفی ارشاد حسین چار یاری'' پڑھا تھا جو انہوں نے خط، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کے نام لکھا تھا، وہ آپ بھی پڑھ لیں تا کہ صورتِ حال کا علم ہو جائے۔ اور ان کا پسِ منظر سامنے آجائے۔

''بخدمت جناب حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

عرض ہے کہ کھیوڑہ کے ساتھی راجہ محمد ضمیر صاحب نے وقت مانگا کھیوڑہ میں پروگرام کے لیے، بندہ نے عرض کیا کہ تم ''عرس'' کا عنوان ختم کرو تو پھر میں جلسہ پر حاضر ہو جاؤں گا۔ انہوں نے فرمایا کہ: آپ تسلی رکھیں، میں یہ عنوان ختم کر دوں گا اور جلسہ پر تم کو ضرور آنا ہوگا۔

بعد میں راجہ ضمیر صاحب نے خط بھی لکھا ہے کہ ہمارے جلسہ ۶ ر نومبر ۱۹۹۶ء پر ضرور آئیں ہم نے عنوان تبدیل کر لیا ہے اور فون بھی لیا، اس میں بھی تسلی دی۔

اس طرح کھیوڑہ کے جلسہ میں حاضر ہو گیا۔ لیکن وہاں جا کر معلوم ہوا کہ جو اشتہار چھاپا گیا اس میں ''عرس'' کا عنوان بھی تھا۔ اس پر مجھے بے حد افسوس ہوا کہ کس طرح مجھے اندھیرے میں رکھ کر بلایا گیا۔ اس کے بعد انہوں نے منت سماجت کی کہ آئندہ بالکل ہم ''عرس'' کا عنوان ختم کر دیں گے اور معذرت کی جس پر میں جلسہ میں شریک ہو گیا۔

لیکن میں اس غلطی پر آپ سے معذرت خواہ ہوں کہ مجھے اس جلسے میں شریک نہیں ہونا چاہیے تھا کہ جس کے اشتہار میں عرس کا عنوان تھا۔ میری معذرت منظور فرمائیں۔ آئندہ اِن شاء اللہ ایسے کسی اجتماع میں شریک نہیں ہوں گا جو عرس کے عنوان پر رکھا جائے۔

والسلام...... خادم اہلِ سنت صوفی ارشاد حسین چار یاری''

اس عریضہ اور معذرت نامہ کے جواب میں حضرتؒ نے لکھا:

''آپ کی معذرت قبول ہے۔ آئندہ محتاط رہیں۔

والسلام...... خادم اہلِ سنت مظہر حسین غفرلہ''

فائدہ:

اس معذرت نامہ کی روشنی میں معلوم ہو گیا کہ عرس کے نام سے اشتہار شائع نہ کرنے کے وعدہ پر صوفی ارشاد حسین چاریاری نے وقت کھیوڑہ جلسہ میں دیا تھا۔ لیکن وہاں جا کر معلوم ہوا کہ یہ پروگرام تو پھر بھی عرس کے نام پر ہی اشتہار شائع کر کے کیا جا رہا ہے اور روحانی اجتماع کا عنوان بھی دیا گیا ہے۔ اور بذریعہ خط امیر محترم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب سے معذرت کی جس پر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ نے معذرت قبول کر کے آئندہ کے لئے محتاط رہنے کی نصیحت فرمائی۔ اور پھر ماہنامہ حق چار یار لاہور جنوری ۱۹۹۷ء کے پہلے شمارے میں یہ معذرت نامہ انہوں نے شائع بھی کرا دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ دوسرے بزرگوں کا نام جو اشتہار میں دیا گیا ہے وہ بھی لاعلم ہوں گے کہ یہ جلسہ جو ہوتا ہے اس کا اشتہار عرس کے نام سے شائع ہوتا ہے اور وقت دے دیا ہوگا۔ جب یہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کے علم میں آیا تو انہوں نے اپنے جماعتی ساتھیوں اور علماء کو منع کر دیا کہ لاعلمی میں جو ہو گیا سو ہو گیا، آئندہ نہیں شرکت کرنی۔ اس کے بعد جو جماعتی بزرگ اور علماء اور شعراء تھے وہ کبھی بھی اس جلسہ میں جب تک انہوں نے ''عرس'' کا عنوان تبدیل نہیں کیا۔ ان کو وقت نہیں دیا اور نہ وہ تشریف لے گئے۔

رحمت للعالمین کانفرنس کا عنوان:

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے ۲۸؍ جنوری ۱۹۵۵ء کو جب مدرسہ اظہار الاسلام چکوال میں شروع کیا تو اس کے ساتھ شہر میں اور قرب و جوار میں ''تبلیغی دورہ'' شروع کیا گیا۔

اور تبلیغی پروگرام کے اطلاع نامے کے لئے ''تبلیغی دورہ'' کے عنوان سے اشتہار چھپتے تھے جن میں اطلاع ہوتی تھی کہ فلاں دن فلاں جگہ علماء آئیں گے اور وہ وعظ و تبلیغ کریں گے اور سال کے بعد کسی دن سالانہ جلسہ ہوتا تھا جس میں ملک بھر سے چیدہ چیدہ بڑے بڑے چند علماء کو بلایا جاتا اور وہ علاقہ بھر سے آئے ہوئے مہمانوں کو وعظ اور تبلیغ کرتے۔ اس طرز کو ہر دور میں اکابر اپناتے چلے آ رہے ہیں اور قیامت تک یہ طرز جاری و ساری رہے گا۔ اس کو آج تک کسی نے

''بدعت'' نہیں کہا۔ کیونکہ اس طرز کو آج تک کسی نے ضروری نہیں قرار دیا اور نہ ہی کسی نے جلسہ نہ کرنے کو گناہ شمار کیا ہے۔ یہ تبلیغ و تعلیم کا ایک اصلاحی پروگرام ہمیشہ سے ہوتا آرہا ہے۔

اسی سلسلہ میں چکوال میں مختلف عنوانات سے تبلیغی جلسے، دورے، کانفرنسیں ہوتی ہیں اور مدنی جامع مسجد میں رحمت للعالمین ﷺ کانفرنس ہوتی ہے، چونکہ ۱۲ر ربیع الاول کو ملک بھر میں سرکاری چھٹی ہوتی ہے۔ اہلِ بدعت کا شعار اَب یہ ترقی پذیر ہے کہ وہ یوم میلاد النبی کے جلوس نکال کر مناتے ہیں۔ اور ہمارے اکابر مختلف عنوانات سے اس روز تبلیغی جلسے، کانفرنسیں، اجتماعات صرف ۱۲ر ربیع الاول کی وجہ سے نہیں، صرف تبلیغ کی غرض سے کرتے ہیں۔ اور یہ ہر جگہ ۱۲ر ربیع الاول کو ہی نہیں مختلف تاریخوں میں سیرت النبی بیان کرنے کی غرض سے ہوتے ہیں۔ اِس کے نہ کرنے سے نہ کوئی گناہ گار تصور ہوتا ہے نہ ان کو کسی نے ضروری قرار دیا ہے، اس لیے اس کو کسی نے بدعات میں شمار نہیں کیا۔ اس کی مثال، عرس اور میلادِ نبوی کے جلوس کے ساتھ دینا کوئی مطابقت نہیں رکھتی، ہر چیز کا جدا جدا مفہوم ہے اور اہلِ عقل اس کو سمجھتے ہیں۔

(۱۰)......سنی کانفرنس بھیں:

آپ نے اپنی کتاب ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' ص ۱۱۰ر پر سنی کانفرنس بھیں کے اشتہار کا عکس بھی دیا ہے۔ اس کا پسِ منظر یہ ہے کہ ساٹھ یا ستر سال سے بھیں میں ۱۷۔ ۱۸ر محرم کو اہلِ تشیع ماتمی جلوس و مجلس کراتے ہیں۔ اُن کے توڑ میں مرکزی جامع مسجد اہلِ سنت میں اُس روز اہل السنۃ والجماعۃ کا جلسہ ہوتا تھا۔ کئی دفعہ تقابل میں حالات کشیدہ بھی ہوئے، پھر انتظامی امور میں یہ ہوتا رہا کہ مجلس والے دن یعنی ۱۷۔ ۱۸ر محرم کے بجائے ان کی تردید میں تبلیغ کے طور پر ۱۹۔ ۲۰ر محرم یا ۲۱۔ ۲۲ر محرم یا ۲۳۔ ۲۴ر محرم کسی دن جلسہ رکھا جاتا۔

اس میں دن مقرر نہیں بلکہ تاریخیں بدلتی رہتی ہیں۔ پہلے یہ جلسہ کے عنوان سے بہت عرصہ جلسہ ہوتا رہا۔ پھر سنی کانفرنس سے یہ تبلیغی پروگرام ہونا شروع ہوا، امسال بھی ہوا۔ یہ عنوان نہ ضروری سمجھا جاتا ہے، نہ کسی بزرگ نے اس کو تنقید کی نظر سے دیکھا ہے، سب سمجھتے ہیں کہ تبلیغی اصلاحی پروگرام ہوتا ہے۔ اس کا عرس یا میلادِ نبوی کے نسبت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

یہ ہے اصل صورتِ حال، اس لیے اس سلسلہ میں نام لے لے کر فتوے لگانے کی نہ کوئی

ضرورت ہے نہ کوئی لگاتا ہے، سب جانتے ہیں کہ اس کا مروجہ بدعات کے سلسلہ سے کوئی تعلق نہیں نہ کوئی ان کا تعلق جوڑتا ہے۔ مولانا حفیظ اللہ صاحب، اللہ تعالیٰ آپ کو ہر فتنہ سے محفوظ رکھے۔

(۱۱)......دوستوں سے گزارش:

آپ نے آگے اس کتاب کے ص ۱۱۴ ر پر ''دوستوں سے گزارش'' کے عنوان سے یہ لکھا ہے:

''بندہ نے جب پہلے عجلت میں اور خفیہ طور پر کتاب شائع کی تو حضرت اقدس شیخ مکرم حضرت ہزاروی صاحب مدظلہ دامت برکاتہم بہت ناراض ہوئے۔

راقم کو ایک شام وہاں جانے کا اتفاق ہوا۔ تو ایک مولوی صاحب کو بھیج کر فرمایا:

''یہاں کیا کرنے آئے ہیں؟'' ناراضگی کی بہت سخت حالت تھی۔ بندہ نے بہت معذرت کی۔ بعد میں ایک دو بڑے علماء سے سفارش کروائی۔ اتنے میں مجلّہ الضرار کا شمارہ ۳۷ ر آ گیا، جس میں بہت ساری خرافات، الزامات تھے۔

جب حضرت کو دکھائے گئے تو بندہ پر ناراضگی ہلکی ہو گئی۔ الحمد للہ پھر کام معمولات کے مطابق چلنے لگا۔ اب بھی بندہ نے اجمالی طور پر دو تین مہینے کوشش کی کہ کسی طرح اجازت مل جائے۔ لیکن اللہ والوں کی برداشت اور حوصلہ اور سوچ کے ساتھ ہم نالائقوں کا کیا مقابلہ؟ سختی سے ڈانٹ دیا کہ فرمایا: ''پہلے بہت کچھ کر لیا۔'' اور کسی بات پر حضرت قاضی صاحبؒ کے بارے میں تو لفظ سننا بھی گوارہ نہیں کرتے۔

ادھر اس گروہ کی شرارتیں اتنی کہ آدمی جتنا بھی برداشت کرے اس کی بھی حد ہوتی ہے، اس لئے بھی اور پہلی طبع میں غلطیوں کی وجہ سے دل میں بہت بے چینی رہتی۔ تو عزم کر لیا کہ خاموشی سے کام کرو اور دفاعِ اکابرین اور ذکر اللہ کی پاسداری کی برکت سے اللہ تعالیٰ حضرت کو راضی کرنے کی کوئی سبیل نکال دیں گے۔

اس لیے سلسلہ کے احباب سے گزارش ہے کہ حضرت کو راضی کرنے اور بندہ کے لیے آسانی پیدا کرنے کی کوشش فرماتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ بالخصوص صوبہ سندھ کے ان دوستوں کو جنہوں نے مجھے یہ علمی مدلل مواد فراہم کیا ہے۔'' [سازشیں:۱۱۴]

(۱۲)......صورتِ حال:

صورتِ حال یہ ہے کہ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی رحمہ اللہ کے نزدیک

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین کا ایک مقام ہے، وہ اپنی بصیرت سے سمجھتے ہیں کہ حضرت کے خاندان کے فرزند یعنی ان کے دونواسے مولانا احسن خدامی صاحب اور حمزہ احسانی صاحب دونوں عالمِ دین ہیں اور حضرت مولانا علامہ سرفراز خان صاحب صفدر رحمہ اللہ کے پوتے ہیں وہ مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کے نواسے ہیں اور علمی وارث ہیں۔

وہ حضرت علامہ سرفراز خان صاحب صفدر رحمہ اللہ اور اکابر علمائے دیو بند کے ہی موقف اور ماخذ نقل کرتے ہیں۔ اور ان دو بزرگوں نے بھی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور امام اعظم ابو حنیفہؒ کی تقلید میں ہی یہ موقف اختیار کیا ہوا ہے کہ: مروجہ مجالس ذکر اکابر اہل سنت کی نظر میں اور تحقیق میں جس طرز پر ہونی چاہیں اس میں جو اصلاح کی ضرورت ہے وہ اصلاح کر لی جائے، اس لئے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی مدظلہ، مولانا حفیظ اللہ صاحب کے طرزِ تحریر اور نامناسب الفاظ کے استعمال سے ناراض ہوں گے۔ اس طرح ان کی ناراضگی پر انہیں تنبیہ ہے کہ ’’پہلے ہی بہت کچھ کر دیا یعنی اس میں اَدب و آداب کا خیال نہیں رکھا۔

اس کا آسان حل یہ ہے کہ وہ اپنی کتاب کو حضرت ہزاروی مدظلہ کی خدمت میں پیش کر کے عرض کریں کہ حضرت مدظلہ اس میں سے جو جو لفظ اور مضمون آپ مناسب نہیں سمجھتے وہ کاٹ دیں اور اس قضیہ میں آپ کا جو موقف ہے وہ لکھ دیں تا کہ جانبین میں جو جدائی کے اسباب ہیں وہ دور ہو جائیں تو اس صورت میں ناراضگی ختم ہو جائے گی اور جانبین میں جو تقابل میں لٹریچر جواب الجواب میں شائع ہو رہا ہے وہ شائع ہونا بند ہو جائے گا اور پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہ قضیہ بھی ختم ہو جائے گا اور حضرت ہزاروی مدظلہ کا موقف ان کے اپنے قلم سے سامنے آنے پر رنجشیں بھی اِن شاء اللہ دور ہو جائیں گی اور ’’اتباعِ سنت‘‘ میں مجالس ذکر اللہ امام ابو حنیفہؒ کی تقلید میں جاری و ساری رہیں گی اور حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ ہمارے مرشد کی نصیحت پر بھی عمل ہو جائے گا کہ:

’’اس کا لحاظ ضروری ہے کہ بدعتی صورت پیدا نہ ہو جائے۔ مثلاً یہ کہ ایک حلقہ میں ایک نشست یعنی بالکل اجتماعی صورت یہاں بھی نہ ہو۔۔۔۔ سوم کلمہ، درود شریف، استغفار جہر سے نہ ہو۔‘‘ [تربیت السالکین: ۱۵۶۔۱۵۷]

ناراضگی دور کرانے کی صورت جو بندہ کے ذہن میں آئی وہ تحریر کر دی ہے۔

(۱۳)...... جہالت کی مثال:

آپ نے اپنی کتاب مذکورہ کے ص ۱۱۸ر پر جو تحریر فرمایا ہے:

''اتنی بلند نسبت والا یہ شخص یہ بھی نہ جانتا ہو کہ شیخ مریدین کو اُن کے مزاج کے ساتھ سلوک طے کراتے ہیں تو یہ جہالت مضر تصوف ونسبت ہے۔

ہر شیخ اپنے مریدین ومتوسلین کو اُن کی استعداد کے مناسب معمول بتاتے ہیں اور اصلاح کی تدابیر مزاج کے مطابق کرتے ہیں۔'' [مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں:۱۸۸]

تبصرہ:

جہالت کا لفظ معلوم نہیں کہ آپ نے کس رو میں تحریر کر دیا ہے۔ اور کس شخصیت پر آپ نے چسپاں کر دیا ہے، اِس سے تو خود اپنی جہالت کا نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ استغفر اللہ!

صورتِ حال یہ ہے کہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کا یہ مضمون ماہنامہ حق چار یار لاہور کے حضرت جہلمیؒ نمبر میں شائع ہوا ہے جس میں اصل حضرت جہلمیؒ کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔ جس کا عنوان یہ ہے کہ: ''ایک مردِ حق جو ہم سے جدا ہوا'' اس میں ان کی زندگی کے حالات و واقعات پیش کئے گئے، جس میں مجلس ذکر کے تحت لکھا ہے کہ:

''مولانا جہلمی مرحوم اپنے متوسلین کو ذکر وظیفہ کی تلقین وتاکید تو فرماتے تھے لیکن ملک میں مروجہ مجالس ذکر کے طریق پر آپ نے کبھی مجلس نہیں کرائی۔ [حضرت جہلمی نمبر: ۵۷]

یہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کا اپنا مضمون اور موقف ہے جو ان کی حیات میں حضرت جہلمی نمبر حق چار یار لاہور میں شائع ہوا۔ [جلد ۱۱ شمارہ ۷۔۱۱ جولائی تا نومبر ۱۹۹۸ء]

اس لیے آپ نے جو علامہ عبد الرحیم صاحب کے بارے میں بدگمانی کی ہے کہ:

''ہماری نظر میں یہاں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کا نام استعمال کیا گیا ہے۔ اور مضمون کسی معتبر خادم یا عزیز کا ہوسکتا ہے۔ الخ'' [سازشیں:۱۱۶]

یہ بات اور آپ کا خیال غلط ہے۔ آپ ''حق چار یار، لاہور'' کا مذکورہ حضرت جہلمی نمبر دیکھ لیں اس میں آگے تحریر ہے: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ لکھتے ہیں کہ:

''مجلس ذکر کی نوعیت:

ذکر اللہ تو مطلوب ومقصود ہے اور یہ روح کی غذا ہے، چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًاوَّ سَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا. [سورۃ الاحزاب آیت ۴۲] ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ کا خوب کثرت سے ذکر کرو۔ صبح و شام (یعنی علی الدوام) اس کی تسبیح و تقدیس کرتے رہو۔ [ترجمہ حضرت تھانویؒ]

البتہ اختلاف تو مجلس ذکر کی نوعیت میں ہے کہ ذکر جہر ہو یا خفی، انفرادی ہو یا اجتماعی۔

[ماہنامہ حق چار یار، ج:۱۱،ش:۷تا۱۱۔ جولائی ۱۹۹۸ء۔ حضرت جہلمی نمبر: ۷۵تا۸۰]

حضرت قاضی صاحب اور جہلمیؒ کا روحانی مقام:

آپ نے جذبات کی رو میں آگے لکھا ہے:

''اگر حضرت قاضی صاحب اور حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب نور اللہ مرقد اپنے شیخ کو بوجہ مجالس ذکر بدعتی سمجھتے تھے تو ان کی خلافت لینے سے بھی انکار کرنا چاہیے تھا۔ بلکہ.......علامہ عبد الرحیم صاحب کے نکتہ نظر سے کسی اور کا بیعت ہونا چاہیے تھا۔'' [ص:۱۱۹]

تبصرہ: الحمد للہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ اور مولانا عبد اللطیف صاحب جہلمی اپنے شیخ کو متبع سنت سمجھتے تھے اور ان کے شیخ بھی ان دونوں کو متبع سنت سمجھتے تھے، اس لیے ان کو خلافت سے سرفراز کیا۔ اور انفرادی سلوک سے تعلیم و تربیت کر کے ان کو وہ مقامات طے کرائے جن کا ان لوگوں کو علم ہی نہیں جو بزرگوں کے روحانی مقام کا اِدراک نہیں رکھتے۔

حضرت لاہوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ: ''یہ مجلس ذکر فرض، واجب یا سنت نہیں ہے۔ اور نہ ہم کسی شخص پر اسے لازم قرار دیتے ہیں۔'' [خدام الدین، ۱۰ر جولائی ۱۹۹۸ء]

جب حضرت حضرت لاہوریؒ خود فرما گئے ہیں کہ یہ نہ فرض ہے نہ واجب ہے نہ سنت ہے تو پھر حضرت جہلمیؒ نے شرکت نہ کرنے سے یہ ظاہر کیا کہ شرکت کرنا ضروری نہیں ہے۔ اور مولانا عبید اللہ انور صاحبؒ نے فرمایا کہ:

''حضرت لاہوریؒ نے ایک مرتبہ مجلس موقوف کر دی تھی اور اپنی بیماری اور بڑھاپے کا عذر پیش کیا تھا، حالانکہ حضرت کا مزاج یہ تھا کہ انہوں نے کسی بھی حالت میں درس قرآن کا ناغہ نہیں کیا۔ مجلس ذکر کو موقوف کرنے کا ارادہ محض اس لیے ظاہر فرمایا تھا کہ لوگ اس کو فرض یا واجب نہ سمجھنے لگ جائیں۔'' [ہفت روزہ خدام الدین: ۱۰ر جولائی ۱۹۹۸ء]

مولانا امین صاحب اکاڑوی فرماتے تھے کہ: حضرت لاہوریؒ نے ان سے فرمایا کہ ہم

تعلیم کے لیے ذکر جہر کراتے ہیں۔ یعنی یہ فرض، واجب، سنت سمجھ کر وہ نہیں کراتے تھے۔ نہ وہ کسی پر لازم قرار دیتے تھے، نہ کسی کو مجبور کرتے تھے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ وہ متبع سنت تھے۔ اس لیے حضرت جہلمی کو بھی متبع سنت سمجھ کر خلافت سے سرفراز کیا۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کا روحانی مقام:

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کو سلوک کی تعلیم کے دوران مسنون تسبیحات کے ساتھ ساتھ اسم ذات کا وظیفہ اللہ اللہ کی تعلیم دیتے ہوئے جو فرمایا وہ تربیتی دورانیہ کے خطوط مکتوبات شیخ الاسلام جلد دوم و چہارم میں ہیں، ملاحظہ فرمائیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ حضرت مدنیؒ کا ایک مکتوب یہ ہے:

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کا گرامی نامہ

محترم المقام زید مجدکم۔۔۔۔۔السلامُ علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کا والا نامہ ۱۲ / شعبان کو موصول ہوا۔ حضرت شیخ الادب صاحب کے ذریعہ جواب بھیج دیا ہے۔ ذکرِ لسانی ہمیشہ اپنی کثرت اور مداومت سے کریں، ذکرِ قلبی جس کا مرکز زیر پستان چار انگل ہے اور ذکر روحی کی طرف جس کا مرکز زیر پستان راست ہے منجر ہوتا ہے۔

مگر ہم کو لطائف جاری کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس میں مسافت طویل ہے۔ بہر حال ۲۵ / ہزار ذکرِ لسانی پر مداومت فرمائیے اور جس قدر اس میں زیادتی ممکن ہو عمل میں لاتے ہوئے ذکرِ قلبی کی طرف بھی توجہ فرمائیے۔ یعنی قلب جو کہ بائیں پستان سے چار انگل نیچے ہے تصور کیجیے کہ اس سے لفظ ''اللہ'' برابر نکلتا ہے۔

ذات مقدسہ چوں کہ محبوبِ قلب ہے اور حسبِ قاعدہ: من أحب شيئ اكثر ذكره ۔قلب بے چینی کے ساتھ محبوب حقیقی کو یاد کرتا ہے۔ اس میں ذکرِ لسانی کو کوئی دخل نہ دیجئے فقط دھیان اور تصور ہوگا۔ اور خیال ہی خیال میں ذکر کرتے ہوئے کم از کم دو ہزار مرتبہ ایک ہی مجلس میں یا متعدد مجالس میں اس کو پورا کیجیے۔ جو حرکت سینہ میں محسوس ہوتی ہے سلطان الاذکار کا مقدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔ اور ماسوائے اللہ سے کُلی انقطاع نصیب ہو۔ آمین

حصولِ زیارت مقدسہ مبارک ہو۔ آنکھ بند ہونا غالباً اشارہ اس طرف ہو کہ ذکر میں انہماک کیجئے اور اغیار سے انقطاع کیا کیجئے۔

مستری سردار محمد صاحب سے بھی سلام مسنون کہہ دیں، میں ان کو غائبانہ بیعت کر لیتا

ہوں۔ ان کو ''اتباعِ شریعت'' کی تاکید اور تسبیحات ستہ کی تعلیم کر دیجئے۔ اس زمانہ کے قطب الارشاد اور مجدد کو میں نہیں جانتا۔ مجھ جیسا ناکارہ اور نالائق کس طرح جان سکتا ہے۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ......سلہٹ ۸/رمضان ۱۳۶۴ھ ۷/اگست ۱۹۴۵ء

[مکتوباتِ شیخ الاسلام: ۱۰۹/۴]

فائدہ:

اس ایک مکتوب سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کا حضرت مدنیؒ کے نزدیک کتنا قُرب تھا حضرت قاضی صاحب مجلس ذکر انفرادی میں کتنا ذکر کرتے تھے۔

یہ خط و کتابت چونکہ ہمارے اعمال نامے کا حصہ بنے گی اس لیے حضرت مدنیؒ کا ایک اور مکتوب برکت کے لیے اور آپ کے علم میں اضافہ کے لیے تحریر کرتا ہوں تا کہ میرے اعمال نامہ میں بھی درج ہو جائے۔

حضرت مدنیؒ کی طرف سے اجازت بیعت وخلافت:

حضرت مدنی اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں:

''میں پہلے بھی غالباً آپ کو لکھ چکا ہوں کہ آپ کو اجازت ہے۔ جو بھی آپ سے بیعت ہونے کی درخواست کرے اس کو بیعت کر لیا کریں اور اشغال سلوک تلقین فرما دیا کریں، اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔ اتباعِ سنت کا ہمیشہ اور ہر بار خیال رکھیں۔ علاوہ مراقبہ کے دوسرے اذکار کی ضرورت اگر چہ اب نہیں ہے مگر تائید اور تقویت کے لیے جو سمجھیں کرتے رہیں۔ صراطِ مستقیم اور امدادِ سلوک کو زیر مطالعہ رکھیں۔ خواب سب اچھے ہیں اور امید افزا۔۔۔۔۔ الخ''

والسلام......ننگِ اسلاف حسین احمد غفرلہ......۷/ربیع الاول ۱۳۶۹ھ......۲۸/دسمبر ۱۹۴۹ء

قرب وحضور وتکمیل سلوک:

حضرت مدنی رحمہ اللہ نے ایک اور مکتوب میں لکھا:

''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس کریم کارساز بندہ نواز نے آپ کو قرب وحضور اور معیت کی نعمت وجدانی طور پر عطا فرمائی ہے اور نسبت میں قوت اور ترقی عطا فرمائی۔ فللّٰہ الحمد، اللھم زد فــــزد۔۔۔۔۔ آپ کو جو تعلیم دی جا چکی ہے یہ آخری سب طُرق کی تعلیم ہے، اس پر کاربند

رہیے اور اسی میں ترقی اور مداومت جاری رکھیے استقامت اور کوشش سے آپ بڑے سے بڑے مقامات پر پہنچ سکتے ہیں۔

میاں فروز دین صاحب کو آپ خود بیعت کر کے تلقینات جاری رکھیے تسبیحاتِ ستہ وظیفہ ہیں۔

ذکر مقدم از وظائف ہے۔

ذکر اسم پاس انفاس وغیرہ حسبِ فرصت و ترقی تعلیم کرتے رہیں جو شخص بھی بیعت کا خواہش مند ہو اس کو رد نہ کریں۔

والسلام......ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ......۱۷/اگست ۱۹۵۰ء دیوبند، ۲/ذیقعدہ ۱۳۹۰ھ"

[مکتوبات شیخ الاسلام: جلد۴]

حضرت شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ کے نزدیک مقام:

حضرت مولانا اعزاز علی صاحب شیخ الادب و ناظم تعلیمات دار العلوم دیوبند کا علمی مقام تو آپ کے علم میں ہوگا ہی لیکن ان کا حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ سے کتنا قرب تھا، اس بارے میں شیخ الادب کے وہ مکتوب مطالعہ فرمائیں جو ماہنامہ حق چاریار کے شیخ الادب نمبر میں درج ہیں۔

حضرت مدنی کی بیعت اور بغیر جہر کے ذکر کی تعلیم:

دار العلوم دیوبند سے حضرت مولانا اعزاز علی صاحب نے حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کو ایک خط میں لکھا "حضرت مولانا مدنی مدظلہ نے آپ کی غائبانہ بیعت منظور فرمالی ہے اور فرمایا ہے کہ: پچیس ہزار مرتبہ اسم ذات بغیر جہر اور بغیر کسی تعین وقت کے ہر روز پورا کرلیا کریں۔اعزاز علی از دیوبند......۸/رجمادی الثانی ۱۳۶۱ھ بمطابق ۲۲/جون ۱۹۴۲ء"

آپ نے قلب کی ایسی اصلاح کی:

ایک دوسرے خط میں مولانا اعزاز علی صاحب لکھتے ہیں:

"جو حالات آپ نے تحریر فرمائے ہیں۔ان کے ہوتے ہوئے افسوس کرنا، آپ معاف کریں میرے نزدیک کفرانِ نعمتِ الٰہیہ ہے۔آپ ذکر قلبی بھی کرتے ہیں اور ذکرِ لسانی بھی۔اور یہ بھی امید ہے کہ ذکر تمام بدن پر مستول ہو جائے۔

پھر جو آپ کا فرضِ منصبی ہے کہ گمراہوں کو راہِ ہدایت پر لائیں وہ بھی ادا کرتے ہیں اس کے بعد اب آپ اور کیا چاہتے ہیں۔اب اور کیا چاہتے ہو؟......

خدا کا شکر ادا کیجیے! آپ کی حالت ہم جیسے ناکاروں کے لیے غبطہ کے قابل ہے۔آپ نے جیل میں رہ کر قلب کی ایسی اصلاح کی جو ہم جیسے آزاد رہ کر نہ کر سکے۔ہماری حالتوں سے عبرت کیجیے۔اور خدا کا شکر کیجیے اور دعا کیجیے کہ خداوند عالم ہم جیسوں کو بھی توفیق عطا فرمائے اور اس کی مرضیات کو حاصل کریں۔"

والسلام محمد اعزاز علی غفرلہ از دیوبند......۲۳/ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۶ھ مطابق ۲۵/اپریل ۱۹۴۶ء"

[ماہنامہ حق چار یار، شیخ الادب نمبر، ج:۱۳/شمارہ:۲،ص:۴۷]

مولانا سید محمد امین شاہ صاحبؒ کا ارشاد:

مولانا محمد امین شاہ صاحب مخدوم پوری اپنے ایک خط میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین کا روحانی مقام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"بندہ کے دل میں بار بار خیال آتا ہے کہ کاش ان مدعیان اسلام کے وہ جرائم جو ہر طرح دین کے نام پر کیے گئے ہیں سامنے آجائیں تاکہ آنے والی نسل دونوں ملحوظ رکھ کر رہزن لٹیروں کا کھوج کر سکے۔یہ بھی خیال کیا کہ حضرت اقدس کو درخواست کروں کہ حضرت اقدس اس سلسلہ میں قلم مبارک اٹھائیں۔

لیکن یہ سوال کرنا بھی کچھ بندہ کو شاق نظر آتا تھا اور سوچتا تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اگر دنیا کو قزاقوں کے اعمال، اتمامِ حجت کی صورت میں ظاہر فرما دیتے ہیں تو حضرت اقدس سے خود ہی کام لیں گے۔تحفظِ اسلام پارٹی کا انتخابی موقف سامنے آنے پر بندہ کو خوشی ہوئی اس کے اظہار کے لیے نہ بندہ کے پاس الفاظ ہیں اور نہ طاقتِ بیاں۔بندہ کو جو بار بار خیال آتا تھا کہ کاش ان دینداروں کو یہاں ننگا کیا جائے۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت سے الہاماً یا امراً یہ کام لے لیا ہے۔گفتہ او گفتہ اللہ بود۔گرچہ از حلقوم عبداللہ بود۔اور حضرت کی یہ تصنیف ایک مجددانہ فعل ہے۔جو بغیر مجددِ وقت کے کوئی سرانجام نہیں دے سکتا۔اور میرے اللہ میرے اس لفظ کو قطعاً غلط نہ فرمائیں گے۔جذبات کی رو میں جو حقیقت ہے حضرت کی منشاء کے خلاف لکھ چکا ہوں، معافی کی درخواست کرتا ہوں۔جمیع احباب کو السلامُ علیکم

والسلام......احقر محمد امین مخدوم پور پہوڑاں......۱۳؍اگست ۱۹۷۷ء''

حضرت قاضی صاحب کا روحانی مقام:

حضرت قاضی مظہر حسین صاحبؒ اپنے ذاتی مکاشفات کا ذکر نہیں کیا کرتے تھے، بہت اخفاء کرتے تھے۔ البتہ حضرت کی وفات کے بعد سفرِ حرمین شریفین کے حالات ذاتی یادداشت بُک میں جو تحریر پائے گئے ان میں سے چند ماہنامہ حق چار یار کے قائدِ اہلِ سنت نمبر میں چھپے تھے، قائدِ اہلِ سنت نمبر سے دو چار تحریر کر دیتا ہوں تا کہ آنے والے زمانہ میں نوجوان معلوم کر سکیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مدنیؒ کے اِس فاضلِ دیوبند شاگرد کو کیا کیا انعامات نصیب کیے اور پھر ہماری خوش نصیبی ہے کہ اس ہستی کی زیارت، ملاقات اور رفاقت نصیب ہوئی اور بیعت کرنے کی بھی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب مدظلہ کو چونکہ حضرت قاضی صاحب کے روحانی مقام کا علم ہے اس لیے وہ ان کی شان کے خلاف ان کے بارے میں تو کوئی ''لفظ سننا بھی (بقول آپ کے) گوارا نہیں کرتے''۔

(۱)......۱۵؍ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ مطابق ۲۹؍اکتوبر ۱۹۷۷ء کی ڈائری میں یادداشت لکھتے ہیں:

''شب کو بعد نمازِ عشاء قیام گاہ پر ذکر کے دوران قلبی مشاہدہ ہوا کہ بیت اللہ اور اس کے گرد محدود جگہ پر تجلیات نازل ہو رہی ہیں۔ آج صبح فجر کی نماز کے بعد ذکر کیا پھر سو گیا۔ خواب میں حضرت (مولانا سید حسین احمد) مدنی قدس سرہٗ کی زیارت ہوئی۔ ابھی دیوار کی اوٹ میں تھا تو یہ سنا کہ حضرت مدنیؒ فرما رہے ہیں کہ ''مظہر جب چاہے اور جہاں چاہے بیٹھ جائے۔''

جب حاضر ہوا تو بعض اہلِ مجلس نے روکا۔ تو میں نے کہا کہ حضرت نے میرے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے میں نے سن لیا ہے اور میرے لیے اجازت ہے۔

حضرتؒ کو کھڑے ہوئے دیکھا اور میں قریب حاضرِ خدمت ہوا، یاد نہیں کہ مصافحہ یا معانقہ ہوا کہ نہیں، پھر آنکھ کھل گئی''۔ [ذاتی یادداشت: اقتباس قائد اہل سنت نمبر: ۳۱۵]

(۲)......حضرت مدنیؒ کا روحانی مقام۔ ۲۳؍ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ

مراقبہ میں محسوس ہوا کہ مرشدنا حضرت مدنی قدس سرہٗ کو دربارِ نبوت کی دربانی کا منصب نصیب ہے۔ اور اس دوران میں حضرت کے واسطہ سے جو فیوضات نبوی نصیب ہوتے ہیں وہ کسی اور شیخ کے توسط سے نصیب نہیں ہوئے۔ وللہ الحمد

(۳)......مبشرات فیوضات حرمین شریفین۔۲۴/ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ

صبح تلاوت قرآن کے دوران مراقبہ میں زیارتِ مقدسہ نصیب ہوئی۔ واسطہ حضرت الشیخ المدنی قدس سرہٗ کی ذات ہی مکشوف ہوئی۔ پہلے حدودِ ولایت کو عبور کیا پھر حدودِ رسالت میں داخلہ نصیب ہوا پھر دُور دراز توجہ ہوئی۔ آخری بلندی پر حضور رحمت للعالمین ﷺ کا دیدار ہوا خصوصاً چشمانِ مبارک کا دیدار امتیازی طور پر ہوا۔ سرگیں تھیں اور ایسی آنکھیں کبھی نہیں دیکھیں۔ وَلِلّٰہِ الحمد۔ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

(۴)...... بابِ مدنی کھول دیا گیا۔۲۴/ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ

آج بعد از ظہر مسجد نبوی اور روضہ مقدسہ میں حاضری نصیب ہوئی۔ مواجہ شریف میں مراقبہ کے دوران یہ محسوس ہوا کہ بندہ کے لیے باب مدنی کھول دیا گیا ہے جس کی نسبت حضور ﷺ کا فیض اس بابِ مدنی سے حاصل ہوگا۔ واللہ اعلم

(۵)......ولایتِ کبریٰ کا حصول، حج ثانی ۲۶/ذیقعدہ ۱۳۹۹ھ

قبل از مغرب اپنی قیام گاہ پر لیٹے ہوئے بین النوم و الیقظہ کی حالت غالب تھی یہ ادراک ہوا کہ حضرت شیخ المدنی قدس سرہٗ ایک گول پائپ فیض کا حضور ﷺ کے سینہ مبارک سے بندہ کے سینہ سے جوڑ رہے ہیں۔ یہ بھی ادراک ہوا کہ اسی طرح کے پائپ دس (۱۰) اشخاص کے سینوں سے جوڑے گئے۔ یہ ولایتِ کبریٰ ہے۔ گزشتہ سال پانچ اشخاص کو نصیب ہوئے اور آئندہ سال بیس ۲۰/حضرات کو دیے جائیں گے۔

یہ معلوم نہیں کہ یہ پائپ صرف حضرت مدنی کے متوسلین کے لیے ہیں یا دوسرے سلسلوں کے حضرات بھی شامل ہیں ------ واللہ اعلم لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

نسبتِ نبوی تمام نسبتوں کی جامع ہے:

۳۰/ذیقعدہ ۱۳۹۹ھ کا یاداشت میں لکھتے ہیں:

پونے تین بجے دن دربارِ رسالت میں صلوٰۃ وسلام کی توفیق ملی۔

تقریباً نصف گھنٹہ مواجہہ شریف میں رہا۔ پھر مسجد نبوی میں ڈیڑھ گھنٹہ بیٹھا رہا۔ اِس دوران ''نسبتِ نبوی'' کا ادراک ہوا۔

جو فوق جمیع النسبت ہے۔ ''چشتی نسبت'' ہو یا ''نقشبندی نسبت'' وغیرہ۔

بعد نماز عصر تلاوتِ قرآن مجید شروع کی۔

سورۂ فاتحہ میں الحمد للہ رب العالمین سے ملِکِ یوم الدین تک مفہوم ہوا کہ رب العالمین کی ربوبیت عامہ کا مبنیٰ رحمٰن و رحیم کی صفات ہیں۔ اور تعلیم و تربیت کے بعد چوں کہ امتحان ہوتا ہے اس لیے ملِکِ یوم الدین فرمایا کہ آخرت میں امتحان ہوگا۔

جس کے نتیجہ میں مقام جنت ہوگا یا عذاب جہنم۔

نیز ابتدائے تلاوت میں دائیں جانب گویا خانہ کعبہ متجلّی ہوا بائیں جانب روضہ نبویہ درمیان میں کلام اللہ تھا۔ گویا کلام اللہ جامع ہے تجلی کعبہ اور تجلی رسالت کو پھر سامنے ذاتِ حق کی طرف توجہ ہوئی۔

جو اصل مقصود و محبوب اور معبود لا شریک لہ ہے۔ نیز یہ بھی مفہوم ہوا کہ ''نسبت نبوی'' تمام نسبتوں کی جامع ہے۔ [ماہنامہ حق چار یار، قائد اہل سنت نمبر: ۳۲۱]

آنحضرت ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کی زیارت: ۸؍ شب ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

آج ہفتہ اتوار کی درمیانی رات کو خواب میں مدینہ منورہ سے باہر جانا ہوا ایک ساتھی نے کہا کہ یہیں بیٹھنا چاہیے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہاں رسول اللہ ﷺ اور اصحابؓ تشریف لائیں گے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ مقامِ حدیبیہ ہے۔ کچھ دیر بعد اجمالی طور پر دیکھا کہ کچھ فاصلے پر رسول اللہ ﷺ اور چند اصحابؓ تشریف فرما ہیں۔ اسی نیند میں دیکھا کہ میرے ساتھ دو چار ساتھی ہیں۔ (یہ معلوم نہیں کہ وہ کون تھے) پہاڑ کی فضا ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے خدام اہل سنت کا جھنڈا اپنے ہاتھ میں اٹھایا اور فرماتے ہیں ہمارا جھنڈا تو بڑا ہوتا ہے، یہ بطور اظہارِ واقعہ کے تھا۔

میں نے اس وقت خیال کیا کہ اس وقت جھنڈے کی لکڑی بانس بھی اچھا موٹا ہوتا ہوگا۔

پھر جھنڈا خدام اہل سنت کا حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے ہاتھوں میں اٹھا لیا۔ حضرت صدیقؓ کی شخصیت بہت زیادہ وقار اور حلم والی تھی۔

اور آپ نے بات بالکل نہیں کی۔ اس کے بعد انتظار میں تھا کہ حضرت عثمان ذوالنورینؓ تشریف لائیں گے اور خدام کا جھنڈا اُٹھالیں گے۔

لیکن بیدار ہوگیا۔ گھڑی دیکھی اس کے تقریباً پون گھنٹہ بعد تہجد کی اذان ہوگئی۔ حضرت فاروقِ اعظمؓ کا قد و قامت اسی طرح تھا جیسا حدیث میں آیا ہے حضرت صدیقِ اکبرؓ ویسے ہی بلند

قامت تھے لیکن فاروقِ اعظمؓ سے کم تھے۔لباس سفید تھا۔غالبًا پگڑیاں باندھی ہوئی تھیں۔

چہرے کا رنگ دنیا کے سفید رنگ کی طرح نہ تھا گویا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جنتی چہروں کا رنگ ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے سینے سے فیض کا نور پانا: ۲۲ رذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

آج دن کو ساڑھے تین بجے سے لے کر ساڑھے پانچ بجے تک حرم شریف کی حاضری نصیب ہوئی اور تلاوت قرآن حکیم کے لیے قرآن مجید ہاتھ میں لے لیا۔

لیکن توجہ الی اللہ کے غلبہ کی وجہ سے ایسا نہ کرسکا۔ اور یہ وقت مراقبہ میں گزرا۔ اسی دوران محسوس ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے سینہ مبارک سے چار نور جدا جدا بندہ کے سینہ کی طرف آرہے ہیں۔ ان سے مراد چار یار ہیں۔ یعنی ان کے واسطہ سے یہ فیضان ہے۔ واللہ اعلم۔ [قائد اہل سنت: ۳۲۲]

خلاصہ یہ ہے کہ بات چلی تھی جہالت کی کہ جہالت مضر تصوف ونسبت ہے۔ میں نے تفصیل اس لیے شروع کی تصوف میں مقام ''نسبت'' کا حاصل ہوتا ہے اس کی ایک جھلک دکھا دوں کہ وہ کون کونسی ہستیاں گزری ہیں جن کو یہ نسبت حاصل ہوئی۔ اُن ہستیوں میں ایک ہستی حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ تھے۔

خط زیادہ ہی طویل ہوگیا ہے، اس لیے اس وقت ''نسبت'' سمجھنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بزرگوں کا ادب واحترام نصیب کریں تاکہ اللہ کے ولیوں پر کہیں تنقید سے اپنا نور ضائع نہ کردیں، نقصان اپنا ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا نصیب کریں اور ہمارا ایمان آخری سانس تک محفوظ رکھیں۔ آمین۔

(۱)......غصہ پر قابو پانے کی کوشش کریں یہی اصلاحِ نفس ہے:

بندہ نے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کی بیعت کی تھی اور ان سے فیض پایا تھا۔ حضرت شیخ الحدیثؒ کے انتقال کے بعد قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ سے بیعت کی اور اصلاح نفس کے لیے ہدایات لیتا رہا۔ اور وہ نصیحتیں کرتے رہے۔ حضرتؒ نے جو بندہ کے نام خطوط لکھے ہیں اس میں فرماتے ہیں:

''اگر خادم کی حیثیت سے سب کے ساتھ سلوک کریں گے تو صحیح ہوگا اور قبول ہوگا اور اگر بڑا بننے کی کوشش کریں گے تو کی ہوئی خدمت بھی ضائع ہو جائے گی۔

اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کریں یہی اصلاح نفس ہے۔ اور اپنے آپ کو سب سے چھوٹوں میں شمار کریں۔ یہ ہمیشہ ملحوظ رہے، خلوص صرف ظاہری خدمت سے نصیب نہیں ہوتا یہ نفس مارنے سے اور اپنے آپ کو حقیر سمجھنے سے ہوتا ہے۔ نفس اپنے لیے کئی راستے نکال لیتا ہے۔ تم میں لالچ نہیں، تم دین کے لیے یہاں بیٹھے ہو۔ لیکن ابھی اصلاح نفس تو نہیں ہوئی۔ یہ درجہ تو مجھے بھی نصیب نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اپنی رضا کے مطابق چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین بجاہِ النبی الکریم ﷺ

والسلام......خادم اہل سنت مظہر حسن غفرلہ......۲۱ر جمادی الثانیہ ۱۴۰۰ھ مطابق ۸ر مئی ۱۹۸۰ء''

(۲)......ذکر اللہ روح کی غذا ہے:

حضرت قاضی صاحبؒ نے بندہ کو ایک اور خط میں لکھا:

''ذکر اللہ روح کی غذا ہے۔ گویا ذکر مطلوب ہے، لیکن جب بھی اس میں غیر محتاط رویہ اختیار کیا جائے گا۔ بجائے نفع کے نقصان ہوگا۔۔۔۔۔

نیت خواہ اچھی ہو، جب بھی افراط و تفریط کسی عمل میں آ جائے انجام کار نقصان ہی ہوتا ہے۔ اور تصوف و سلوک تو اصلاح نفس کے لیے ہے۔ اور ہر کس و ناکس کو اجازت و خلافت کے دینے میں اصلاح نفس کے بجائے فساد نفس ہی حاصل ہوتا ہے۔

حق تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اکابر مجتہدین اہل سنت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دیں اور عصری فتنوں سے محفوظ فرمائیں اور اہل السنۃ و الجماعۃ کو ہر محاذ پر کامیابی عطا فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ والسلام......خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ......۱۴ر رمضان المبارک ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۷ر فروری ۱۹۹۴ء

ذکر اسم ذات بڑھانے کی کوشش کریں:

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ نے عبد الوحید راقم الحروف کو ایک خط میں لکھا:

''ذکر اسم ذات بڑھانے کی کوشش کریں۔ تمام صفاتِ الٰہیہ اسی میں درج ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور اس فانی حیات میں ہم سب کو اپنی مرضیات کی توفیق دیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

والسلام......خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ......۲۶ر ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ فروری ۲۰۰۲ء''

اسم ذات کی کثرت رکھیں:

حضرت قاضی صاحب نے بندہ کو ایک خط میں لکھا:

''دنیا اور اہلِ دنیا سے کٹ کر انسان اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ تعلق جوڑے غیر اللہ کی تمام تر ظلمتیں توڑنے کا یہ گویا مجرب علاج ہے، تلاوتِ قرآن اور درود شریف کے علاوہ اسمِ ذات: ''اللہ اللہ'' کی کثرت رکھیں، قلب کی طرف توجہ کر کے دل میں پڑھتے رہیں۔ اسم ذات کے اندر نور ہے، غیر اللہ کی ظلمتیں کافور ہو جاتی ہیں اور مقصودِ حیات حاصل ہو جاتا ہے۔ حق تعالیٰ سب کو مکمل رہائی نصیب کریں۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

والسلام......خادم اہلِ سنت مظہر حسین غفرلہ......۱۳ر محرم ۱۴۲۰ھ ۱۹ر اپریل ۲۰۰۰ء''

بشرط ذکر و ریاضت مدنی سلسلہ سے مقدر حصہ ملے گا:

ایک خط میں بندہ کو لکھا:

''آپ کو بھی بشرط ذکر و ریاضت مدنی سلسلہ سے مقدر حصہ ملے گا، بفضلہٖ تعالیٰ۔ آپ بھی اسم ذات کی کثرت رکھیں، قید و بند تو بظاہر ایک بڑی مصیبت ہے لیکن اس کے اندر بھی رحمتیں پنہاں ہیں۔ اندر ہوں یا باہر مقصد حیات تو اپنے رب کریم کے ساتھ تعلق جوڑنا ہے۔ حق تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات کی توفیق دیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

والسلام......خادم اہلِ سنت مظہر حسین غفرلہ......۱۹ر جمادی الاوّلی ۱۴۲۰ھ یکم ستمبر ۱۹۹۹ء''

ذکر روح کی غذا ہے:

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ نے اپنے ایک خط میں لکھا:

''ماشاء اللہ آپ اطمینان و سکون سے یہ ایام گزار رہے ہیں، یہی مطلوب ہے اعلان خداوندی کا: اَلَا بِذِکرِ اللہِ تَطمَئِنُّ القلوب. یعنی دلوں کا اطمینان ذکر الٰہی سے ہی ہوگا۔

کیونکہ ذکر روح کی غذا ہے۔ نماز بھی اعلیٰ درجے کا ذکر ہے۔ فرمایا:

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِی میرے ذکر میں نماز قائم رکھیں۔

تلاوتِ قرآن بھی ذکر ہے۔ لیکن ایک ذکر وہ ہے جو صوفیاء کرام کے نزدیک خصوصی ذکر ہے مثلاً اسم ذات کا ذکر، نفی اثبات کا ذکر یعنی لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللـہ۔ اس کا مخصوص فائدہ ہے۔ لیکن آپ نے کہیں اس ذکر کا خطوط میں ذکر نہیں کیا۔ اسم ذات ''اللہ اللہ'' جتنا ہو سکے کرتے رہیں۔

حق تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اس فانی زندگی میں اپنی مرضیات کی توفیق دیں۔ آمین بجاہِ النبی الکریم ﷺ والسلام......خادم اہلِ سنت مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال (پاکستان)......۲۳ر رجب ۱۴۲۲ھ ۱۴/۱۰ اکتوبر ۲۰۰۱ء“

[مطبوعہ نقوش زندگی، مؤلفہ عبدالوحید حنفی]

اختتام :

خط بہت طویل ہوگیا ہے۔ ان خطوط کا تذکرہ خط میں اس لیے کیا ہے کہ واضح ہو جائے کہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ نے بندہ کے نام جو خطوط میں ذکر اللہ کی تلقین اور ترغیب دی ہے، اسی طرح وہ اپنے ہر مرید اور عقیدت مند کو ذکر اللہ کی تلقین اور ترغیب دیا کرتے تھے۔ اس لیے خدام پر ذکر اللہ کے خلاف سازش کا الزام غلط ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ ہمارے اکابر میں ہیں، ان کی تحقیق اہل سنت کے لیے مشعل راہ ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ:

”میں نے حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے سنا ہے کہ حضرت بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ علماء بخارا کو جمع کر کے حضرت امیر کلالؒ کی خانقاہ میں لے گئے تاکہ ان کو ذکرِ جہر سے منع کریں۔

علماء نے حضرت امیر کلالؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ: ”ذکر جہر بدعت ہے نہ کیا کریں“۔

امیر کلالؒ نے جواب میں فرمایا کہ: ”بہت اچھا! نہ کریں گے“۔

جب اس طریقہ کے بزرگوار ذکر جہر سے منع کرنے میں اِس قدر مبالغہ کرتے ہیں تو پھر سماع و رقص اور وجد کا کیا ذکر؟ وہ احوال و مواجید جو غیر شرع کے اسباب پر مرتب ہوں فقیر کے نزدیک استدراج کی قسم سے ہے۔“ [مکتوبات مجدد الف ثانی: ۲۶۶/۱]]

الحمد للہ کہ ہم سنی حنفی ہیں۔ ہمیں اکابر کے اکابر کی اس نصیحت پر عمل کرنا چاہیے۔ ذکر اللہ بکثرت کریں مگر انفرادی صورت میں بغیر جہر کے۔

تسامح کی مثال:

آپ (مولانا حفیظ اللہ) سے کتاب میں بعض جگہ تسامح ہوگیا ہے یا روایت کی تصدیق نہ کرنے کی وجہ سے غلطیاں ہوگئی ہیں، درست کر لی جائیں۔ مثلاً: آپ نے مجالس ذکر کے خلاف سازشیں ص: ۵۰ر پر جدید ایڈیشن میں لکھا ہے کہ:

''حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے پاکستان میں جو خلفاء ہیں......

پانچویں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب ترنابی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۹۷ء)

چھٹے مولانا قاضی زاہد الحسینی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۹۷ء)۔''

یہ ہم نے پہلی دفعہ آپ کی تحقیق یا تصنیف میں پڑھا ہے۔

جب کہ حضرت مدنیؒ کے کل ۱۶۶/ خلفاء تھے۔ پھر ان خلفاء میں سے کسی نے حضرت مولانا اسعد مدنیؒ کو خلافت دی تھی۔ آپ کے علم میں اِضافہ کے لیے ان کی فہرست کی فوٹو اسٹیٹ کاپی ارسال کر رہا ہوں۔

ان ۱۶۶/ خلفاء کی فہرست میں مذکورہ دونوں بزرگوں مولانا عبد الرؤف صاحب ترنابیؒ اور مولانا حضرت قاضی زاہد الحسینی صاحبؒ کا نام نہیں ہے۔

یہ حضرت شیخ الاسلام کے مرید تو تھے لیکن مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحبؒ تو حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ کے خلفاء سے تھے۔

اور دوسرے بزرگ مولانا عبد الرؤف صاحب ترنابیؒ کا تعارف نہیں ہے۔ آپ کی کتاب ہی میں پڑھا ہے۔ مکتوبات کی فہرست میںؒ نام نہیں ہے۔ اس لیے مزید تحقیق کر کے اپنی کتاب میں درست کر کے تصحیح نامہ لگا دیں کیونکہ مطالعہ کرنے والے تو یہی سمجھیں گے کہ آپ نے تحقیق کر کے نام لکھا ہوگا، لیکن اصل خلفاء کی فہرست میں یہ دونوں نام نہیں ہیں۔ واللہ اعلم آپ کو کس نے یہ بتایا ہے۔

دوسری تصحیح:

آپ نے اپنی مذکورہ کتاب کے جدید ایڈیشن میں ص: ۵۰/ پر لکھا ہے:

''آٹھویں مجاز عظیم عالم اور حضرت مدنیؒ کے شاگرد بھی اور خلیفہ بھی یعنی حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین (متوفی ۲۰۰۴ء) چکوال میں تھے۔

تمام خلفاء میں سے خانقاہی فیض سب سے زیادہ حضرت سید خورشید احمد شاہ ہمدانیؒ سے پھیلا۔ باقی تعلیمی اور مسلکی خدمتیںؒ تو سب کی قابلِ داد ہیں۔ حضرت قاضی صاحبؒ نے رفضِ بدعت کے رد میں بہت کام کیا اور روحانی طور پر کوشاں رہے۔ خود حضرت قاضی صاحبؒ فرماتے ہیں:

''تصوف وسلوک:

مذہبی اور جماعتی زندگی میں میری توجہ زیادہ تر فرق باطلہ کی طرف رہی۔شیعت، خارجیت اور مودودیت کے ردّ میں چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں اس وجہ سے اور نااہلی کی وجہ سے بیعت سلسلہ کی طرف توجہ کم رہی ہے۔[روئیداد جامعہ اظہار الاسلام، ۲۶/جنوری تا ۲۲/اگست ۲۰۰۴ء]

یہاں تک تو آپ نے درست لکھا ہے آگے آپ سے تسامح ہوگیا کہ: یہ لکھا:

''حضرت قاضی صاحب کے دو خلیفہ ہوئے ہیں: ایک کشمیر میں مولانا محمد یوسف پلندری اور دوسرے سندھ کے مولانا حبیب الرحمٰن سومرو صاحب۔اب کچھ لوگ اور بھی سامنے آئے ہیں جو مدعی مجاز ہیں۔'' [مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں:۵۱، جدید ایڈیشن]

حالانکہ جس روئیداد مذکورہ سے آپ نے تصوف وسلوک کے بارے حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کے مذکورہ وصیت نامہ سے عبارت نقل کی ہے جس کا نمبر ۹/ ہے۔اس وصیت نامہ کی شق نمبر ۹ میں ہی آگے حضرت نے یہ فرمایا ہے کہ:

''تصوف وسلوک کا مقصد مقام احسان کا حاصل کرنا ہے، جس کا ذکر حضرت جبرئیل علیہ السلام کی حسب ذیل حدیث میں ہے "قال ماالاحسان؟ قال: ان تعبدالله كانك تراه، فان لم تكن تراه، فانه يراك۔" حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ: ''احسان کیا ہے؟'' فرمایا: ''یہ کہ تو اللہ کی عبادت کرے اس طرح کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے، پس اگر تو اس کو نہیں دیکھتا تو وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔'' احسان کی یہ کیفیت حاصل ہو جائے تو اصحاب تصوف اس کو نسبت باطنی سے تعبیر کرتے ہیں۔اس نسبت کے بھی مدارج ہیں، عالم اسباب میں یہ نسبت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے، کثرت ذکر اور مجاہدہ ومراقبہ سے حاصل ہوتی ہے۔

مشائخ کے نزدیک بیعت دو قسم کی ہوتی ہے۔[۱] ایک بیعت توبہ [۲] دوسری بیعت سلوک۔بیعت توبہ کی اجازت ہر اس شخص کو دی جاتی ہے جو متشرع اور مخلص ہو، خواہ نسبت باطنی اس کو حاصل نہ ہو۔اور بیعت سلوک کی اجازت صاحب نسبت کو دی جاتی ہے۔

بندہ نے حسب ذیل حضرات کو بیعت توبہ کی اجازت دی ہے۔

۱......حضرت مولانا محمد یوسف صاحب شیخ الحدیث: پلندری آزاد کشمیر (اسم ذات کی کثرت سے ان کو بھی ان شاء اللہ نسبت حاصل ہو سکتی ہے۔)۔

۲......جناب مولانا فضل احمد صاحب مدرس: جامعہ امدادیہ فیصل آباد جو حضرت مولانا محمد امین شاہ

صاحب مخدوم پور والوں کے داماد ہیں۔

۳.....حضرت مولانا قاری جمیل الرحمٰن صاحب تا جک، حضرو، حال مقیم چکوال۔

۴.....حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب بمقام جہان سومرو، ضلع حیدرآباد [موجودہ ضلع ٹنڈو محمد خان]۔ موصوف کی استعداد اچھی ہے، احوال عمدہ ہیں، ان کو نسبت حاصل ہے مگر ابھی رسوخ نہیں۔

اب میں مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کو بیعت سلوک کی اجازت دیتا ہوں۔

بیعت توبہ یا بیعت سلوک، مقصد یہ ہے کہ شیخ العرب و العجم حضرت مدنی قدس سرہ کے فیوضات سے لوگ مستفید ہوں، مذکورہ حضرات مکتوبات شیخ الاسلام سے راہنمائی حاصل کریں اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات سے بھی استفادہ کرتے رہیں۔

ہمارا عقیدہ کہ صحابہ کرام معیارِ حق ہیں، تمام صحابہ اور اہل بیت عظام جنتی ہیں اور ان میں سے حسب ذیل چار حضرات امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق، حضرت فاروق اعظم عمر بن خطاب، حضرت عثمان ذوالنورین اور شیر خدا حضرت علی المرتضٰی رضوان اللہ علیہم اجمعین قرآن کے چار موعودہ خلفائے راشدین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہ کرام اور حضرات اکابرین دیوبند قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی: دارالعلوم دیوبند، امام العصر شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب اسیر مالٹا، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور شیخ العرب و العجم السید حضرت حسین احمد مدنی قدس اللہ اسرارہم کے مسلک حق کی پیروی نصیب فرمائیں، اہل السنۃ والجماعۃ کو ہر طرح کے فتنوں شیعیت، خارجیت، مودودیت وغیرہ سے محفوظ رکھیں اور پاکستان کو نظام خلافت راشدہ نصیب ہو۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم   مظہر حسین، ۲۵ر ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ

[منقول از روئیداد مذکورہ، اگست ۲۰۰۴ء]

وصیت:

یہ وصیت نامہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ نے اپنی وفات سے ایک ہفتہ پہلے تحریر کرا دیا تھا۔ آپ کی وفات ۳ر ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۶ر جنوری ۲۰۰۴ء شب پیر سحری کے وقت اللہ اللہ کہتے ہوئے چکوال مدنی جامع مسجد کے عقب جانبِ قبلہ مدرسہ کے مکان میں ہوئی۔

آپ نے اپنا ذاتی مکان نہ کسی جگہ بنایا اور نہ کسی جگہ ذاتی کوئی جگہ خریدی، تدفین آپ کی وصیت کے مطابق آبائی گاؤں بھیں ضلع چکوال میں عام قبرستان میں اپنے والد ماجدؒ مولانا کرم الدین صاحب دبیر کی قبر کے ساتھ ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مکتوب بنام مولانا سعید یوسف صاحب پلندری

دو سال قبل مولانا محمد سعید یوسف صاحب کو راقم (عبدالوحید حنفی) نے ایک خط لکھا تھا جس کا متن یہ ہے:

از چکوال......۲۵/رجب ۱۴۳۸ھ......۲۳/اپریل ۲۰۱۷ء...... بروز اتوار بوقت ۶/بجے صبح

بخدمت جناب حضرت مولانا محمد سعید یوسف صاحب مدظلہ پلندری آزاد کشمیر

(ابنِ حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ پلندری، خلیفہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔

۱۔ اخبارات میں آپ کے بیان پڑھنے کا اتفاق ہوتا رہتا ہے۔ چند سال قبل جامعہ حنفیہ جہلم میں آپ کی تقریر سننے اور زیارت کرنے کی سعادت بھی ملی۔ لیکن خط وکتابت کرنے کا کئی بار ارادہ کیا لیکن پھر ایسا کرنے کی نوبت نہ آئی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا نصیب کریں۔ آمین

۲۔ صورتِ حال یہ ہے کہ حال ہی میں مولانا حفیظ اللہ صاحب [مدرس جامعہ دارالعلوم ربانیہ بستی ریاض المسلمین اڈا پھلور ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ] نے ایک کتاب بنام "مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں" تصنیف کی ہے۔ اسی کتاب کے ص ۱۸۲/ پر انہوں نے جھوٹ نمبر ۲ کے عنوان سے لکھا ہے:

> "علامہ عبد الرحیم صاحب .... نے مولانا جمیل الرحمٰن صاحب کے ساتھ مفتی اور مجاز بیعت لکھا ہے، جب کہ راقم نے مولانا سعید یوسف پلندری صاحب مدظلہ (جو کہ حضرت قاضی مظہر حسن صاحبؒ کے خلیفہ مولانا محمد یوسف پلندری کے بیٹے ہیں) سے سُنا ہے کہ حضرت قاضی صاحبؒ کے صرف دو ہی خلیفہ تھے: ایک مولانا محمد یوسفؒ پلندری کشمیر سے اور دوسرے مولانا سومرو سندھ میں۔"

[مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں: ۱۸۲، مؤلفہ مولانا حفیظ اللہ]

تحقیق طلب یہ مسئلہ ہے کہ کیا واقعی آپ نے ان سے یہ فرمایا تھا؟ یا انہوں نے آپ سے

روایت جھوٹ منسوب کی ہے؟ یا ان سے تسامح ہوا ہے؟

(۳) ......مولانا حفیظ اللہ صاحب نے روایت کتاب میں لکھنے سے قبل کیا فون پر آپ سے یہ تحقیق کر کے روایت لکھی یا آپ سے خط و کتابت کے ذریعے تحقیق کر کے یہ روایت درج کی؟ اس روایت کے بارے میں جو صورتِ حال ہو اس سے مطلع فرمائیں۔ نوازش ہوگی۔

جزاک اللہ۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔

والسلام......خادم اہل سنت......عبدالوحید الحنفی......مدنی جامع مسجد چکوال''

نوٹ: پونے دو سال ہونے کو ہیں۔ ۱۲/دسمبر ۲۰۱۸ء تک مولانا سعید یوسف صاحب کی جانب سے تائیدی یا تردیدی جواب نہیں آیا۔ واللہ اعلم جواب نہ دینے کی کیا وجہ ہے۔

کتمانِ حق کی مثال:

مولانا حفیظ اللہ صاحب! اللہ تعالیٰ آپ کو حق بیان کرنے کی سعادت سے محروم نہ کریں اور اگر کسی جگہ حق بیان کرنے میں تسامح ہو جائے یا غلط روایت سے مغالطہ ہو جائے تو جب حقیقت ِحال علم میں آ جائے تو اللہ تعالیٰ آپ کو رجوع کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں تا کہ آخرت میں کتمانِ حق کی وجہ سے خسارہ نہ ہو۔

آپ نے مذکورہ کتاب کے ص ۵۱/ پر فرمایا کہ:

''حضرت قاضی صاحب کے دو خلیفے ہوئے ہیں۔ ایک کشمیر میں مولانا محمد یوسف صاحب اور دوسرے سندھ کے مولانا حبیب الرحمٰن سومرو صاحب۔

اب کچھ اور لوگ بھی سامنے آئے ہیں'' [مذکورہ کتاب: ۵۱]

جب کہ حقیقتِ حال کے لیے میں نے وصیت نامہ کی مکمل شق نمبر ۹/ پوری کی پوری درج کر دی ہے تا کہ آنے والی نسلوں سے کوئی بات پوشیدہ نہ رہے۔

اصل وصیت نامہ ہی سے اقتباس تو آپ نے درج کر دیا لیکن باقی خلفاء کے نام جو آگے تحریر ہیں اُن کے درج کرنے کے بجائے یہ لکھ دیا ہے کہ:

''اب کچھ اور لوگ بھی سامنے آئے ہیں جو مدعی مجاز ہیں۔''

حالانکہ وصیت نامہ سے آپ کو معلوم ہو گیا تھا کہ حضرت نے بیعت توبہ کی اجازت حضرت مولانا فضل احمد صاحب [بورے والا] کو بھی دی تھی اور اسی طرح بیعت توبہ کی اجازت

حضرت مولانا مفتی جمیل الرحمٰن صاحب [فاضل: دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، مہتمم: جامعہ عربیہ اظہارالاسلام، خطیب: مدنی جامع مسجد چکوال] کو بھی دی تھی۔

ان کے علاوہ کسی نے نہ کسی اور کا نام لکھا ہے نہ کسی نے اپنے کو خلیفہ قرار دیا ہے، صرف چار مذکورہ بزرگوں کے نام ہی حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ نے اپنے وصیت نامہ میں تحریر کیے تھے۔ ان میں سے حضرت مولانا محمد یوسف صاحب پلندری اور مولانا فضل احمد صاحب بورے والا والے انتقال کر چکے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اب صرف مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہ سندھ اور مولانا جمیل الرحمٰن صاحب مدظلہ چکوال میں حضرت قائد اہل سنت کی تصوف وسلوک میں مشعل جلائے ہوئے ہیں۔ اور ان سے روحانی وعلمی فضا جاری وساری ہے۔ اللّٰھم زد فزد

کتمان حق کی دوسری مثال:

مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں کا پہلا ایڈیشن جو ۱۴۳۸ء مطابق ۲۰۱۷ء میں شائع ہوا۔ اس پر تبصرہ بندہ نے اسی سال ۲۲/رجب المرجب ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۰/اپریل ۲۰۱۷ء کو مکتوب کی صورت میں مولانا حفیظ اللہ صاحب کو ارسال کر دیا تھا۔ وصولی کا خط بھی آپ نے مجھے لکھا تھا جو محفوظ ہے۔ اس کے ساتھ اپنی تصانیف ''احیاء سنت''۔ ''آفتابِ سنت'' اور ''اتباع سنت'' اور جامعہ عربیہ اظہار الاسلام کی روئیداد ۲۰۰۴ء بھی جس میں مذکورہ وصیت نامہ بھی بھیج دیا تھا۔ جس میں حضرت قاضی صاحبؒ کے چار خلفاء کے مذکورہ نام درج تھے۔ اس کے مطالعہ کے باوجود مذکورہ کتاب ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں کے جدید ایڈیشن'' میں اپنے تسامح کا ازالہ کرتے ہوئے تصحیح نہ کر سکے اور وہی سابقہ عبارت من وعن نقل کر دی جب کہ ''وصیت نامہ'' کے مطالعہ کے بعد آپ کے علم میں آ چکا تھا کہ حضرت قاضی صاحب نے صرف دو کو بیعتِ توبہ کی اجازت نہیں بلکہ چار کو بیعت توبہ کی اجازت دے کر اپنی خلافت سونپی تھی۔

پہلے ایڈیشن کے ص ۵۱/ پر تو کئی غلطیاں اور بھی تھیں، بعض کو تو آپ نے درست کر دیا۔ اور بعض کو علم میں آنے کے باوجود درست نہیں کیا۔

مثلاً پہلے ایڈیشن میں حضرت مدنیؒ کے ۵/خلفاء جو پاکستان میں تھے کے نام درج کئے

جن میں قصبہ عبد الحکیم سے سید خورشید احمد ہمدانیؒ کا نام لکھا لیکن ساتھ یہ بھی لکھ دیا کہ:

''جو غالباً حضرت مدنیؒ کی زندگی میں ہی دارِ فانی کی جانب کوچ کر گئے۔ (اور مرید کی صلاحیتوں کا اندازہ شیخ کی وفات کے بعد ہی لگایا جا سکتا ہے۔)''

[مجالس کے خلاف سازشیں:۵۱،طبع اول]

اس کی تصحیح کر کے دوسرے ایڈیشن میں ان کے بارے میں لکھا ہے:

''عبد الحکیم سے حضرت اقدس پیر مولانا سید خورشید احمد شاہ صاحب ہمدانیؒ (جن کا وصال ۱۹۷۳ء میں ہوا) انہوں نے اپنے مرشد حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ کے وصال کے بعد سولہ سال تصوف وسلوک اور ذکر اللہ میں خوب محنت کی اور انہیں کی برکت سے حضرت شیخ الاسلام کا سلسلہ ملک میں اکثر جگہوں پر پھیلا۔اللہ تعالیٰ ان فیض یافتہ حضرات کو مزید قبولیت سے مالا مال فرمائے۔حضرت شاہ صاحب کے حالات آئندہ صفحات میں ذکر کیے جائیں گے۔'' [ص:۵۰]

الحمد للہ اس میں انہوں نے عبارت درست کر دی۔حضرت پیر خورشید احمد شاہ صاحب نے ۱۰/ جمادی الاولی ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۲/جون ۱۹۷۳ء کو انتقال فرمایا تھا۔

بندہ کی حضرت پیر خورشید احمد شاہ صاحبؒ سے خط و کتابت بھی رہی۔اُن کے خطوط بندہ کی تصنیف نقوشِ زندگی میں جلد۲ میں شائع ہو چکے ہیں۔اور بندہ نے حضرت پیر صاحب سے راولپنڈی اور لاہور میں ملاقات کر کے فیض بھی پایا۔اور حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کے انتقال کے بعد حضرت پیر خورشید احمد صاحبؒ کے خلیفہ اعظم مولانا سید محمد امین شاہ صاحبؒ سے بندہ نے بیعت کرنے کی سعادت حاصل کر کے فیض پایا۔

اللہ تعالیٰ اپنی رضا نصیب کریں اور بندہ کی مغفرت اور بخشش فرمائیں۔(آمین)۔

دوسرے ایڈیشن کی مزید غلطیاں:

مولانا حفیظ اللہ صاحب سے آگے دو غلطیاں غالباً لاعلمی میں روایت کی تصدیق نہ کرنے کی وجہ سے اور ہوئیں کہ حضرت مدنیؒ کے خلفاء میں دو نام ایسے درج کر دیے کہ جن کے نام خلفاء میں شمار نہیں ہوتے،مثلاً: مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحبؒ جو کہ اصل میں مرید تو حضرت مدنی کے تھے لیکن خلافت اُن کو حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے حاصل تھی۔

دوسرے مولانا عبد الرؤف صاحب کا نام بھی روایت کی تصدیق نہ کرنے کی وجہ سے

حضرت مدنیؒ کے خلفاء میں درج کر دیا۔ آئندہ ایڈیشن میں وہ اس کی اصلاح کر دیں تا کہ پھر کوئی ان کی کتاب سے حوالہ نقل کرتے ہوئے پھر نہ یہ غلطی کر دے۔ بندہ نے مولانا زاہد الحسینی صاحبؒ کے ہمراہ دارالعلوم دیوبند کے صد سالہ اجلاس میں دیوبند جانے کے دوران اکٹھا سفر کیا تھا۔ اس طرح مارچ ۱۹۸۰ء دیوبند جانے کی سعادت ملی تھی۔

(۲)...... مذکورہ کتاب مجالس ذکر کے ص:۱۸۲/ پر مولانا حفیظ اللہ صاحب نے لکھا تھا:

''جھوٹ نمبر۲ علامہ عبدالرحیم صاحب .... نے مولانا جمیل الرحمٰن صاحب کے ساتھ مفتی اور مجاز بیعت لکھا ہے جب کہ راقم نے مولانا محمد سعید یوسف صاحب مدظلہ (جو کہ حضرت قاضی مظہر حسین صاحبؒ کے خلیفہ مولانا محمد یوسف پلندری کے بیٹے ہیں) سے سُنا ہے کہ حضرت قاضی صاحبؒ کے صرف دو ہی خلیفہ تھے: ایک مولانا محمد یوسفؒ پلندری کشمیر سے اور دوسرے مولانا سومرو سندھ میں۔''

ترمیم: اَب مذکورہ کتاب کے جدید ایڈیشن میں ص:۲۱۲ پر ایک ترمیم تو ٹھیک کی ہے کہ عنوان ''جھوٹ نمبر۲'' کو ختم کر دیا ہے اور نیا عنوان دے دیا ہے: ''دوسری بات'' یہاں تک تو ٹھیک کیا ہے۔ جزاک اللہ۔

لیکن آگے عبارت جوں کی توں ہی درج کرنے کے ساتھ یہ بھی لکھ دیا ہے کہ:

''بعض اقوال ہیں کہ: حضرت کا کوئی خلیفہ ہی نہیں ہے یا ایک ہی ہے۔''

تبصرہ:

اس میں تو انہوں (مولانا حفیظ اللہ) نے جو الفاظ لکھے ہیں اس سے سابقہ روایت کا بھی غلط ہونا خود ہی ثابت کر دیا کہ جو سعید یوسف صاحب کی روایت سے لکھا تھا:

''بعض اقوال ہیں کہ حضرت کا کوئی خلیفہ ہی نہیں ہے یا ایک ہی ہے''۔ کیا یہ تحقیق عقل و نقل کے مطابق ہے؟

جب کہ اس کتاب کے ص۵۰/ پر وہ حضرت کے وصیت نامہ کی عبارت درج خود کر چکے ہیں، اسی روئیداد میں چاروں بزرگوں کے نام بھی پڑھ چکے ہیں، پھر بعض اقوال کن راویوں کے ہیں ان کا نام لکھ دیتے تو تحقیق کر لی جاتی کہ وہ کاذِب ہیں یا صادق ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۲)...... آگے مولانا حفیظ اللہ صاحب! آپ نے کیا لکھ دیا ہے؟ خود پڑھیں! آپ نے لکھا ہے:

''ہمیں اس سے غرض نہیں۔ اللہ کرے یہ سب حضرات ہی خلیفہ ہوں۔ البتہ اتنی درخواست ہے کہ ان خلافتوں پر قرون اولیٰ سے کچھ نظریں اوردلائل ذکر کر دیئے جائیں تا کہ ''طریق بدعت'' سے بچا جا سکے۔'' [مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں:۲۱۲]

تبصرہ:

مولانا حفیظ اللہ صاحب! یہ آپ شیخ الحدیث کے منصب پر ہوتے ہوئے کیا ہم کوسبق پڑھا رہے ہیں کہ یہ ''طریق بدعت'' ہے؟ علمائے حق میں سے آج تک کسی نے اس کو''طریق بدعت'' نہیں قرار دیا۔ اس لیے آپ مطمئن ہو کر طلباء کو پڑھاتے رہیں۔ چاروں سلاسل طیبہ میں اس طریق تعلیم روحانی کی سند حضرت ابو بکر صدیقؓ سے سلسلہ نقشبندیہ میں، اور سلسلہ قادریہ سہروردیہ اورسلسلہ چشتیہ میں روحانی فیض کی سند حضرت علی المرتضیٰؓ سے ہوتے ہوئے حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور حضرت فاروقِ اعظم سے ہوتے ہوئے اور حضرت صدیق اکبرؓ سے ہوتے ہوئے سرورِ کائنات ﷺ تک بیعت کرنے کا ذکر شجرہ میں ہم تو روز پڑھتے ہیں۔ کسی نے اس کو بدعت نہیں کہا۔ جس چیز کو بدعت کہا گیا ہے ہم اہل السنۃ و الجماعۃ مقلد تو اُسی کو بدعت کہیں گے۔ قرونِ اولیٰ میں بھی کسی نے اس کو بدعت نہیں کہا، سب نے بیعت کو سنت اور بیعت سلوک کو مستحب کہا ہے۔ وہی الحمد للہ ہم کہتے ہیں۔ ہم امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں، غیر مقلد نہیں ہیں۔

(۳)......مولانا حفیظ اللہ صاحب! آپ نے اچھا کیا کہ تصحیح کر کے دوسرے ایڈیشن میں ''جھوٹ نمبر ا'' کا عنوان بدل کر ''حقیقتِ حال'' کر دیا۔ الحمد للہ اسی طرح جھوٹ جو نہ تھا وہ حقیقتِ حال کے تحت جھوٹ نہ رہا۔ جزاک اللہ۔ یہی اہلِ انصاف کرتے ہیں۔

(۴)......مولانا حفیظ اللہ صاحب! آپ نے اچھا کیا کہ ''جھوٹ نمبر۲'' کا عنوان بھی بدل دیا، لیکن مضمون بدلنے کے بجائے مزید کئی غلطیاں اس میں اور کر دی ہیں جن کی نشاندہی مفصل اوپر کر دی گئی ہے۔ آئندہ ایڈیشن میں ان غلطیوں کی اصلاح بھی کر دیں تا کہ آخرت میں غلط بیانی پر گرفت نہ ہو جائے۔ اور غیبت، چغلی اور بہتان جیسے جرائم میں سے کسی ایک میں پوچھ نہ ہو جائے۔ اس لیے بہتر یہی ہے۔ سہواً غلط روایات کی بنا پر جو یہ مضمون ہے اس کا متن اور عنوان ہی دوسری بات والا ختم کر دیں تا کہ قرآن وحدیث پر عمل ہو جائے۔

اور قرآنی حکم: وَ اجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو۔[الحج: ۳۰]

وَیۡلٌ لِّکُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیۡمٍ.[پ۲۵/سورہ جاثیہ]ہر جھوٹے گنہگار کے لئے خرابی ہے۔

آپ نے خود ہی لکھا ہے کہ:

حدیث مبارکہ میں موجود ہے کہ:''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ سنی سنائی باتوں کو پھیلائے''۔

اب جب کہ تحقیق کے بعد ثابت ہوگیا ہے کہ روایات سچی نہیں ہیں، جب کہ اصل حقائق واضح کر دیئے گئے ہیں اور آپ کے علم میں بھی آچکے ہیں، اس لیے اِن فرضی باتوں سے رجوع کرنا ہی ایک عالم دین کی شان ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل حق کا حامی و ناصر ہو۔ ہم کو اپنی رضا' اور موت سے پہلے سچی توبہ نصیب ہو۔ آمین

قولِ فیصل:

مولانا حفیظ اللہ صاحب! بندہ کا ارادہ تو مختصر ہی عرض داشت لکھنے کا تھا۔ لیکن جب شروع کیا تو مضمون کی دل میں آمد شروع ہوگئی۔ ابھی کئی چیزیں کتاب میں ایسی باقی ہیں کہ جن پر تبصرہ اصلاحی انداز میں ہوسکتا ہے، لیکن سمجھنے کے لیے اتنا مضمون بھی اگر ایک مومن بھائی کی عرض داشت کو بغور پڑھا جائے تو حقیقتِ حال سمجھنے میں اِن شاء اللہ تعالیٰ خط کافی ہے۔

دعا:

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنی رضا نصیب کرے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر کرے اور ہم سب کو اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلک پر حضرت علی المرتضیٰؓ کے فرمان کے مطابق آخری سانس تک قائم و دائم رکھے اور اہل فرقہ اور اہلِ بدعت کے فتنے سے امان میں رکھے۔ آمین

بصرہ میں آپ خطبہ دے رہے تھے تو ایک شخص کے سوال پر حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا: اَمَّـا اَهۡلُ السُّنَّةِ الۡمُتَمَسِّكُوۡنَ بِمَا سَنَّهُ اللهِ وَ رَسُوۡلُهٗ وَ اِنۡ قَلُّوۡا. اہل سنت وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مقرر کردہ طریقے پر چلتے ہیں گو کہ وہ تعداد میں کم ہی کیوں نہ ہوں۔

اور اہل بدعت کے بارے میں فرمایا: وَ اَمَّا اَھلُ البِدعَۃِ فَالمُخَالِفُونَ لِاَمرِ اللہِ وَ لِکِتَابِہٖ وَلِرَسُولِہِ العَامِلُونَ بِرَائِیِھِم وَاَھوَائِھِم وَ اِن کَثُرُوا وَقَدمَضٰی مِنھُمُ الفَوجُ الاَوَّلُ وَ بَقِیَت اَفوَاجاً. اور اہل بدعت وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ، اس کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کے مخالف طریقے پر ہوں اپنی رائے اور اپنی خواہش پر عمل کرتے ہوں۔ گو کہ تعداد زیادہ کیوں نہ ہوں۔ ان کی پہلی فوج گزر چکی اور فوجیں ابھی باقی ہیں۔ ان کا استقبال اللہ ہی کے سپرد ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اہلِ بدعت کے فتنہ سے محفوظ رکھیں اور اتباعِ شریعت وسنت کرنے کی ہر دم سعادت نصیب کریں۔ آمین

والسلام......خادم اہل سنت......عبدالوحید حنفی

۵/ذیقعدہ ۱۴۴۰ھ......۱۲/دسمبر ۲۰۱۸ء......شب ساڑھے آٹھ بجے مکمل ہوا۔ بروز بدھ

مکتوب راقم الحروف بنام مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سومرو

از چکوال......۱۷/ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ......بوقت تین بجے دن

جناب محترم حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہ سومرو

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش اور تندرست رکھے۔ اور ہم سب سے راضی ہو کر اللہ اپنی رضا نصیب کریں آمین۔

حال ہی میں ایک کتاب ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں''۔ مولانا حفیظ اللہ صاحب [استاد الحدیث: جامعہ دار العلوم ربانیہ پھلور ٹوبہ ٹیک سنگھ پنجاب] نے شائع کی ہے، اس پر ایک اجمالی نظر ڈالنے سے چند چیزیں ایسی نظر سے گزریں جن کا حقیقتِ حال سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔

چنانچہ مذکورہ کتاب کے ۱۲۷/ پر سرخی لگائی ہے:

علامہ عبدالرحیم .....کے پیر کا نظریہ مماتیت:

اس سرخی کے تحت لکھا ہے:

''علامہ .... فصیل آبادی اپنی پارٹی سمیت دل وجان کے ساتھ حضرت سومرو صاحب کی مٹھی میں ہیں اور حضرت سومرو صاحب ہی اَب گروہ کے روحِ رواں ہیں، دیکھئے سومرو صاحب کا

نظریہ فرماتے ہیں: ''اصل انسان جس کا نام تھا وہ اس کے وجود سے نکل گیا۔ اصل چیز روح تھی، یہ جسم نہیں تھا۔ یہ جسم اگر اصل انسان ہوتو پھر مٹی میں کیوں دباتے ہیں؟ اصل انسان اور چیز تھی، وہ جسم سے نکل گئی تو اسے مٹی میں دفن کر دیا ہے۔ جسم محض روح کی سواری ہے۔ روح کا مکان، اعلیٰ علیین یا اسفل السافلین، اور جسم مٹی میں ہے۔'' [مجلّہ صفدر شمارہ: ۸۵]

اس عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے حفیظ اللہ صاحب آگے لکھتے ہیں:

''فائدہ: مماتیوں سے اہلِ السنۃ و الجماعۃ کا اختلاف ہی یہی ہے کہ وہ کہتے ہیں قبر میں کچھ نہیں، یعنی عذابِ قبر اور راحتِ قبر کا انکار کرتے ہیں۔ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ سزا اور جزا کا تعلق فقط روح کے ساتھ ہے۔ جب اصل نظریہ اِس پارٹی کا ظاہر ہوگیا تو بات سمجھنا بالکل آسان ہوگئی کہ باقی اختلاف مجالس ذکر اور اہل اللہ سے محبت اور طریقِ سلاسل کے اسباق کی مختلف بہانوں سے تردید اس عقیدے کی تفریعات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے بدعقیدہ لوگوں سے تمام اہلِ السنۃ والجماعۃ کو محفوظ رکھے۔ آمین۔'' [مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں: ۱۲۹]

مذکورہ غلط بیانی اور کتمانِ حق کی اس کتاب میں جھوٹ پر مبنی بہت سی عبارات ہیں چند ایک کا جواب بندہ نے مولانا حفیظ اللہ صاحب کو دو خطوط میں دیا ہے۔ پہلے خط میں پہلے ایڈیشن کی ابتدائی غلط بیانیوں پر تبصرہ کیا اور دوسرے ایڈیشن پر چند مزید عبارتوں پر گرفت سنجیدہ الفاظ میں کی ہے۔ ایک نقل آپ کے مطالعے کے لیے بھی ارسال ہے۔

(۲)......آپ کے نام الزام مذکورہ، غلط عقیدہ کی جو نسبت کی گئی ہے۔ اگر اس پر آپ کچھ تحریر فرما دیں تو اِن شاء اللہ آپ کی جانب سے وہ غلط بیانی کا جواب ہو جائے گا۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔

والسلام......خادم اہلِ سنت عبد الوحید الحنفی چکوال

جوابی مکتوب مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سومرو بنام راقم الحروف

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

بخدمت مکرمی جناب مولانا حافظ عبد الوحید حنفی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مخدوم من کا والا نامہ موصول ہوا۔ اول سے آخر تک پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

محترم! مولانا حفیظ اللہ صاحب نے بندہ کی عبارت کو پیش کر کے دلالتِ التزامیہ سے جو مطلب نکالا ہے، اس میں تعجب کی بات نہیں۔ اس لیے کہ ہر کوئی اپنے بڑے کی عادات کو اپناتا ہے۔

ٹنڈو الٰہیار میں ایک پاگل عورت رہتی تھی، وہ (ٹنڈو الٰہیار سے) حیدر آباد کی طرف (جانے والی) سڑک پر جارہی ہوتی، کوئی (اس سے) پوچھتا کہ: مریم مائی! کہاں کا ارادہ ہے؟ (تو) وہ کہتی: میں ٹنڈو الٰہیار جارہی ہوں۔ (حالانکہ اس کا رخ مخالف سمت میں ہوتا تھا۔) اس پر مقولہ مشہور ہوگیا: ''کدھر منہ مائی مریم کا، کدھر ٹنڈو الٰہیار''۔

میرے خیال میں شاید موصوف (مولانا حفیظ اللہ صاحب) کے ہاں یہ عقیدہ مرکوز ہے کہ موت سے روح جسم سے نکلتی ہی نہیں، یا تو ان کے ہاں اصل انسان نام روح و جسد کے مجموعہ کا ہے۔ تو (اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ) دنیا میں آنے سے پہلے انسان کا وجود نہیں مانتے۔ اس لیے کہ وہاں جسد عنصری کا وجود نہیں۔ تو (پھر یہ سوال ہوگا کہ) عہد الست کس مخلوق سے لیا گیا؟ (حالانکہ) اللہ رب العالمین فرماتے ہیں: **واذاخذ ربک من بنی آدم**..الخ۔ وہاں تو بنی آدم اور ذریت کا ذکر ہے۔ جناب آدم علیہ الصلوۃ والسلام کی اولاد اور ذریت تو ''انسان'' ہیں۔ (اگر مولانا موصوف اسے انسان نہیں مانتے تو) ان کے ہاں اس کا کیا نام ہے؟ (اور) جناب موصوف صاحب خود بتائیں گے کہ وہ عہد الست کے وقت کون سی مخلوق تھے؟

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "نفسلك مطيتك". اِس (جسمانی) ڈھانچہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سواری بتلایا ہے۔ تو موصوف بتائیں کہ سوار کون ہے؟ اور سوار اور سواری میں سے اصل کون ہے؟ یہ تو گدھے کو بھی پتہ ہے کہ اصل سوار ہے۔ اس لیے وہ (گدھا) باہر کھڑا ہو جاتا ہے اور سوار اپنے گھر میں چلا جاتا ہے۔

اس عبارت سے ثواب و عذاب کا تعلق جوڑنا یہ کون سی دلالت ہے؟

اور پھر مجھے مماتیت کا عقیدہ رکھنے والوں کی صف میں کھڑا کر کے اپنے سینے کو ٹھنڈا کرنے کی ناکام سعی کی ہے۔ فیا اسفی علی ذلك.

میری جناب موصوف صاحب سے اتنی گزارش ہے کہ: خدارا! اپنی بدعات پر اتنا اصرار

کہ بڑوں کی طرف اس کی غلط نسبت کریں، یہ اہل ہواء کا کام تو ہوسکتا ہے اہل سلوک کا نہیں۔ اسے تو اپنے رب سے فرصت کہاں کہ وہ کسی کے پیچھے پڑے۔

ہمارے حضرت (مولانا قاضی مظہر حسین) رحمہ اللہ نے کبھی بھی اس قسم کی قطع و برید سے کام نہیں لیا۔ بلکہ رضائے الٰہی کو سامنے رکھتے ہوئے ہر خلافِ سنت چیز کو پوری زندگی بیان کرتے اور لکھتے رہے۔لیکن کسی کی ذات پر (برائے ذات) تنقید نہیں کی۔

اصلاح کے لیے ذکر اللہ میں مجالس نہیں بلکہ کان حبب الیه الخلاء والی صفت ہوگی تو نور آئے گا۔ ورنہ ریاکاری میں مارا پھرتا رہے گا۔صدف میں موتی کیسے بنتا ہے، ذہن میں رکھ کر آگے بڑھیں۔

مرشد مریدوں کو رنگتا ہے۔مجالس ذکر کی بنیاد مریدوں کی رضا پر چلنا ہے۔جس سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔صرف خلفاء کی فہرست بنانے سے شہرت تو بے شک ہوگی۔لیکن یہ رضائے نفس ہے رضائے الٰہی نہیں۔فالی الله المشتکیٰ.

حبیب الرحمٰن ......۲۳ر ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ......۳۱ر دسمبر ۲۰۱۸ء

مکتوب راقم الحروف بنام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب

الحمد لله الذی ھدانا الیٰ طریقِ اھل السنة و الجماعة بِفضله العظیم و الصلوٰة و السلام علیٰ رسوله الکریم.

از چکوال......۲۷ر ربیع الاول ۱۴۴۰ھ......۵ر دسمبر ۲۰۱۸ء......بروز بدھ ۱۰ر بجے صبح

جناب محترم برادرم مولانا محمد الیاس گھمن صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے!

(۱)......آج ہی آپ کا مکتوب گرامی محررہ ۳ر دسمبر ۲۰۱۸ء مطابق ۲۵ر ربیع الاول ۱۴۴۰ء موصول ہوا۔ پڑھ کر خوشی ہوئی کہ آپ نے میری عرض داشت فرصت میں مطالعہ کرنے کا عندیہ ظاہر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو فرصت عطا فرمائیں تاکہ اس طرح علمی استفادہ حاصل کرنے کی صورت بنتی رہے۔اور ایمان سلامت رہے۔

(۲)......''تحفظ عقائد مشائخ دیوبند'' کا ایک ہی نسخہ بندے کے پاس ہے۔اسی لیے

اس کی فوٹو اسٹیٹ کاپی ارسالِ خدمت ہے تاکہ بوقت فرصت آپ اس کو دیکھ سکیں اور بندہ نے عرض داشت اس پر تبصرہ کی صورت میں جو بھجوائی ہے وہ تو آپ مطالعہ فرما چکے ہوں گے۔

(۳)......مولانا حکیم مسعود الرحمٰن صاحب مدظلہ نے بندہ کی عرض داشت کے جواب میں جو ناصحانہ مکتوب بندہ کو بھیجا ہے اس کی فوٹو اسٹیٹ کاپی آپ کے مطالعہ کے لیے بھی ارسال ہے۔اس پر بندہ نے بھی جو آخری خط لکھا۔اس کی نقل بھی ارسالِ خدمت ہے۔

(۴)......اس خط و کتابت کا مقصد فقط اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے کہ جانبین کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے۔اور فتنوں کے دور میں ''ایمان بچ جائے۔'' کیونکہ فتنوں کے اس سیلاب میں بڑے بڑے علماء لپیٹ میں آ رہے ہیں اور ''اتباعِ سنت'' کے بجائے سلسلوں کو بڑھانے اور بچانے میں پڑ گئے ہیں۔حال یہ ہے کہ اصل تو اپنا ایمان بچانا ہے جس سے ہم غافل ہو رہے ہیں ؎

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنی رضا نصیب کر دیں۔

والسلام......عبدالوحید حنفی......حال مقیم مدنی جامع مسجد چکوال

مکتوب راقم الحروف بنام مولانا محمد الیاس گھمن

۱۷ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ......۲۶ردسمبر ۲۰۱۸ء......بروز بدھ......بوقت سوا ایک بجے دن

بخدمت جناب محترم اخوانم مولانا محمد الیاس گھمن صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے!

حال ہی میں مولانا حفیظ اللہ صاحب نے اپنی تصنیف ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا ہے، امید ہے کہ وہ آپ تک پہنچ گیا ہوگا اور آپ مطالعہ بھی کر چکے ہوں گے۔بندہ کو بھی ایک ساتھی نے ایک نسخہ بھیجا جس کا سنجیدگی کے ساتھ مطالعہ کیا اور اس پر کچھ اُن کو بذریعہ خط چند چیزوں کی بابت صورتِ حال تحریر کی۔

اس کی ایک کاپی آپ کو بندہ ارسال کر رہا ہے تاکہ جانبین کا موقف آپ کے سامنے

آجائے۔اس پر اگر مناسب سمجھیں تو اپنی رائے سے بھی امید ہے کہ بذریعہ خط مطلع فرمائیں گے تا کہ جہاں اِصلاح کی ضرورت ہے وہ کر کے زندگی کے اختتام سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جاسکے۔دعاؤں میں یاد رکھیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کی بخشش فرمائیں اور آخرت میں جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔آمین۔بجاہِ النبی الکریم صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم۔والسلام

آپ کا بھائی......خادمِ اہلِ سنت......عبدالوحید حنفی......نیا محلّہ بھون روڈ چکوال

مکتوب راقم الحروف بنام حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی راولپنڈی

۱۷ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ......۲۶ردسمبر ۲۰۱۸ء بروز بدھ......بوقت دو بجے دن

بخدمت جناب محترم حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ　　　امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو خوش اور تندرست رکھیں۔

(۱)......بندہ بذریعہ خطوط کبھی کبھی دعا کی درخواست کرتا رہتا ہے اور راہِ سلوک میں آپ سے رہنمائی کے لیے کچھ نہ کچھ لکھتا رہتا ہے۔آپ کا ممنون ہوں کہ آپ دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو طریقِ اہل السنۃ والجماعۃ پر یہ فانی زندگی گزار کر ایسی حالت میں اپنے دربار کی حاضری نصیب کریں کہ وہ ہم سب سے راضی ہوں اور خوش ہوں۔آمین

(۲)...... حال ہی میں مولانا حفیظ اللہ صاحب نے آپ کی ناراضگی کے باوجود اپنی کتاب ''مجالس ذکر اللہ کے خلاف سازشیں'' کا دوسرا ایڈیشن آپ کی اجازت کے بغیر شائع کر دیا ہے۔

بندہ نے ایک خط کی صورت میں چند چیزیں اس پر تحریر کر کے اُن کو ارسال کی ہیں۔ مقصد یہ تھا کہ زندگی میں اپنی اپنی جہاں اصلاح کی ضرورت ہے کر لیں، تا کہ آخرت میں ایک دوسرے کو رب العالمین کے دربار میں حاضری کے وقت شرمندگی نہ ہو۔اور آخرت کی رسوائی اور ندامت سے بچ جائیں۔

خط کی ایک کاپی آپ کے مطالعہ کے لیے بھی ارسال ہے، تا کہ جہاں اصلاح کی ضرورت ہے وہاں ایک دوسرے کی راہنمائی ہو جائے۔آپ بندہ کی راہنمائی کریں۔آخر میں دعا

کی پھر درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی بخشش فرمائیں۔ اور اپنی رضا نصیب کریں اور جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ آمین۔ بجاہِ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ والسلام

خادمِ اہلِ سنت......عبدالوحید الحنفی......نیا محلہ بھون روڈ چکوال

مکتوبِ راقم الحروف بنام مولانا محمد معاویہ امجد صاحب

از چکوال......۲۴ / ربیع الاوّل ۱۴۴۰ھ......۳ / دسمبر ۲۰۱۸ء......بروز پیر شام تین بجے

بخدمت جناب حضرت مولانا محمد معاویہ امجد صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش اور تندرست رکھیں۔ آمین۔ اور ہم سب کو فتنوں سے محفوظ رکھیں۔ آمین

(۱)......بڑے اکابر نے مسلک اہل السنۃ و الجماعۃ کے تحفظ کے لیے گذشتہ صدی میں قربانیاں دیں تو خالص عقائد ونظریات ہم تک پہنچے۔ لیکن اَب حال یہ ہے کہ مختلف فتنے جو اس صدی میں نمودار ہوئے ہیں۔ اس میں سنجیدہ طریقہ پر محنت کی سخت ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں دوسری طرف سے بڑی محنت جاری ہے۔ بدعات کے توڑ کے لیے کوشش یہ تھی کہ حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب مدظلہ آف سرگودھا اس سلسلہ میں کام کرتے تو بہت فائدہ ہوتا۔ کیونکہ انہوں نے اپنی خانقاہ کا نام بھی خانقاہِ حنفیہ رکھا ہے اور مرکز کا نام بھی مرکزِ اہل السنۃ و الجماعۃ رکھا ہے اور احناف میڈیا سنٹر کے تحت وہ بڑی محنت کر رہے ہیں اور سینکڑوں علماء کو کورس کرا کر ملک کے کونے کونے میں اپنے شاگردوں کے ذریعے اپنے ذہن کو اور نظریات کو پھیلا رہے ہیں۔

چنانچہ بندہ نے بھی کوشش کی، اور آپ نے بھی کوشش کی۔ لیکن وہ اپنے نظریہ سے جو ''ذکر بالجہر'' کے حق میں اُن کا بن گیا ہے، رجوع نہیں کر رہے۔

دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو آزمائش سے نکالیں، اور ان کو صحیح معنوں میں مسلکِ اہلِ السنۃ والجماعۃ احناف کے مطابق حنفیہ خانقاہ میں ذکر اذکار کرنے کرانے کی سعادت نصیب کریں۔ آمین

اور احناف میڈیا سنٹر کے تحت سنت وشریعت کے مطابق تبلیغ واشاعت کا کام کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اور میڈیا پر تصاویر کے ذریعہ تبلیغ کے طرز کو وہ فتنہ سمجھیں۔

(۲)...... خانقاہ اقبالیہ کے نام سے حضرت مولانا حکیم مسعود الرحمٰن صاحب بھی ذکر اَذکار کے لیے مجالسِ ذکر بالجہر کراتے ہیں۔ اِس سلسلہ میں انہوں نے ایک کتاب ''تحفظ عقائدِ مشائخِ دیوبند، بسلسلہ دفاع حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہم حضرت صوفی محمد اقبال مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ'' لکھی ہے۔ بندہ نے اپنے خطوط میں اس کتاب کی روشنی میں تبصرہ سنجیدہ الفاظ میں کیا ہے، وہ فوٹو اسٹیٹ کاپیاں خطوط کی ارسال خدمت ہیں۔ دونوں طرف سے آمدہ خطوط کے مطالعے سے بھی یہ نتیجہ نکلا ہے کہ وہ اپنا مؤقف اور طرزِ عمل چھوڑنے کے لیے تیار نہیں اور انہوں نے آئندہ خط وکتابت جواب الجواب کا سلسلہ بند کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فتنوں سے ہمارا ایمان سلامت رکھیں۔ دعاؤں میں یاد رکھیں اور اگر فرصت ہو تو کسی وقت جواب میں کچھ بزرگوں کے معمولات اور نصائح تحریر فرما دیں۔ تاکہ ان پر عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ اپنی رضا اور آخرت میں نجات عطا فرما دیں۔

والسلام......خادمِ اہلِ سنت......عبد الوحید الحنفی......مدنی جامع مسجد چکوال

☆......☆......☆......☆

اہل السنۃ والجماعۃ کی عظیم دینی درسگاہ دار العلوم فتحیہ (احمد پور شرقیہ) کا ترجمان

مَجلّہ الفتحیہ احمد پور شرقیہ

......مجلّہ الفتحیہ ہر اسلامی ماہ کو شائع ہوتا ہے اور عرصہ ساڑھے پانچ سال سے جاری ہے۔ اس کے ۶۴ رشمارے شائع ہو چکے ہیں والحمد للہ۔

......یہ مجلّہ: درس قرآن، درسِ حدیث، تذکرہ انبیاء، تذکرہ صحابہ، گوشہ خواتین، کامیاب گھریلو زندگی، مشکلات کا روحانی حل، ٹوٹکے اور آزمودہ نسخے، مسائل کا حل دلائل شرعیہ کی روشنی میں، شعروں کی دنیا، مزاحیات، کتابیں ہیں چمن اپنا، کتب بینی کی سیر، تبلیغی جماعت مشاہیر کی نظر میں، غیر مقلدین کا علمائے دیوبند کو خراجِ تحسین، تذکرۂ بزرگان دین وغیرہ عنوانات پر مشتمل ہے۔

سالانہ فنڈ مع ڈاک خرچ 300 روپے......رابطہ: مفتی رب نواز 0307-4034570

دار العلوم فتحیہ، گلشن بلال، نزد امیر حمزہ ٹاؤن، احمد پور شرقیہ

یا اللہ مدد — لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ — حق چار یار

جناب محمد بن علوی مالکی اور اُن کے حامیوں کے نظریات اور

اکابر اہل سنت کا حقیقی مسلک و مشرب

المعروف

تحفظ عقائد اہل سنت

اضافہ شدہ

مقدمہ: حضرت مولانا محمد اسماعیل بدات رحمہ اللہ، مدینہ منورہ — خلیفہ مجاز شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ

ترتیب: خادم اہل سنت عبدالرحیم چاریاری — حضرت مولانا سید محمد امین شاہ

صفحات: 896 — رعایتی قیمت 350

مجموعہ تحریرات اکابر

- قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رح
- فقیہ العصر مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی
- شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی
- فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار
- وکیل احناف مولانا محمد امین صفدر
- حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
- محقق اہل سنت حضرت مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہ

- باب ۱: ...... آغاز سخن ...... فہرست، انتساب، عرض مرتب، پیش لفظ، تقاریظ، مقدمہ
- باب ۲: ...... جناب محمد بن علوی مالکی صاحب اور ان کے حامیوں کا تعارف
- باب ۳: ...... جناب محمد بن علوی مالکی صاحب کی کتاب ''اصلاح مفاہیم'' کا تحقیقی جائزہ
- باب ۴: ...... مولانا ہزاروی صاحب کے رسالہ ''اکابر کا مسلک و مشرب'' کا تحقیقی جائزہ
- باب ۵: ...... مولانا ہزاروی صاحب کے رجوع کی حقیقت
- باب ۶: ...... مروجہ مجالس ذکر و درود شریف کی شرعی حیثیت
- باب ۷: ...... ''اصلاح مفاہیم'' اور ''اکابر کا مسلک و مشرب'' سے متعلق فتاویٰ جات
- باب ۸: ...... اکابر کے فتاویٰ اور دستی تحریرات کے عکس

جامعہ حنفیہ، شیخوپورہ روڈ فیصل آباد پاکستان — رابطہ: 0321-7837313، 0307-5687800

باب نمبر چھ(٦)

علوی مالکی واقبالی گروہ کی خدمت میں!

۱......اجازت وخلافت کی حقیقت

مولانا محمد ازہر مدظلہم، ملتان

۲......مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی سے اختلاف کی وجوہات

قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسینؒ

۳......اکابر اہل سنت، مولانا ہزاروی کی جارحیت کی زد میں!

خادم اہل سنت عبدالرحیم چاریاری

۴......رسالہ ''الارشاد'' اور ''ذکر کے حلقے'' میں خیانتیں

خادم اہل سنت عبدالرحیم چاریاری

۵......''آپ کے مسائل اوران کا حل'' کے ناشرین کی علمی خیانت

مولانا حمزہ احسانی سلمہ

۶......اقبالی حضرات اور ہزاروی گروہ سے چند سوالات

موجودہ دَور میں بعض شخصیات کی طرف سے اجازت وخلافت کے معاملہ میں فراخدلی وفراوانی سے بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو رہی ہیں، جو لوگ ان ''مجازین'' کے حالات و واقعات سے باخبر ہیں وہ اسے کم از کم اجازت دینے والے بزرگوں کی ''سادہ لوحی'' پر محمول کرنے پر مجبور ہیں۔

آج کل ہر مرید کو ایک ہی معمول بتا دیا جاتا ہے گویا ہر مریض کو ایک دوائی پلائی جاتی ہے۔

مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب اپنی تحریرات وغیرہ سے یہ تاثر دے رہے ہیں، کہ اُن سے اختلاف صرف مجالس ذکر کی بنیاد پر ہے۔ حالانکہ اُن کی یہ بات سراسر غلط ہے۔ کیونکہ اُن سے اختلاف کی صرف یہی ایک وجہ نہیں، بلکہ دیگر متعدد وجوہات بھی ہیں۔

'مروجہ مجالس ذکر' کے متعلق مولانا ہزاروی اتنے جذباتی اور شدت پسند ہو چکے ہیں کہ مجالس ذکر میں اُن کی اختیار کردہ صورت کو قبول یا برداشت نہ کرنے والے ہر شخص پر وہ جملے کستے چلے جاتے ہیں اور یہ خیال نہیں فرماتے کہ اکابر اہل سنت علمائے دیوبند بلکہ چودہ سو سالہ اکابر اہل سنت حتیٰ کہ مولانا ہزاروی کے اپنے مرشد برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ بھی اُن کے اِن ڈرون حملوں اور اندھا دھند بمباری کی زد میں آ رہے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''افسوس ہے کہ بعض ناخلف شیطانی اثر سے اِن مبارک مجالس کو بدعت کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے شر سے امت کو بچائے اور اُن کو بھی ہدایت دے۔'' [ماہنامہ زکریا، اپریل ۲۰۱۷ء، ص:۲۶]

سر دست ہم مولانا نثار احمد حسینی صاحب کی کم علمی و کم فہمی کی صرف ایک مثال اور فقط تین طرح کی خیانتوں سے پردہ اُٹھاتے ہیں (۱)......پہلی خیانت استفتاء لکھنے میں، (۲)......دوسری خیانت استفتاء نقل نہ کرنے کی (۳)......اور تیسری قسم کی خیانت جوابات میں قطع و برید کی ہے۔

''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کے ناشرین (مکتبہ لدھیانوی) نے حضرت شہید اسلام رحمہ اللہ کی عبارات خارج کر کے نہ صرف انتہائی ناانصافی اور بد دیانتی کا ثبوت دیا ہے، بلکہ حضرت کی روح مبارکہ کو اذیت میں مبتلا کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت کے لاکھوں متعلقین ومحبین کا دِل بھی دُکھایا ہے۔

مولانا محمد ازہر، مدیر: ماہنامہ الخیر ملتان

اجازت وخلافت کی حقیقت

موجودہ دور میں جیسے دین کے دوسرے شعبوں میں ضعف واضمحلال آچکا ہے، تصوف وسلوک، زُہد و بے نفسی اور خانقاہی نظام اِصلاح وتربیت بھی زبوں حالی کا شکار ہے، بقول حضرت سید نفیس الحسینیؒ ؎

نفیس کیسا یہ وقت آیا، سلوک و اِحساں کے سلسلوں پر
جہاں مشائخ کی رونقیں تھیں، وہ خانقاہیں ترس رہی ہیں

جس طرح مدارس ودرس گاہیں پختہ کار جید الاستعداد اساتذہ ومدرسین سے، وعظ ونصائح کی مجلسیں اہل دل واہل نظر واعظین سے محروم ہیں، اِسی طرح ذکر وسلوک کے حلقے اور خانقاہیں مخلص و بے نفس عباد وزہاد، مصلحین اور علماءِ ربانیین سے تقریباً خالی ہوچکی ہیں ؎

قم باذن اللہ کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے
خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن

تصوف وسلوک اور اصلاح نفس کی جو حقیقت ہمیں کتابوں، بالخصوص حکیم الامت مجددِ ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی تصانیف، ملفوظات اور مواعظ میں ملتی ہیں آج کل صورت حال اس سے یکسر مختلف ہے۔

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ خود اور اُن کے دَور کے دوسرے بزرگ بیعت واجازت میں انتہائی حزم واحتیاط، فکر وتدبر، نگہداشت اور دُور اندیشی سے کام لیتے تھے اور بعض اوقات مہینوں بلکہ برسوں بعد بیعت کرتے تھے اور کسی کو اجازت وخلافت دینے کے بعد بھی اس کے معمولات ومعاملات پر نظر رکھتے تھے، چنانچہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے اپنے بعض خلفاء کی اجازت معاملات میں کوتاہی کی وجہ سے منسوخ بھی فرمائی۔

موجودہ دَور میں بعض نہایت قابل احترام اور بزرگ شخصیات کی طرف سے اجازت وخلافت کے معاملہ میں فراخدلی وفراوانی سے بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہورہی ہیں، جو لوگ ان ''مجازین'' کے حالات و واقعات سے باخبر ہیں وہ اسے کم ازکم اجازت دینے والے بزرگوں کی ''سادہ لوحی'' پر محمول کرنے پر مجبور ہیں۔ اکابر میں اجازتِ بیعت دیتے وقت اِس بات کا خیال رکھا جاتا تھا کہ سالک کا تکبر وعجب اور امراضِ باطنیہ سے تخلیہ ہوکر فضائل سے تحلیہ ہوچکا ہو۔ عوام اور صالحین کا اس کی طرف رجوع ہو اور اس کی صحبت سے اصلاح بھی ہورہی ہو۔ اور اصلاح کا معیار یہ تھا کہ ظاہری وباطنی گناہ چھوٹ جائیں، فکر آخرت پیدا ہوجائے اور اللہ تعالیٰ کی ایسی محبت پیدا ہوجائے کہ دنیا بھر کے تعلقات پر غالب آجائے۔ اس کے بغیر کسی کو اجازت وخلافت دینا خطرے سے خالی نہیں۔ اگرچہ بعض بزرگوں سے خام لوگوں کو بھی اِس توقع پر اجازت دینا منقول ہے کہ اگر وہ توجہ کریں گے تو ان میں پختگی پیدا ہوجائے گی، مگر اس طرح کی اجازتِ بیعت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان میں پختگی آچکی ہے۔ اِسی لیے پختگی کا اصل معیار وہی ہے کہ وقت کے صالحین وکاملین کے دلوں میں اس کی محبت ہو، وہ فن اصلاح میں اس کی مہارت کے بارے میں حسن ظن رکھتے ہوں اور جو خدماتِ دینیہ وہ انجام دے رہا ہو، اس کو بنظر تحسین ووقعت دیکھتے ہوں۔

کتاب وسنت، عقل، تجربہ اور مشاہدہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دنیا وآخرت کی تباہی کا اصل سبب نفس وشیطان کی اتباع ہے، حبِ مال، حبِ جاہ، بغض وکینہ، کبر اور ناشکری سب نفس وشیطان کے جال ہیں، نفس وشیطان کے ان مکاید سے خودبخود بچنا عادۃً ناممکن ہے، اِس کے لیے کسی اللہ والے کی سرپرستی، صحبت اور معالجہ ضروری ہے۔ قرآن کریم میں تحصیل تقوی کے لیے ''صادقین'' کی معیت وصحبت کو ضروری قرار دیا گیا ہے: یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونو مع الصادقین. [سورۃ التوبہ:۱۱۹] امراض مذکورہ بالا کا وجود قرآن وسنت کے علاوہ مشاہد اور وجدان سے بھی ثابت ہے اور قرآن وحدیث میں ان امراض کے علاج کے نسخے بھی بتائے گئے ہیں، مگر اس فن کے ماہرین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ براہِ راست قرآن وحدیث سے علاج کرنا ہر شخص کا کام نہیں اس کے لیے ماہر فن مربی ومصلح کی ضرورت ہے، فقیہ العصر مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے

بھی اس پر کلام فرمایا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ ماہر فن کی ضرورت کے وجوہ یہ ہیں:

......بغیر مہارت کے وجود مرض کا پتہ نہیں چلتا بلکہ بسا اوقات کسی مرض کو کمال اور رذیلہ کو فضیلہ سمجھ لیا جاتا ہے۔

......مرض کا علم ہو جائے تو اس کی تشخیص نہیں ہو پاتی۔

......سببِ مرض کا تعین نہیں ہو پاتا۔

......قرآن وحدیث میں مذکورہ بے شمار نسخوں میں سے اکثر کا علم نہیں ہوتا۔

......مریض کی طبیعت کے مطابق نسخے کا انتخاب، ترکیبِ استعمال اور مدتِ استعمال کا فیصلہ خود مریض نہیں کر سکتا۔

نسخہ میں نفع ونقصان کا فیصلہ کرکے بوقت ضرورت نسخہ تبدیل کرنا۔ یہ تمام فیصلے طبیب حاذق ہی کر سکتا ہے جو خود طویل عرصہ کسی مربی کی صحبت میں رہ کر یا کم ازکم بذریعہ مکاتبت اپنا علاج کروا چکا ہو، اصلاح وترتیب کا کام کرنے والوں کو یہ بھی ملحوظ رکھنا چاہیے کہ آج کل بہت سے بیعت ہونے والوں کی نیت صحیح نہیں ہوتی، مثلاً: یہ نیت کہ بیعت سے دُنیوی پریشانی دُور ہو جائے، قرض اتر جائے، مقدمہ میں کامیابی ہو، وظیفے میں تاثیر بڑھ جائے، لوگوں میں محبوبیت حاصل ہو، کشف وکرامات بالخصوص کشف قبور ہونے لگے، انوار وتجلیات نظر آ لگیں، وجد وجذب کی کیفیت پیدا ہو، اچھے خواب آنے لگیں، جنات تابع ہو جائیں، دم ودعاء کروانے کے لیے لوگ زیادہ آنے لگیں وغیرہ، چنانچہ آج کل سب کو فوراً بیعت کر لیا جاتا ہے، گناہ چھوڑنے کی نیت مرید کی نہ پہلے ہوتی ہے نہ بعد میں۔ عموماً ایک عمامہ پھیلا دیا جاتا ہے اس میں جتنے پھنس جائیں، بسم اللہ!

جبکہ اکابر طلبِ صادق کے بعد مناسبت دیکھتے تھے، اگر باہم مناسبت نظر نہ آتی تو مرید کے مناسب کسی دوسرے شیخ کا مشورہ دیتے تھے، آج یہ معلوم ہی نہیں کہ مناسبت کس بَلا کا نام ہے۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے پاس ایک شخص بیعت کے لیے حاضر ہوا، جو داڑھی منڈاتا تھا، درخواستِ بیعت پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اسے فرمایا کہ: ”میں باطنی مریض

ہوں آپ ظاہری مریض ہیں، اگر مرض ایک جیسا ہو تو باہم مناسبت ہوتی ہے، چونکہ مجھ میں اور آپ میں مناسبت نہیں اس لیے آپ کسی اور شیخ سے رجوع فرمائیں‘‘۔

پہلے اکابر مناسبت کے بعد غور وفکر کر کے مرید کے حالات کے اعتبار سے اصلاح کے لیے نافع طریق تجویز کرتے تھے، آج کل ہر مرید کو ایک ہی وظیفہ اور معمول بتادیا جاتا ہے گویا ہر مریض کو ایک دوائی پلائی جاتی ہے۔

اکابر کے ہاں مریدین پر روک ٹوک شب وروز کا معمول تھا اس دور میں یہ وصف خال خال ہے۔

اکابر کے ہاں اذکار واشغال ضرور بتائے جاتے ہیں مگر انہیں ذریعہ مقصود سمجھا جاتا اور مریدین کو بتایا جاتا ہے کہ: اصل مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چھوٹ جائے۔آج کل اذکار واشغال کو ہی مقصود سمجھا جاتا ہے، منکرات پر روک ٹوک نہ کرنا اس کی دلیل ہے، چنانچہ مشاہدہ یہ ہے کہ بیعت ہوئے سالوں گزر جاتے ہیں مگر شیخ کی طرف سے روک وٹوک نہ ہونے کی وجہ سے اکثر مریدوں کے ظاہری گناہ بھی نہیں چھوٹتے، چہ جائیکہ باطنی امراض کا خاتمہ ہو اور فضائل کے ساتھ تحلیہ ہو، بعض بزرگ ہفتہ واری مجلس ذکر میں مریدین کی حاضری اور نذرانہ وغیرہ کو کافی سمجھتے ہیں اور مرید وپیر دونوں اِس خوش فہمی میں رہتے ہیں کہ ترقی ہورہی ہے، حالانکہ یہ ترقی معکوس ہوتی ہے۔

اِن معروضات کا حاصل سلوک وتصوف کے سلسلہ میں برکت ونافعیت کا اِنکار نہیں بلکہ صرف مقصود ہے کہ اکابر کے اجازت یافتہ بزرگوں کو آگے اجازت دیتے وقت حزم واحتیاط اور تیقظ کا ضرور پاس رکھنا چاہیے اِس لیے کہ کسی اہل کو اجازت نہ دینا اِس قدر نقصان دہ نہیں جتنا کسی نااہل کو اجازت دینا خطرناک ہے ع مقصودِ مانصیحت بود و گفتیم

[بشکریہ ماہنامہ الخیر شعبان ۱۴۳۷ھ......جون ۲۰۱۶ء]

☆......☆......☆......☆

خادم اہل سنت عبدالرحیم چاریاری غفرلہ

مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی سے اختلاف کی بارہ وجوہات

حقیقت ہر نقابِ زندگی سے رُونما ہوگی
نظر کی قوتوں کو امتیازِ حق و باطل دے

بعض احباب کی زبانی علم ہوا کہ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی مدظلہم فرماتے ہیں کہ: ''ہماری مخالفت صرف اورصرف ''مجالس ذکر'' کی بنا پر کی جارہی ہے۔'' نیز مولانا ہزاروی اپنی تحریرات وغیرہ سے بھی یہی تاثر دے رہے ہیں، جیسا کہ ماہنامہ ''زکریا'' کے متفرق شماروں سے ظاہر ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اُن کی یہ بات سراسر غلط اور حقائق پر پردہ ڈالنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ اُن سے اختلاف کی صرف یہی ایک وجہ نہیں، بلکہ دیگر متعدد وجوہات بھی ہیں۔

ذیل میں مولانا ہزاروی مدظلہم کے قضیہ سے متعلق سیدی ومرشدی قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کی طویل تحریرات کا خلاصہ حضرتؒ کے اپنے الفاظ میں پیش کیا جارہا ہے۔ تاکہ قارئین مولانا ہزاروی سے ہمارے اختلاف کی وجوہات تفصیل سے جان سکیں۔

اِس قضیہ سے متعلق حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی دستیاب تحریرات (جو ''تحفظ عقائد اہل سنت'' نامی کتاب میں شامل ہیں۔) پر ایک نظر ڈالنے سے علم ہوا کہ حضرت رحمہ اللہ نے درج ذیل متفرق عنوانات پر گفتگو فرمائی ہے:

۱......دیوبندی رضاخانی اختلاف کی نوعیت	۲......شیخ محمد بن علوی مالکی صاحب
۳......''مفاہیم'' اور ''حول الاحتفال''	۴......فیصلہ ہفت مسئلہ
۵......عرس	۶......میلاد
۷......نقشہ نعل شریف	۸......ذِکرودرود کی اجتماعی مجالس
۹......مجالس ذکر اور حضرت لاہوریؒ	۱۰......حضرت صوفی محمد اقبال صاحب مرحوم
۱۱......حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی مرحوم	۱۲......رسالہ ''مسلک ومشرب''

اَب ہم حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی تحریرات کا خلاصہ بلاتبصرہ نقل کر رہے ہیں، اگر مولانا ہزاروی مدظلہم اِن سطور کی ''تحریری تائید'' فرما کر عملاً اِس موقف کو قبول فرمالیں تو ہمارا اُن سے کوئی اختلاف نہیں۔ **واللہ المؤفق.**

ورنہ اُن سے گذارش ہے کہ علماء و عوام کو مغالطہ میں رکھنے کے بجائے واضح اَلفاظ میں بتائیں کہ کن کن مسائل میں اُن کا موقف اکابر دیوبند کے اجماعی مسلک سے جدا اور مختلف ہے، تاکہ مسلک دیوبند کے نام پر اُن سے وابستہ ہونے والے حقیقتِ حال جان کر درست فیصلہ کرسکیں۔ اور اگر مولانا ہزاروی ''حقیقتِ حال پوشیدہ رکھنے'' اور اِس حوالے سے ''خاموشی'' میں ہی اپنی عافیت سمجھتے ہیں تو اُن کو مسلکِ دیوبند کا پورا متبع سمجھنے والوں کی' حقیقت سے واقفیت کے لیے اِن شاء اللہ درجِ ذیل سطور ہی کافی ہیں۔ ع ہے سوچنے کی بات، اِسے بار بار سوچ

(۱)......دیوبندی رضاخانی اختلاف کی نوعیت:

''ہم دیوبندی بریلوی محاذ نہیں بنانا چاہتے۔ اور عوام معذور ہیں۔ ان کو نرمی سے سمجھانے کی ضرورت ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اُصول و عقائد کو بھی پس پشت ڈال دیں۔ ہمارا اِختلاف اُن خواص سے ہے جو مولانا احمد رضا خان صاحب کے پورے کے پورے مقلد ہیں۔ مسئلہ علم غیب اور مسئلہ حاضر و ناظرہ وغیرہ فروعی مسائل میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ ان کا تعلق عقائد سے ہے۔'' [تحفظ عقائد اہل سنت: ۱۸۷]

(۲)......شیخ محمد بن علوی مالکی صاحب:

''[۱]......مولانا محمد بن علوی مکی مالکی موصوف کی تصانیف ''حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف'' اور زیر بحث کتاب ''اصلاح مفاہیم'' کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ موصوف بریلوی مسلک کے عالم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حول الاحتفال کا ترجمہ بھی 'میلاد مصطفیٰ' کے نام سے ایک بریلوی عالم نے لکھا ہے اور اس کتاب کی اشاعت بھی بریلوی مسلک والوں نے کی ہے۔ اسی طرح ان کی بعض دوسری تصانیف کا ترجمہ بھی بریلوی علماء نے کیا ہے۔

[۲]......لیکن بریلوی مسلک ماہنامہ ''جہان رضا'' فروری ۱۹۹۲ء کے مطالعہ سے تو اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ آپ کٹر بریلوی عالم ہیں۔'' [تحفظ عقائد: ۴۲۷]

''مندرجہ بالا حالات و واقعات سے واقف ہونے کے بعد تو یقین کرنا پڑتا ہے کہ مولانا مکی مالکی صاحب جو فنافی البریلویت ہیں آپ کو مولانا ضیاء الدین صاحب قادری کے علاوہ مولانا احمد رضا خان صاحب کے لڑکے مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب سے بھی اجازت و خلافت حاصل ہے۔ اور آپ اس حد تک مولانا احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی کے عقیدت مند ہیں کہ ان کو اہل حق و اہل باطل اور اہل سنت و اہل بدعت کے لیے معیار حق قرار دیتے ہیں اور غیر مبہم الفاظ میں کہتے ہیں کہ: ''ان سے محبت کرنا سنی ہونے کی علامت ہے اور ان سے بغض رکھنا اہل بدعت کی نشانی ہے''۔'' [تحفظ عقائد اہل سنت:۴۲۹]

(۳)......شیخ محمد بن علوی مالکی کی کتب: مفاہیم......اور......حول الاحتفال:

''مفاہیم میں جو متفق علیہ مسائل مذکور ہیں مثلاً عقیدہ حیات النبی۔ توسل اور تبرکات نبوی وغیرہ ان سے تو ہمیں اختلاف نہیں ہے۔ لیکن ان مسائل و عقائد کے ضمن میں مکی مالکی صاحب نے جو اپنے نظریات کا پیوند لگا دیا ہے۔ اس سے اختلاف ہے۔'' [تحفظ عقائد اہل سنت:۳۸۶]

''اِس کتاب (مفاہیم [ناقل]) میں مولانا مکی مالکی نے بعض ایسے عقائد و مسائل بیان کیے ہیں جو اکابر دیوبند کی تحقیقات کے خلاف ہیں اور اکابر علمائے بریلی کے مؤید ہیں۔'' [۱۷۲]

''ہم دیوبندی بریلوی تنازع کو بڑھانا نہیں چاہتے۔ لیکن جب کوئی مسئلہ درپیش آئے گا تو اس کو ہم اکابر علمائے دیوبند رحمہم اللہ کی تحقیق کے مطابق حل کریں گے۔ ہم ان حضرات اکابر علماء دیوبند رحمہم اللہ کو حضرات خاندان ولی اللّٰہی کے بعد مذہب اہل السنۃ والجماعۃ کا ترجمان اور وارث تسلیم کرتے ہیں۔ اب آپ حضرات دو کشتیوں میں پاؤں نہ لٹکائیں۔ حق واضح ہے۔ ہم آپ حضرات کو اس وقت تک سابق دیوبندی قرار دیتے رہیں گے جب تک کہ آپ مولانا مالکی موصوف کی کتاب ''مفاہیم'' اور ''**حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف**'' سے صاف طور پر براءت کا اعلان نہیں کرتے۔'' [تحفظ عقائد اہل سنت:۴۳۱]

(۴)......فیصلہ ہفت مسئلہ:

''یہ رسالہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی قدس سرہ کے ارشاد سے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا تھا۔ لیکن بعد ازاں قطب الارشاد

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے خط و کتابت کے بعد حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے رجوع کرلیا تھا۔ یہ خط و کتابت تذکرۃ الرشید حصہ اول طبع اول از ص ۱۱۴ تا ص ۱۳۶ درج ہے۔ دارالعلوم دیو بند میں ۱۳۵۸ھ کے درس حدیث میں بندہ حاضر تھا۔شیخ العرب والعجم حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کسی طالب علم نے بذریعہ رقعہ فیصلہ ہفت مسئلہ کے متعلق استفسار کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ رسالہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے لکھا تھا۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی خدمت میں بھی یہ رسالے بھیجے گئے تو حضرت نے فرمایا: ''اچھا ہے، چولہے میں جلانے کے کام آئیں گے۔'' میں نے مولانا عزیز الرحمٰن صاحب موصوف کو بھی حضرت کا یہ ارشاد سنایا تھا۔'' [تحفظ عقائد اہل سنت:۳۸۵]

''شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہ کے رسالہ ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' کے بارے میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرمودات سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاجی صاحبؒ کے رسالہ ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' کو جلوا دیا تھا۔ تو اس کے بعد اب اکابر دیو بند کے کسی عقیدت مند عالم صوفی کے لیے اس بات کی کوئی گنجائش ہی نہیں کہ وہ اس پرفتن دور میں رسالہ ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' کو بطور حجت پیش کرے اور اس کے متنازعہ مسائل پر عمل کرنے کی ترغیب دے۔'' [تحفظ عقائد اہل سنت:۲۲۶]

(۶/۵)......عرس اور مروجہ محافل میلاد:

''ماہنامہ ''حق چاریار'' کے سابقہ شماروں میں قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات اور شیخ العلماء حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی محققانہ تصنیف ''براہین قاطعہ'' سے یہ ثابت ہوگیا کہ مروجہ محافل میلاد اور عرس بدعت ہیں۔'' [تحفظ عقائد اہل سنت:۲۲۵]

''اگر مجلس میلاد منکرات سے بھی خالی ہو۔ اور اس میں تداعی بھی نہ ہو اور دوسروں کو اس میں بلایا بھی نہ جائے تو پھر بھی حضرت گنگوہیؒ اس کو ناجائز قرار دے رہے ہیں۔'' [ایضا:۲۳۶]

(۷)......نقشہ نعل شریف:

''حضرت مفتی صاحب نے اس کا یہ جواب دیا کہ: اگر آنحضرت ﷺ کی استعمال کی ہوئی نعل شریف کسی کو مل جائے تو زہے سعادت اور فرط محبت سے اس کو بوسہ دینا سر پہ اٹھا لینا کچھ بھی موجب سعادت ہے مگر یہ تو اصل نعل نہیں اس کی تصویر ہے اور یہ بھی متحقق نہیں کہ یہ تصویر اصل کے مطابق ہے یا نہیں اور تصویر کے ساتھ اصل کا معاملہ کرنا شریعت میں معہود نہیں ورنہ آنحضرت ﷺ کے دست مبارک، پائے مبارک، موئے مبارک اور قمیض مبارک اور جبہ مبارک کی تصویریں بھی بنائی جاسکتی ہیں۔ اور اگر ان میں اصل کی مطابقت کے ثبوت سے قطع نظر کر لی جائے تو پھر آج بھی بے شمار تصویریں بن جائیں گی اور ایک فتنہ عظیم کا دروازہ کھل جائے گا۔ جن بزرگوں نے اس تصویر کے ساتھ محبت کا معاملہ کیا ہے وہ ان کے والہانہ جذبات کا نتیجہ تھا۔ مگر دستور العمل قرار دینے کے لیے حجت نہیں ہوسکتا۔[کفایت المفتی:۶۱/۲]'' [تحفظ عقائد اہل سنت:۲۴۹]

''حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے ''نیل الشفاء'' میں حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کے نعل شریف کا نقشہ شائع کیا تھا اور اس سے توسل کا طریقہ لکھا تھا۔ بعد ازاں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ دہلوی مفتی اعظم ہند سے خط و کتابت کے بعد اس سے رجوع کر لیا تھا۔'' [تحفظ عقائد اہل سنت:۴۰۶]

''حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کو غالباً حضرت تھانویؒ کے اس رجوع کا علم نہیں ہو سکا ورنہ وہ اپنی کتاب شرح شمائل ترمذی میں حضرت تھانویؒ کے حوالہ سے نقشہ نعل شریف کے فضائل کیوں بیان فرماتے؟

یہاں یہ ملحوظ رہے کہ اگر کسی بزرگ نے غلبہ محبت میں نقشہ نعل شریف کو بوسہ دیا ہے یا اس سے توسل اختیار کیا ہے تو وہ مغلوب الحال ہونے کی وجہ سے معذور ہوں گے لیکن ان کا یہ عمل دوسروں کے لیے حجت نہیں ہوگا۔'' [تحفظ عقائد اہل سنت:۲۵۱]

(۸)......ذکر و درود کی اجتماعی مجالس:

''ا......بلا شک درود شریف رحمتوں کا خزانہ ہے جس کی کثرت مطلوب ہے۔ لیکن درود شریف پڑھنا مستحب عمل ہے۔ اس لئے حسب ارشاد حضرت گنگوہیؒ بوجہ مستحب ہونے کے اس کے

لیے بھی لوگوں کو بلانا جائز نہیں۔ اور اشتہار میں مجلس درود شریف اور مجلس ذکر کے پروگرام کا شائع کرنا بھی بوجہ تداعی جائز نہیں۔

۲......مجلس ذکر سے مراد اگر فضائل ذکر کا بیان ہے اور مجلس درود شریف سے مراد اگر فضائل درود شریف کا بیان ہے تو جائز ہے کیونکہ یہ تبلیغ ہے لیکن اگر اس سے مراد درود شریف پڑھنا اور اجتماعی ذکر کرنا ہے تو بوجہ تداعی کے یہ ناجائز ہوتا ہے۔

یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ درود شریف مستحب عمل ہے۔ اور مستحب عمل کے لیے تداعی (یعنی لوگوں کو اس کے لئے بلانا) ناجائز ہے۔۔۔۔۔ اور گو صلوٰۃ و سلام اور ذکر بالجہر کی وجہ سے عوام زیادہ جمع ہو جاتے ہیں اور روحانیت کا چرچا زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور عوام ان دقیق باتوں کو سمجھ بھی نہیں سکتے۔ لیکن علماء کا تو فریضہ ہے کہ وہ شریعت کی روشنی میں امر و نہی پر عمل کرتے رہیں شریعت جذبات کے تابع نہیں ہے۔ بلکہ جذبات کو شریعت کے تابع کرنا چاہیے۔'' [تحفظ :۲۸۰]

(۹)......مجالس ذکر اور حضرت لاہوری رحمہ اللہ:

''...مناظر اہل سنت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمہ اللہ بھی حضرت لاہوری رحمہ اللہ سے بیعت تھے، میں نے اُن سے بھی مجلس ذکر کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ: میں نے خود حضرت کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ: حضرت! ہم بریلویوں کے جماعتی ذکرِ جہر کی مخالفت کرتے ہیں، لیکن حضرت خود بھی مجلس ذکر کرتے ہیں اور ذکر جہر کراتے ہیں۔ تو حضرت (لاہوری) رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: ''ہم تعلیم کے لیے ذکر جہر کراتے ہیں۔'' [تحفظ :۱۲۷]

''حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''حضرت فرمایا کرتے تھے کہ یہ مجلس ذکر فرض، واجب یا سنت نہیں ہے اور نہ ہم کسی شخص پر اسے لازم قرار دیتے ہیں، ......حضرت نے ایک مرتبہ مجلس ذکر موقوف کر دی تھی اور اپنی بیماری اور بڑھاپے کا عذر پیش کیا تھا۔ حالانکہ حضرت کا مزاج یہ تھا کہ انہوں نے کسی بھی حالت میں درس قرآن کا ناغہ نہیں کیا۔ مجلس ذکر کو موقوف کرنے کا ارادہ محض اس لیے ظاہر فرمایا تھا کہ لوگ اس کو فرض یا واجب نہ سمجھنے لگ جائیں۔'' [ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۱۰ جولائی ۱۹۹۸ء بحوالہ مجلس ذکر ۱۰ فروری ۱۹۶۶ء]

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت لاہوریؒ کی مجلس ذکر اور مروجہ مجالس ذکر میں (بھی) بڑا فرق ہے۔اب تو مجالس ذکر خوب بلند آواز سے بلکہ لاوڈ اسپیکروں کے ذریعہ کی جاتی ہیں۔ چنانچہ میں نے مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی خطیب جامع مسجد صدیق اکبر چوہڑ راولپنڈی کی لاوڈ اسپیکر کے ذریعہ مجلس ذکر کی کیسٹ سنی ہے۔ مجلس ذکر کے اشتہارات شائع ہوتے ہیں اور لوگوں کو بلا بلا کر مجلس ذکر میں شامل کیا جاتا ہے۔ حالانکہ کسی مستحب عبادت کے لیے (تداعی) لوگوں کو بلانا جائز نہیں۔ [ملاحظہ ہو۔ براہین قاطعہ از حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ]'' [تحفظ عقائد اہل سنت: ۱۲۷]

(۱۰)......حضرت صوفی محمد اقبال صاحب مرحوم:

''اور یہ بھی حقیقت ہے کہ صوفی محمد اقبال صاحب موصوف مکی مالکی سے بیعت بھی ہوئے ہیں چنانچہ خود انہوں نے اپنے ایک مفصل مکتوب میں اس کا اِعتراف کیا ہے۔'' [تحفظ: ۲۱۰]

''تو جب ان عقائد کے ہوتے ہوئے انہوں نے مکی مالکی سے بیعت و خلافت کا شرف حاصل کیا ہے۔ تو صوفی محمد اقبال صاحب کا بھی روح شریف کی حاضری کے متعلق وہی عقیدہ ہوگا جو مکی مالکی کا ہے۔ ان حالات میں اگر صوفی محمد اقبال صاحب کو مکی مالکی کا مرید و خلیفہ ہونے کی بناء پر بریلوی کہا جائے تو کیا اس حقیقت سے انکار ہوسکتا ہے؟'' [تحفظ عقائد اہل سنت: ۲۱۵]

(۱۱)......حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب مرحوم:

[۱]......''مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی مالکی کے بڑے محبّ اور مداح ہیں۔'' [تحفظ: ۱۷۲]

[۲]......''اِس وقت ہماری بحث خصوصی طور پر جناب صوفی محمد اقبال صاحب (مقیم مدینہ منورہ) مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی اور مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی سے ہے۔۔۔جو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین اور خلفاء میں سے ہیں، کیونکہ ان حضرات نے مولانا مکی مالکی کی کتاب مفاہیم کا اردو ترجمہ ''اصلاح مفاہیم'' کے نام سے شائع کیا ہے۔'' [تحفظ عقائد اہل سنت: ۲۲۱]

(۱۲)......حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی اور رسالہ ''اکابر کا مسلک و مشرب'':

''علاوہ ازیں مولانا عزیز الرحمٰن صاحب (ہزاروی) نے ایک رسالہ ''اکابر کا مسلک

ومشرب'' بھی شائع کیا ہے، جس میں اکابر دیوبند کے مسلک کی غلط ترجمانی کی گئی ہے۔''[۱۷۲]

''مولانا عزیز الرحمٰن صاحب موصوف سے تعلق زیادہ رہا ہے۔ آپ عصری فتنوں کے خلاف ہیں اور مجاہدانہ مزاج رکھتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ وہ حضرت صوفی محمد اقبال صاحب کے زیر اثر آہستہ آہستہ دیوبندی تحقیقی مسلک سے ہٹتے جا رہے ہیں۔ پہلے ان کے نام سے ایک رسالہ ''اکابر کا مسلک ومشرب'' شائع ہوا۔ بعدازاں ''اسلامی ذوق'' شائع کیا گیا۔ جس کے بارے میں مَیں نے عندالملاقات ان کو توجہ دلائی کہ آپ ''براہین قاطعہ'' کا بغور مطالعہ کریں اور تذکرۃ الرشید حصہ اول میں محفل میلاد وغیرہ اختلافی مسائل کے متعلق حضرت گنگوہیؒ اور حضرت تھانویؒ کی خط و کتابت اور براہین قاطعہ مؤلفہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ (صاحب بذل المجہود شرح ابی داؤد) سے بھی استفادہ کریں۔'' [تحفظ عقائد اہل سنت:۳۸۵]

''میں نے مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کی تقریظ کو خصوصیت سے اس لیے تنقید کا ہدف بنایا ہے کہ انہوں نے جس طرح مولانا مکی مالکی صاحبؒ کی کتاب کی مکمل طور پر تعریف وتصویب کی ہے اور اس کو اکابر کے مطابق قرار دیا ہے۔ اس سے حضرت شیخ الحدیث مہاجر مدنی قدس سرہٗ کے متوسلین سخت غلط فہمی میں مبتلا ہو کر اکابر محققین اہل سنت کے مسلک سے شعوری وغیر شعوری طور پر منحرف ہو سکتے تھے۔ مولانا موصوف کی خدمت میں بھی گذارش کی جاتی ہے کہ بغیر خوف لومۃ لائم اپنی تقریظ سے واضح طور پر رجوع کرلیں اور راہِ راست میں ان خاردار جھاڑیوں سے دامن بچا کر اکابر اہل حق سے جدا نہ رہیں۔'' [تحفظ عقائد اہل سنت:۳۹۰]

وہ پروانے محمد ﷺ کے

تالیف: مولانا جمیل الرحمٰن عباسی

چالیس (۴۰) سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان افروز تذکرہ پر مشتمل روزنامہ اسلام میں شائع ہونے والے مقبول عام مضامین کتابی شکل میں......اعلیٰ کاغذ، خوبصورت وعمدہ جلد

صفحات: 284 ...... قیمت: 150 روپے...... رابطہ: 0332-7790908

خادم اہل سنت عبدالرحیم چاریاری غفرلہ

اکابر اہل سنت......مولانا ہزاروی کی جارحیت کی زد میں

تغافل اُن کی عادت ہے، مناجاتیں میرا شیوہ نہ وہ طرزِ جفا بدلے، نہ میں رنگِ دعا بدلا
زمانہ معترف ہے اَب ہماری استقامت کا نہ ہم سے قافلہ چھوٹا، نہ ہم نے راہ نما بدلا

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب بعض معاصر فتنوں کے خلاف کام اور اپنے مجاہدانہ مزاج کی وجہ سے عوام الناس میں ایک مقام رکھتے ہیں۔ اُن کی مندرجہ بالا صفات کا اِقرار قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ [خلیفہ مجاز: حضرت مدنی رحمہ اللہ] نے بھی فرمایا تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ ''مروجہ مجالس ذکر'' کے حوالے سے مولانا ہزاروی صاحب اکابر اہل سنت علمائے دیوبند کے مسلک کے خلاف ''جہاد'' میں مسلسل مصروف ہیں۔ اس کا تذکرہ بھی حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے فرمادیا تھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''مولانا عزیز الرحمٰن صاحب موصوف سے تعلق زیادہ رہا ہے۔ آپ عصری فتنوں کے خلاف ہیں اور مجاہدانہ مزاج رکھتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ وہ حضرت صوفی محمد اقبال صاحب کے زیر اثر آہستہ آہستہ دیوبندی تحقیقی مسلک سے ہٹتے جا رہے ہیں۔'' [تحفظ عقائد: ۳۸۵]

مروجہ مجالس ذکر کے بارے میں مولانا ہزاروی موصوف کی ناانصافی، خلط مبحث، اکابر کے حوالے نقل کرنے میں خیانت اور غلط بیانی کا تفصیلی حال ہم کسی اور موقع پر پیش کریں گے۔ فی الوقت ہم دو مثالیں پیش کرکے اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں۔

مولانا ہزاروی کی ناانصافی اور مغالطہ دہی کی دو مثالیں:

(۱)......ہمارے قارئین اِس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ اکابر اہل سنت کا مولانا ہزاروی سے ابتدائی اختلاف جن اُمور کے بارے میں تھا، اُن میں دیوبندی بریلوی اختلاف کی حیثیت، جناب محمد بن علوی مالکی اور اُن کی نظریاتی تائید کرنے والوں کا شرعی حکم، عرس، میلاد اور تعیین وقت کے ساتھ ایصالِ ثواب وغیرہ سرفہرست ہیں۔ بعد میں جب ہزاروی صاحب نے جناب صوفی اقبال صاحب مرحوم کے زیر اثر اجتماعی مجالس ذکر بالجہر اور اجتماعی اعتکاف کا سلسلہ

شروع کیا تو اُن کا یہ طرزِ عمل بھی وجہ اختلاف ٹھہرا۔ پھر صوفی اقبال مرحوم کی وفات کے بعد مولانا ہزاروی نے رجوع کے نام پر جو تحریر لکھی تھی، وہ بھی غیر واضح اور مبہم ہونے کی بنا پر' ہزاروی صاحب سے اختلاف کرنے والے اکابر کے ہاں نا قابل قبول قرار پائی۔

اَب دیانت دارانہ اور منصفانہ طریقہ تو یہ ہے کہ مولانا ہزاروی مکمل پس منظر کو ذکر فرما کر مذکورہ بالا تمام اُمور سے متعلق اپنا موجودہ موقف واضح فرمائیں۔ لیکن وہ ناانصافی اور مغالطہ دہی سے کام لیتے ہوئے بقیہ اُمور سے متعلق اپنے موقف کو تاحال چھپائے ہوئے ہیں۔ اور اپنی تحریرات سے یہ تاثر دے رہے ہیں کہ میرے ساتھ اختلاف صرف ''مجالس ذکر'' کی بنا پر کیا جا رہا ہے۔ جو یقیناً اُدھوری اور نامکمل بات ہے، اُن کا یہ طرزِ عمل ہرگز ایک مسلمان کے شایان شان نہیں چہ جائے کہ ایک صوفی اور عالم کے شایان شان ہو۔

(۲)......مجلّہ صفدر کے قارئین کے اِس بات سے بھی اچھی طرح آگاہ ہیں ہم چودہ سو سالہ اکابر اہل سنت خصوصاً علمائے دیوبند کی اتباع میں بحمد اللہ تعالیٰ قرآن وسنت، طریق صحابہ اور تعامل خیر القرون سے ثابت شدہ ذکر کی تمام صورتوں (بالجہر ہوں یا بالسر) کے نہ صرف قائل ہیں بلکہ خود بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے اپنی ہمت واستطاعت کے بقدر ذکر کرتے رہتے ہیں اور اِسے اعلیٰ عبادت سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ہم انفرادی ذکر کے بھی قائل ہیں اور مجمع ذکر کے بھی۔ یعنی ذاکرین کے تنہائی میں بیٹھ کر الگ الگ ذکر کرنے کے بھی قائل ہیں اور کسی مقام پر اکٹھے بیٹھ کر اپنا اپنا ذکر کرنے کے بھی۔ جیسے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ذکر فرماتے تھے۔ البتہ مجلس ذکر کے لیے ''تداعی'' اور مجلس کے شرکاء کا (تعلیم کے علاوہ) آواز ملا کر ذکر کرنا چونکہ شریعت کی رو سے ثابت نہیں اور اسے 'مستحب' اور 'مقصود' سمجھ کر کرنا اکابر اہل سنت کے نزدیک بدعت ہے، اس لیے ہم اِس کے قائل نہیں۔ جبکہ مولانا ہزاروی اکابر اہل سنت کے برخلاف نہ صرف تداعی اور آواز ملا کر ذکر کرنے کے جواز کے قائل ہیں بلکہ اِس بارے میں انتہائی متشدد بھی ہیں۔

مولانا ہزاروی کی ''دیانت داری'' کا حال یہ ہے کہ جو حضرات اکابر یا اصاغر' مجالس ذکر میں مولانا ہزاروی کی اختیار کردہ صورت کو ''بدعت'' کہتے ہیں، مولانا ہزاروی اُن سب کو مطلقاً ''ذکر کا منکر'' یا ''مجالس ذکر کا منکر'' باور کراتے ہیں۔ جو یقیناً دھوکہ اور غلط بیانی ہے۔ اور عوام کو اہل حق سے متنفر کرنے کی سازش۔

نیز مولانا ہزاروی کا اختیار کردہ یہ طریقہ خالص ''بریلویانہ طریقہ'' ہے، کیونکہ جب

بریلوی احباب سے کہا جاتا ہے کہ نمازِ پنجگانہ کے بعد اجتماعی طور پر کلمہ شریف پڑھنا شرع سے ثابت نہ ہونے کی بنا پر بدعت ہے تو وہ جھٹ سے کہہ دیتے ہیں کہ: ''یہ کلمے کے منکر ہیں۔'' اِسی طرح جب اذان کے ساتھ بآوازِ بلند درودِ پاک پڑھنے کا شرعی حکم بتلایا جاتا ہے تو فوراً بول اُٹھتے ہیں کہ: ''یہ درود کے، صلوۃ وسلام کے منکر ہیں۔'' بالکل یہی کیفیت اِس وقت مولانا ہزاروی کی ہے کہ جو اُن کے اختیار کردہ طریقے کو بدعت کہے اُسے ''ذکر کا منکر'' یا ''مجالس ذکر کا منکر'' قرار دیدیتے ہیں۔ اِس سے واضح ہوتا ہے کہ مولانا کا نہ صرف مزاج بریلویانہ ہے، بلکہ جسے وہ اپنا مخالف سمجھتے ہیں، اُس کے بارے میں اُن کا طرز و انداز بھی بریلویانہ ہی ہے۔

آمدم بر سر مطلب:

مولانا ہزاروی کے طرزِ عمل کی یہ دو مثالیں تو ضمناً نوکِ قلم پر آ گئیں، اصلاً اِس وقت ہمیں اُن کی شدت پسندی کا بالکل مختصر سا تذکرہ کرنا ہے، کہ 'مروجہ مجالس ذکر' کے متعلق وہ اتنے جذباتی اور شدت پسند ہو چکے ہیں کہ مجالس ذکر میں اُن کی اختیار کردہ صورت کو قبول یا برداشت نہ کرنے والے ہر شخص پر وہ جملے کستے چلے جاتے ہیں اور یہ خیال نہیں فرماتے کہ اکابر اہل سنت علمائے دیوبند بلکہ چودہ سو سالہ اکابر اہل سنت حتیٰ کہ مولانا ہزاروی کے اپنے مرشد برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ بھی اُن کے اِن ڈرون حملوں اور اندھا دھند بمباری کی زد میں آ رہے ہیں۔ (خیال رہے کہ ہزاروی صاحب کی یہ تحریرات پرانی نہیں کہ اُن کی بدعات پر ''نثار'' یا اُن کی بدعات کے ''حفیظ'' کوئی صاحب یہ کہہ کر جان چھڑانے کی کوشش کریں کہ ''اِس سے تو وہ رجوع کر چکے ہیں۔'' بلکہ یہ تمام تحریرات اِسی سال [۱۴۳۸ھ] کی ہیں۔)

مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی اپنے رسالہ ماہنامہ ''زکریا'' کے بالکل تازہ شمارے میں لکھتے ہیں:

> ''ہماری دلی دعا ہے کہ: مجالس ذکر اللہ کو بدعت کہنے والوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے، تاکہ وہ توبہ کریں اور اپنی عاقبت برباد نہ کریں۔'' [ماہنامہ زکریا، جولائی تا ستمبر ۲۰۱۷ء، ص: ۴۰]

گویا جو اکابر اہل سنت مجالس ذکر میں ہزاروی صاحب کی اختیار کردہ صورت کو 'بدعت' قرار دیتے ہیں، وہ ہدایت پر نہیں ہیں۔ اور جو توبہ کیے بغیر اِس دنیا سے چلے گئے، ہزاروی صاحب نے اُن کی عاقبت کی بربادی کا فیصلہ صادر فرما دیا ہے۔

مولانا ہزاروی ماہنامہ زکریا کے ہی ایک قریبی شمارے میں لکھتے ہیں:

''افسوس ہے کہ بعض ناخلف شیطانی اثر سے اِن مبارک مجالس کو بدعت کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے شر سے امت کو بچائے اور اُن کو بھی ہدایت دے۔'' [ماہنامہ زکریا، اپریل ۲۰۱۷ء، ص:۲۶]

یعنی جو علماء و مشائخ مجالس ذکر میں ہزاروی صاحب کی اختیار کردہ کیفیت کو بدعت کہتے ہیں، اُن کے بارے میں ہزاروی فتویٰ یہ ہے کہ:

۱......وہ ''ناخلف'' ہیں۔ ۲......اُن کا یہ عمل ''شیطانی اثر'' کا نتیجہ ہے۔

۳......اُن کی یہ کاوش ''شر'' ہے، جس سے امت کی حفاظت کی فکر ہے۔

۴......وہ ہدایت پر نہیں ہیں۔ اس لیے اُن کے لیے ہدایت کی دعا کی جارہی ہے۔

نیز مولانا موصوف ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

''ایسے ظالموں کو جلد توبہ کرلینی چاہیے، ورنہ ذکر اللہ کی مخالفت کا وبال اُن پر پڑے گا۔''

[ماہنامہ زکریا، اکتوبر، نومبر ۲۰۱۶ء، ص:۱۱]

یعنی ایسے لوگ ''ظالم'' بھی ہیں۔ اور فقط ہزاروی صاحب کی پسندیدہ صورت کو بدعت کہنے کی وجہ سے مطلقاً ''ذکر اللہ'' کے ہی مخالف بھی قرار پائے ہیں۔ اور اس کے وبال کے مستحق ہیں۔ سبحان اللہ!!

مولانا ہزاروی موصوف کے اِن ڈرون حملوں کا رُخ ہم یقیناً غیر مقلدیت، مماتیت، مودودیت اور دیگر منکرین ذکر اور دشمنان مجالس ذکر کی طرف موڑ دیتے اگر ہزاروی صاحب نے خود ہی صراحتاً اپنے اِن جملوں کا رُخ اکابر اہل سنت دیوبند کی طرف نہ کردیا ہوتا۔ چنانچہ وہ خود ہی ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ:

''افسوس ہے کہ بعض لوگ اپنے کو حضرت مدنی رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور مجالس ذکر کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور نعوذ باللہ اس کو بدعت قرار دیتے ہیں۔''

[ماہنامہ زکریا: ۲۲، مارچ ۲۰۱۷ء]

ظاہر بات ہے کہ اپنے آپ کو حضرت مدنی رحمہ اللہ کی طرف نہ غیر مقلدین منسوب کرتے ہیں نہ مودودی۔ اور مماتی بھی بوجہ بغض حضرت مدنی رحمہ اللہ کا نام لینا پسند نہیں کرتے۔ لہٰذا یہ بات یقینی ہے کہ مولانا ہزاروی کی توپ کا رُخ اکابر اہل سنت علمائے دیوبند کی طرف ہی

ہے۔ اور ہماری معلومات کے مطابق حضرت مدنی رحمہ اللہ کے نام لیواؤں میں ''ذکر اللہ کا منکر'' کوئی بھی نہیں ہے۔ اور نہ ہی ہوسکتا ہے۔ لہٰذا یہ بات طے ہے کہ مولانا ہزاروی نے مجالس ذکر میں اپنی اختیار کردہ صورت کے منکرین کو ہی ''ذکر کا منکر'' قرار دیا ہے۔ جو خالصتاً ''بریلویانہ'' طرزِ عمل ہے۔ اور مولانا کے مزاج کو آشکارا کر رہا ہے۔

نیز ہزاروی توپ خانے کا رُخ بطورِ خاص ہمارے مرشد شیخ العرب والعجم حضرت مدنی ؒ کے تلمیذ رشید وخلیفہ مجاز، تحریک خدام اہل سنت کے بانی، قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کے پیروکاروں کی طرف ہے، اور اِس کی زد میں خود حضرت قائد اہل سنت بھی آ رہے ہیں، کیونکہ بات بات پر حضرت مدنی رحمہ اللہ کا حوالہ دینا اُنہی کی مبارک عادت تھی۔ اور مجالس ذکر میں ہزاروی صاحب کی اختیار کردہ صورت کو اُنہوں نے بھی بدعت فرمایا تھا۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:

۱۔ ''میں نے مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی خطیب جامع مسجد صدیق اکبر چوہڑ راولپنڈی کی لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ مجلس ذکر کی کیسٹ سنی ہے۔ مجلس ذکر کے اشتہارات شائع ہوتے ہیں اور لوگوں کو بلا بلا کر مجلس ذکر میں شامل کیا جاتا ہے۔ حالانکہ کسی مستحب عبادت کے لیے (تداعی) لوگوں کو بلانا جائز نہیں۔ [ملاحظہ ہو۔ براہین قاطعہ]

(ماہنامہ حق چار یار، حضرت جہلمی نمبر:۷۸)

اور حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ اکابر اہل سنت حضرت گنگوہی، حضرت تھانویؒ، حضرت مدنیؒ کے ہاں ایسی مجالس قطعاً نہیں تھیں۔ چنانچہ مزید لکھتے ہیں:

۲۔ ''اکابر اہل سنت دیو بند: قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین مدنی قدس اللہ اسرارہم نے کبھی اجتماعی طور پر ذکر جہر کی مجالس منعقد نہیں کیں اور نہ ہی ان کے خلفاء نے ایسی مجالس کرائی ہیں۔''

۳۔ ''بہرحال مروجہ مجالس ذکر بوجہ تداعی عام وغیرہ کے بدعت ہیں۔'' [جہلمی نمبر:۸۰]

اِس لیے ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ مولانا ہزاروی صاحب نے عموماً اکابر سنت

علمائے دیوبند پر اور خصوصاً حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ پر جارحیت کی ہے۔ اِس کے جواب میں ہم بھی مولانا ہزاروی صاحب، جناب صوفی اقبال صاحب اور اُن کے مقتدا و پیشوا جناب محمد بن علوی مالکی صاحب پر یہی جملے کسنے کا حق رکھتے ہیں ۔

کیونکر نہ دِل جلوں کی زباں پر فغاں نہ ہو ممکن نہیں کہ آگ لگے اور دھواں نہ ہو

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی نے تو اِن جملوں سے خصوصی طور پر حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے متبعین اور پیروکاروں کو نشانہ بنایا ہے، لیکن دیکھا جائے تو عظیم صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے لے کر حکیم العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمہ اللہ تک چودہ سوسالہ اکابر واسلاف بھی مولانا ہزاروی کے اِن الفاظ کی زد میں آرہے ہیں۔ ہم طوالت کے خوف سے اکابر امت میں سے صرف دو شخصیات کا حوالہ دینا چاہیں گے، تاکہ ہمارا دعویٰ دلیل کے ساتھ واضح ہو جائے کہ واقعتہً اکابر امت نے مجالس ذکر کی مروجہ بعض صورتوں کو بدعت قرار دیا ہے، جن میں ہزاروی صاحب کی اختیار کردہ صورت بھی شامل ہے۔

جن دو شخصیات کا حوالہ ہم دینا چاہتے ہیں اُن میں ایک حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کے مرشد برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ ہیں اور دوسرے ہمارے زمانہ کے علماء کے سرخیل امام اہل سنت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ۔ ہم کوشش کریں گے کہ دونوں بزرگوں کے حوالہ جات انتہائی اختصار کے ساتھ نقل کریں، کیونکہ دونوں بزرگوں کے تفصیلی حوالہ جات ''صفدر'' (کے شمارہ ۷۳/اور ۷۶) میں نقل ہو چکے ہیں۔

برکۃ العصر، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''دل تو بہت چاہتا ہے کہ یہ سلسلہ کسی طرح جاری ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ شانہ مدد فرمائے۔ اور خدا کرے کہ آپ کے ہی ذریعہ یہ سلسلہ چلے۔ اس کا لحاظ ضروری ہے کہ بدعتی صورت پیدا نہ ہو مثلاً یہ کہ ایک حلقہ میں سب کا ذکر نہ ہو، علیحدہ علیحدہ نشستیں تجویز کریں۔

[تربیت السالکین:۱۵۷]

معلوم ہوا کہ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے نزدیک ایک حلقہ میں، یعنی آواز ملا کر ذکر

کرنا بدعت ہے۔ جبکہ مولانا ہزاروی کے ہاں یہی صورت رائج ہے۔ اور اِسی صورت کو جائز قرار دینے اور اِس کے مخالفین کو لتاڑنے کے لیے وہ انتہائی جذباتیت اور شدت پسندی کا مظاہرہ فرماتے رہتے ہیں۔

اور امام اہل سنت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اپنی مشہور زمانہ کتاب میں تحریر فرماتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ جماعتی شکل میں مسجد کے اندر بلند آواز سے ذکر کرنا اور درود شریف پڑھنا بقول حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بدعت ہے۔ اور انہوں نے بدعتیوں کی اس جماعت کو مسجد سے نکال دیا تھا۔'' [حکم الذکر بالجہر:۱۴۲]

ان حوالہ جات سے واضح ہوا کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ، امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اور قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ مجالس ذکر میں مولانا ہزاروی کی اختیار کردہ صورت کو بدعت قرار دے رہے ہیں۔ اَب مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب فرمائیں کہ:

۱......کیا یہ حضرات ''ناخلف'' ہیں؟

۲......کیا اِن کا یہ عمل 'شیطانی اثر' کا نتیجہ ہے؟

۳......کیا اِن کی یہ کاوش ''شر'' ہے؟

۴......کیا یہ ہدایت پر نہیں تھے؟

۵......کیا یہ ''ظالم'' ہیں؟

۶......کیا یہ ''ذکر اللہ کے ہی مخالف'' ہیں؟

۷......اپنے اِس عمل سے توبہ کیے بغیر یہ حضرات دنیا سے چلے گئے، کیا اِن کی عاقبت برباد ہو چکی ہے؟

۸......کیا ذکر اللہ کی مخالفت کا وبال اِن پر پڑ رہا ہے۔!؟

سبھی مجھ سے یہ کہتے ہیں، نظر نیچی یہ رکھ اپنی　　کوئی اُن سے نہیں کہتا، نہ نکلو! یوں عیاں ہو کر

(شائع شدہ مجلّہ صفدر، شمارہ: ۸۰/ اکتوبر ۲۰۱۷ء)

☆......☆......☆......☆

خادم اہل سنت عبدالرحیم چاریاری

رسالہ ''الارشاد'' اور ''ذکر کے حلقے'' نامی کتاب میں خیانتیں

قائد اہل سنت وکیل صحابہ مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کا دعویٰ اور اس کا ثبوت

حضرت مولانا نثار احمد حسینی صاحب سے ہماری پرانی شناسائی ہے، غیر مقلدیت ومماتیت کے رد اور تعاقب میں وہ پیش پیش رہتے ہیں لیکن صوفی محمد اقبال صاحب کے زیر اثر وہ بعض بدعات کی ترویج میں بھی کوشاں ہیں، اور اس کے لیے افسوسناک حد تک جا پہنچے ہیں۔ اسی وجہ سے شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ نے مولانا نثار صاحب سے خلافت سلب فرمالی تھی۔ دیکھیے تحفظ عقائد اہل سنت طبع دوم۔

مجلّہ صفدر کے گزشتہ شماروں میں مولانا نثار احمد کی ناانصافیوں کے کئی ثبوت پیش کیے جاچکے ہیں۔ جن میں اُن کے ہاتھ سے لکھی گئی تحریرات کے عکسی حوالہ جات بھی شامل ہیں۔ [دیکھیے صفدر: ۳۰۷]

نیز مولانا نثار صاحب کے: ''نااِنصاف'' ہونے کی بات صرف ہماری ذاتی رائے اور محض الزام نہیں بلکہ ایک حقیقتِ واقعہ ہے، جس کا اقرار دیگر حضرات اکابر وعلماء نے بھی کیا ہے۔

مولانا نثار حسینی کی خیانت کی گواہی، حضرت مدنی رحمہ اللہ کے خلیفہ کی زبانی:

چنانچہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز مرشدی قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ، مولانا نثار الحسینی کے بارے میں لکھتے ہیں:

> جریدہ ''الارشاد'' (اٹک) حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں شائع ہوتا ہے۔ حضرت قاضی صاحبؒ حضرت لاہوریؒ کے خلیفہ ارشد تھے۔ اب حافظ نثار احمد الحسینی ساکن حضرو ''الارشاد'' کے مدیر ہیں اور مروجہ مجالس ذکر کی نشر واشاعت گویا اُن کا اوڑھنا بچھونا ہے۔

اُنہوں نے ''الارشاد'' [نومبر و دسمبر ۱۹۹۷ء] میں ایک مفصل مضمون بعنوان: ''مجالس ذکر ایک علمی اور تحقیقی جائزہ'' شائع کیا ہے اور انہوں نے یہ مضمون خدام الدین وغیرہ دوسرے رسائل میں بھی شائع کرایا ہے۔ اس مضمون میں انہوں نے اپنی کم علمی اور کم فہمی کی وجہ سے غلط استدلالات پیش کیے ہیں۔ اور بعض حوالہ جات پیش کرنے میں خیانت بھی کی ہے۔ کاش کہ وہ یہ مضمون نہ لکھتے اور جو دماغ اور وقت اُنہوں نے اِس میں صرف کیا ہے اور بطور ایک مشن وہ محنت کررہے ہیں اِتنا وقت وہ اپنی اصلاح میں لگاتے تو کچھ کام بن جاتا۔''

[ماہنامہ حق چار یار، جہلمی نمبر، جولائی ۱۹۹۸...... تحفظ عقائد اہل سنت: ۱۳/۷]

اور یہ تحریر حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی اپنی تحریر ہے، جس کا اقرار مولانا نثار احمد حسینی صاحب نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب قدس سرہ نے احقر کے ایک مضمون ''مجالس ذکر: ایک علمی و تحقیقی جائزہ'' از: ماہنامہ ''الارشاد'' اٹک۔ بابت رجب، شعبان ۱۴۱۸ھ/ نومبر، دسمبر ۱۹۹۷ء ٹریکٹ نمبر ۶، ۷ پر گرفت فرماتے ہوئے ..... احقر کے متعلق لکھا ہے: اپنی کم علمی اور کم فہمی کی وجہ سے غلط استدلال پیش کیے ہیں اور بعض حوالہ جات پیش کرنے میں خیانت بھی کی ہے۔'' [مکتوب نثار بنام حافظ عبدالوحید حنفی صاحب، مطبوعہ، آفتاب سنت: ۳۱]

حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی اِس تحریر سے معلوم ہوا کہ مولانا نثار احمد حسینی صاحب نے ''بعض حوالہ جات پیش کرنے میں خیانت سے کام لیا۔'' ظاہر بات ہے کہ حضرت مدنی رحمہ اللہ جیسی شخصیت کا اتنا عظیم خلیفہ اور اہل سنت کا قائد بلا تحقیق تو نہیں لکھ سکتا، ضرور اُنہوں نے مولانا نثار صاحب کی خیانتیں ملاحظہ کرنے کے بعد ہی یہ تبصرہ فرمایا ہے۔ حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے علم و تقوی پر اعتماد کرنے والوں کے لیے تو اُن کی تحریر ہی کافی ہے۔ لہٰذا ہمیں حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی تحریر کی بنا پر اِس بات کا سو فیصد یقین ہے کہ مولانا نثار صاحب نے اپنے مذکوہ بالا مضمون میں بھی خیانت سے کام لیا ہے۔ اور اپنے ذاتی مشاہدات اور تجربات کی بنا پر ہم یہ کہنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے کہ مولانا نثار حسینی نے اپنی بیشتر تحریرات میں خیانت سے کام لیا ہے۔

کس قدر دُشواریوں کا وقت ہے — دیکھنا مکاریوں کا وقت ہے
رقص ہے ابلیس کی تہذیب کا — اس سے بے زاریوں کا وقت ہے
سازشیں ہی سازشیں ہیں ہر جگہ — سنیّو! بیداریوں کا وقت ہے

مولانا نثار احمد ہماری آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتے ہیں:

لیکن چونکہ مولانا نثار احمد صاحب کو حضرت قائد اہل سنت پر اعتماد نہیں اور وہ عوام و خواص کی آنکھوں میں دھول بھی جھونکنا چاہتے ہیں، اِس لیے وہ اپنی خیانت کو تسلیم کرنے کے بجائے اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ مرشدی حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے دیرینہ رفیق حافظ عبدالوحید حنفی صاحب کے نام اپنے مکتوب میں مولانا نثار صاحب لکھتے ہیں:

''گزارش ہے کہ میرے مضمون متعلقہ ''الارشاد'' اٹک میں جو غلط استدلال پیش کیے گئے اور حوالہ جات میں جو خیانت ہے وہ واضح کی جائے۔'' [آفتاب سنت:۳۱]

قارئین جانتے ہیں کہ مغالطہ اور فریب بالآخر واضح ہو کر رہتا ہے۔ اور خصوصاً جب وہ دینی معاملات میں ہو۔ کیونکہ دین کی حفاظت اللہ پاک نے کرنی ہے، لہٰذا اللہ پاک ہر پہلو سے اُس کی مکمل حفاظت کا کوئی نہ کوئی انتظام ضرور فرما دیتے ہیں۔ اِس لیے مولانا نثار احمد کی تمام تر احتیاطی تدابیر کے باوجود اُن کی نا انصافیوں کا پردہ چاک ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ہماری مولانا نثار صاحب سے مخلصانہ گزارش ہے کہ وہ عناد و تعصب اور ہیرا پھیری کا راستہ ترک کرتے ہوئے سابقہ کوتاہیوں سے توبہ کر کے ان کی مکمل تلافی فرمائیں۔ اور اپنی زندگی کے بقیہ ایام ضمیر کے بوجھ سے آزاد ہو کر اطمینان اور سکون سے گزاریں۔

''الارشاد'' کے مضمون میں مولانا نثار صاحب کی خیانتیں:

ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ مولانا نثار احمد صاحب کی ''کم علمی، کم فہمی اور خیانت'' کے بارے میں ہم ان شاء اللہ ایک مستقل تحریر قارئین کے سامنے لائیں گے۔ تاکہ حقیقتِ حال واضح ہو۔ سردست ہم مولانا نثار صاحب کے مضمون متعلقہ ''الارشاد'' میں اُن کی کم علمی و کم فہمی کی صرف ایک مثال اور مضمون میں موجود خیانات میں سے فقط تین طرح کی خیانتوں سے پردہ اُٹھاتے ہیں جو ایک استفتاء اور اس کے جوابات سے متعلق ہیں۔ (۱)......پہلی خیانت استفتاء لکھنے میں، (۲)......دوسری خیانت استفتاء نقل نہ کرنے کی (۳)......اور تیسری قسم کی خیانت جوابات میں قطع و برید کی ہے۔

مولانا نثار صاحب کی کم علمی و کم فہمی کی مثال:

مولانا نثار صاحب اپنے مضمون میں لکھتے ہیں: ''تعلیم و تعلم کی تداعی آثارِ صحابہ سے

ثابت ہے تو ذکر اللہ کی تداعی بھی اسی طرح ثابت بالسنہ سمجھی جائے گی۔'' [الارشاد: ۵۰] یہاں مولانا موصوف نے ذکر اللہ کو تعلیم و تعلم پر قیاس کیا ہے، حالانکہ یہ اُن کی کم علمی اور کم فہمی کی دلیل ہے۔ ذکر اللہ لازمی عبادت ہے اور تعلیم و تعلم متعدی عبادت ہے۔ (یعنی تعلیم دوسروں تک فائدہ پہنچانے کے لیے ہے، جبکہ نفس ذکر اللہ اپنی ذات کے فائدے کے لیے ہے۔) اور لازمی عبادت کو متعدی عبادت پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

یاد رہے کہ: ذکر اللہ کے فضائل بیان کرنا، اور ذکر کی تعلیم دینا تو متعدی عبادت ہے۔ لیکن نفس ذکر لازمی عبادت ہے۔ اہل علم دونوں کے فرق کو بخوبی جانتے ہیں۔ ذکر کے فضائل بیان کرنے، فضائل درود شریف بیان کرنے کے لیے تداعی مستحب ہے۔ لیکن نفس درود شریف اور نفس ذکر کے لیے تداعی مستحب نہیں۔ دونوں میں فرق ہے۔ لہٰذا مولانا نثار صاحب کا نفس ذکر کو تعلیم پر قیاس کرنا غلط ہے۔

(۱)......استفتاء میں خیانت:

اہل علم و عقل جانتے ہیں کہ فتوے کا اُصول یہ ہے کہ مفتی، مستفتی کی طرف سے پوچھی گئی صورت کے مطابق جواب دیا کرتا ہے۔ استفتاء میں مذکور صورت حقیقتِ حال کے مطابق ہے یا نہیں، واقعہ کے مطابق ہے یا خلاف واقعہ ہے، اس سے مفتی کو سروکار نہیں ہوتا۔ نہ ہی وہ ہر استفتاء میں درج صورت کی تحقیق کرنے کا پابند ہوتا ہے۔ ہاں اتفاقاً اُسے معلوم ہو کہ استفتاء میں درج صورت خلافِ واقعہ ہے تو الگ بات ہے، ورنہ اگر مفتی کو اس کا علم نہ ہو تو استفتاء کی تمام تر ذمہ داری مستفتی اور سائل پر عائد ہوتی ہے۔ مفتی کا کام مذکورہ صورت کا شرعی جواب دینا ہوتا ہے۔

مولانا نثار احمد حسینی صاحب نے ''مروجہ مجالس ذکر'' کے حوالے سے ایک استفتاء اپنے قلم سے تحریر کیا تھا، جس میں سائل کا نام ''عبدالرحمٰن حضروی'' درج کیا تھا۔ (اس کا عکس شامل اشاعت ہے) استفتاء درج ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت حضرت اقدس..........صاحب دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ: ہفتہ/عشرہ میں چند آدمی ذِکر یا درود شریف کے لیے جمع ہو جاتے ہیں، اِس مجلس میں درج ذیل اُمور کا پابندی سے لحاظ رکھا جاتا ہے۔

ا۔تعین یوم مخصوص کا التزام نہیں کیا جاتا۔ بلکہ ایام مخصوصہ میں کرنے اور باقی اوقات میں نہ کرنے کی نفی کی جاتی ہے۔اور برا سمجھا جاتا ہے۔

۲۔التزام نہ عقیدۃً ہوتا ہے نہ عملاً، بلکہ اس مجلس میں ہی التزام کی نفی کی جاتی ہے۔

۳۔التزام کی عملاً نفی ظاہر کرنے کے لیے کبھی چھوڑ بھی دیا جاتا ہے۔یا کسی غیر مقررہ وقت کر لیتے ہیں۔

۴۔دنیاوی مصلحت کے لیے کبھی کسی دن کو مقرر کر لیا جاتا ہے، مثلاً: مدرسہ کی تعطیل یا متعلقین کی ذاتی مصروفیات سے فراغت کا دِن جیسا کہ ہمارے ہاں مدارس کا نصاب اور نظام الاقات وغیرہ۔

اِس مصلحت کو دینی مصلحت نہیں سمجھا جاتا بلکہ دنیاوی مصلحت ہی سمجھا جاتا ہے۔اور دینی مصلحت سمجھنے کی باقاعدہ تردید کی جاتی ہے۔

۵۔انفرادی عمل کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اجتماعی عمل فرض واجب نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ فقط درجہ استحباب میں انفرادی عمل کے سکھانے یا ترغیب دینے کے لیے کیا جاتا ہے۔جیسا کہ ہمارے اکابر مثلاً: امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مفتی محمد حسنؒ جامعہ اشرفیہ کے ہاں مجلس ذکر وغیرہ، برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ کے ہاں مجلس ذکر اور مجلس درود شریف اور دارالعلوم دیوبند میں ختم خواجگان وغیرہ التزاماً نہیں بلکہ اہتماماً کیا جاتا رہا ہے۔

ایسی مجلس اور اس میں شرکت کا از روئے قرآن وسنت کیا حکم ہے؟ بینو وتوجروا

والسلام......عبدالرحمٰن حضروی"

مروجہ مجالس ذکر کے بارے میں مولانا نثار کا موقف:

مروجہ مجالس ذکر کے بارے میں مولانا نثار احمد حسینی صاحب کا موقف یہ ہے کہ:

ا......مجلس ذکر مقصودی عبادت ہے۔یعنی کم از کم مستحب ضرور ہے۔

چنانچہ لکھتے ہیں:

"مجلس ذکر سنت غیر مؤکدہ یعنی مستحب عمل ہے۔" [الارشاد:۴۸]......"ذکرِ حلقہ یعنی مجلس کی صورت میں ذکر اللہ قرآن پاک سے ثابت اور جائز ہے۔" [الارشاد:۲۲]

۲......مجلس ذکر کے لیے تداعی بھی سنت ہے۔

چنانچہ لکھتے ہیں:

’’تعلیم و تعلم کی تداعی آثارِ صحابہ سے ثابت ہے تو ذکر اللہ کی تداعی بھی اسی طرح ثابت بالسنہ سمجھی جائے گی۔‘‘ [الارشاد: ۵۰]...... ’’مجالس ذکر اللہ کی دعوت دینا سنت ہے۔‘‘ [الارشاد:۲۲] ...... ’’تین سے زیادہ حضرات ذکر کے لیے دعوت کے ساتھ مجلس کا انعقاد کر سکتے ہیں۔‘‘ [الارشاد:۲۳]

۳...... اکابر اہل سنت ہر دور میں مجالس ذکر کا انعقاد اِسی طرح فرماتے رہے، جس طرح مروجہ مجالس ذکر ہیں۔

چنانچہ لکھتے ہیں:

’’اکابرین امت نے ہر دور میں مجالس ذکر کا قولاً فعلاً اہتمام فرمایا۔‘‘ [ص:۳۰]

۴...... خصوصاً اکابر اہل سنت دیوبند اہتمام کے ساتھ مجالس ذکر کا انعقاد فرماتے رہے ہیں۔

چنانچہ لکھتے ہیں:

’’اکابر دیوبند میں سے ہر ایک نے اپنے مشائخ سے ذکر سیکھا اور سکھایا۔ ذکر اللہ کے التزام کے ساتھ ان حضرات نے مجالس ذکر کا بھی اہتمام فرمایا۔‘‘ [الارشاد:۳۲]...... ’’دارالعلوم دیوبند میں ......روزانہ فجر کی نماز کے بعد مجلس ذکر کا اہتمام ہوتا۔‘‘ [الارشاد:۳۸]

مولانا نثار صاحب کی نمایاں خیانت:

مولانا نثار احمد صاحب کی اپنی تحریرات سے معلوم ہوا کہ اُن کے نزدیک مروجہ مجالس ذکر:

۱۔سنت غیر مؤکدہ ہیں۔ ۲۔ان کے لیے تداعی بھی سنت ہے۔

۳۔اکابر اہل سنت ہر دور میں ان کا انعقاد کرتے رہے۔

۴۔اکابر دیوبند نے بھی ان مجالس کا اہتمام فرمایا۔

لیکن اپنی تائید کے لیے انہوں نے جو فتوے حاصل کیے، اُن کے استفتاء میں اِن اُمور کی صراحت نہیں کی، بلکہ وہاں تو یہ لکھا کہ:

۱۔مجلس میں ہی التزام کی نفی کی جاتی ہے۔ ۲۔کبھی چھوڑ بھی دیا جاتا ہے۔

۳۔انفرادی عمل کو ترجیح دی جاتی ہے۔

۴۔اجتماعی عمل' فقط انفرادی عمل کے سکھانے (تعلیماً) یا ترغیب دینے کے لیے کیا جاتا ہے۔

تو اِس سے مولانا نثار صاحب کی خیانت معلوم ہوئی کہ:

مولانا نثار صاحب کا اپنا موقف تو یہ ہے کہ: اجتماعی عمل سنت ہے یعنی مقصود ہے۔ لیکن استفتاء میں انہوں نے لکھا ہے کہ: اجتماعی عمل فقط تعلیم یا ترغیب کے لیے ہے۔ گویا مقصود نہیں۔

نیز استفتاء میں لکھا ہے کہ: انفرادی عمل کو ترجیح دی جاتی ہے۔ حالانکہ مولانا نثار صاحب کے بیسوں صفحات کے مضمون کا سارا زور اجتماعی عمل کی تاکید و ترجیح کے لیے ہے۔

استفتاء میں لکھا ہے کہ کبھی چھوڑ بھی دیا جاتا ہے۔ لیکن عملاً اُن کے ہاں ایسا نہیں ہے۔

استفتاء میں لکھا ہے کہ مجلس میں ہی التزام کی نفی کی جاتی ہے، حالانکہ ان کے حلقہ میں تو مجالس کی نفی کرنے والے کو ''ناخلف'' اور ''شیطانی اثر والا'' کہا جاتا ہے۔ اس کی ''عاقبت برباد'' ہونے کے فیصلے صادر کیے جاتے ہیں۔ اسے ''ظالم'' اور ''ذکر اللہ کا مخالف'' گردانا جاتا ہے۔

[دیکھیے ماہنامہ زکریا، اپریل ۲۰۱۷]

مولانا نثار کا موقف تو یہ ہے کہ ''تداعی سنت ہے۔'' مگر استفتاء میں تداعی کا کوئی تذکرہ ہی نہیں۔

مولانا نثار صاحب کے مضمون اور اُن کے اپنے ہاتھ سے لکھے گئے استفتاء کی عبارات اُن کے مغالطے اور خیانت کو روزِ روشن کی طرح نمایاں کر رہی ہیں۔ مگر چونکہ مولانا نثار صاحب بہت سے حضرات سے خلافتیں حاصل کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں، اِس لیے اتنی ساری خیانتوں کے باوجود اُن کے 'تقوے' میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور وہ بدستور ''صاحبِ نسبت'' کہلائے جاتے ہیں۔ اَب اِس پر ہم کوئی تبصرہ کریں تو ''صاحبِ نسبت کی مخالفت کے وبال'' کا فیصلہ ہمارے بارے میں صادر ہو جائے گا۔

مولانا نثار کے استفتاء کے تمام جوابات تعلیمی مجالس ذکر کے بارے میں ہیں:

البتہ اتنی بات ہم قارئین پر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ چونکہ اِس استفتاء میں مولانا نثار صاحب نے ''تعلیم'' کی شرط لگائی ہے۔ اور انفرادی عمل کو ترجیح دینے کا اقرار کیا ہے۔ اِسی طرح کبھی کبھی چھوڑ دینے کا بھی لکھا ہے۔ اور تداعی کا بھی کوئی تذکرہ نہیں کیا۔ اِس لیے اِس استفتاء کے جواب میں موصول ہونے والے تمام فتاویٰ جات کا ''مروجہ مجالس ذکر'' سے کوئی تعلق نہیں۔ جن کو مقصود سمجھ کر کیا جاتا ہے۔ نہ ہی مولانا نثار صاحب کی اختیار کردہ مجالس کے لیے اِن فتاویٰ جات

سے استدلال کرنا درست ہے۔ بلکہ ایسا کرنا بڑی خیانت ہے۔جیسا کہ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کے نام سے شائع ہونے والی تازہ کتاب ''ذکر اللہ کے حلقے'' میں خیانت کرتے ہوئے اِن فتاویٰ جات سے مروجہ مجالس ذکر پر استدلال کی کوشش کی گئی ہے۔[ذکر اللہ کے حلقے:۴۰۴]

مولانا نثار صاحب کی طرف سے استفتاء میں متعدد شرائط درج کرنے کے باوجود بعض فتاویٰ کے جواب میں بھی شرائط کا تذکرہ ہے۔جیسا کہ دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم کراچی، مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ اور جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے فتاویٰ میں۔ باقی فتاوی اگلے صفحات میں آرہے ہیں، چند فتوے یہاں ملاحظہ فرمائیں۔مولانا نثار صاحب کے اس استفتاء کے جواب میں موصول ہونے والے فتاویٰ میں سے نو(۹)عدد فتاویٰ اُنہوں نے اپنے ''الارشاد'' والے مضمون میں نقل کیے ہیں۔جن میں

۱......مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ
۲......دارالعلوم دیوبند
۳......جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
۴......جامعہ دارالعلوم کراچی
۵......جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی
۶......جامعہ خیر المدارس ملتان
۷......شیخ الحدیث مولانا محمد حسن جان رحمہ اللہ
۸......دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
۹......مولانا مفتی شیر محمد علوی، جامعہ اشرفیہ لاہور

کے فتاویٰ شامل ہیں۔ (بحمد اللہ اصل فتاویٰ کی فوٹو کاپیاں ہمیں دستیاب ہوگئی ہیں۔)

ملاحظہ ہوں!

۱۔جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کا جواب:

''صورتِ مسئولہ میں اگر کسی بھی غیر ثابت تاریخ، دن، ہفتہ، عدد وغیرہ کی تعیین اپنی طرف سے لازم نہ کی جائے اور اس کو شرعی حکم قرار نہ دیا جائے تو جائز ہے۔فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

ابوعرباض محمد اقبال عفی المقال......دارالافتاء مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ......

نائب مفتی مدرسہ نصرۃ العلوم......۲۴/ذیقعدہ ۱۴۱۵ھ۔۲۵/اپریل ۱۹۹۵ء''

یہاں صراحت ہے کہ:''اس کو شرعی حکم قرار نہ دیا جائے۔'' جبکہ مولانا نثار صاحب تو مجلس اور تداعی دونوں کو'سنت' قرار دیتے ہیں۔اور ظاہر ہے کہ سنت شرعی حکم ہی ہوتا ہے۔لہٰذا یہ فتویٰ بھی اُن کے لیے مفید نہیں۔اسی طرح باقی فتاویٰ بھی۔ چنانچہ جامعہ اشرفیہ کا فتویٰ ملاحظہ ہو!

۲۔جامعہ اشرفیہ لاہور کا جواب:

اگر ان مذکورہ فی السوال اُمور کا لحاظ رکھا جاتا ہے اور اس مجلس میں شریک نہ ہونے والے کوملامت بھی نہیں کیا جاتا تو اس مجلس میں شرکت جائز ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: شیر محمد علوی، خادم: دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور......۲رشعبان ۱۴۱۵ھ

''امور مذکورہ فی السوال'' وہی ہیں جو استفتاء میں گزر چکے ہیں۔کہ تعلیم کے لیے ہو وغیرہ۔لہٰذا اِس فتوے سے بھی مروجہ مجالس ذکر پر استدلال کرنا درست نہیں۔

۳۔شیخ الحدیث مولانا محمد حسن جان شہید رحمہ اللہ کا جواب:

''مذکورہ صورت جائز اور مستحسن ہے۔فقط: محمد حسن جان......۱۴۱۶/۵/۱۶ھ''

''مذکورہ صورت'' سے مراد استفتاء میں مذکورہ صورت ہے۔جس کی مولانا نثار صاحب کسی کوہوا بھی نہیں لگنے دینا چاہتے۔ورنہ اُن کے غبارے کی ہوا نکل جائے گی۔

۴۔شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید رحمہ اللہ کا جواب:

''یہ اجتماع بلا شک وشبہ جائز ہے۔یہ تخصیص نہیں ہے۔یہ تحول ہے جیسا کہ (حضرت) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تذکیر میں تحول کرتے تھے یا مدارس میں تعلیم کی جاتی ہے اور جمعہ کے دن نہیں کی جاتی۔

محمد فرید، دارالافتاء دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، ضلع نوشہرہ''

''یہ اجتماع'' سے مراد بھی استفتاء میں درج شرائط والا اجتماع ہے۔

خلاصہ یہ کہ اِس استفتاء اور اس کے جوابات کا، مولانا نثار احمد صاحب یا مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب کی اختیار کردہ ''مروجہ مجالس ذکر'' کے ساتھ کوئی واسطہ اور تعلق نہیں۔

(۲)......استفتاء درج نہ کرنے کی خیانت:

استفتاء لکھنے میں تو مولانا نثار صاحب سے جس قدر خیانتیں ہوسکتی تھیں، اُنہوں نے کیں، مگر شاید اَبھی جی نہیں بھرا تھا یا خیانت کا حق ادا نہیں ہوا تھا، لہٰذا مزید خیانت یہ کی کہ اپنے مضمون میں یہ استفتاء درج ہی نہیں کیا۔چنانچہ الارشاد [ص:۳۹] پر دیکھا جاسکتا ہے کہ: مولانا نثار صاحب نے ''مجالس ذکر پر عصر حاضر کے مفتیان کرام اور علماء محققین کی رائے'' کا عنوان قائم

کر کے استفتاء نقل کیے بغیر جوابات درج کر دیئے۔ حالانکہ جب تک استفتاء سامنے نہ ہو، کیسے فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ کس سوال کا جواب ہے۔ اور کون سی صورت کا شرعی حکم ہے؟

مولانا ہزاروی بھی اس خیانت میں شامل ہیں:

یاد رہے کہ استفتاء نقل نہ کرنے کی خیانت کو بھول چوک یا بلا ارادہ ''اشاعت سے رہ جانے'' کا عذر نہ کیا جائے، جیسا کہ مولانا نثار صاحب نے کہہ دیا کہ ''استفتاء چھپنے سے رہ گیا تھا۔'' کیونکہ اِس استفتاء کا جواب مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کے نام سے طبع ہونے والی تازہ کتاب (مطبوعہ مارچ ۲۰۱۹ء) میں بھی موجود ہے، مگر استفتاء وہاں بھی نقل نہیں کیا گیا۔ حالانکہ اسی کتاب میں دیگر فتاویٰ جات کے استفتاء بھی ان کے ہمراہ ہیں۔ [دیکھیے کتاب: ذکر اللہ کے حلقے: ۴۰۳] اگر تو مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کو اِس صورت حال کا علم ہے تو اِس خیانت میں مولانا نثار صاحب کے ساتھ وہ بھی شریک ہیں۔ اور اگر اُن کو علم نہیں تو کیا وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے کہ جس سے کتاب لکھوائی، اُس سے اتنا ہی پوچھ لیتے کہ باقی فتاویٰ جات کے سوال نامے بھی ساتھ ہیں، اِس فتوے کا سوال نامہ کیوں نہیں نقل کیا!؟

اِسی خیانت کی ایک اور مثال:

اسی طرح کی خیانت مولانا نثار احمد اور مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب نے ''قضیہ کا خاتمہ'' میں بھی کی ہے، مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب نے حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ کو خط لکھا، جواب میں جو کچھ حضرتؒ نے تحریر فرمایا، وہ حضرت کی زندگی میں شائع نہیں کیا۔ حالانکہ اس کے بعد کئی سال حضرتؒ حیات رہے۔ حضرت کی وفات کے چند سال بعد وہ جواب شائع کیا، مگر جو خط لکھا تھا وہ شائع نہیں کیا۔ ظاہر بات ہے محض جواب سے حقیقتِ حال کیسے معلوم ہو سکتی ہے؟ بہر حال یہ اِس گروہ کی خیانت کا ایک طریقہ ہے۔

اور مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی جب تک مولانا نثار صاحب کے کہنے پر چلتے رہیں گے، مولانا نثار صاحب اِس طرح کے کارنامے اپنے اور اُن کے نام سے سرانجام دیتے رہیں گے۔ اور دونوں حضرات اس کے نتائج بھگتتے رہیں گے۔

(۳)......استفتاء کے جوابات میں قطع و برید:

تیسری قسم کی بڑی خیانت جو استفتاء کے حوالے سے مولانا نثار صاحب نے بڑی محنت

سے اپنے مضمون میں سرانجام دی، وہ فتاویٰ جات کے نقل کرنے میں قطع و برید کی خیانت ہے۔

ا۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کا جواب نقل کرنے میں خیانت:

چنانچہ مولانا نثار کے استفتاء کے جواب میں شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ج: ان اُمور کی رعایت کرتے ہوئے یہ اجتماع جائز اور اس میں شرکت درست ہے۔
اکابر کے یہاں جو مل کر ذکر کرنے کا معمول تھا یا ہے، اس کا مقصد مبتدیوں میں ذکر سے لگاؤ پیدا کرنا ہے، ورنہ اپنا اپنا ذکر تو تنہائی میں ہی کیا جاتا ہے۔
اور جو امور کہ حضرات مشائخ بطورِ علاج تجویز فرماتے ہیں، ان کی حیثیت علاج ہی کی ہوتی ہے۔ شرعی عبادات کی نہیں ہوتی۔ اس لیے اس کو بدعت نہیں کہا جاتا۔ واللہ اعلم محمد یوسف عفا اللہ عنہ"

جبکہ مولانا نثار صاحب نے صرف اتنا جواب نقل کیا:

"یہ اجتماع جائز اور اس میں شرکت درست ہے۔ ۱۴۱۵/۸/۸ھ" [الارشاد: ۴۱] اور "اِن اُمور کی رعایت کرتے ہوئے" کی شرط شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر گئے۔ تا کہ رہے نام خیانت کا۔ اسی طرح مولانا یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کا باقی جواب بھی نقل نہیں کیا۔ کیونکہ اس سے مولانا نثار صاحب کے موقف پر ضربِ کاری پڑ رہی ہے۔ حضرت نے واضح الفاظ میں لکھ دیا کہ:

۱......اپنا اپنا ذکر تو تنہائی میں ہی ہوتا ہے۔
۲......اکابر کے ہاں مل کر ذکر کرنے کا معمول مبتدیوں میں ذکر سے لگاؤ کے لیے تھا۔
۳......جو اُمور مشائخ بطور علاج تجویز فرماتے ہیں، ان کی حیثیت علاج کی ہوتی ہے، شرعی عبادات کی نہیں ہوتی۔

ظاہر بات ہے اس استفتاء کی ایک ایک سطر مولانا نثار صاحب کے موقف کی دھجیاں اُڑا رہی ہے، اِس لیے اُنہوں نے اِس میں سے اپنا من پسند جملہ کشید کر کے باقی کو ترک کر دیا۔ تا کہ خیانت خالص رہے۔

۲۔ جامعہ دارالعلوم کراچی کا جواب نقل کرنے میں خیانت:

مولانا نثار صاحب نے اپنے استفتاء کے جواب میں موصول ہونے والے فتاویٰ میں

سے جیسے مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کے فتوے میں قطع و برید اور خیانت سے کام لیا، ایسے ہی دارالعلوم کراچی کے فتوے میں بھی وہ تلبیس سے باز نہیں آئے۔ چنانچہ اُن کے سوال کے جواب میں دارالعلوم کراچی کا جو فتویٰ موصول ہوا تھا، وہ درجِ ذیل ہے:

''شرعاً اس میں شرکت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ مزید تفصیل اور شرائط کے لیے منسلکہ فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد کمال الدین غفرلہ، دارالافتاء: دارالعلوم کراچی ۱۴......۱۵/۸/۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمود اشرف غفر اللہ لہ......۱۶/۸/۱۴۱۵ھ''

جامعہ دارالعلوم کراچی کا ایک تفصیلی (مولانا نثار صاحب والے فتوے سے منسلک) فتویٰ:

''کیا فرماتے ہی علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک صاحب جن کا نام صوفی محمد اقبال ہے۔ یہ مدینہ منورہ میں رہتے ہیں۔ سنا ہے کہ یہ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کے خلیفہ ہیں۔ اور یہاں خیر المدارس میں کچھ لوگ ان کے مرید ہیں۔ جن میں مفتی عبدالستار صاحب صدر مفتی جامعہ خیر المدارس بھی ہیں۔

ان کا طرزِ عمل یہ ہے کہ ہفتہ میں دو دن مقرر کر لیتے ہیں۔ ان دودنوں میں مغرب کے بعد پہلے کچھ بیان کرتے ہیں۔ پھر روشنی بند کر کے ذکر کرتے ہیں۔ اور جمعرات کو عشاء کی نماز کے بعد دائرہ لگا کر بیٹھ کر درود شریف پڑھتے ہیں۔

اور ہر سال پورے رمضان المبارک کا اعتکاف کرتے ہیں۔ اعتکاف کی دعوت دیتے ہیں۔ کافی تعداد معتکفین کی جمع ہو جاتی ہے۔ اور معتکفین کے لیے افطاری وسحری کا انتظام ہوتا ہے۔

قابل دریافت امر یہ ہے کہ آیا یہ طریقہ سنت کے مطابق ہے؟ تفصیلاً جواب مطلوب ہے۔

اصغر علی غفرلہ، ناظم اعلیٰ: جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب......حامدا و مصلیا:

ہر سال پورے ماہ مبارک کا نفلی اعتکاف اور مقررہ ایام میں اجتماعی ذکر و درود کی مجالس کا انعقاد اگر ہر قسم کے مفاسد سے خالی ہو تو جائز ہے۔ اور اگر مفاسد و منکرات پر مشتمل ہو تو اُن سے پرہیز لازم ہے۔

جامعہ خیر المدارس کی مسجد میں ہر سال پورے ماہِ رمضان المبارک کا جو اعتکاف شروع ہوا

ہے، اور ہفتہ میں دو دن مقرر کر کے ایک دن بعد مغرب بیان سے فارغ ہو کر باقاعدہ روشنیاں بند کر کے اجتماعی طور پر ذکر کیا جاتا ہے، اور جمعرات کو عشاء کے بعد سب لوگ دائرہ بنا کر بیٹھ جاتے ہیں، ایک آدمی درود شریف کی چہل حدیث پڑھتا ہے، باقی لوگ خاموشی سے سنتے ہیں۔

اس کے پس منظر میں عرض ہے کہ اس سلسلہ کا اصل آغاز شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا، اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ پر اس کام کا خاص غلبہ تھا۔ یاد آتا ہے کہ مکی مسجد کراچی یا جامعہ دارالعلوم کراچی میں تشریف لانے پر ناچیز نے خود آپ کی زبان مبارک سے سنا کہ: آج کل سیلاب کی طرح فتنے آرہے ہیں۔ ان سے بچنے کا طریقہ تقاضے کے ساتھ میرے دِل میں یہ آرہا ہے کہ ذِکراللہ کی کثرت کی جائے تو شاید اُن سے تحفظ ہو سکے۔ چنانچہ اس قلبی تقاضہ کے مطابق حضرت شیخ ؒ جہاں بھی جاتے کثرت ذِکراللہ کی تاکید فرماتے اور خانقاہیں زندہ فرمانے کی طرف متوجہ ہوئے۔

فیصل آباد وغیرہ میں پورے ماہِ رمضان المبارک میں نفلی اعتکاف فرمایا، اُن کے بعد اُن کے خدام و خلفاء نے بھی اس کا خصوصی اہتمام شروع کیا۔ جامعہ خیرالمدارس ملتان کی مسجد میں اس کا آغاز بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

چونکہ بذات خود نفلی اعتکاف میں اور اجتماعی ذکر ودرود میں شرعاً کوئی قباحت نہیں، جائز ہے۔ اور حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حیات تک اس میں کوئی قابل نکیر بھی سامنے نہیں، اس لیے اس کی ممانعت کا کوئی خیال بھی نہیں آیا۔

لیکن حضرت شیخ ؒ کے وصال کے بعد جب اس کام کی نوعیت میں خاص اہتمام وانتظام شروع ہوا بلکہ کچھ التزام کی حدود کو چھونے والا حال بھی سننے میں آنے لگا تو اس کی طرف سے دِل میں کھٹک ہونے لگی اور خطرہ ہونے لگا کہ آگے چل کر اس میں واقعۃً حدودِ جواز سے تجاوز نہ ہو جائے اور منکرات و مفاسد شامل ہو کر اس کو ناجائز نہ بنادیں۔ کیونکہ اکثر بدعات کا ظہور اسی طرح ہوا ہے کہ اصلاً وہ جائز یا مستحب کام تھے۔ اور نیک مقاصد کے تحت ان کو اختیار کیا گیا تھا۔ پھر رفتہ رفتہ ان میں حدود شرعیہ سے تجاوز ہونے لگا، کچھ منکرات شامل ہو گئے اور بالآخر التزام ہونے پر وہ بدعت بن گئے۔

آپ کا سوال آنے کے بعد اس پر غور کرنے اور کا تفصیلی حال معلوم کرنے کا اور موقعہ ملا۔ چنانچہ حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب مدظلہم سے بھی مفصل مکاتبت ہوئی اور دیگر باخبر اکابر

سے بھی صورت حال کے بارے میں تحقیق کی۔ اس طرح مخالف و موافق دونوں طرح کے احوال سامنے آئے۔ ان سب کی روشنی میں فی الحال ہماری رائے یہ ہے کہ:

جامعہ خیر المدارس ملتان کی مسجد میں ہر سال پورے ماہِ مبارک کا اجتماعی نفلی اعتکاف اور اجتماعی ذِکر و درود کی مجالس جو انعقاد ہو رہا ہے، یہ جائز ہے، مگر سنت نہیں۔

اور یہ جواز بھی اس صورت میں ہے کہ جبکہ اس اجتماعی اعتکاف کو انفرادی اعتکاف سے افضل نہ سمجھا جائے۔ اور نہ اس کا التزام اس طرح کیا جائے جس سے پورے رمضان کے مسنون ہونے یا اس اجتماعی ہیئت کے سنت یا افضل ہونے کا شبہ ہو۔

اور فی الحال ان میں کوئی ایسا واضح منکر یا حدودِ شرعیہ سے تجاوز سامنے نہیں آیا جس کی بنا پر اس کو بدعت اور ناجائز کہا جاسکے۔ البتہ ایسے خطرات اور اندیشے ضرور ہیں جو دھیرے دھیرے ان میں شامل ہو کر آئندہ ان کو ناجائز بنادیں۔ اور پھر اُن سے ہٹنا مشکل ہو جائے۔

اِس لیے پورے ماہِ رمضان المبارک کے اجتماعی نفلی اعتکاف ااور اجتماعی ذِکر و درود کی مجالس کے انعقاد کی ہر سال پابندی سے احتیاطاً اجتناب کرنا چاہیے۔ ہاں! رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا مسنون اعتکاف کرنا چاہیے۔ کبھی کبھی پورے ماہ کا اعتکاف بھی کرلیا جائے تو مضائقہ نہیں۔

اور ذِکر و درود بھی انفرادی طور پر کرنا چاہیے۔ کبھی کبھی اجتماعی طور پر بھی کرلیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ ہمارے اکابر رحمہم اللہ کا بھی یہی طریقہ رہا ہے۔ اور یہی اسلم و احوط ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

بندہ عبدالرؤف سکھروی، دارالافتاء دارالعلوم کراچی، [نائب مفتی: دارالعلوم کراچی]

الجواب صحیح: محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ، [مفتی: دارالعلوم کراچی]......۵/۴/۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، [مفتی: دارالعلوم کراچی]......۱۰/۴/۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: محمد عبدالمنان عفی عنہ، [نائب مفتی: دارالعلوم کراچی]......۱۱/۴/۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: اصغر علی ربانی، دارالافتاء دارالعلوم کراچی......۱۲/ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد عبداللہ عفی عنہ، دارالافتاء دارالعلوم کراچی......۱۱/۴/۱۴۱۳ھ

بندہ محمود اشرف عثمانی عفی عنہ۔ ۱۲/ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ"

دارالعلوم کراچی کے اس منسلکہ فتوے سے معلوم ہوا کہ:

۱......حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے وصال کے بعد اس کام میں خاص اہتمام وانتظام شروع ہوگیا جو التزام کی حدود کو چھونے لگا۔

۲......یہ اجتماع جائز ہے مگر سنت نہیں۔

۳......یہ جواز بھی تب ہے جب اسے انفرادی عمل سے افضل نہ سمجھا جائے۔

۴......اس بات کا خطرہ موجود ہے کہ اس میں منکرات شامل ہوکر آئندہ اس کو ناجائز بنا دیں۔

۵......اس اجتماع کی پابندی سے احتیاطاً اجتناب کرنا چاہیے۔

۶......ذکر انفرادی طور پر کرنا چاہیے۔کبھی کبھی اجتماعی طور پر کرلیا جائے تو مضائقہ نہیں۔

۷......اکابر اہل سنت دیوبند کا بھی یہی طریقہ رہا ہے۔

۸......یہی سلامتی اور احتیاط کا راستہ ہے۔

جبکہ مولانا نثار حسینی صاحب نے اپنے مضمون میں فقط اتنا جواب نقل کیا:

''شرعاً اس (مجلس ذکر) میں شرکت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔'' [الارشاد:۳۹] اور باقی سارے فتوے اور شرائط کو پوری ڈھٹائی کے ساتھ حذف کردیا۔ کیونکہ اس مکمل فتوے کو نقل کرنے سے اُن کے مقصد پر ہی نہ صرف پانی پھر جاتا بلکہ اُن کے تمام فریب نیست و نابود ہوجاتے۔

۳۔دارالعلوم دیوبند کا جواب نقل کرنے میں خیانت:

مولانا نثار احمد صاحب نے دیوبندی کہلانے کے باوجود اپنے استفتاء کے جواب میں دارالعلوم دیوبند سے موصول ہونے والے فتوے کی بھی حیاء نہیں کی اور اسے بھی اُدھورا ہی نقل کیا۔

چنانچہ دارالعلوم دیوبند کا جواب یہ تھا:

"الجواب باسمه سبحانه وتعالیٰ وبالله العصمة والتوفيق، حامدا و مصليا و مسلما

قرآن کریم اور احادیثِ مبارکہ میں ذکر اللہ بلکہ کثرت ذکر کا حکم وترغیب اور اس کے بے شمار فضائل وارد ہوئے ہیں۔اور اہل مشائخ اپنے اپنے متوسلین کو جو ذکر ومراقبہ تلقین کرتے ہیں اس کا مقصود اعظم اخلاق رذیلہ سے تزکیہ اور اخلاق فاضلہ سے تحلیہ ہوتا ہے۔

اور اس باب میں اصل یہ ہے کہ جو شیخ جس مرید کو جو ذکر ومراقبہ بتلائے اور اس کے لیے

جو وقت مقرر کردے مریدین کو چاہیے کہ ہر شخص اسی کو معمول بہا بنائے۔
اور کسی مکان میں دو چار یا اس سے کم وبیش لوگ یکجا بیٹھ کر اپنا اپنا معمول پورا کرلیں، شرعاً اس میں بھی کچھ مضائقہ نہیں۔
باقی آپ جو صورت اختیار کرنا چاہتے ہیں اس کے متعلق عرض ہے کہ حضرت اقدس الحاج مفتی رشید احمد صاحب مدظلہ صاحب احسن الفتاویٰ سے بالمشافہہ یا تحریراً معلومات کرکے اختیار کرلیں۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ: العبد احقر محمود غفرلہ بلند شہری...... دارالعلوم دیوبند......۱۴۱۶/۴/۱۵ھ

الجواب صحیح: حبیب الرحمٰن عفااللہ عنہ......مہر دارالافتاء دیوبند......فتویٰ نمبر:۲۵۶"

اس فتوے میں درج ہے کہ:

۱......کسی مکان میں دو چار یا کم وبیش لوگ یکجا بیٹھ کر اپنا اپنا معمول پورا کرلیں۔ (یعنی یک آواز ہوکر نہ کریں۔) تو اس میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں۔

۲......جو صورت آپ اختیار کرنا چاہتے ہیں اس کے لیے مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب سے رابطہ کریں۔

مگر مولانا نثار صاحب نے آخری دو سطروں کو حذف کرکے ادھورے فتوے کو ہی اپنے مضمون کی تائید میں پیش کردیا۔ [الارشاد:۳۹] تاکہ خیانت کا کوئی موقع ہاتھ سے چھوٹ نہ جائے۔ کیونکہ اگر وہ مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ یا "احسن الفتاویٰ" کی طرف رجوع کرتے تو نتیجہ اُن کو بھی معلوم تھا کہ تائید حاصل نہیں ہوسکے گی۔

۴۔ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کا فتویٰ نقل کرنے میں خیانت:

اسی طرح مولانا نثار صاحب نے جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی کے فتویٰ میں بھی بھرپور خیانت کرکے اپنے "خائن" ہونے کا پورا ثبوت پیش کیا ہے۔ جامعہ علوم اسلامیہ کا جواب یہ ہے:

"الجواب ومنه الصدق والصواب

صورتِ مسئولہ میں اگر چند آدمی ذِکر یا درود شریف کے لیے کسی مجلس میں اجتماعی اہتمام کریں اور استفتاء میں ذکر کردہ قیود وشرائط کے مطابق ہو اور اس سے تجاوز نہ ہو تو ایسا کرنا شرعاً

جائز ہے۔ اور سلف صالحین کا عمل رہا ہے۔

اسی طرح اجتماعی ذکر یا درود شریف میں افضل تو اخفاء ہی ہے جیسا کہ مختصر الفتاویٰ میں ہے:

واتفق المسلمون علی أن الصلوة علی النبی صلی الله علیه وسلم والدعاء کله سرا أفضل، بل الجهر ورفع الصوت بالصلوة بدعة. ص:۵۲، طبع مصر

لیکن امام شعرانی رحمہ اللہ نے سلفاً وخلفاً علماء کا اجماع نقل کیا ہے کہ اگر اجتماعی طور پر جہراً ذِکر یا درود شریف سے کسی سونے والے یا نمازی یا قاری کو تشویش نہ ہو تو یہ مستحب ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ہے:

وفی حاشیة الحموی عن الإمام الشعرانی أنه أجمع العلماء سلفاً وخلفاً علی استحباب ذکر الجماعة فی المساجد وغیرها إلا أن یشوش جهرهم علی نائم أو مصل أو قاری.[فتاویٰ شامی:۱/۶۶۰]

ترجمہ: اور علامہ حموی رحمہ اللہ کے حاشیہ میں امام شعرانی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ سلف و خلف کے علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ مساجد وغیرہ میں اجتماعی شکل میں جہراً ذکر کرنا جبکہ ان کے جہر سے کسی سونے والے یا نمازی یا کسی تلاوت کرنے والے کو تشویش نہ ہو تو نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔

ہاں تشویش کی صورت میں ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

کتبہ: مشتاق احمد مردانی عفی عنہ، التخصص فی الفقه الاسلامی، دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ کراچی

۱۴۱۵/۸/۸ھ......الجواب صحیح: محمد عبدالسلام عفا اللہ عنہ، رئیس: دارالافتاء''

مولانا نثار صاحب نے ابتدائی چھ(۶) سطریں حذف کردیں، [الارشاد: ۴۰] جن میں یہ عبارت بھی شامل ہے: ''استفتاء میں ذکر کردہ قیود وشرائط کے مطابق ہو اور اس سے تجاوز نہ ہو''۔

۵۔ جامعہ خیر المدارس ملتان کا جواب نقل کرنے میں خیانت:

مولانا نثار صاحب کے استفتاء کے جواب میں جامعہ خیر المدارس سے جو دولفظی جواب موصول ہوا، مولانا نثار صاحب نے بریکٹ لگا کر اس میں بھی اپنی خیانت کے لیے راستہ نکال لیا، جواب یہ ہے:

''درست ہے۔فقط واللہ اعلم بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ......

۲۱/۸/۱۴۱۵ھ.....حوالہ:۶۶/۴''

یعنی استفتاء میں درج شرائط والا اجتماع درست ہے۔جبکہ مولانا نثار صاحب نے خیانت کرتے ہوئے اس جواب سے پہلے بریکٹ میں ''مجالس ذکر میں شرکت'' کا اضافہ کر دیا۔ اور عبارت یوں بن گئی: ''(مجالس ذکر میں شرکت) درست ہے۔''[الارشاد:۴۰] حالانکہ یہ فتویٰ مطلقاً مجالس ذکر سے متعلق نہیں بلکہ سوال میں موجود شرائط کے مطابق منعقد ہونے والی مجالس کے متعلق ہے۔مگر مولانا نثار صاحب نے کمال کی ہاتھ صفائی سے اس میں خیانت کا ٹانکا لگا دیا۔

نہ غم نیا، نہ ستم نیا کہ تری جفا کا گلہ کریں
یہ نظر بھی پہلے تھی مضطرب، یہ کسک تو دِل میں کبھی کی ہے

''ذکر اللہ کے حلقے'' نامی کتاب میں اِس خیانت کا اِعادہ:

سابقہ سطور میں ہم عرض کر چکے ہیں کہ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کے نام سے حال ہی میں طبع ہونے والی کتاب ''ذکر اللہ کے حلقے'' میں دیگر تلبیسات کے ساتھ ساتھ مولانا نثار احمد حسینی کی اس خیانت کا بھی اعادہ کیا گیا ہے۔ اور ذکر، ذکر بالجہر، مجامع ذکر اور مجالس ذکر کو خلط ملط کر کے ''مروجہ ناجائز مجالس ذکر'' پر استدلال کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔چنانچہ ''ذکر اللہ کے حلقے'' نامی کتاب کے صفحہ ۴۰۳ پر لکھا ہے:

''مندرجہ بالا استفتاء کی طرح جناب عبدالرحمٰن حضروی صاحب (مولانا نثار احمد حسینی صاحب [ناقل]) نے بھی جامعات اور اکابر کو ایک استفتاء بھیجا تھا۔جس کے جواب میں شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ ذیل جواب تحریر فرمایا تھا۔''[ذکر اللہ کے حلقے:۴۰۴]

استفتاء نقل کیے بغیر فقط جواب نقل کیا گیا ہے۔البتہ یہاں خیانت میں کسی قدر کمی کی گئی ہے کہ حضرت شہید اسلام رحمہ اللہ کا جواب مکمل نقل کیا گیا ہے۔جس کا خلاصہ یہی ہے کہ:

۱......اپنا اپنا ذکر تو تنہائی میں ہی ہوتا ہے۔

۲......اکابر کے ہاں مل کر ذکر کرنے کا معمول مبتدیوں میں ذکر سے لگاؤ کے لیے تھا۔

۳......جو اُمور مشائخ بطور علاج تجویز فرماتے ہیں، ان کی حیثیت علاج کی ہوتی ہے، شرعی عبادت کی نہیں ہوتی۔

اور یہ بالکل قطعی ہے کہ ''مروجہ ناجائز مجالس ذکر'' پر اِس سے استدلال کرنا بالکل بھی درست نہیں۔

حضرت قائد اہل سنتؒ کا دعویٰ ثابت ہوگیا کہ مولانا نثار نے خیانت کی ہے:

قارئین بخوبی جان چکے ہیں کہ مولانا نثار احمد الحسینی صاحب نے ماہنامہ ''الارشاد'' میں شائع ہونے والے اپنے مضمون ''مجالس ذکر: ایک علمی و تحقیقی جائزہ'' میں دیانت و انصاف کا خون کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور کئی قسم کی خیانتیں کی ہیں۔ جن میں سے فی الحال ہم نے محض تین طرح کی خیانتوں کا تذکرہ کیا ہے۔ لہٰذا یہ بات ثابت ہوگئی کہ مرشدی قائد اہل سنت رحمہ اللہ کا دعویٰ بالکل سچا اور مبنی بر حقیقت ہے۔

نوائے حق سے بدعت کی فضائیں تھرتھرائیں گی
قائد اہل سنت کی پھر صدائیں یاد آئیں گی
سرِ محشر ندامت سے جھکیں گی گردنیں ان کی
جفا کاروں کو جب اپنی جفائیں یاد آئیں گی

حضرت قائد اہل سنتؒ کے بارے میں مولانا نثار صاحب کی متضاد تحریرات:

کسی موقع پر اِن شاء اللہ ہم مولانا نثار احمد صاحب اور اُن کے احباب کی وہ تحریرات بھی جمع کریں گے جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے دِل حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے بغض سے خوب بھرے ہوئے ہیں، ممکن ہے مولانا نثار صاحب کسی کو یہ کہہ کر مغالطہ دینے کی کوشش کریں کہ: ''میں نے تو حضرت کو ترجمان اہل سنت تسلیم کیا ہے۔'' تو اِس سلسلہ میں عرض ہے کہ مولانا نثار احمد الحسینی صاحب بھی مماتیوں اور غیر مقلدوں کی طرح قلابازیاں لگانے کے ماہر ہیں، اور موقع محل کے مطابق بات بدلنے کا ڈھنگ خوب جانتے ہیں۔ اُن کی متعدد تحریرات اور زبانی گفتگوؤں سے بالیقین معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا دِل حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے بغض وحسد سے بھرا ہوا ہے۔ چنانچہ کبھی تو اُن کو ''صحابہ کرام پر تنقید و تنقیص کے نشتر چلانے والا لکھ دیتے ہیں''

اور کبھی کچھ اور۔ لیکن کبھی نا معلوم مقاصد کے لیے ان کو ''ترجمان اہل سنت'' بھی تسلیم کر لیتے ہیں۔

اَب اِس حقیقت سے وہ خود ہی پردہ اُٹھا سکتے ہیں کہ: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تنقید و تنقیص کے نشتر چلانے والا اہل سنت کا ترجمان کیسے ہو سکتا ہے؟

اَب یا تو وہ اپنی پہلی بات کو غلط تسلیم کر کے اس سے اعلانیہ توبہ اور رجوع کریں۔ یا اپنی دوسری بات کو منافقت پر مبنی تسلیم کر لیں۔ اللہ کرے وہ پہلی صورت اختیار فرمالیں۔

چھبیس (۲۶) سال سے دیوبندیت میں اختلاف پیدا کرنے والوں سے گزارش:

مولانا نثار صاحب اور اُن جیسے دیگر حضرات سے ہم گزارش کریں گے کہ خوامخواہ کی ضد اور ہٹ دھرمی اختیار کر کے اُمت میں مزید اختلاف و انتشار پیدا کرنے کے بجائے اتحاد و اتفاق کی فضا بنائیں۔ آج سے تقریبا چھبیس (۲۶) سال قبل آپ اور آپ کے بڑوں نے اُمت میں جس اختلاف کا بیج بویا تھا۔ ابھی تک آپ نے اُس اختلاف کا مکمل سد باب نہیں کیا، بلکہ محض چند بدعتی شخصیات کو بچانے کی خاطر اکابر دیوبند کے موقف کو واضح الفاظ میں تسلیم کرنے سے تا حال گریزاں ہیں۔

اور اس کے بعد سے اَب تک بھی آپ دیوبندیت کے نام پر تخریبی کاموں میں ہی مسلسل مصروفِ عمل نظر آرہے ہیں۔ خدارا! یہ روش ترک کیجیے اور عرس میلاد، تعیین وقت کے ساتھ ایصال ثواب اور مجالس ذکر کے بارے میں اکابر اہل سنت دیوبند کا حقیقی مسلک اختیار کر کے امت میں وحدت کو فروغ دیں۔ اللہ پاک ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

☆☆☆☆

تحفہ غامدی: محقق العصر مولانا مفتی عبد الواحد مدظلہ

مرتد کی سزا، قراءتوں کی مختلف نوعیتیں، سزائے رجم، میراث، کلالہ، تصورِ حدیث وسنت، الفاظِ قرآن کی معانی پر دلالت، حیات عیسیٰ اور تصوف وغیرہ موضوعات پر غامدی موقف کا مختصر علمی محاسبہ

صفحات: ۷۰...... قیمت: ۳۰ روپے

دارالافتاء: جامع مسجد الہلال، چوبرجی پارک، لاہور 0321-4374616

حمزہ احسانی

شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ [خلیفہ اجل: حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ]

کی مشہور زمانہ کتاب ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کے

ناشرین کی علمی خیانت

پیش لفظ:

دیکھا جو تیر کھا کر کمین گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہوگئی

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے اسلاف کو اجر عظیم سے نوازے کہ اُنھوں نے نتائج سے بے پرواہ ہوکر ہر قسم کے حالات میں دین کی اشاعت وحفاظت کا فریضہ پوری ذمہ داری کے ساتھ انجام دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہم باطل کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہیں کہ الحمد للہ، ثم الحمد للہ ہم انھی عقائد ونظریات پر کاربند ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام واہل بیت عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین، ائمہ مجتہدین، محدثین ومفسرین اہل السنۃ والجماعۃ سے متوارث چلا آرہا ہے۔ جب کبھی بھی کسی شرپسند نے دین ومسلک، مشرب وموقف میں نقب لگانے کی کوشش کی، ہمارے اکابر نے انتہائی بیدار مغزی کا ثبوت دیتے ہوئے جرأت وحکمت کے ساتھ اُس کی کوشش کو ناکام بنادیا۔

آج سے کئی سال قبل مکہ مکرمہ کے رہائشی ایک جدی پشتی کٹر بریلوی عالم جناب محمد علوی مالکی صاحب نے انتہائی فریب سے کام لیتے ہوئے مسلک دیوبند کو داغدار کرنے کی مذموم کوشش کی تھی۔ اور اس مقصد کے لیے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعض خلفاء کو استعمال کیا تھا۔ نامعلوم حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے خلفائے کیسے اور کیوں ایک بدعتی کے جال میں آگئے؟ فیا للعجب۔ اور نہ صرف یہ کہ اس کے ہاتھوں استعمال ہوئے بلکہ حقیقت حال معلوم ہونے اور اکابر کی کثیر تعداد کی طرف سے تنبیہ کے باوجود عمداً غلط نظریات کی حمایت وتائید اور اشاعت تک میں مصروف ومشغول رہے۔ اور مختلف صورتوں میں آج بھی اُس کا مشن جاری رکھے

ہوئے ہیں۔ جس کا تازہ ثبوت شہیدِ اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کی کتاب ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' سے علوی مالکی سے متعلقہ مواد کا اخراج وحذف ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے مخدوم زادہ مولانا حمزہ احسانی سلمہ کو کہ انھوں نے بروقت اِس اقدام پر گرفت کی۔ اُن کی تحریر باحوالہ اور مدلل ہونے کی وجہ سے بندہ کو بہت پسند آئی اور ارادہ ہوا کہ اسے الگ سے ایک پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا جائے، تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اِن لوگوں کی اِس علمی خیانت سے آگاہ ہوسکیں۔ اللہ تعالیٰ اِس حقیر سی مخلصانہ کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے۔ **آمین بجاہ النبی الکریم** ﷺ

والسلام

خادم اہل سنت عبدالرحیم چاریاری غفرلہ

☆......☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم. نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم. امابعد!

حکیم العصر، شہیدِ اسلام، محققِ اہلِ سنت، ترجمانِ اہلِ حق حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کا شمار پاکستان کے اُن چند اہلِ تحقیق علماء میں ہوتا ہے جن کی نہ صرف علمی وتحقیقی خدمات کو ہمیشہ قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا گیا بلکہ اُن کی مسلکی خدمات بھی اپنے ہم عصروں میں سب سے نمایاں رہیں۔ آپؒ اکابر دیوبند کے مسلک پر صرف تصلب ومضبوطی سے قائم ہی نہیں اُس کے شارح وترجمان بھی تھے۔ سرکردہ علماء ومشائخ علمی، تحقیقی اور مسلکی حوالے سے آپ پر بھرپور اعتماد فرماتے تھے۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ دیگر تمام مسائل کی طرح ردّ بدعات ورسومات کے بارے میں بھی حضرت شہید اسلام رحمہ اللہ اکابرین دیوبند کے مسلک پر پوری طرح قائم تھے اور اس بارے دیگر اکابر دیوبند کی رائے سے پوری طرح متفق تھے۔ چنانچہ جب سعودی عرب کے ایک بریلوی عالم محمد علوی مالکی صاحب کی کتاب ''اصلاح مفاہیم'' کے بارے آپ سے سوال کیا گیا تو آپ نے وہی جواب دیا جو تمام اکابر دیوبند کا تھا۔ مناسب ہوگا کہ وہ جواب نقل کرنے سے پہلے ہم یہاں جناب محمد علوی مالکی صاحب اور ان کی کتاب کا مختصر تعارف کراتے جائیں۔

جناب محمد علوی مالکی صاحب کا تعارف:

مولانا ڈاکٹر عبدالواحد صاحب مدظلہ رقم طراز ہیں:

مکہ مکرمہ کے رہنے والے ایک عرب گھرانے کے فرد محمد علوی مالکی صاحب (جو مسلکاً بریلوی تھے۔ ان کے والد اور دادا دونوں کو جناب احمد رضاخان صاحب بریلوی کے بیٹے مصطفیٰ رضاخان صاحب سے اجازت وخلافت حاصل تھی اور خود محمد علوی صاحب احمد رضاخان صاحب کے خلیفہ مولانا ضیاء الدین قادری مدنی کے خلیفہ تھے۔[دیکھیے: مقدمہ زبدۃ الاتقان، مترجم، مطبوعہ: فرید بک سٹال، لاہور]) نے منجملہ دیگر کتابوں کے "**الذخائر المحمدیہ**" اور "**حول الاحتفال بذکر المولد النبوی شریف**" کے نام سے دو کتابیں لکھیں۔ ان کتابوں کے بہت سے مندرجات پر سعودی عرب کے علماء بورڈ کے ایک رکن اور مکہ مکرمہ کے قاضی شیخ عبداللہ بن سلیمان بن منیع نے اعتراض کیا اور ان کے رد میں ایک کتاب ۱۴۰۳ھ میں شائع کی جس کا نام "**حوار مع المالکی فی رد منکراته وضلالاته**" رکھا، اس کتاب کے مقدمہ میں سعودیہ کے قاضی القضاۃ شیخ عبدالعزیز بن باز نے لکھا:

"محمد علوی مالکی صاحب کی لکھی ہوئی کتابوں میں موجود بہت سی قابل نکیر باتوں پر میں مطلع ہوا۔ ان کتابوں میں سب سے مقدم ان کی وہ قابل مذمت کتاب ہے جس کا نام انہوں نے "**الذخائر المحمدیه**" رکھا ہے۔ ان قابل نکیر باتوں میں ایک یہ ہے کہ اس کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی صفات کی نسبت کی گئی ہے جو (محض) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے خصائص میں سے ہیں۔ مثلاً یہ کہ "آسمانوں اور زمین کی کنجیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں" اور یہ کہ "آپ جنت کی زمین بطور جاگیر دے سکتے ہیں" اور یہ کہ "آپ غیب اور روح اور ان پانچ چیزوں کا علم جانتے ہیں جن کے جاننے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص رکھا ہے۔"

علوی مالکی صاحب کے چند نظریات:

ذیل میں محمد علوی صاحب کے چند باطل نظریات اُن کی کتب کے حوالہ سے پیش کیے جاتے ہیں:

[۱]...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ہر شے کا علم دیا گیا ہے:

"وأوتی علم کل شئی حتی الروح والخمس التی فی آیة ان اللہ عندہ علم الساعة....الخ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر چیز کا علم دیا گیا یہاں تک روح کا بھی اور مغیبات خمسہ کا بھی جن کا ذکر اس آیت میں ہے۔[الذخائر المحمدیہ: ۲۰۵]

[۲]......نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو "علم غیب" دیا گیا ہے:

"وکم من أمور جاء ما یدل علیٰ أنها حق اللہ سبحانه وتعالیٰ ولکنه سبحانه وتعالیٰ من بها علی نبیه صلی اللہ علیه وسلم وغیرہ.... فمنها علم الغیب....الخ" کتنے ہی امور ہیں جن کے بارے میں دلیل موجود ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حق ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اور دوسروں کو بھی احسان کے طور پر عطا فرمائے ....ان میں سے ایک علم غیب ہے۔[مفاهیم یجب أن تصحح: ۸۳، ھواللہ: ۸۹]

[۳]......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارکہ ہر جگہ حاضر وناظر ہے:

"روحانیة المصطفیٰ صلی اللہ علیه وسلم حاضرة فی کل مکان فهی تشهد أماکن الخیر ومجالس الفضل....الخ" حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت ہر جگہ موجود ہے، لہٰذا وہ خیر کی جگہوں اور فضل وذکر کی مجلسوں میں حاضر ہوتی ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ روح ہونے کے اعتبار سے روح برزخ میں مقید نہیں ہوتی بلکہ آزاد ہوتی ہے اور اللہ کی ملکوت میں پھرتی ہے۔[الذخائر المحمدیہ: ۲۵۹]

[۴]......غیر اللہ کی قسم کھانا جائز ہے:

"ویجوز أن یقسم علی اللہ به ولیس ذلك لأحد"[الذخائر المحمدیہ: ۲۰۶] جائز ہے کہ اللہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی قسم کھائی جائے اور کسی کے لیے جائز نہیں۔

اس کے علاوہ بھی بعض باطل نظریات ان کی کتب میں درج ہیں طوالت کے خوف سے انہی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ان عقائد کی بنا پر سعودی علماء محمد علوی صاحب کو بدعتی اور اہل سنت سے خارج سمجھتے ہیں۔اور انہی باطل نظریات کی وجہ سے ہمارے اکابر نے ان کو بدعتی اور اہل سنت سے خارج قرار دیا ہے۔واللہ اعلم

اصلاح مفاہیم: پس منظر، پیش منظر اور تہ منظر:

۱۴۰۵ھ میں محمد علوی مالکی صاحب نے اپنے مخالفین کے جواب میں ایک کتاب **"مفاهیم یجب أن تصحح"** شائع کی اور اس کے لیے مختلف ملکوں کے علماء سے تقاریظ وتصدیقات حاصل

کیں۔ یہ تقاریظ ۶۲ رصفحات پر پھیلی ہوئی ہیں جبکہ بعض تقاریظ کی اشاعت سے طوالت کے سبب معذرت کر لی گئی ہے۔

تصدیقات لکھنے والے بعض تو شروع ہی سے بدعتی ہیں اور بعض جدید قسم کے پروفیسر ہیں۔ پاکستان سے تعلق رکھنے والے جناب صوفی محمد اقبال صاحب، مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب، اور حافظ صغیر احمد صاحب وغیرہ جو شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ کے خلفاء میں سے ہیں، لیکن حضرت کی وفات کے بعد انہوں نے محمد علوی صاحب سے اپنی ارادت کا تعلق جوڑ لیا ہے۔ ان میں سے کل یا بعض کی کاوشوں سے پاکستان کے بعض اکابر، مہتمم اور خطیب حضرات سے بھی تصدیقات وتقریظات حاصل ہوگئیں جنہوں نے پڑھے بغیر محض ان حضرات پر اعتماد کیا۔ اور اگر کسی نے کتاب پڑھ کر کچھ تنقید اور تنبیہ کی جیسا کہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ نے کی تو ان کی تقریظ کو سرے سے کتاب میں شائع ہی نہیں کیا۔

محمد علوی صاحب نے بہت سی تقاریظ محض اس لیے شائع کی ہیں تاکہ اپنے مخالف سعودی علماء کو یہ تأثر دے سکیں کہ ''تم ہی غلطی پر ہو، ہمیں تو دنیا بھر کے علماء کی تائید حاصل ہے''۔

[علوی مالکی کے عقائد، از: مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم]

فتنہ علوی مالکی اور اکابر علمائے دیوبند:

لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے۔ سعودی عرب میں بھاری بھرکم تقاریظ کے ساتھ اس کتاب کی اشاعت کے بعد جب محمد علوی صاحب کے حامیوں نے پاکستان میں **''مفاهيم يجب أن تصحح''** کا اردو ترجمہ ''اصلاح مفاہیم'' کے نام سے شائع کیا تو اہل حق کو اسی وقت احساس ہوگیا کہ شرک وبدعات کو اصل دین بتا کر پھیلایا جا رہا ہے۔ چنانچہ قائد اہلِ سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ، شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ، فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ، محقق العصر حضرت مولانا عاشق الٰہی رحمہ اللہ، فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار رحمہ اللہ، امینِ ملت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ اور محقق العصر حضرت مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم وغیرہم اکابر نے بروقت غلط نظریات اور ان کے مؤیدین وناشرین کا تعاقب کیا۔ جناب محمد علوی کے مؤیدین حضرت شیخ الحدیث مولانا

محمد زکریا رحمہ اللہ کے سلسلے سے منتسب تھے، اللہ جل شانہ نے اس فتنے کا پردہ چاک کرنے کے لیے حضرتؒ کے خلفاء میں سے مولانا محمد اسماعیل بدات مدظلہم، حضرت مولانا عاشق الٰہیؒ اور مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ وغیرہم کو بھی کھڑا کیا جنھوں نے اپنے مضامین وفتاویٰ اور رسائل میں عوام الناس کو اس بات سے بخوبی آگاہ کیا کہ ''اصلاح مفاہیم'' شرک وبدعات پر مبنی عقائد واعمال کا پلندہ ہے جس پر توحید وسنت کا صرف لیبل لگایا گیا ہے۔ ذیل میں اکابر اہل سنت کی مفصل عبارات کے چند اقتباسات اختصار کیساتھ پیش کیے جاتے ہیں۔ تفصیلات کے لیے ''محمد علوی مالکی کے نظریات کا تحقیقی جائزہ'' نامی کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ:

قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ، علوی مالکی صاحب کے بارے لکھتے ہیں:

''علوی مالکی صاحب نہ صرف کٹر بریلوی ہیں بلکہ فنا فی البریلویت ہیں، چنانچہ ایک موقع پر جناب علوی مالکی صاحب نے بریلویوں کی ایک مجلس میں کہا ''سیدی علامہ مولانا احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی کو ہم ان کی تصنیفات اور تالیفات کے ذریعے جانتے ہیں، وہ اہل سنت کے علامہ تھے، ان سے محبت کرنا سنی ہونے کی علامت ہے اور ان سے بغض رکھنا اہلِ بدعت کی نشانی ہے''۔ [آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۰/۱۲۲]

حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ:

ایک مرتبہ بندہ ناچیز نے اپنے جد امجد امام اہلِ سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ سے جناب محمد علوی مالکی صاحب کی بابت سوال کی تو فرمایا کہ:

''میرا وہی نظریہ ہے جو حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کا تھا''۔

پھر احقر نے مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم کا ایک رسالہ ''محمد علوی مالکی کے عقائد ان کی تحریرات کے آئینہ میں'' سنایا تو چند عبارتیں سنتے ہی بول اٹھے کہ: ''یہ تو احمد رضا سے بھی بڑا بدعتی ہے۔''

حضرت شہید اسلام رحمہ اللہ:

شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ ''اصلاح مفاہیم'' پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

''۱)...... ''اصلاح مفاہیم'' دراصل بریلوی مکتبِ فکر کے ایک فاضل جناب احمد رضا خان صاحب بریلوی کے ایک غالی عقیدت مند کی تالیف ہے، جو بریلوی عقائد ونظریات کی اشاعت کے لیے مرتب کی گئی ہے۔

۲)......اس کتاب کا مدعا صرف سلفیوں کے تشدد کی اصلاح نہیں بلکہ اس کا اصل ہدف دیوبندی حضرات کے مقابلہ میں بریلوی حضرات کے نقطۂ نظر کی بھرپور حمایت وتائید ہے۔

۳)......(کتاب میں بارہا مستعمل) جاہل، غبی، کم فہم، بدفہم اور متعنت وغیرہ الفاظ کے تکرار سے مقصود دراصل اکابر دیوبند (قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ سے ہمارے شیخ برکۃ العصر مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمہ اللہ تک تمام اکابر) کی تجہیل وتحمیق ہے۔

۴)......جناب مصنف نے دیوبندی حضرات کی تقریظوں کا جو انبار لگایا ہے اس کی اصل غرض بھی ظاہر ہوتی ہے کہ تقریظات کا یہ اہتمام دراصل اکابر دیوبند کے خلاف خود دیوبندی حضرات سے ''اجتماعی فتویٰ'' لینا ہے، تاکہ یہ تمام تقریظ کنندگان بھی اپنے اسلاف کو جاہل ونادان قرار دینے میں متفق ہوجائیں۔'' [آپ کے مسائل اور ان کا حل ج:۱۰ص۱۱۵،قدیم ایڈیشن]

ایک صاحب کے خط کے جواب میں حضرت شہید رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''اصلاحِ مفاہیم کے ذریعے ان حضرات (صوفی اقبال صاحب، مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب) نے دیوبندی حلقہ کی اصلاح کا بیڑا اُٹھایا ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ دونوں فریقوں کے درمیان اختلاف ونزاع کا جو میدانِ کارِزار پون صدی سے گرم رہا ہے، اس میں غلطی اکابرِ دیوبند ہی کی تھی، اب یہ حضرات چاہتے ہیں کہ دیوبندیوں کو اُن کی غلطی کا احساس دلا کر اس غلطی کی اصلاح پر آمادہ کیا جائے۔'' [آپ کے مسائل اور اُن کا حل:۱۰/۱۱۸]

حضرت مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ:

وکیلِ احناف، ترجمانِ دیوبند، ہمارے محبوب ومحسن بزرگ حضرت مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ تعالیٰ تو اکابر علمائے دیوبند کی ہر رائے اور ہر موقف پر دل وجان سے قائم ودائم تھے۔کبھی بھی اس سے سرِمو انحراف کا نہیں سوچا۔ جناب محمد علوی سے متعلق بھی ان کی رائے وہی تھی جو مذکورہ بالا اکابر کی تھی۔ چنانچہ ''امام اہل سنت نمبر'' میں اکابر کے موقف کی وضاحت کے بعد بندہ ناچیز پر دباؤ بڑھا تو انہوں نے دباؤ ڈالنے والے بزرگوں کو ایک مکتوب گرامی ارسال فرمایا: الفاظ تو بندہ کو یاد نہیں، مفہوم یہ تھا:

''جناب محمد علوی مالکی صاحب کو ہمارے اکابر نے ان کے غلط نظریات کی بنا پر اہل سنت سے خارج قرار دیا۔ اور ان کے نظریات کی تائید کرنے والوں پر بھی یہی حکم لگایا۔ اس لیے اکابر اہل سنت کی اس فتنہ سے متعلق تحریرات کی رعایت رکھے بغیر (ان کو نظر انداز کرتے ہوئے) کوئی بھی اقدام درست نہیں ہوگا۔''

حضرت جلال پوری شہید رحمہ اللہ:

شہید ناموس رسالت، محقق العصر، جانشین حضرت شہید اسلام، ہمارے محبوب حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمہ اللہ بھی اپنے مرشد وشیخ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اکابر کے دامن سے ہی وابستہ رہے۔ چنانچہ جب بندہ نے فتنہ علوی مالکی سے متعلق اکابر کا موقف ''امام اہل سنت نمبر'' میں شائع کیا اور بعض حضرات نے دوسرے ایڈیشن سے اسے خارج کرنے کا ''حکم'' دیا تو بندہ نے حضرت جلال پوری شہیدؒ سے اس بابت مشورہ کیا۔ مجھے فرمایا: ''آپ کو سر مضبوط کرنا چاہیے! اور اسے ہرگز نہ نکالنا چاہیے۔''

مولانا طلحہ کاندھلوی مدظلہم کا حکم اور حضرت امام اہل سنتؒ کا فرمان:

پھر حضرت جلال پوری شہیدؒ نے حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمۃ کا فرمان سنایا کہ:

''حضرت شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد مولانا محمد طلحہ صاحب مدظلہ [انڈیا والوں] نے مجھے خط کے ذریعے اور پھر ایک ملاقات میں بالمشافہ 'حکم' فرمایا کہ ''اب اس (علوی مالکی صاحب، مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب اور مولانا ہزاروی صاحب والے) سلسلے کو بند کر دیا جائے۔ میں (مولانا جلالپوری شہید) نے آپ کے دادا حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمۃ سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ:

''بزرگوں کا حکم اپنی جگہ، لیکن حقیقت اپنی جگہ، یہ ایک حقیقت ہے، اور آنے والی نسلوں تک اپنے بزرگوں کے عقائد ونظریات اور ان کے مؤقف ومسلکی ذوق کو پہنچانا اور حقائق سے آگاہ کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔''

اسی دوران بعض حضرات نے بندہ پر اس مضمون سے رجوع کے لیے دباؤ ڈالا تو راقم نے حضرت جلالپوری شہید رحمہ اللہ کو خط لکھ کر آگاہ کیا۔ انہوں نے جواب میں تحریر فرمایا:

''برادر عزیز سلمہ اللہ العزیز   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اگر آپ نے اس مضمون میں کوئی بات خلاف واقعہ لکھی ہے اور اس کی کسی نے نشاندہی فرمائی ہے تو اس پر معذرت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر اس کے مضامین حقیقت پر مبنی ہیں تو معذرت چہ معنی دارد؟“

آخر میں لکھا کہ:

”(آئندہ ایڈیشن میں وضاحت کرتے ہوئے یہ لکھ دیا جائے تو بہتر ہوگا کہ) ہم نے اس قضیہ کا تذکرہ اپنے اکابر کے مسلکی ذوق اور تاریخی حقائق کو بیان بلکہ اگلی نسلوں تک پہنچانے کے لیے کیا ہے، ہماری دوسری کوئی نیت نہ تھی نہ ہے۔ واللہ اعلم“ سعید احمد ۱۶/۱/۱۴۳۱ھ

موجودہ علماء واکابر:

گزشتہ سطور میں جناب علوی مالکی کے بارے اُن حضرات کی رائے نقل کی گئی جو اس دنیا سے جا چکے ہیں۔ اُن میں سے اکثر کے اَخلاف بھی الحمدللہ اُنھی کے نقش قدم پر قائم ودائم ہیں۔ چنانچہ

......شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی مدظلہم [خلیفہ مجاز: حضرت نفیس شاہؒ]

......حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہم [خلیفہ مجاز: حضرت نفیس شاہؒ]

......حضرت الشیخ مولانا حبیب الرحمٰن سومرو مدظلہم [خلیفہ مجاز: حضرت قائد اہل سنتؒ]

......حضرت مولانا مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہم [خلیفہ مجاز: حضرت نفیس شاہؒ]

......حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہم [خلیفہ مجاز: مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ]

......شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی جمیل الرحمٰن مدظلہم [مجاز بیعت: حضرت قائد اہل سنتؒ]

......حضرت مولانا جمیل الرحمٰن عباسی مدظلہ [مدیر: مجلّہ صفدر، مجلّہ تسکین الصدور، مجلّہ النجوم]

وغیرہم حضرات کا بھی بعینہ یہی موقف اور نظریہ ہے۔ مذکورہ بالا اکثر حضرات کے ایک اجتماعی مکتوب کا اقتباس ملاحظہ ہو!

”شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ کی وفات کے بعد اُن کے متعلقین میں سے بعض حضرات، حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب وغیرہما نے معروف ومشہور اور متعصب بریلوی عالم جناب محمد علوی مکی مالکی صاحب سے اپنا تعلق جوڑ لیا تھا۔ اور غلط نظریات پر مشتمل اُن کی ایک کتاب ”مفاہیم یجب أن تصحح ......“ پر دھوکہ دہی

سے پاکستان اکابر کی تقاریظ بھی لے لی تھیں، بعد میں اُس کا اردو ترجمہ ''اصلاح مفاہیم'' کے نام سے پاکستان میں شائع کرایا تھا۔''

اس کے علاوہ بھی متعدد مقامات پر ان حضرات کے موقف کی صراحت موجود ہے۔ طوالت کے خوف سے سب کا درج کرنا ممکن نہیں۔

رسالہ ''اکابر کا مسلک ومشرب'':

مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب اور مولانا عزیزالرحمٰن ہزاروی صاحب نے محمد علوی صاحب کی کتاب کا اردو ترجمہ ''اصلاح مفاہیم'' کے نام پاکستان میں شائع تو کرایا ہی تھا......مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی مدظلہ نے ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے انہی بریلوی عقائد ونظریات پر مشتمل ایک رسالہ خود ترتیب دے کر شائع کیا جس کا نام ''اکابر کا مسلک ومشرب'' رکھا، جس کا تحقیقی اور مدلل جواب فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ نے ''رسالہ اکابر کا مسلک ومشرب پر ایک تحقیقی نظر'' کے نام سے دیا۔ جسے ''جامعہ خالد بن ولید'' ٹھنگی کالونی ضلع وہاڑی کے مدیر حضرت مولانا ظفر احمد قاسم مدظلہ نے شائع کیا۔اسی کی ابتداء میں حضرت ترمذی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

''کچھ عرصہ سے ایک رسالہ ''اکابر کا مسلک ومشرب'' کے نام سے شائع ہورہا ہے، جس کے سرورق پر لکھا ہوا ہے: مرتبہ پیر طریقت حضرت مولانا عزیزالرحمٰن ہزاروی دامت برکاتہم سنی، حنفی، چشتی، قادری، نقشبندی، خلیفہ مُجاز قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی قدس سرہ۔ دیکھ کر تعجب ہوا کہ ہمارے اکابر کی طرف وہ مسلک ومشرب اس رسالہ میں منسوب کیا جارہا ہے جس کی ہمارے اکابر ہمیشہ پرزور تردید کرتے رہے ہیں اور کتب فتاویٰ نیز دوسری کتابیں اس مسلک ومشرب کی تردید سے بھری پڑی ہیں،اور تمام عمر ہمارے حضرات اکابر کی ان بدعات ومخترعات کی تردید میں ہی گزری ہے ان کو ان کا عامل یا قائل قرار دینا نہایت درجہ جائے تعجب ہے''۔[ص:۱۰]

قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ رسالہ کے پیش لفظ میں تحریر فرماتے ہیں:

''مولانا عزیزالرحمٰن صاحب کے رسالہ کا اصل موضوع دیوبندی بریلوی اتحاد ہے چنانچہ لکھتے ہیں: ''انگریز کے خلاف جنگ آزادی کے بعد اہل السنۃ والجماعۃ میں دوگروہ بن گئے، جو حقیقت میں اصول وفروع کے اعتبار سے ایک ہی تھے، اگرچہ آپس میں مزاج ومشرب میں معمولی فرق تھا۔''...مسلک،ط: سوم ص:۲۸[ایضاً ص:۵]

فقیہ العصر حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

''احقر کے نزدیک مجموعی حیثیت سے سارا ہی رسالہ (''اکابر کا مسلک ومشرب'') دفن کرنے کے قابل ہے، اس سے سراپا بریلویت پھیلے گی، اس کا شائع کرنا حرام ہے۔''

[ماہنامہ حق چار یار لاہور، دسمبر ۱۹۹۵ء]

مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب کا رجوع:

ان بزرگوں کی طرف سے بھرپور مخالفت اور بار بار رجوع کے مطالبے کے بعد مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب نے محمد علوی صاحب کی کتاب ''مفاہیم'' پر اپنی تائید وتقریظ، اور اپنے رسالہ ''اکابر کا مسلک ومشرب'' سے بایں الفاظ رجوع کیا کہ: ''اگر اس رسالہ میں کوئی بات اکابر علمائے دیوبند کی تحقیقات کے خلاف ہے تو میں اس سے رجوع کرتا ہوں۔'' جس پر بہت سے حضرات نے اس کی حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ یہ بھی مطالبہ کیا کہ رجوع کے ساتھ ''اگر'' کی شرط لگانا رجوع کی روح کے خلاف اور بات کو مشکوک بنانے والا معاملہ ہے، لہٰذا آپ اپنے رجوع کو واضح الفاظ کے ساتھ تحریر فرما دیں۔ لیکن مولانا عزیز الرحمٰن صاحب آج تک اس کے لیے تیار نہیں ہوئے کہ وہ اکابر دیوبند کا واقعی مسلک بیان کر کے علوی مالکی صاحب کے نظریات کی تردید کریں۔

مولانا ہزاروی صاحب کے رجوع پر اس قضیہ سے متعلق اکثر اکابر کو اطمینان اس لیے نہیں تھا کہ مولانا ہزاروی صاحب نے ''اختلاف وانتشار سے بچنے'' کی خاطر رجوع کیا تھا (جو اگرچہ مستحسن امر ہے۔) لیکن ''علوی مالکی کے غلط نظریات سے اظہار برائت کیلئے رجوع'' نہیں کیا جو ضروری اور اہم ہے۔ چنانچہ مختلف حضرات نے اِس طرف بار بار توجہ دلائی کہ آپ علوی مالکی صاحب کے غلط نظریات اور ان کی تائید سے رجوع فرمائیں۔ لیکن مولانا ہزاروی صاحب نے نہ علوی مالکی صاحب کو بدعتی تسلیم کیا اور نہ اُن کے نظریات کو خلافِ اہل سنت قرار دیا۔ اور اس کے لیے وہ آج تک بھی تیار نہیں۔

ابھی حال ہی میں بعض لوگوں نے مولانا ہزاروی صاحب کو مکمل رجوع پر آمادہ کرنے کا بیڑہ اٹھایا تو احقر نے حضرت دھرم کوٹی مدظلہم، حضرت اوکاڑوی مدظلہم، حضرت تونسوی ؒ، حضرت شیخ سومرو مدظلہم، حضرت ترمذی مدظلہم، حضرت مفتی عبدالواحد مدظلہم اور مولانا مفتی جمیل الرحمٰن مدظلہم

وغیرہم سے مشورہ کیا۔ سب نے مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی کے 'رجوع نامہ' کے قابلِ قبول ہونے کے لیے درجِ ذیل شرائط کو ضروری قرار دیا:

''۱......علوی مالکی صاحب کے نظریات کے بارے میں صراحتاً فرمائیں کہ ان کے نظریات اہل السنۃ والجماعۃ کے خلاف تھے۔

۲......اُن نظریات کی بنا پر خود علوی مالکی صاحب بدعتی اور اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہیں۔

۳......''اصلاحِ مفاہیم'' اور ''اکابر کا مسلک و مشرب'' میں درج نظریات یقینی طور پر غلط اور اکابر دیوبند کے نظریات کے خلاف ہیں۔

۴......اُن نظریات کی، حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ کی طرف نسبت بھی درست نہیں۔

۵......اُن نظریات کے مقابل اکابر دیوبند کا واقعی اور حقیقی موقف و مسلک بھی بیان کیا جائے۔ یا کم از کم ان تمام بزرگوں کے نام لکھ کر ان کے موقف سے مکمل اتفاق کا اظہار کیا جائے جنہوں نے اس قضیہ میں علوی مالکی نظریات کی مخالفت اور مسلکِ دیوبند کی ترجمانی کی۔

۶......اُن نظریات کے تمام مؤیدین حضرات سے قطع تعلق کیا جائے۔

۷......'اجتماعی' ذکر بالجہر اور اس کے لیے تداعی کا سلسلہ ختم کیا جائے۔''

فتنہ علوی مالکی اور اس کے متعلقات کے بارے مفصل و مدلل مباحث و معلومات کے لیے درجِ ذیل تحریرات ملاحظہ فرمائیں:

قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کی تحریرات:

......جوابی مکتوب بنام مولانا عزیز الرحمٰن...... فیصلہ ہفت مسئلہ پر حضرت گنگوہی کی رائے ...... نقشہ نعل شریف...... محفل میلاد و کانفرنس و جلسہ کا حکم...... ارواح سے استمداد و استغاثہ...... ارواح کی آزادی...... روح نبوی کا حاضر و ناظر ہونا...... مکی مالکی کا تعارف...... مالکی قادری بھائی بھائی...... اصلاح مفاہیم پر تبصرہ...... حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا فیصلہ ہفت مسئلہ سے رجوع...... مجلس ذکر

اور اس کے لیے تداعی کا حکم۔

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ کی تحریرات:

اصلاح مفاہیم پر ایک تحقیقی نظر......عرس و مروجہ مجالس میلاد شریف...... فیصلہ ہفت مسئلہ اور اکابر دیوبند......نعال شریف......حقیقت حال۔

امین ملت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ کی تحریرات:

دیوبندی، بریلویوں کی نظر میں...... اہل السنۃ والجماعۃ اور بریلوی اختلاف کی حدود...... رسالہ مسلک ومشرب پڑھنے والے کا تاثر...... کیا کھویا کیا پایا؟...... قصہ فیصلہ ہفت مسئلہ کا...... کچھ مکاشفات کے بارے میں۔

مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم کی تحریرات:

......داستان عبرت نمبر ایک...... داستان عبرت نمبر۲......اصلاح مفاہیم پر ایک نظر......ہمارے اکابر کا اصل مسلک......رسالہ اکابر کا مسلک ومشرب کے تیسرے ایڈیشن پر ایک نظر......مکتوبات......محمد علوی مالکی کے عقائد، ان کی تحریرات کے آئینے میں......مجالس ذکر کی شرعی حیثیت......مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کا رجوع نامہ، ایک نظر۔

متفرق تحریرات:

مکتوب بنام مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب...... مکتوب بنام مولانا سمیع الحق صاحب (از: محقق العصر حضرت مولانا عاشق الٰہی رحمہ اللہ)......مولانا علوی مالکی کی تضاد بیانیاں (از: فقیہ العصر مولانا مفتی عبدالستار رحمہ اللہ)...... اکابر کا مسلک ومشرب پر مختصر تبصرہ (از: مولانا محمد الیاس فیصل)......فتنہ علوی مالکی اور امام اہل سنتؒ (از: حمزہ احسانی)...... اعتراضات کے جوابات (از: حمزہ احسانی)......(حضرت شہید اسلام کی تحریرات کی فہرست آگے آرہی ہے۔)

اس مسئلہ سے متعلق تمام تحریرات کا مجموعہ ’’فتنہ علوی مالکی کا تحقیقی جائزہ‘‘ نامی کتاب میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

آمدم برسر مطلب:

گزشتہ صفحات میں ہم نے فتنہ علوی مالکی اور اس کے تعاقب میں اکابر اہل سنت کی

کاوشوں کا مختصر تعارف قارئین کی خدمت میں پیش کر دیا ہے، ان تحریرات سے اِس فتنہ کے خلاف کام کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ سرِ دست ہمیں اس بات پر احتجاج اور شدید احتجاج کرنا ہے کہ بدقسمتی سے حضرت شہید اسلام رحمہ اللہ کی مشہور زمانہ کتاب ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کے ناشرین (مکتبہ لدھیانوی، کراچی) نے ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' میں موجود فتنہ علوی مالکی سے متعلق حصہ کو جدید ایڈیشن سے خارج کر دیا ہے۔ یہ حصہ قدیم ایڈیشن کی جلد نمبر دس کے صفحہ نمبر ۱۰۰ سے لیکر صفحہ نمبر ۲۲۶ تک تقریباً سوا سو صفحات پر پھیلا ہوا تھا۔ اور اس حصہ کے ساتھ دسویں جلد کی ضخامت پانچ سو سے زائد صفحات پر مشتمل تھی۔ جبکہ ترمیم شدہ ایڈیشن کے کل صفحات ۳۹۰ ہیں۔ اِس ایڈیشن میں کمپوزنگ کے اضافی پھیلاؤ کو ختم، فہرست کو دوسطری اور سطور کو باہم قریب کر کے جہاں حجم کم کرنے کی سعی مفید کی گئی، وہیں صریح ناانصافی سے کام لیتے ہوئے اس حصہ کے ۱۲۵ر صفحات کو بھی حذف کر دیا گیا۔

یعنی غیر تخریج شدہ (قدیم) ایڈیشن کے مطابق جلد نمبر ۱۰ صفحہ نمبر ۱۰۰ر تا ۲۲۶ ...... ''علامات قیامت'' کے بعد اور ''سایۂ اصلی کا مفہوم'' سے پہلے ''کچھ اصلاح مفاہیم کے بارے میں'' عنوان کے تحت ایک سو پچیس (۱۲۵) صفحات پر مشتمل تمام بحث خارج کر دی گئی ہے۔

جبکہ تخریج شدہ ایڈیشن (طبع اول ۲۰۱۱ء) کے مطابق جلد نمبر ایک، صفحہ نمبر ۴۷۷ر تا ۵۴۳ ''سنت وبدعت'' کے باب میں ''قبروں پر پھول ڈالنا بدعت ہے'' کے بعد اور ''منت ماننا کیوں منع ہے؟'' سے پہلے ''اصلاح مفاہیم'' کے عنوان کے تحت تقریباً پینسٹھ (۶۵) صفحات پر مشتمل بحث۔ طبع ثانی (۲۰۱۳ء) سے خارج کر دی گئی ہے۔

اس حصہ میں شامل مرکزی عنوان (کچھ اصلاح مفاہیم کے بارے میں) کی ذیلی سرخیاں درجِ ذیل ہیں:

پہلا خط ...... دوسرا خط ...... تیسرا خط ...... ضمیمہ جات ...... قاضی مظہر حسین مدظلہ کے انکشافات ...... ماہنامہ حق چار یار کا عکس ...... مکی مالکی کٹر بریلوی ہیں ...... بارگاہ رضویت سے عقیدت ...... امام احمد رضا فاضل بریلوی سے عقیدت ...... مولانا ضیاء الدین قادری سے تعلق ...... تبصرہ ...... اکابر دیوبند مولانا احمد رضا خان کی نظر میں ...... قولِ فیصل ...... فضیلۃ الشیخ ملک عبدالحفیظ مکی کا خط ...... راقم الحروف کا جواب ...... مولانا زرولی خان کا خط ...... راقم الحروف کا جواب ...... جناب محمد ابو زبیر

سکھر کا خط......محمد ابوزبیر سکھروی کے خط کا جواب...... جناب اختر علی عزیزی کا خط ...... جناب اختر علی عزیزی کے خط کا جواب...... مولانا عزیز الرحمٰن کے ایک مرید کے خط کا جواب ...... دیوبندی بریلوی اختلاف حقیقی یا فروعی؟ دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ...... مظاہرالعلوم سہارنپور کا فتویٰ......**سبحانک هذا بهتان عظیم.**

اِن عنوانات کے تحت سوا سو صفحات پر پھیلی ہوئی بحث کے آخر میں حضرت شہیدِ اسلام لکھتے ہیں:

''میں آج بھی علوی مالکی کو بریلوی عقیدہ کا حامل اور مبتدع سمجھتا ہوں۔ میں نے آج تک اُس کی شکل نہیں دیکھی اور نہ ہی دیکھنا چاہتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سے بدعت وہویٰ کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں اور خاتمہ بالخیر کی دعا کرتا ہوں۔'' [آپ کے مسائل اوران کا حل: ۲۲۶/۱۰]

حضرتؒ کی تحریرات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ حضرت شہید اسلام رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۔محمد علوی مالکی کو بریلوی اور بدعتی سمجھتے تھے۔

۲۔اس کے نظریات کو اکابر دیوبند خصوصا حضرت شیخ الحدیثؒ کے خلاف خیال کرتے تھے۔

۳۔محمد علوی مالکی کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔

ایک بے بنیاد الزام اور حقیقتِ حال:

بعض حضرات کو بندہ ناچیز نے یہ کہتے ہوئے خود سنا کہ محمد علوی مالکی کے متعلق حضرت شہید اسلام رحمہ اللہ نے جو کچھ لکھا، محض نجی خطوط میں لکھا، کبھی ان کو شائع نہیں فرمایا، اور نہ ہی اُن کی اشاعت کا ارادہ تھا، اور نہ اسے وہ پسند فرماتے تھے۔ یہ تو بعد میں مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ نے شامل کر دیئے۔ لہٰذا اِس حصہ کی اِشاعت کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ حضرت شہید اسلام رحمہ اللہ کی منشا کے خلاف ہے۔

حالانکہ ماہنامہ ''بینات'' کے قدیم قارئین اس حقیقت سے خوب واقف ہیں کہ حضرت شہید اسلام رحمہ اللہ کی حیات بابرکات میں ہی ماہنامہ ''بینات'' میں اس قضیہ سے متعلق حضرتؒ کی تحریرات شائع ہوئیں۔ اس کی صراحت مختلف لوگوں کی طرف سے لکھے گئے خطوط میں بھی موجود ہے۔اور بینات کے ریکارڈ میں بھی۔ چنانچہ مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب حضرت شہید اسلام رحمہ اللہ کے نام اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں:

""کچھ دنوں قبل لندن پہنچا تھا، وہاں کچھ دوستوں نے رسالہ ""بینات"" محرم الحرام ۱۴۱۶ھ جس میں آں مخدوم کا مضمون بعنوان ""کچھ اصلاح مفاہیم کے بارے میں"" دیکھا پڑھا۔""

[آپ کے مسائل اوران کا حل: ۱۰/۱۳۳]

بینات کے ایک اور قاری جناب اختر علی عزیزی صاحب لکھتے ہیں:

""اس شمارہ محرم الحرام میں آپ کا مضمون ""کچھ اصلاح مفاہیم کے بارے میں"" نظر سے گذرا"" [آپ کے مسائل اوران کا حل: ۱۰/۲۰۷]

ان صراحتوں کے باوجود اس قسم کا بے بنیاد الزام لگانا اور یہ دعویٰ کرنا کہ حضرت شہید اسلام رحمہ اللہ اِس کی اِشاعت کے حق میں نہیں تھے، سراسر غلط اور حقائق کا منہ چڑانے کے مترادف ہے۔

اور ناشرین میں ایک صاحب کا یہ کہنا بھی انتہائی مضحکہ خیز ہے کہ: ""ملکی حالات کی بنا پر ہم نے اِس اختلافی حصہ کو خارج کیا ہے، کیونکہ اس کی وجہ سے کتاب پر پابندی کا خطرہ ہے۔"" کیونکہ ملکی حالات تو سانحۂ پشاور [دسمبر ۲۰۱۴ء] کے بعد سنگین ہوئے، جب کہ یہ حصہ ۲۰۱۱ء اور ۲۰۱۳ء کے ایڈیشن سے نکالا گیا۔

علمی خیانت پر احتجاج!!!

""آپ کے مسائل اور ان کا حل"" کے ناشرین (مکتبہ لدھیانوی) نے حضرت شہید اسلام رحمہ اللہ کی عبارات خارج کر کے نہ صرف انتہائی ناانصافی اور بددیانتی کا ثبوت دیا ہے، بلکہ حضرت کی روح مبارکہ کو اذیت میں مبتلا کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت کے لاکھوں متعلقین ومحبین کا دِل بھی دُکھایا ہے۔ اکابر دیوبند کے مسلک ومشرب سے بغاوت اور روگردانی بھی کی ہے اور اسلاف اہل سنت کی مسلکی امانت پر شب خون بھی مارا ہے۔ بزرگانِ اسلام کے مسلکی ذوق پر حملہ بھی کیا اور علمائے امت کے تاریخی ورثے کو مٹانے کی نامبارک کوشش بھی کی ہے۔ حقائق کو چھپانے کی سعی مذموم بھی کی ہے اور حضرت شہید اسلام کے ساتھ علمی خیانت بھی۔ حضرت جلال پوری شہید رحمہ اللہ کی روح کو بھی تڑپایا ہے اور دیگر اکابر امت کی ارواح کو بھی دکھی کیا ہے۔

اگر یوں ہی اکابر اہل سنت کی کتابوں سے عبارات نکلتی رہیں تو ہمارے پاس باقی کیا رہ جائے گا؟ اکابر کی تحقیقات، اُن کا مسلکی ذوق اور اُن کا مشرب ہمارا کل سرمایہ ہے، اگر اِس سے

ہمیں محروم کر دیا گیا تو آنے والی نسلوں کے ایمان کی سلامتی کی کوئی گارنٹی نہیں دی جا سکتی۔ آج علوی مالکی کے حامیوں نے یہ حصہ نکلوا دیا، کل کو خدانخواستہ مودودی اثر انداز ہو کر اپنے خلاف عبارات نکلوا دیں گے، پرسوں بریلویوں سے متاثر ہو کر بدعات کا حصہ نکال دیا جائے گا اور یوں رفتہ رفتہ نہ صرف ''آپ کا مسائل'' اپنی منفرد شان کھو بیٹھے گی بلکہ دیگر اکابر کی عبارات بھی عدم استحکام کا شکار ہو جائیں گی۔

مکتبہ لدھیانوی کی اس جسارت اور بدترین علمی خیانت پر ہم سراپا احتجاج ہیں اور پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ نہ صرف آئندہ ایڈیشن میں اس حصہ کو مکمل طور پر شامل کیا جائے بلکہ اس کی اہمیت کے پیش نظر اسے الگ بھی شائع کیا جائے، تاکہ سابقہ جرم عظیم کی تلافی ممکن ہو۔

ارباب مکتبہ سے گزارش ہے کہ: خدارا! امت کے حال پر رحم فرمائیں اور ہماری درخواست کو قبول فرماتے ہوئے حضرت شہید اسلام سمیت جملہ اکابر کی ارواح کی تسکین کا سامان بھی کریں اور اپنی آخرت بھی خراب ہونے سے بچائیں۔ بزرگان دیوبند سے وابستہ اصحاب علم و تحقیق اور ارباب فتویٰ سے بھی ہماری مؤدبانہ گزارش ہے کہ وہ اس ناانصافی کا نوٹس لیتے ہوئے اکابر اہل سنت کی علمی و تحقیقی میراث کی حفاظت کی ہر ممکن کوشش فرمائیں۔ اللہ پاک توفیق عمل نصیب کرے۔ اور ہم سب کو اکابر اہل سنت کے نقش قدم پر مضبوطی سے قائم و دائم رکھے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

☆☆☆☆

جناب جاوید احمد غامدی کے شاگرد و ترجمان......مولانا زاہد الراشدی کے فرزند

عمار خان ناصر کا نیا اسلام اور اس کی سرکوبی

تالیف: ترجمان اہل حق مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم......مولانا مفتی شعیب احمد مدظلہم

حدود و تعزیرات، اجماع امت، توہین رسالت، مسجد اقصیٰ اور جہاد کے بارے

مولانا زاہد الراشدی کے بیٹے جناب عمار خان ناصر کے گمراہ کن نظریات کا تحقیقی جائزہ

صفحات: 428......رعائتی قیمت: 240

رابطہ: دار الامین، لاہور 0307-5687800_0334-4612774

خادم اہل سنت عبدالرحیم چار یاری

اقبالی حضرات اور ہزاروی گروہ سے چند سوالات

ا...... برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ایک رضاخانی عقائد کے حامل شخص جناب محمد بن علوی مالکی سے بیعت و اجازت حاصل کر کے اکابر اہل سنت دیوبند سے علیحدگی کا راستہ کس نے اختیار کیا؟

۲......شیخ محمد بن علوی مالکی کٹر بریلوی اور رضاخانی نظریات کے حامل تھے۔ ان کی کتب کا ترجمہ پاکستان میں رضاخانی ہی شائع کرتے رہے۔ شیخ علوی کی ایک کتاب کا ترجمہ ''اصلاحِ مفاہیم'' کے نام سے شائع کر کے اپنے آپ کو بریلویت کے پلڑے میں کس نے ڈالا؟

۳......چند شاذ، متروک اور مردود روایات کا سہارا لے کر بریلوی افکار و اعمال کو ''اکابر کا مسلک و مشرب'' کس نے باور کرایا؟

۴......اصلاح مفاہیم اور رسالہ مسلک و مشرب میں درج متنازعہ اُمور درست تھے یا غلط؟ آج تک اِس کی صراحت سے راہِ فرار اختیار کرنے والا کون ہے؟

۵......اپنے آپ کو دیوبندی باور کرانے کے باوجود عرس، میلاد وغیرہ میں اکابر دیوبند کے مسلک کی صراحت سے جان چرانے والا کون ہے؟

۶...... اکابر اہل سنت دیوبند نے جب ''مفاہیم'' اور رسالہ ''مسلک و مشرب'' کو مسلک دیوبند کے خلاف قرار دیا تو صوفی محمد اقبال صاحب کی وفات تک سات سال کس نے خاموش تائید کی؟

۷...... اگر مفاہیم و رسالہ مسلک و مشرب کے مندرجات درست نہیں تھے تو صوفی اقبال صاحب کی زندگی میں ''رجوع'' کا لفظ بولنے کی بھی ہمت کیوں نہ ہوئی؟ اور اگر تمام مندرجات درست تھے تو بعد میں ''رجوع'' کے نام پر قوم کو دھوکہ کیوں دیا گیا؟

۸......شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ اور دیگر اکابر کی کتب سے اس قضیہ کو خارج کرانے کے لیے مختلف اکابر کا نام استعمال کر کے بدترین خیانت کرنے والا

کون ہے؟

۹......رئیس المحدثین مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ نے کس مکار و عیار سے اپنی خلافت واپس لے لی تھی؟

۱۰......شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ نے ایک تحریر دستخط کے لیے مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب کے پاس بھیجی تھی، ہزاروی صاحب نے اس پر دستخط کیوں نہ کیے؟ کیا اس میں غلط باتیں درج تھیں؟ اگر غلط باتیں درج تھیں تو وہ کیا تھیں؟ نیز جب ہزاروی صاحب سے کہا گیا کہ: مروجہ مجالس ذکر اور عرس و میلاد کے بارے میں شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کی اپنی تحریر پر تائیدی دستخط کر دیں، تو ہزاروی صاحب نے اس سے فرار کا راستہ کیوں اختیار کیا؟ اور آج تک وہ عرس، میلاد اور مجالس ذکر کے بارے میں حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے موقف پر تائیدی دستخط کرنے کے لیے تیار کیوں نہیں ہیں؟ کیا ان کے نزدیک صوفی اقبال کی جاری کردہ بدعات اور اختیار کردہ اَفکار کی حیثیت شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا رحمہ اللہ کے فکر و عمل اور اُن کی اپنی تحریرات سے زیادہ ہے؟ (تلك عشرة كاملة)

چاریاری کے اِن سوالات کا جواب دینا آپ کا فرض بھی ہے اور آپ پر قرض بھی، لہٰذا

قرض اُتارو! عقیدہ سنوارو!

ہزاروی بدعات کے حفیظ و نثارو!

صبح پڑھیں، شام پڑھیں شرط ہے دوام پڑھیں

اِن شاء اللہ بدعات سے جلد نجات ہوگی۔ راضی رب کی ذات ہوگی۔ ☆☆

ایک سو بیس (۱۲۰) صحابہ کرام اور صحابیات کو منظوم خراج عقیدت

سیکڑوں ایمان افروز اور ولولہ انگیز اشعار سے مزین منفرد اور خوبصورت گلدستہ

کرنیں ایک ھی مشعل کی (منظوم)

مداحِ صحابہ انجم نیازی

صفحات......تین سو اٹھائیس (۳۲۸)......قیمت: دوسو (۲۰۰) روپے [نٹ]

ناشر: دارالامین، لاہور 0334-4612774

(صفحہ نمبر 39 کا **بقیہ**......مقدمہ: مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر اللہ کرنے والوں کو زندہ اور ذکر نہ کرنے والے کو مردہ قرار دیا ہے، علاوہ ازیں ذکر اللہ کے فضائل ومناقب اور اس کی ضرورت قرآن کریم اور احادیث طیبہ سے ثابت ہے اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین تبع تابعین علماء کرام فقہاء عظام محدثین کرام سب اس کی ضرورت کے قائل ہیں، ذکر کی ضرورت اور فضائل پر ہر دور میں رسائل، مضامین اور کتابیں لکھی گئیں ہیں، حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی قدس سرہ کا مبارک رسالہ اس موضوع پر نہایت نافع اور مفید ہے اور چودہ سو سال سے اہل حق کے تمام طبقات اپنے اپنے طور پر ذکر کرتے رہے ہیں خاص طور پر صوفیاء کرام اور مشائخ کا ہمیشہ سے ذکر اللہ کا معمول رہا ہے۔

اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند بھی نہایت شدومد سے نہ صرف یہ کہ ذکر اللہ اور درود شریف پڑھنے کے قائل بلکہ ہمیشہ اس پر عامل رہے ہیں چونکہ اکابر وفقہا اور مشائخ دیوبند صرف ظاہر شریعت ہی نہیں بلکہ طریقت کے بھی جامع ہیں اس لیے ان کے ہاں صوفیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے تعلیم کردہ وظائف واعمال اور معمولات بھی پائے جاتے ہیں اور وہ اپنے متوسلین و متعلقین کو بھی اس کی تلقین فرماتے ہیں چنانچہ مشائخ دیوبند قطب الارشاد فقیہ وقت امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، محدث جلیل امام المتکلمین والفقہاء حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری، حضرت شیخ العالم مولانا محمود حسن دیوبندی، حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائپوری رحمہم اللہ تعالیٰ ان کے خلفاء کرام اور متوسلین کے ہاں ہمیشہ ذکر اللہ اور درود شریف کا معمول رہا اور یہ سب اکابر اپنے متعلقین کو اس کی ہدایت وراہنمائی فرماتے رہے ہیں۔

حضرت اقدس حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے ہاں خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون میں اور حضرت شیخ الہند قدس سرہ کے دیوبند اور حضرت سہارنپوری کے ہاں سہارنپور اور حضرت رائے پوری کے ہاں رائے پور میں باقاعدہ اصلاح وارشاد کا سلسلہ قائم تھا، ان حضرات اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ سے ہزاروں بلکہ لاکھوں متوسلین نے فیض حاصل کیا اور ذکر اللہ سے

اپنے قلوب کو منور فرمایا، ان میں خادم خاص حضرت امام ربانی حضرت مولانا محمد یحیٰ کاندھلوی، حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی، حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی، حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری، حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسری، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری، حضرت مولانا شاہ وصی اللہ، حضرت مسیح الامت مولانا مسیح اللہ خان جلال آبادی، مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی، حضرت علامہ سید سلیمان ندوی، حضرت مولانا محمد عیسیٰ الہ آبادی، حضرت مولانا فقیر محمد پشاوری، حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی، حضرت حاجی محمد شریف ہشیار پوری، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی، حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری، حضرت مفتی عزیز الرحمان دیوبندی، حضرت قاضی مظہر حسین، حضرت مولانا سید خورشید حسین ہمدانی، حضرت مولانا مفتی محمود حسن نانوتوی رحمہم اللہ تعالیٰ کے اسماء گرامی بطور ''مشتے نمونہ از خروارے'' پیش کئے جاسکتے ہیں۔ ان حضرات کے بعد پھر ان کے خلفاء اور آگے ان کے اجازت یافتہ حضرات کا سلسلہ چلا اور بحمد اللہ تاہنوز ان حضرات کا فیض پوری آب وتاب کے ساتھ جاری ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک جاری رہے گا۔

فخر المحدثین امام المتکلمین والفقہا قاطع البدعۃ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس سرہ نے مشائخ دیوبند کے روحانی سلاسل سے انسلاک واصطباغ کا تذکرہ اپنی کتاب ''المہند'' میں یوں فرمایا ہے:

ومنتسبون من طرق الصوفية الى الطريقة العلية المنسوبة الى السادة النقشبندية والطريقة الزكية المنسوبة الى السادة الچشتية والى الطريقة البهية المنسوبة الى السادة القادرية والى الطريقة المرضية المنسوبة الى السهروردية رضى الله عنهم اجمعين. (المهند)

علماء دیوبند ومشائخ دیوبند چونکہ شریعت وطریقت کے جامع متبع سنت اور فقہ میں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مقلد ہیں اس لئے وہ ہر مسئلہ میں قرآن وسنت اور فقہ حنفی کے مفتی بہ اور راجح اقوال پر فتویٰ دیتے ہیں اور انہیں پر عمل بھی کرتے ہیں یہ حضرات اہل السنۃ والجماعۃ اور مذہب حنفی کے شارح وترجمان ہیں چنانچہ ''المہند'' میں تصریح ہے:

انابحمداللہ ومشایخنارضوان اللہ علیهم اجمعین وجمیع طائفتنا وجماعتنامقلدون لقدوة الانام وذروة الاسلام الامام الهمام الامام الاعظم ابی حنیفة النعمان رضی اللہ عنه فی الفروع ومتبعون للامام الهمام ابی الحسن الاشعری والامام الهمام ابی منصور الماتریدی رضی اللہ عنهمافی الاعتقاد والاصول،الخ۔انالانتکلم بکلام ولایقول فی الدین الاعلیه عندنادلیل من الکتاب اوالسنة اواجماع الامة اوقول من ائمة المذهب،الخ۔(۹)

ہم اور ہمارے مشائخ اور ساری جماعت بحمداللہ فروعات میں مقلد ہیں مقتدائے خلق حضرت امام ہمام امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اوراصول واعتقادیات میں پیرو ہیں امام ابوالحسن اشعری اورامام ابومنصور ماتریدی رضی اللہ عنہما کے ۔ہم دین کے بارہ میں کبھی کوئی بات ایسی نہیں کہتے جس پر کوئی دلیل نہ ہو قرآن مجید کی یا سنت کی یا اجماع امت یا قول کسی امام کا۔

''المہند'' کی ان عبارات سے صاف واضح ہے کہ علماء دیوبند کے فتاویٰ ومسائل اورفقہ حنفی کے مطابق ہیں اور یہ کہ ان کے ہر مسئلے پر قرآن وسنت اورفقہ کی مہر ثبت ہے۔

اصول وعقائد میں بنیادی طور پران کے امام حضرت ابومنصور ماتریدی اورامام ابوالحسن اشعری ہیں جبکہ فقہ میں یہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پیروکار ہیں۔

پھرعلماء دیوبند میں اصول وعقائد میں امامت کادرجہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتوی قدس سرہ کوحاصل ہوااورفروع میں امامت کے درجہ پرابوحنیفہ وقت امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی فائز ہوئے،یہ دونوں حضرات حضرت الامام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے علمی سلسلہ سے منسلک اورایک واسطہ سے ان کے خاندان کے ممتاز ونامور تلامذہ میں سے تھے،دہلی کے بعد 1283ھ بمطابق 1866ء میں انہی کے ذریعہ دیوبند میں دینی مدرسہ کاقیام عمل میں آیا،اوردیوبند کی بستی علم وعرفان،شریعت وطریقت کامرکز قرار پائی اورحق تعالیٰ نے دارالعلوم دیوبند کافیض چہاردانگ عالم میں جاری فرمادیا،فللہ الحمدوله الشکر.

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اورحضرت قطب الارشادمولانا رشید احمد گنگوہی

رحمہما اللہ کے اصول وعقائد اور فقہ میں امام ہونے کا اعلان امام العصر محدث کبیر حضرت علامہ محمد انور شاہ الکشمیری نوراللہ مرقدہ نے ایک عظیم جلسہ میں اس وقت فرمایا جب علامہ سید رشید رضا مصری مرحوم 1330ھ 1912ء میں دارالعلوم دیوبند کو دیکھنے کے لیے دیوبند تشریف لائے تھے اور حضرت شیخ الہند شیخ العالم مولانا محمود حسن دیوبندی قدس سرہ کی زیر صدارت ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا تھا، علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کا عظیم الشان اور تحقیقات عجیبہ غریبہ ونادرہ پر مشتمل خطاب اہل علم کیلئے نہایت مفید اور خاصہ کی چیز ہے، ماہنامہ ''الرشید'' ساہیوال کے دیوبند نمبر اور حضرت مولانا سید انظر شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی کتاب ''نقش دوام'' میں یہ عظیم اور معرکۃ الآراء علمی خطاب لاجواب شائع ہو چکا ہے۔

ان دونوں بزرگوں کا علمی روحانی عرفانی مقام اس عظیم شہادت سے بھی واضح ہے جو ان کے مربی وشیخ امام الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہ نے تصوف وسلوک پر مشتمل اپنی جامع کتاب ''ضیاء القلوب'' میں تحریر فرمائی ہے۔

حضرات علماء دیوبند اہل سنت والجماعت ہیں اور اہل سنت والجماعت فقہاء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریحات سے واضح ہے کہ جو امور فی نفسہ مباح یا مستحب ہوں ان میں اگر منکرات کا انضمام ہو جائے تو وہ مستحب یا مباح نہیں رہتے بلکہ منکرات کے شامل ہونے کی وجہ سے ان کا ترک واجب ہے، ہاں اگر وہ امور ایسے ہوں جو مقصود بالذات یا واجب ہوں ان میں انضمام مفاسد ومنکرات کی وجہ سے ان کو ترک کرنا جائز نہیں بلکہ اس وقت منکرات سے بچنا اور ان امور کو بجالانا ضروری ہوگا انضمام مفاسد کی وجہ سے ایسے امور کا ترک جائز نہیں ہوگا۔

اس ضابطۂ مسلمہ وقاعدۂ ممہدہ سے انفرادی محافلِ ذکر ومجالسِ ذکر اسی طرح سراً وجہراً اجتماعی ذکر کا حکم بھی معلوم ہو جاتا ہے۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ ذکر اللہ تعالیٰ فی نفسہ ایک امر مستحب بلکہ اعلی المستحبات ہے اس کے اعلیٰ واشرف اور افضل ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے اس کی کثرت اور دوام بھی نہایت پسندیدہ اور مرغوب فیہ ہے قواعد شرعیہ کا لحاظ کرتے ہوئے سراو جہرا دونوں طرح ذکر جائز ہوگا رہا اجتماعی ذکر اور محافل ومجالس ذکر اور ذکر اللہ کیلئے تداعی کا حکم اور اجتماع کر کے ذکر اللہ کرنے کا معاملہ تو ظاہر

ہے کہ ان امور کا حکم بھی وہی ہوگا جو دیگر امور مباحہ اور مستحبہ کا ہے چونکہ امور مباحہ و مستحبہ کیلئے اجتماع اور تداعی مکروہ ہے اس لئے ذکر اللہ کو اجتماعی طور پر کرنا منع ہوگا اور اس کیلئے دعوت اور تداعی کی بھی ممانعت ہوگی پس ذکر اللہ انفرادی طور پر کیا جائے اس میں سرا کے ساتھ جہرا بھی بلا کراہت جائز ہے بشرطیکہ جہر مفرط نہ ہو، یہ اہل سنت والجماعت احناف اصول کے عین مطابق ہے بعض مشائخ صوفیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں جو اجتماعی ذکر پایا جاتا ہے تو اسے تعلیم پر محمول کیا جاسکتا ہے وہ حضرات اپنے متعلقین واحباب اور سالکین کو تعلیم کیلئے اجتماعی ذکر تلقین فرماتے تھے اس اجتماع سے مقصود تعلیم تھی نہ کہ ذکر اللہ کی مجالس کا انعقاد اس محمل حسن پر محمول کرنے سے ان مشائخ عظام کا یہ عمل حنفیہ کے مذکورہ مسلمہ قاعدہ کے خلاف نہیں رہتا بشرطیکہ اسے تعلیم کی حد تک ہی رکھا جائے اور مشائخ عظام اپنے نوآموز متعلقین کو اپنی خانقاہوں میں یا خاص جگہ پر اس کی تعلیم دیں اس طرح کے حلقوں کو عام مجالس اور مساجد میں نہ کیا جائے۔

ذکر اللہ کے جواز کی مذکورہ متفقہ صورت حنفیہ کے اصول کے عین مطابق اور اکابر وفقہاء دیوبند کی مصدقہ ہے جو حضرات اپنے کو ان حضرات اکابر رحمہم اللہ کا متبع قرار دیتے ہیں ان سے گزارش ہے کہ وہ بھی اسی متفق علیہ صورت کو اپنا لیں کیونکہ جو صورت اکابر علماء دیوبند اور فقہ حنفی کے ضابطہ پر پوری نہ اترتی ہو بلکہ اصولا اس میں کراہت یا بدعت ہونے کا فتویٰ دیا جارہا ہو اس سے احتراز ہی ضروری ہے، ھذا ما عندی ولعل عند غیری احسن من ھذا

من آنچہ شرط وفاست باتو می گویم
تو خواہ ازسخنم پند گیر خواہ ملال

طـرد اللبـاب آخر میں گزارش ہے کہ احقر ناکارہ کے جد اعلیٰ حضرت مولانا سید محمد عبد اللہ ترمذی رحمہ اللہ المتوفی ۱۲۹۳ھ حضرت شاہ محمد اسحاق دھلوی اور حضرت شاہ عبد العزیز محدث دھلوی رحمہم اللہ سے علمی فیضیابی کے ساتھ روحانی طور پر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے مایہ ناز بزرگ حضرت شاہ ابوسعید اور ان کے فرزند ارجمند حضرت شاہ احمد سعید مجددی رحمہم اللہ سے منسلک تھے جبکہ احقر کے پردادا حضرت مولوی حکیم سید محمد غوث ترمذی المتوفی ۱۳۵۵ھ حضرت شاہ ابوالخیر رحمہ اللہ المتوفی ۱۳۴۱ھ سے بیعت اور سلسلہ مجددیہ سے فیض یافتہ تھے ان دونوں حضرات کے متوسلین

ومریدین کا بڑا حلقہ ضلع کرنال مشرقی پنجاب ہند میں موجود تھا، درس وتدریس تبلیغ وطبابت کے ساتھ متوسلین کی اصلاح وتربیت کا اہتمام بھی ان حضرات کے ہاں باقاعدہ کیا جاتا تھا۔

احقر ناکارہ کے جدامجد حضرت مفتی عبدالکریم گمتھلوی رحمہ اللہ المتوفی ۱۳۶۸ھ باقاعدہ جامعہ مظاہرالعلوم سہارنپور کے فاضل حضرت اقدس سہارنپوری قدس سرہ کے تلمیذ رشیداور حکیم الامت تھانوی قدس سرہ سے بیعت ان کی خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون کے مفتی، حضرت کے خاص معتمدعلیہ عالم صحبت یافتہ اور مجاز تھے۔

حضرت والد ماجد فقیہ العصر یادگارسلف مولانا المفتی القاری السید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ المتوفی ۱۴۲۱ھ دارالعلوم دیوبند کے فاضل حضرت اقدس مدنی قدس سرہ کے تلمیذ رشید حضرت حکیم الامت مجددملت تھانوی قدس سرہ سے بیعت ان کے صحبت یافتہ اور حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نوراللہ مرقدہ اورمحدث کبیر فقیہ خبیر حضرت علامہ مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ کے خلیفہ اجل وارشد تھے۔

اِس سے واضح ہے کہ تمام اکابردیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ کی طرح بحمداللہ تعالیٰ احقر ناکارہ کا خاندان بھی شریعت وطریقت کا جامع ہے۔ ذکر واذکار، درودشریف اور دیگر معمولاتِ مشائخ کا نہ صرف قائل وعامل بلکہ دوسروں کوبھی اس کی تعلیم وتلقین کرنے والا ہے۔

بندہ ناچیز نے حضرت اقدس تھانوی قدس سرہ اور حضرت اقدس مدنی نوراللہ مرقدہ کا زمانہ نہیں پایالیکن ان دونوں بزرگوں بلکہ بعض دیگراکابر کے متوسلین اورخلفاء کرام کی خوب زیارت کی ہے اور کچھ بزرگوں سے نہ صرف بیعت بلکہ ان کی خدمت میں حاضری اور اصلاحی تعلق کا بھی شرف حاصل ہواہے احقر کوخوب یاد ہے کہ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ مئی ۱۹۷۵ء میں جب حضرت والد ماجد رحمہ اللہ نے اس ناکارہ کوحضرت سیدی مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی قدس سرہ کے دست حق پرست پر بیعت کرایا تو حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ نے احقر کوکلمۂ تمجید کثرت سے پڑھنے کی تلقین فرمائی تھی اس کے بعد حضرت مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمہ اللہ سے جب بیعت کے بعد اصلاحی تعلق قائم ہوا تو آپ نے بھی مشائخ چشت کی معمول بہادوازدہ تسبیحات اورکلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے ورد کے لیے ارشاد فرمایا تھا۔

غرضیکہ ذکر اللہ کی تلقین و تعلم سلسلہ کے تمام اکابر و مشائخ کا معمول رہا ہے کیونکہ ایک عاشق اور محبّ صادق کے لیے محبوب کا ذکر سب سے بہترین مشروب ہے کما قیل ؎

وذكرك للمشتاق خير شراب
وكل شراب دونه كسراب

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی قدس سرہ کے تلمیذ رشید خاتم مثنوی مولانا روم حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش کاندھلوی رحمہ اللہ کا یہ شعر تو اس بارہ میں بہت ہی عجیب و غریب اور وجد آفریں ہیں ؎

اللہ اللہ ایں چہ شیریں ہست نام
شیر و شکری شود جانم تمام

دوازدہ تسبیحات معمولہ مشائخ چشت اہل بہشت رحمہم اللہ تعالیٰ کو حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمہ اللہ نے ''نفیر غیب'' کے نام سے منظوم فرمایا ہے یہ رسالہ منظومہ ''یاد خدا'' کے نام سے بھی طبع ہوتا رہا، حضرت والد صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ نے یہ رسالہ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ میں قیام کے دوران ۱۳۵۳ھ میں تحریر فرمایا تھا اور ہم اس وقت مدرسہ امداد العلوم تھانہ بھون میں قرآن کریم حفظ کرتے تھے اور حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ کا یہ رسالہ ہم بڑے مزے لے کر پڑھتے تھے اس طرح حق تعالیٰ کا ذکر بچپن سے ہی ان کے دل و دماغ میں رچا بسا ہوا تھا۔ فللہ الحمد ولہ الشکر ،حق تعالیٰ اس ناکارہ کو بھی اس دولت بے بہا سے موفق و مشرف فرمائیں آمین۔

حضرت والد صاحب رحمہ اللہ کا بچپن حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کے زیر سایہ تھانہ بھون میں گذرا جہاں ہر طرف نورانی اور روحانی ماحول تھا اور خانقاہ امدادیہ میں ذاکرین وشاغلین کا ہر وقت ہجوم رہتا تھا۔ حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی قدس سرہ سالکین وطالبین کی اصلاح و تربیت فرماتے اور انہیں ذکر و اوراد اور اشغال کی بھی تلقین فرماتے اور ہر سالک کی حالت اور ضرورت کو دیکھ کر انہیں ذکر بھی بتاتے ،حضرت والد ماجد رحمہ اللہ سے حضرت مولانا سیف الرحمٰن رحمہ اللہ جو منڈی بہاء الدین کے علاقہ کھٹیالہ شیخاں کے رہنے والے تھے ان کا واقعہ بارہا سنا کہ

حضرت مولانا رحمہ اللہ دارالعلوم دیوبند سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد بغرض اصلاح وتربیت باطنی حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت نے انہیں جو معمولات بتائے ان میں ذکراللہ کے لیے بھی ارشاد فرمایا کہ اسم ذات کا ذکر روزانہ ۱۲؍ہزار مرتبہ کریں پھر تدریجاً اس کی تعداد میں اضافہ کے لیے فرمایا، جب روزانہ اسم ذات کی تعداد ۴۸؍ ہزار تک پہنچی تو حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے اس پر انہیں شاباش دی اور اپنی مسرت کا اظہار فرمایا۔

احقر نے بھی ۱۳۹۹ھ میں جامعہ اشرفیہ لاہور میں مجلس صیانۃ المسلمین کے سالانہ اجتماع میں ان کی زیارت کی تھی ان سے کتاب ''بلغة الحیران'' کے حمام میں جلانے کا واقعہ بھی سنا تھا، غرضیکہ خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون میں بھی سالکین ذکراذکار کا برابر اہتمام فرماتے تھے ،لیکن مروجہ اجتماعی ذکر کی مجالس نہ تھیں۔

ذکر کے حوالہ سے جب یہ سوال پیدا ہوا کہ اسم جلالہ اسم ذات کی کثرت کے وقت اگر بلاقصد آخر سے حرف ''ہ'' حذف ہوجائے تو اس کا کیا حکم ہے تو اس پر احقر کے جدامجد حضرت مفتی عبدالکریم گمتھلوی رحمہ اللہ نے اس کے جواز کا فتویٰ تحریر فرمایا تھا جس سے اس وقت کے علما خانقاہ نے اتفاق فرمایا اور اس جواب کی تائید وتصدیق فرمائی حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ نے بھی اس کے جواز کا فتویٰ قلم بند فرمایا۔ یہ واقعہ ۱۳۴۴ھ بمطابق ۱۹۲۶ء کا ہے یہ ساری علمی اور مفید بحث ''بوادر النوادر'' میں قابل ملاحظہ ہے۔حضرت جدامجد رحمہ اللہ کا فتویٰ ''امداد الاحکام'' جلد اول میں بھی طبع ہو چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بدعات ورسومات سے بچائیں اورسنت سنیہ کی اتباع کی توفیق عطا فرمائیں، آمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمدو آله واصحابه اجمعین الیٰ یوم الدین۔ فقط

فقط احقر عبدالقدوس ترمذی غفرلہ

دارالافتا جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودہا

۱۰؍رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ لیلۃ یوم الخمیس

☆......☆......☆......☆

جناب سید سیف الرحمٰن شاہ مدظلہ [حفید: حضرت پیر خورشید رحمہ اللہ]

حضرت مولانا پیر خورشید صاحب ہمدانی رحمہ اللہ [قصبہ عبدالحکیم] کے حالات

حضرت مولانا پیر خورشید احمد شاہ ہمدانی رحمہ اللہ نے ۱۹۶۵ء میں قصبہ عبدالحکیم میں سکونت اختیار کی اور جگہ خرید کر جامع مسجد تعمیر کی اور ساتھ ہی مدرسہ محمود العلوم قائم کیا۔ اور سالکین کو درس قرآن دینا شروع کیا۔

اور آپ سے جو بیعت کا تعلق رکھتے تھے، اُنہیں حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں مسنون اَذکار کی تعلیم دیتے۔

قصبہ عبدالحکیم میں قیام کے دوران آپ نے اجتماعی ذکر بالجہر کا سلسلہ شروع نہیں کیا تھا بلکہ انفرادی اذکار بتلاتے تھے۔ اور اسی طرح آپ علاقہ بھر اور ملک بھر میں سلسلہ سے تعلق جوڑنے والوں کو مسنون اذکار بتایا کرتے تھے۔

سید سیف الرحمٰن

۱۰ر رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ......۱۶ر مئی ۲۰۱۹ء

ناظم: جامعہ محمود العلوم، مسجد حضرت پیر خورشید احمد شاہ ہمدانی

قصبہ عبدالحکیم، تحصیل کبیر والا، ضلع خانیوال

آنکھوں دیکھا حال:

جناب سید سیف الرحمٰن شاہ صاحب مدظلہ ابن حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن شاہ صاحب رحمہ اللہ ۱۰ر رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۶ر مئی کو چکوال تشریف لائے۔

اُن سے اُن کے دادا جان حضرت پیر خورشید شاہ صاحب ہمدانی رحمہ اللہ کے عبدالحکیم شہر میں آمد اور مدرسہ کے قیام کے بارے دریافت کرنے پر مذکورہ واقعہ اُنہوں نے بیان کیا۔ اور تحریر اپنے دستخطوں سے عنایت فرمائی۔ عبدالوحید الحنفی چکوال ☆☆

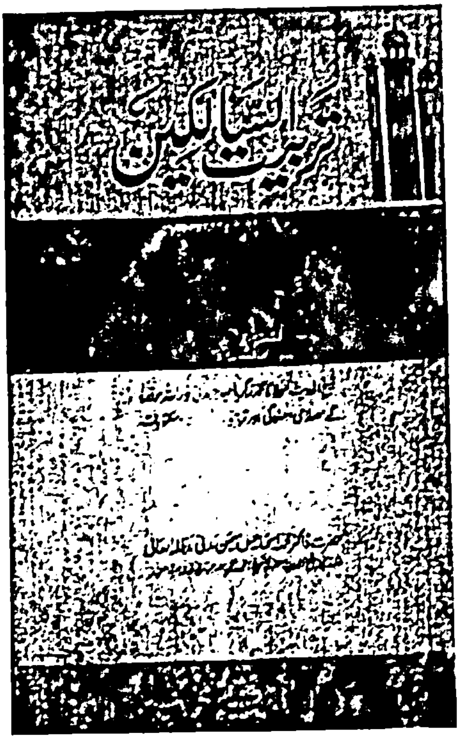

اقتباس مکتوب حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ

[illegible]

والسلام

[illegible]

جواب

[illegible]

مکتوب نمبر ۹۵

از حضرت شیخ الحدیث صاحب [illegible]

بنام [illegible] صاحب

تاریخ روانگی ۲۳ [illegible]

عنایت فرمایم [illegible] صاحب [illegible]!

بعد سلام مسنون [illegible]

[illegible]

(۲۳)

[illegible]

جواب [illegible]

[illegible]

جامعہ فاروقیہ کراچی
JAMIA FAROOQIA KARACHI
P.O. Box No. 11033, Shah Faisal Town, Block 4, Karachi, Pakistan
پوسٹ بکس نمبر ۱۱۰۳۳، شاہ فیصل ٹاؤن بلاک نمبر ۴
کراچی، پاکستان

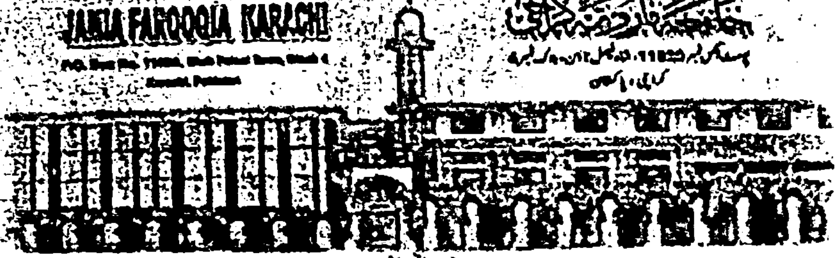

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب مولانا [illegible] الحسینی حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت نے ۲۵ رشوال ۱۴۳۲ھ / ۲۴ رجولائی ۲۰۱۱ء کو ایک وضاحتی تحریر آپ کو بھیجا تھا جس میں آپ سے کہا تھا کہ حضرت نے آپ کی درخواست پر آپ کو چاروں سلاسل میں جو اجازت خلافت دی تھی وہ مرحوم صوفی محمد اقبال کی خلافت کے ساتھ باقی نہیں رہ سکتی، اس لئے کہ حضرت شیخ محمد طلحہ [illegible] سے بیعت اور خلافت کے بعد صوفی محمد اقبال کو شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا [illegible] سے منسوب [illegible] نہیں سمجھتے۔

صوفی صاحب سے خلافت کے بعد حضرت [illegible] آپ [illegible] نہیں چاہتے تھے، لیکن خلافت دیتے وقت حضرت اس سے لاعلم تھا [illegible] ہو جانے کے بعد آپ کو [illegible] کہ آپ صوفی محمد اقبال کی خلافت سے [illegible] اعلان [illegible] کریں، اس کے علاوہ آپ سے متعلق [illegible] ہے [illegible] نہیں ہے۔

ہماری خلافت کو باقی رکھنے کی [illegible] آپ [illegible] کہ [illegible] پر قائم رہے، اور آپ نے صوفی صاحب [illegible] کی بجائے [illegible]۔

حضرت نے آپ سے [illegible] ایک [illegible] اور [illegible] ایک [illegible] گزر جانے کے باوجود آپ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود آپ کی نظر میں [illegible] اہمیت کا حامل نہیں ہے۔

لہٰذا حضرت آپ کو دی گئی اپنی خلافت سلب کرتے ہیں، آپ [illegible] خلیفہ [illegible] ہم سے منسوب نہ کیا جائے۔

والسلام
سلیم اللہ خان

سلیم اللہ خان
[illegible]
خادم جامعہ فاروقیہ کراچی
[illegible]
[illegible]

محمد صفدر [illegible] اشاعت کے لئے بھیج دیا جائے
سلیم اللہ خان خادم جامعہ فاروقیہ کراچی
۱۰ ر صفر [illegible] ۱۸ ر [illegible]

Tel: +9221-4591[illegible], 4573865, 4573168, Fax: +9221-4591[illegible] e-mail: info@farooqia.com URL: www.farooqia.com
Phase II, [illegible] Road, (Formerly Hub River Road), Karachi, Pakistan [illegible]

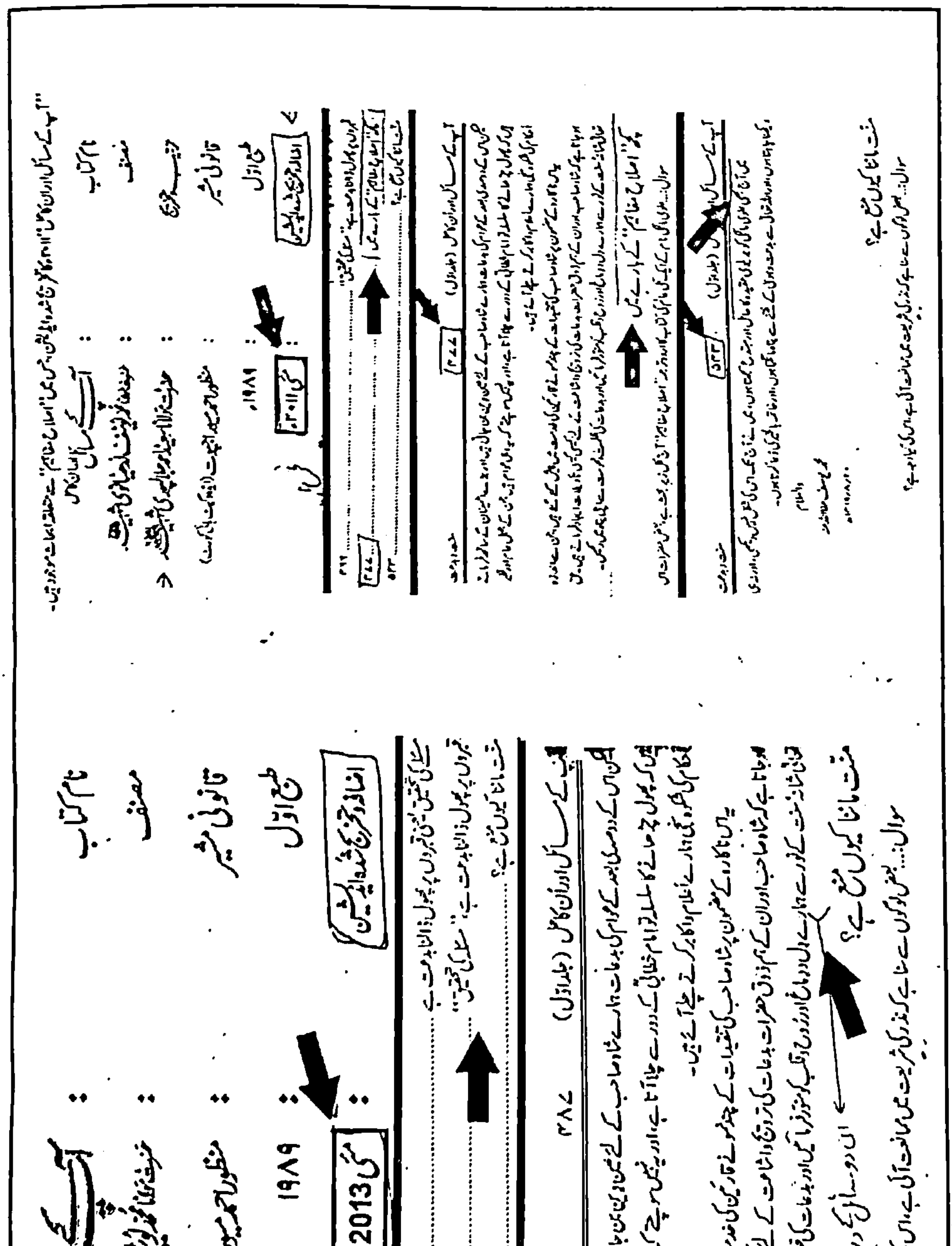

"آپ کے مسائل اور ان کا حل" ۲۰۱۱ کا تخریج شدہ ایڈیشن جس میں "اصلاح مفاہیم" سے متعلقہ ابحاث موجود ہیں۔

نام کتاب : آپ کے مسائل اور ان کا حل
مصنف : حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
ترتیب وتخریج : حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ
قانونی مشیر : منظور احمد میو راجپوت (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)
طبع اول : ۱۹۸۹ء
اضافہ وتخریج شدہ ایڈیشن : مئی ۲۰۱۱ء

قبروں پر پھول ڈالنا بدعت ہے: "مسئلے کی تحقیق" ۴۶۶
کچھ "اصلاح مفاہیم" کے بارے میں ۴۷۷
منت ماننا کیوں منع ہے؟ ۵۲۳

آپ کے مسائل اور ان کا حل (جلد اول) ۴۷۷ سنت وبدعت

کچھ "اصلاح مفاہیم" کے بارے میں

سوال:... علوی مالکی نام کے ایک عالم کی کتاب کا اردو ترجمہ "اصلاح مفاہیم" آج کل زیر بحث ہے، بعض حضرات اس …

آپ کے مسائل اور ان کا حل (جلد اول) ۵۲۳ سنت وبدعت

منت ماننا کیوں منع ہے؟

سوال:... بعض لوگوں سے سنا ہے کہ نذر کی شریعت میں ممانعت آئی ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

نام کتاب : آپ کے مسائل اور ان کا حل
مصنف : حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
قانونی مشیر : منظور احمد میو راجپوت (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)
طبع اول : ۱۹۸۹
اضافہ وتخریج شدہ ایڈیشن : مئی 2013

مسئلے کی تحقیق یعنی قبروں پر پھول ڈالنا بدعت ہے ۴۷۰
قبروں پر پھول ڈالنا بدعت ہے: "مسئلے کی تحقیق" ۴۷۶
منت ماننا کیوں منع ہے؟ ۵۱۷

آپ کے مسائل اور ان کا حل (جلد اول) ۴۸۷ سنت وبدعت

لیکن اس کے دو صدی بعد کے عوام کی بدعات ہمارے شاہ صاحب کے لئے عین دین بن جاتی ہیں اور بڑے اطمینان کے ساتھ فرماتے ہیں کہ پھول چڑھانے کا سلسلہ تو امام خطابیؒ کے دور سے چلا آتا ہے، اور یہ نہیں سوچتے کہ یہ وہی عوام ہیں جن کے جہل عام اور تغیر احکام کی شکوہ بھی ہمارے اعلام واکابر کرتے چلے آئے ہیں۔

یہ اس ناکارہ کے مضمون پر شاہ صاحب کی تنقیدات کے چند نمونے قارئین کی خدمت میں پیش کئے گئے ہیں، جن سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ شاہ صاحب اور ان کے ہم ذوق حضرات بدعات کی ترویج واشاعت کے لئے کیسی کیسی تاویلات ایجاد فرماتے ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ سنت کے نور سے ہمارے دل و دماغ اور روح وقلب کو منور فرمائیں اور بدعات کی ظلمت ونحوست سے اپنی پناہ میں رکھیں۔

منت ماننا کیوں منع ہے؟

سوال:... بعض لوگوں سے سنا ہے کہ نذر کی شریعت میں ممانعت آئی ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

عکس تربیت السالکین صفحہ ۱۵۷۔۱۵۸

اقتباس جواب حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ

۱)...... دل تو بہت چاہتا ہے کہ یہ سلسلہ کسی طرح جاری ہو جائے، اللہ تعالیٰ شانہٗ مقبو فرمائے اور خدا کرے کہ آپ کے ہی ذریعہ سے یہ سلسلہ چلے، اس کا لحاظ ضروری ہے کہ بدعتی صورت پیدا نہ ہو جائے، مثلاً یہ کہ ایک حلقہ میں سب کا ذکر نہ ہو علیحدہ علیحدہ نشستیں تجویز کریں اس کو آپ ہی خود اچھی طرح سمجھتے ہیں۔

ایک نشست یعنی بالکل اجتماعی صورت یہاں بھی نہ ہو۔ مدرسہ قدیم میں جیسے متفرق لوگ کرتے رہتے تھے اس میں مضائقہ نہیں۔

۲)......اچھا کیا عذر کر دیا، علی میاں سے کہہ دیجئے کہ جو لوگ حضرت اقدس سے تعلق رکھتے ہیں ان کو تو آپ خود ہی جو دل چاہے بتائیں دوسرے پر محول نہ کریں البتہ جو لوگ براہ راست علی میاں سے بیعت ہیں اگر وہ کہہ دیں تو ان کو بتانے میں مضائقہ نہیں اسی طرح اس ناکارہ سے تعلق رکھنے والوں کو بھی بتانے میں حرج نہیں۔

۳) اس کے لئے بہتر بلکہ ضروری یہ ہے کہ آپ ان کو کہہ دیں کہ وہ خود مولانا ہی سے

بھی رہتے ہیں، مولانا تو کانپور لکھنو وغیرہ کثرت سے تبلیغی گشت کرتے رہتے ہیں اس لئے کوئی دقت بھی نہیں۔ البتہ اگر وہ مولانا قاری طیب صاحب سے یہ اجازت لے لیں کہ آپ سے پوچھ لیا ہے تو مضائقہ نہیں۔

۴) پریشانی کی کیا بات ہے ان کو استخارہ و مشورہ دیں پھر جدھر میلان ہو تبلیغی لوگوں کے لئے مولانا یوسف صاحب زیادہ مناسب ہیں۔

۵) مناسب نہیں، (٦) جبر سے نہ ہو

۷) سر آنکھوں پر مگر محض اس ناپاک سے ملاقات کے لئے شد رحال مناسب نہیں، دیوبند یا رائے پور یا نظام الدین کو شریک کریں تو مضائقہ نہیں۔ فقط والسلام

زکریا مظاہر علوم

١٦ر جمادی الاولیٰ

(۳۲)

مخدوم مکرم جناب حضرت شیخ الحدیث صاحب زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
مندرجہ ذیل سوالات کی وضاحت فرما کر جواب سے تشفی بخشیں، شیخ التفسیر حضرت مولانا.....
صاحب ہر جمعرات کو مجلس ذکر منعقد فرمایا کرتے تھے، جواب بھی ان کے جانشین وصاحبزادے ودیگر خلفاء منعقد فرماتے ہیں۔ اس میں افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ کا ذکر بالجہر جماعتی طور پر ہوتا ہے۔

کتاب وسنت کی روشنی میں مطلع فرمایئے کہ آیا یہ درست اور جائز ہے؟ بعض حضرات اس کو بدعت بتلاتے ہیں۔ فقط

جواب:

مکرم محترم۔ مدفیوضکم، بعد سلام مسنون، گرامی نامہ پہنچا، اس ناکارہ کو تو یہ معلوم نہیں کہ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں حلقہ کے ذکر کی کیا صورت ہے۔ لیکن اجتماعی ذکر میں تو بظاہر کوئی اشکال نہیں ہے۔ ایک جگہ جمع ہو کر لوگ اپنے اپنے معمولات کا ذکر کرتے رہیں یہ کئی نوع سے موجب تاثیر ہے۔ لیکن حلقہ کے متعلق اپنے اکابر سے کچھ پسندیدگی کے الفاظ سننے میں نہیں آئے۔

اپنے ذہن میں ہمیشہ اس کی وجہ یہ رہی ہے کہ اس صورت میں ذکر کی طرف توجہ تام کے بجائے عوارض کی طرف توجہ زیادہ ہوتی ہے۔

وہاں آپ کے یہاں علماء حقہ اور مشائخ معتبر کثرت سے موجود ہیں۔ وہ صورت حال سے واقف بھی ہوں گے، بندہ کے خیال میں ان کی طرف مراجعت مناسب ہوگی۔" محمد زکریا ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ۔

(۳۳)

بخدمت شریف حضرت آقائی وملجائی دامت فیوضکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!
گذارش خدمت میں یہ ہے کہ میں حضرت مدنی قدس سرہ سے بیعت ہوں انکے معمولات بھی بحمد اللہ کچھ نہ کچھ پورے کرتا رہتا ہوں۔ حضرت قدس سرہ اپنے متعلقین کو امداد السلوک کا

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا ؒ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کی جارحیت کی زد میں

برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ حلقہ ذکر (آواز ملا کر ذکر کرنے کو) "بدعت" قرار دیتے ہوئے اپنے ایک مکتوب گرامی میں تحریر فرماتے ہیں:

اس کا لحاظ ضروری ہے کہ بدعتی صورت پیدا نہ ہو مثلاً: یہ کہ ایک حلقہ میں سب کا ذکر نہ ہو، علیحدہ علیحدہ نشستیں تجویز کریں۔ [تربیت السالکین: ۱۵۷]

اقتباس جواب حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ

۱) دل تو بہت چاہتا ہے کہ یہ سلسلہ کسی طرح جاری ہو جائے، اللہ تعالیٰ شانہٗ مدد فرمائے اور خدا کرے کہ آپ کے ہی ذریعہ سے یہ سلسلہ چلے، اس کا لحاظ ضروری ہے کہ بدعتی صورت پیدا نہ ہو جائے مثلاً یہ کہ ایک حلقہ میں سب کا ذکر نہ ہو علیحدہ علیحدہ نشستیں تجویز کریں اس کو آپ ہی خود اچھی طرح سمجھتے ہیں۔

ایک نشست یعنی بالکل اجتماعی صورت یہاں بھی نہ ہو۔ مدرسہ قدیم میں جیسے متفرق لوگ کرتے رہتے تھے اس میں مضائقہ نہیں۔

عکس، تربیت السالکین: ۱۵۷

جبکہ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی اِسی صورت (آواز ملا کر ذکر کرنے) کو نہ صرف اختیار کیے ہوئے ہیں، بلکہ اِسے بدعت کہنے والوں کو "ناخلف" اور "شیطانی اثر والا" قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"افسوس ہے کہ بعض ناخلف شیطانی اثر سے اِن مبارک مجالس کو بدعت کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے شر سے امت کو بچائے اور اُن کو بھی ہدایت دے۔" [ماہنامہ زکریا، اپریل ۲۰۱۷ء، ص: ۲۶]

الاولیاء حضرت لاہوری ؒ کی عظمت بھی آشکارا ہے۔ افسوس ہے کہ بعض ناخلف شیطانی اثر سے ان مبارک مجالس کو بدعت کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے امت کو بچائے اور ان کو بھی ہدایت دے۔ اب حضرت حکیم العصر ؒ کا مضمون ملاحظہ فرمائیں۔ (فقیر محمد عزیز الرحمٰن عفی عنہ)

عکس، ماہنامہ زکریا

رجب المرجب ۱۴۳۸ھ (۲۶) اپریل 2017ء

حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کی جارحیت کی زد میں

امام اہل سنت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اپنی مشہور زمانہ کتاب ''حکم الذکر بالجہر'' میں صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اجتماعی ذکر بالجہر (آواز ملا کر ذکر کرنے) کو ''بدعت'' لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ جماعتی شکل میں مسجد کے اندر بلند آواز سے ذکر کرنا اور درود شریف پڑھنا بقول حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بدعت ہے۔ اور انہوں نے بدعتیوں کی اس جماعت کو مسجد سے نکال دیا تھا۔'' [حکم الذکر بالجہر: ۱۴۲]

عکس، حکم الذکر بالجہر

اس سے معلوم ہوا کہ جماعتی شکل میں مسجد کے اندر بلند آواز سے ذکر کرنا اور درود شریف پڑھنا بقول حضرت ابن مسعود بدعت ہے اور انہوں نے بدعتیوں کی اس جماعت کو مسجد سے نکال دیا تھا حضرات صحابہ کرامؓ میں حضرت عبداللہؓ بن مسعود کا تفسیر فقہ اور علوم دینیہ میں جو مقام ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ جس چیز کو تمہارے لئے ابن مسعودؓ پسند کرے میں بھی تمہارے لئے اس چیز کو پسند کرتا ہوں اور اس پر راضی ہوں۔ (مستدرک ج۳ ص۳۱۹ قال الحاکمؒ والذہبیؒ صحیح) اور ایک روایت میں ہے کہ جس چیز کو ابن مسعودؓ میری امت کے لئے پسند کرے میں اس پر راضی ہوں (البدایہ ج۷ ص۳۱۷) اور نیز ارشاد فرمایا کہ جس چیز کو عبداللہؓ بن مسعود پسند نہ کرے میں بھی اس چیز کو تمہارے لئے پسند نہیں کرتا۔ (الاستیعاب ج۱ ص۳۵۹) ملاحظہ فرمائیں

جبکہ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی مجالس ذکر میں اسی بدعتی صورت کو اختیار کیے ہوئے ہیں اور اسے بدعت کہنے والوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ہماری دلی دعا ہے کہ: مجالس ذکر اللہ کو بدعت کہنے والوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے، تاکہ وہ توبہ کریں اور اپنی عاقبت برباد نہ کریں۔'' [ماہنامہ زکریا، جولائی تا ستمبر ۲۰۱۷ء، ص: ۴۰]

عکس، ماہنامہ زکریا

نوٹ: اکابر اہل اللہ کے ان ارشادات کے بعد ہماری دلی دعا ہے کہ مجالس ذکر اللہ کو بدعت کہنے والوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے، تاکہ وہ توبہ کریں اور اپنی عاقبت برباد نہ کریں۔

ذیقعدہ، ذی الحجہ ۱۴۳۸ھ ۴۰ جولائی، اگست، ستمبر 2017ء

حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کی جارحیت کی زد میں

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کے خلیفہ مجاز، قائد اہل سنت، وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ ماہنامہ حق چار یار کے حضرت جہلمی نمبر میں لکھتے ہیں:

[illegible] ۷۸ حضرت جہلمی نمبر

[illegible] ۱۹۹۸ء بحوالہ مجلس ذکر ۱۰ فروری ۱۹۶۶ء)
[illegible] حضرت … کی مجلس ذکر اور مروجہ مجالس ذکر میں بڑا فرق … لاؤڈ اسپیکروں کے ذریعہ کی جاتی ہیں۔ چنانچہ میں … خطیب جامع مسجد صدیق اکبر … راولپنڈی کی لاؤڈ اسپیکر … مجلس ذکر کے اشتہارات شائع ہوتے ہیں اور لوگوں کو بلا بلا … کی مجلس کے لئے (تداعی) لوگوں کو بلانا جائز … حضرت مولانا … احمد صاحب … [illegible]

اکابر اہل سنت

[illegible] … حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی … حضرت مولانا … شیخ العرب والعجم حضرت مولانا … [illegible]

[illegible]

عکس، ماہنامہ حق چار یار، حضرت جہلمی نمبر

جبکہ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی "اجتماعی مجالس ذکر بالجہر" کا "تداعی" کے ساتھ باقاعدہ اہتمام کرتے ہیں، اور انہیں "بدعت" قرار دینے والوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

بھی بھرپور تائید ہوتی ہے۔ افسوس ہے کہ بعض لوگ اپنے کو حضرت مدنیؒ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور مجالس ذکر کی مخالفت کرتے ہیں اور نعوذ باللہ اس کو بدعت قرار دیتے ہیں، ایسے ظالموں کو جلد توبہ کرلنی چاہئے ورنہ ذکر اللہ کی مخالفت کا وبال ان پر پڑے گا۔

محرم الحرام ۱۴۳۸ھ ۱۱ اکتوبر نومبر 2016ء

ماہنامہ زکریا

عکس، ماہنامہ زکریا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت اقدس حضرت مفتی [illegible] دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ::

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ مسجد میں چند آدمی ذکر یا درود شریف کیلئے جمع ہو جاتے ہیں اس مجلس میں درج ذیل امور کا پابندی سے لحاظ رکھا جاتا ہے ۔

۱:۔ تعیین یوم مخصوص کا التزام نہیں کیا جاتا بلکہ ایام مخصوصہ میں کرنے اور باقی اوقات میں نہ کرنے کی نفی کی جاتی ہے اور برا سمجھا جاتا ہے ۔

۲:۔ التزام نہ عقیدۃً ہوتا ہے نہ عملاً بلکہ اس مجلس میں ہی التزام کی نفی کی جاتی ہے ۔

۳:۔ التزام کی عملاً نفی ظاہر کرنے کیلئے کبھی چھوڑ بھی دیا جاتا ہے ۔ یا کسی غیر مقررہ وقت کر لیتے ہیں

۴:۔ دنیاوی مصلحت کیلئے کبھی کسی دن کو مقرر کر دیا جاتا ہے مثلاً ملازمت کی تعطیل یا متعلقین کی ذاتی مصروفیات سے فراغت کا دن جیسا کہ ہمارے مدارس کا نصاب اور نظام الاوقات وغیرہ اس مصلحت کو دینی مصلحت نہیں سمجھا جاتا بلکہ دنیاوی مصلحت ہی سمجھا جاتا ہے اور دینی مصلحت سمجھنے کی باقاعدہ تردید کی جاتی ہے ۔

۵:۔ انفرادی عمل کو ترجیح دی جاتی ہے اجتماعی عمل کو نہ سنت واجب نہیں سمجھا جاتا بلکہ فقط درجہ استحباب میں انفرادی عمل کے سکھانے یا ترغیب دینے کیلئے کیا جاتا ہے جیسا کہ ہمارے اکابر مثلاً امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ و حضرت مفتی محمد حسنؒ جامعہ اشرفیہ کے ہاں مجلس ذکر وغیرہ برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ کے ہاں مجلس ذکر اور مجلس درود شریف اور دارالعلوم دیوبند میں ختم خواجگان وغیرہ التزاماً نہیں بلکہ اہتماماً کیا جاتا رہا ہے ایسی مجلس اور اس میں شرکت کرنے کا از روئے قرآن و سنت کیا حکم ہے ؟

بینوا وتوجروا

والسلام

عبدالرحمٰن [illegible]

الجواب ۔۔۔ ۱۵۸۶

شرعاً اس میں کوئی مضائقہ نہیں ، مزید تفصیل کیلئے و منسلکہ فتویٰ ملاحظہ فرمائیں ۔

(حاشیہ: شرکت کرنے میں / اور شرکت کا)

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ کمال الدین عفی عنہ

دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴

۱۵/۸/۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح

بندہ محمد اشرف عفی عنہ

۱۵/۸/۱۴۱۵ھ

[illegible] میں دو چار یا اس سے کم [illegible] [illegible] کچھ مضائقہ نہیں [illegible] باقی آپ جو صورت [illegible] متعلق [illegible] حضرت اقدس الحاج مفتی رشید احمد صاحب مدظلہ [illegible] کی تحریر [illegible]

[illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود [illegible] غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱/۱۴۱۶ھ

[illegible]

ناجائز بنا دیں، اور پھر ان سے مشابہت ہو جائے اس لیے پورے ماہ [illegible]
کے اجتماعی نفلی اعتکاف اور اجتماعی ذکر و درود کی مجالس کے انعقاد کی [illegible]
[illegible] سے احتیاطاً اجتناب کرنا چاہیے، ہاں رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مسنون [illegible]
کرنا چاہیے کبھی کبھی پورے ماہ کا اعتکاف بھی کر لیا جائے تو مضائقہ نہیں [illegible]
ذکر و درود بھی انفرادی طور پر کرنا چاہیے، کبھی کبھی اجتماعی طور پر بھی کر لیا جائے
تو مضائقہ نہیں، ہمارے اکابرؒ کا یہی طریقہ رہا ہے اور یہی اسلم و احوط ہے

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح

[illegible]

دار الافتاء - دار العلوم کراچی ۱۴

الجواب صحیح

[illegible]

الجواب صحیح

[illegible]

دار الافتاء و الارشاد کراچی

الجواب ومنہ الصدق والصواب

صورت مسئولہ میں اگر چند آدمی ذکر یا درود شریف کیلئے کسی مجلس میں اجتماعی اہتمام
کریں اور استفتاء میں ذکر کردہ قیود و شرائط کے مطابق ہو۔ اور اس سے تجاوز نہ ہو
تو ایسا کرنا شرعاً جائز ہے۔ اور سلف صالحین کا عمل رہا ہے۔
اس طرح اجتماعی ذکر یا درود شریف میں افضل تو اخفاء ہی ہے جیسا کہ
تیسیر الفتاویٰ میں ہے۔

ان امور کی رعایت کرتے ہوئے یہ اجتماع جائز ہے [illegible] اور اس کی
شرعی حیثیت [illegible] جہری ذکر کرنا [illegible]
اس کا مقصد مبتدیوں کی ذکر سے انسیت پیدا کرنا ہے، ورنہ اصلاً ذکر تو تنہائی ہی میں کیا جاتا ہے۔ اور جو امور کہ
حضرات مشائخ بطور علاج تجویز فرماتے ہیں ان کی حیثیت علاج ہی کی ہوا کرتی ہے، شرعی عبادت کی
نہیں لہٰذا اس کو اس کی شرعی حیثیت سے آگے نہیں بڑھایا جاتا۔ واللہ اعلم

[illegible]

۸/۸/۱۵

انجمن دعوۃ الارشاد والتبلیغ

حضرو ضلع اٹک پاکستان

تاریخ ۲۹/۹/۱۹۹۹ء

فون 05779-3[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد

محترم المقام حضرت مولانا حافظ محمد زبیر عثمانی صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ بعافیت ہوں گے

آپ نے احقر کو مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ کی تصانیف و تحریرات کے متعلق تحریر لکھنے کا فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ آپ کا احترام مجھ پر واجب ہے جیسا اس میں الحمدللہ ہمیشہ کیا ہے اور انشاء اللہ کرتا رہوں گا۔ مگر یہ میرے بس سے باہر ہے کہ مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے صحابہ کرامؓ اور بالخصوص خلیفہ راشد ششم حضرت امیر معاویہؓ حضرت عمرو بن العاصؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ پر تنقید و تنقیص کے جو نشتر چلائے ہیں اس کی تصدیق و تائید یا حمایت میں ایک لفظ بھی لکھوں یا بولوں۔ صحابہ کرامؓ کی ذات عالی مجھے ہر تعلق اور ہر نسبت سے عزیز ہے اور الحمدللہ اس پاکیزہ جماعت کیلئے مجھے کسی قربانی سے دریغ نہیں

بندہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کے ان مقالہ جات پر ایمان لانے سے معذرت خواہ ہے

والسلام مع الاکرام

[illegible]

۱۸/ج-۲/۱۴۲۰ھ

اجتماعی ذکر کرنا دیوبندیت نہیں، بدعت ہے

شیخ الحدیث مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری مدظلہم [محدث: دارالعلوم دیوبند]

بعض بڑے بڑے حضرات لاؤڈ اسپیکر پر اجتماعی ذکر کراتے ہیں، جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مریدین میں بیٹھ کر وہ حضرت کہتے ہیں: لا الہ الا اللہ، پھر سب مریدین کہتے ہیں: لا الہ الا اللہ۔ یہ اجتماعی ذکر ہے۔ جو بدعت ہے۔ بڑے سے بڑا آدمی بھی کروائے، کوئی مفتی کروائے تب بھی بدعت ہے۔ یہ دیوبندیت نہیں ہے۔

پچاس (۵۰) سال سے میں خود اکابر دیوبند کو دیکھتا آرہا ہوں۔ اکابر دیوبند میں اجتماعی ذکر کہیں نہیں تھا۔ اَب دیوبندیوں میں بھی اجتماعی ذکر شروع ہو رہا ہے۔ یہ بدعت ہے۔ اِس سے بچنا چاہیے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا قدس سرہ کے ساتھ جو لوگ اعتکاف کرتے تھے، وہ اس طرح ذکر کرتے تھے کہ بیٹھتے تو سب ایک جگہ تھے، لیکن دائیں بائیں والوں کے ذکر سے بے پرواہ ہو کر ہر ایک اپنا اپنا ذکر کرتا تھا۔ کسی کا ذکر جلدی شروع ہوتا کسی کا دیر سے ختم ہوتا۔ یہ اجتماعی ذکر نہیں۔

اجتماعی ذکر یہ ہے کہ سب شرکاء آواز ملا کر ذکر کریں۔ اور یہ بدعت ہے۔

میرے بھائیو! جہاں تک میری آواز پہنچے، وہاں تک یہ بات پہنچاؤ کہ اجتماعی ذکر (کا مستقل معمول بنانا) غلط ہے۔ (ملخصًا) [تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب ہذا کا صفحہ نمبر: ۱۷۸۔۱۷۹]

مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب لکھتے ہیں:

''افسوس ہے کہ بعض ناخلف شیطانی اثر سے اِن مبارک مجالس کو بدعت کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے شر سے امت کو بچائے اور اُن کو بھی ہدایت دے۔'' [ماہنامہ زکریا، اپریل ۲۰۱۷ء، ص: ۲۶] ...... ''افسوس ہے کہ بعض لوگ اپنے کو حضرت مدنی رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور مجالس ذکر کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور نعوذ باللہ اس کو بدعت قرار دیتے ہیں۔'' [ایضا: ۲۲، مارچ ۲۰۱۷ء] ...... ''ہماری دلی دعا ہے کہ: مجالس ذکر اللہ کو بدعت کہنے والوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے، تاکہ وہ توبہ کریں اور اپنی عاقبت برباد نہ کریں۔'' [ماہنامہ زکریا، جولائی تا ستمبر ۲۰۱۷ء، ص: ۴۰] ...... ''ایسے ظالموں کو جلد توبہ کر لینی چاہیے، ورنہ ذکر اللہ کی مخالفت کا وبال اُن پر پڑے گا۔'' [ماہنامہ زکریا، اکتوبر، نومبر ۲۰۱۶ء، ص: ۱۱]